مالیگاؤں میں اردو صحافت کا تقابلی مطالعہ (ماضی و حال)

THE COMPARATIVE STUDY OF URDU JOURNALISM IN

MALEGAON (PAST & PRESENT)

A

THESIS

SUBMITTED

SHRI AGDISH PRASAD JHABARMAL TIBREWALA

UNIVERSITY, RAJASTHAN

FOR THE DEGREE OF

DOCTOR OF PHILOSPHY

IN

URDU

BY

AASIF IQBAL KHAILD AKHTAR

ENROLL MENT NO. 21914031

UNDER THE GUIDANCE OF

DR. KHAN USUF KHAN JABBAR

GUIDE REGRTRATION NO. J.JT/2KG/SSH/703

DEPARTMENT OF URDU

SHRI JAGDISH PRASAD JHABARMAL TIBREWALA

UNIVERSITY, VIDYANAGRI, JHUNJHNU-CHURU ROAD

JHUNJHNU RAJASTHAN

YEAR 2016

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا تقابلی مطالعہ (ماضی و حال)

INDEX فہرست

صفحہ نمبر	Chapters ابواب		نمبر
6-10	Abstract	ماحصل	1
11-22	Chapter No.1 Preamble	باب نمبر	2
23-26	Problem on Hand	مسائل	3
27-31	Research Objectives	مقاصد	4
32-33	Scopr of Research Work	وسعت	5
34-70	Chapter no:2.Review literature	باب نمبر ۲۔ مواد کا جائزہ	6
71-246	۸Chapter no 3-8	باب نمبر ۳۔۸	7
247-263	Summary and Conclusion	خلاصہ اور نتائج	8
264-270	Recommendations	سفارشات	9
271-272	Future Scope	وسعت برائے مستقبل	10
273-276	Limitations of Resrearch Work	حدود	11
277-288	Refrences	حوالہ جات	12
288-289	Bibliography	کتابیات	13
290-304	Apendix	ضمیمہ	14

ماحصل...Abstract

مالیگاؤں میں اردو صحافت کی ابتدا اندازاً ۱۹۱۱ء اور ۱۹۱۲ء کے درمیان ایک دینی رسالے سے ہوئی۔ مفید الانام نامی ایک دینی رسالہ جاری ہوا جس میں اصلاحی مضامین شائع ہوتے تھے۔ اس کے بعد معیارِ سخن (۱۹۲۳ء شعری گلدستہ) افتخارِ سخن (۱۹۲۳ء شعری گلدستہ) بہار (۱۹۲۳ء شعری گلدستہ) تاجدار (۱۹۲۴ء شعری گلدستہ) شائع ہوئے۔ ابتدا میں اس میں شعری ادب کی اشاعت ہوتی تھی۔ یہ رسالے اپنی اپنی انجمن کے ممبران کی تخلیقات شائع کرتے تھے۔ ۱۹۲۴ء میں ایک اہم رسالہ ''رسالہ ادب (قلمی)'' شائع ہوا۔ یہ رسالہ اپنے پہلے رسالوں ذرا مختلف تھا۔ اس میں شاعری اور نثر دونوں اشاعت پذیر ہوتی تھیں۔ اس طرح مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز ایک اصلاحی رسالے سے ہوا۔ اس کے بعد ادبی صحافت کا آغاز ہوا۔ یہ رسائل اگرچہ زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکے مگر مستقبل کی اردو صحافت کی راہ ہموار کر گئے۔

۱۹۱۲ء سے ۱۹۳۵ء تک صرف رسائل ہی جاری ہوئے اخباری صحافت کا میدان بالکل خالی رہا۔ ۱۹۳۵ء میں مالیگاؤں کی صحافت میں ایک انقلابی دور کا آغاز ہوا۔ شہر ایک نامور عالم دین، مصلح، صحافی، نثر نگار مولانا عبدالحمید نعمانی نے باقاعدہ اردو صحافت کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۹۳۵ء میں بیداری نام کا ایک ہفت روزہ اخبار جاری کیا۔ بیداری ایک اخبار ہی نہیں ایک مشن تھا۔ بیداری نے نہ صرف سماج میں بلکہ میدان صحافت میں بھی بیداری پیدا کر دی۔ مولانا نعمانی کے بیداری کے بعد اخبارات کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس کے بعد خان صاحب عبدالرحیم نے ۱۹۳۵ء میں ہی 'تاج' (ہفت روزہ) جاری کیا۔ محمد عمر جوشؔ نے ۱۹۴۶ء میں آزاد، ۱۹۴۸ء میں پیغام ۱۹۵۴ء میں آرزو نامی اخبارات جاری کئے۔ یہ اخبارات سیاسی، سماجی اور اصلاحی نوعیت کے تھے۔ مالیگاؤں میں عوامی آواز پہلا اخبار ہے جو خالص سیاسی بنیاد پر جاری کیا گیا حالاں کہ اس میں ادبی، اصلاحی اور دینی مضامین بھی اشاعت پزیر ہوتے ہیں۔ ۱۹۵۷ء میں محمد امین عشرت نے ہفت روزہ تہذیب جاری کیا۔ ۱۹۵۸ء میں عبدالمجید سرور نے تیور جاری کیا۔ ۱۹۶۰ء میں پہلا دینی اخبار نوائے مشرق جاری ہوا۔ یہ جماعت اسلامی کا آرگن تھا۔ اسے پہلے احمد نسیم مینا نگری نے جاری کیا تھا بعد میں لطیف عزیز کو دے دیا۔ لطیف جعفری نے کیفی نام سے ۱۹۶۳ء میں ایک ادبی اخبار جاری کیا جو بعد میں ادبی و سیاسی نوعیت اختیار کر گیا۔ ۱۹۶۵ء میں شورش (محمد عمر جوشؔ) جرأت ۱۹۶۵ئ (اطہرؔ الخیری)، ۱۹۶۶ء میں پسینہ (احمد نسیم مینا نگری) جاری ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں

مالیگاؤں میں اردو صحافت کی تاریخ میں ایک اور اضافہ ہوا۔محمد اسمٰعیل اکبر نے ایک مزاحیہ اخبار''اکبر ٹائمز'' جاری کیا۔یہ پہلا مزاحیہ اخبار تھا۔اسمیں خبروں کو بھی مزاحیہ انداز سے پیش کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ان اخبارات کی بھیڑ میں ہم سب، زبان خلق، بیباک، مالیگاؤں اردو ٹائمز، سرور ٹائمز، البیان (دینی)، السبیل (دینی۔جماعت اسلامی)، انصار ویکلی، زاہد، بے خطر وغیرہ کا اضافہ ہوا۔ان اخبارات میں زبان خلق پہلا ایسا اخبار ہے جو کچھ دنوں تک روز نامہ رہا۔مگر مستقل روز نامہ نہیں رہا۔۱۹۷۱''پیپلز''ڈیلی منظر عام پر آیا۔یہ مالیگاؤں کا پہلا باقاعدہ روز نامہ تھا۔اس اخبار کی ایک اور خاص بات یہ تھی کہ یہ پہلا ایسا اخبار تھا جو کسی غیر اردو داں (غیر مسلم) گووند مہادیو سونجے نے جاری کیا تھا۔اس کے بعد شہر یار (۱۹۷۱۔حمید اختر)، مالیگاؤں ویکلی، ثبات (۱۹۷۲ء احمد نسیم
مینانگری)، ندائے مالیگاؤں (۱۹۷۳۔نہال احمد)، انوارِ مطلع (۱۹۷۳۔محمد حسن مستری)، آؤ ہم سب
چلیں (۱۹۷۵۔شبیر احمد)، ندائے بنکر (اصغر انصاری۔۱۹۷۵)، ڈسپلین (۱۹۷۵۔کلیم احمد دانش)، یوتھ
آرگن (۱۹۷۵۔محمد ابراہیم)، حیات نو (سرفراز
افسر۔۱۹۷۶)، مزدور نمائندہ (۱۹۷۶۔سرفراز افسر) ہمزباں (۱۹۷۷۔سرفراز افسر) شوق (اشفاق احمد۔۱۹۷۷)، میعار زندگی (عبدالمجید ماجد۔۱۹۷۸) وغیرہ اخبارات کا اضافہ ہوتا رہا ان میں کچھ اخبارات جاری رہے کچھ بند ہو گئے۔اب تک مالیگاؤں کی اردو صحافت میں صرف سیاسی، ادبی، دینی اور اصلاحی اخبارات منظر عام پر آئے تھے۔۱۹۷۸ء سے مالیگاؤں میں تعلیمی صحافت کا آغاز ہوا۔عزیز الرحمٰن نے طالب علم نامی اخبار سے تعلیمی صحافت کا آغاز کیا بعد میں یہ رسالے میں تبدیل ہو گیا۔طالب علم مالیگاؤں کا پہلا تعلیمی اخبار ہے جو طلبہ کی رہنمائی کے لئے شروع کیا گیا۔۱۹۸۰ء میں طبی صحافت کا آغاز ہوا۔حافظ محمد ذکریا نے محافظ صحت کے نام سے پہلا طبی اخبار جاری کیا جو بعد میں بند ہو گیا۔بعد ازاں العروس (دینی۔۱۹۷۸۔محمد شمیم) انوار (دینی۔سنی مسلک۔محمد حسین شیدا) سٹی زن ٹائمز (۱۹۸۰ئ۔سیاسی۔شبیر سیٹھ) گائیڈنس (۱۹۸۰۔ڈاکٹر رمضان۔سیاسی) درس وتدریس (۱۹۸۰۔گل
ایوبی۔تعلیمی) چورن (مزاحیہ۔۱۹۸۰) سلسبیل (۱۹۸۱۔عبدالمطلب) الانصاف (۱۹۸۲۔ہاشم
انصاری) مالیگاؤں نیوز (۱۹۸۲ئ۔یوسف بھورے خان۔سیاسی) صحت وسائنس (۱۹۸۳۔ڈاکٹر
رمضان۔طبی) یادگار نشاط (۱۹۸۳۔مرتضیٰ انصاری۔سیاسی) تازیانہ (۱۹۸۵۔مبین خاں غازی۔سیاسی) وغیرہ کا اضافہ ہوا۔اب تک مالیگاؤں میں جاری ہوئے تمام اخبارات میں پیپلز ڈیلی کے علاوہ تمام اخبارات ہفت روزہ تھے۔مالیگاؤں کی اردو صحافت کسی روز نامے کا انتظار کر رہی تھی۔شہر کی آبادی میں بھی اضافہ ہو چکا تھا۔روز نامہ

اخبارات کے لئے ماحول ساز گار ہو چکا تھا۔ایسے میں ایک روز نامہ ’’شامنامہ‘‘(۱۹۸۷ئ)منظر عام پر آیا۔شامنامہ نے اردو صحافت میں نئے باب کا اضافہ کر دیا۔شامنامہ مالیگاؤں کا سب سے کامیاب اردو روز نامہ اخبار بن گیا۔ ۱۹۸۷ء میں خیال انصاری نے بچوں کی لئے خیر اندیش جاری کیا۔اب تک بچوں کے کئی رسائل منظر عام پر آچکے تھے ۔خیر اندیش پہلا بچوں کا اخبار ہے جو اب تک کامیابی سے جاری ہے ۔اس کے بعد مالیگاؤں کی اردو صحافت کے افق ہاشمی آواز(سیاسی۔۱۹۸۷ئ۔سمیع اللہ انصاری)ویورس ٹائمز (سیاسی ۔ ۱۹۸۷ء مصطفی نوری) آوازِ مالیگاؤں (سیاسی ۔ ۱۹۸۸ئ ۔شبیر سیٹھ) ایجوکیشن نیوز (۱۹۸۸ئ۔تعلیمی ۔شاہد خان) تبصرہ (سیاسی ۔ ۱۹۸۹ئ ۔اطہرؔ الخیری) حالات کی زنجیر (۱۹۹۱ئ ۔جاوید انور ۔سیاسی) مالیگاؤں افق، بلند اقبال، سرکھشا مہا سنگھ، نعمانی ٹائمز، معظم مجاہد، میٹھا میوہ وغیرہ نمودار ہوئے ۔اب تک زیادہ تر اخبارات ہفت روزہ اور سیاسی نوعیت کے رہے ۔ ۱۹۹۴ء میں ایک اخبار نے مالیگاؤں کی اردو صحافت میں نئے باب کا اضافہ کر دیا۔ ۱۹۹۴ء میں ثمینہ صالحاتی نے ’’الطاہرات‘‘ نامی ہفت روزہ اخبار جاری کر کے صحافت برائے نسواں کی داغ بیل ڈالی ۔الطاہرات مالیگاؤں کا ایسا پہلا اخبار تھا جو خواتین کے لئے اور خواتین کے ذریعے جاری کیا گیا۔الطاہرات صرف چند شماروں کے بعد بند ہو گیا۔مالیگاؤں میں اخبارات کی بھیڑ میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔اخبار اسلاف (دینی ۔ ۱۹۹۵ئ) نشان افق (سیاسی)، روز نامہ (روز نامہ ۔سیاسی) تحفظ ملت (سیاسی) عوامی عدالت (سیاسی) السا لک ٹائمز (سیاسی) پاسبان تعلیم (تعلیمی) بین السطور (سیاسی) نوید امن (سیاسی) سن آف مالیگاؤں (سیاسی) تحصیل علم (سیاسی) ڈسپلین (روز نامہ، سیاسی) نشان ہند (سیاسی) نشان نذیر (سیاسی) ترجمان شریعت (دینی) نوید شمش (دینی) محاذ (سیاسی) شب قرطاس (سیاسی) جمن ٹائمز (سیاسی) ترجمان اردو (روز نامہ ۔سیاسی) محبان اردو (سیاسی) بہار سنیت (دینی ۔سنی) بزم شاہین (تعلیمی، معلوماتی) آواز صداقت (سیاسی) کارپوریشن ٹائمز (سیاسی) صدائے انجمن (اسکولی) دیوان عام (سیاسی) چورن ٹائمز (مزاحیہ) حق کی روشنی (دینی) سنسنی کھوج (سیاسی) ستارۂ ادب (سیاسی) شفانامہ (طبی) گلشن روزگار (روزگار) اتحاد ٹائمز (سیاسی) جرأت ایمان (دینی) بنکر ایکسپریس (سیاسی) مالیگاؤں ایکسپریس (سیاسی) اعلان عام (سیاسی) میدان صحافت (سیاسی) جیسے اخبارات کا مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ان اخبارات میں زیادہ تر اخبارات ہفت روزہ رہے ۔چند اخبارات روز نامہ، دو اخبارات پندرہ روزہ اور ایک اخبار سہ روزہ رہا۔ان اخبارات میں بہت سے اخبارات مالی مشکلات اور خسارے کے سبب بند ہو گئے ۔اس عرصے میں حالیہ دہائی میں دو اخبارات نے مالیگاؤں میں اردو صحافت میں

نئے باب کااضافہ کیا۔مالیگاؤں میں اب تک صحافت برائے روزگار کے متعلق مکمل خاموشی تھی جب کہ دوسری زبانوں میں اس نوعیت کے اخبارات برسوں سے جاری ہیں۔گلشن روزگارنامی اخبار نے اس شعبے میں چھائی خاموشی کوتوڑ دیا۔دوسری اہم بات یہ ہوئی کہ اسکول کے بچوں کے لئے دواسکولوں نے اپنے ذاتی اخبارات جاری کئے ٹی۔ایم ہائی اسکول کا ''آئینۂ تعلیمی مرکز'' اوراے۔ٹی۔ٹی ہائی اسکول کا ''صدائے انجمن''۔مگر صدائے انجمن جلد ہی خاموش ہوگئی جب کہ آئینہ تعلیمی مرکز آج تک چمک رہا ہے۔

مالیگاؤں میں اردوصحافت کا آغاز ایک دینی رسالہ اورادبی صحافت سے ہوا۔ ۱۹۱۲ء میں سب سے پہلے ایک دینی رسالہ ''مفیدالانام'' جاری ہوا۔یہ ایک ماہنامہ تھا جسمیں دینی مضامین اورانجمن ہدایت الاسلام کی روداد شائع ہوتی تھی۔اگرچہ کہ یہ رسالہ زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکامگر اس نے مالیگاؤں میں اردوصحافت کی بناڈال دی۔اس کے بعد ۱۹۲۳ء میں یکے بعد دیگرے میعارِسخن،افتخارِسخن اور بہارمنظرعام پر آئے ان میں اوّل الذکر دو رسالے ماہانہ تھے جب کہ آخر الذکر رسالہ پہلے دو ماہی رہا بعد میں تین ماہی ہوگیا۔یہ رسالے شعری گلدستے تھے۔ان میں نثری تخلیقات شائع نہیں ہوتی تھیں۔بہارمالیگاؤں کا پہلا دوماہی اورسہ ماہی رسالہ تھا۔ ۱۹۲۴ء میں تاجداراورقلمی رسالہ ادب شائع ہوا۔رسالہ ادب مالیگاؤں کا پہلا ایسارسالہ تھا جس میں پہلی بارنظم کے ساتھ ساتھ نثر کی بھی اشاعت ہوئی۔رسالہ ادب کی خاص بات یہ رہی کہ یہ گیارہ سال تک جاری رہا۔رسالہ ادب کے بعد مالیگاؤں میں ادبی صحافت کادورشروع ہوا۔ ۱۹۴۷ء میں خورشید(ماہانہ۔ادبی)۱۹۵۰ء پیغام(ماہانہ۔ادبی)۱۹۶۱ء جمال (ادبی) ۱۹۶۲ء بچوں کا ساتھی (ماہانہ۔ادبِ اطفال) ہیرا(ادبِ اطفال ۔ماہانہ) ۱۹۶۶ ء اردوکومک(دو ماہی۔ادبِ اطفال)۱۹۷۱ء نویدنو(ادبی۔سہ ماہی)۱۹۷۳ء جلیس(ماہانہ۔ سماجی) ۱۹۷۴ء نشانات(دو ماہی۔ادبی)۱۹۷۷ء جواز(ادبی۔ماہانہ)ہمزباں ۱۹۷۷ء(ماہانہ۔ادبی)۱۹۷۹ء،گلاب کی مہک(ماہانہ۔ادب اطفال)روایت،۱۹۸۰(ماہانہ۔ادبی)صوت الحق۔۱۹۸۱ئ(ماہانہ۔دینی)گلشن۔۱۹۸۱(دینی۔پندرہ روزہ)مودّت۔ ۱۹۸۲،(پندرہ روزہ۔شیعہ جماعت)توازن۔ ۱۹۸۴ء (سہ ماہی۔ادبی)نامہ بر۔ ۱۹۹۳ء (ماہانہ۔ادبی)نعمت قرآن۔ ۱۹۹۳ء (ماہانہ ۔دینی)العدل۔ ۱۹۹۳ء (ماہانہ۔ دینی)جل پری۔ ۱۹۹۷ء(ادبِ اطفال۔ماہانہ)فاتحِ عالم۔ ۲۰۰۱(ماہانہ۔سیاسی)گلشن اطفال۔ ۲۰۰۷ء (ماہانہ۔ادب اِطفال)رفتارِادب۔ ۲۰۱۴(دوماہی۔ادبی)محبانِ ادب۔ ۲۰۱۴ء(ماہانہ۔ادب اِطفال)گلشن خواتین۔ ۲۰۱۵ئ۲۰۱۵(ماہانہ۔خواتین)مدرّس۔ ۲۰۱۵ء (ہفت روزہ۔تعلیمی)۔ان زائد از سو سالوں میں

ادبی اور دینی صحافت کے ساتھ ساتھ کئی دروازے کھلے۔بچوں کا ساتھی پہلا رسالہ برائے ادب اطفال رہا۔فاتح عالم نے مالیگاؤں میں سیاسی رسالے کی بنیاد ڈالی اگر چہ کہ یہ بنیاد بہت کچی ثابت ہوئی۔وہیں گلشن خواتین نے صحافت برائے نسواں کا باب کھول دیا مگر یہ باب بھی بہت جلد بند ہوگیا۔طالب علم نے تعلیمی رسالے کی حیثیت سے اپنا نام درج کرایا۔ان زائد از سو سالوں میں مالیگاؤں میں ۴۰ رسائل جاری ہوئے۔جن میں اب صرف پانچ رسائل جاری ہیں۔صوت الحق (دینی) گلشن اطفال (ادبِ اطفال) بیباک (ادبی) گلشن نعمانی (دینی) طالبِ علم (تعلیمی) مدرّس (تعلیمی) ہیں۔مالیگاؤں میں اگر چہ اردو صحافت کی ابتدا رسائل سے ہوئی مگر رسائل سے زیادہ سر سبز و شاداب میدان اخبارات کا رہا۔

(۱.۱)Chapter.1 باب اول

Preamble

(1.1) Introduction تعارف

اردو ادب میں بے شمار تحقیقی کام جاری ہیں، جن میں اردو شاعری، اردو افسانہ نگاری اور مختلف شعرا یا ادبا کے فن اور شخصیت کا موضوع چھایا ہوا ہے۔ ادب اطفال اور اردو صحافت کے موضوعات پر تحقیقی کام نا کے برابر ہیں۔ عصر حاضر ذرائع ابلاغ کا دور ہے۔ اکیسویں صدی ذرائع ابلاغ کی صدی ہے۔ اس لحاظ سے صحافت کی اہمیت روز بروز دوچند ہوتی جارہی ہے۔ ذرائع ابلاغ کی اہمیت کے پیش نظر اردو صحافت کے موضوع پر نظر ڈالیں تو تعجب ہوتا ہے کہ اس اہم موضوع پر کام نہیں ہو رہا ہے۔ اس لیے آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اردو صحافت اور اس کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کا کیا جائے تاکہ اردو ادب اور اردو زبان کے فروغ میں صحافت کا کردار سامنے آسکے۔

مالیگاؤں صوبہ مہاراشٹر کا اہم شہر ہے۔ مہاراشٹر جیسے مراٹھی لسانی خطے میں مالیگاؤں اردو کا ایک جزیرہ ہے۔ مالیگاؤں میں اردو بقا اور ترویج و اشاعت کے لیے بہت سی کوششیں ہوئیں ہیں، ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ مگر جس طرح سے مالیگاؤں میں اردو صحافت کا کردار ہے اس لحاظ سے مالیگاؤں کی اردو صحافت پر کام نہیں ہوا۔

آج مالیگاؤں کی ۸۰ فی صد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے اور ۲۰ فیصد آبادی غیر مسلم لوگوں کی ہے۔ مسلمانوں کی آبادی کا تقریباً نصف سے زیادہ مومن انصاری برادری کے بنکروں پر مشتمل ہے۔ مسلمانوں میں حیدرآباد سے پولس ایکشن کی مار جھیل کر آئے ہوئے خاندیش، دکن اور مراٹھواڑہ کے مسلمان، شاہ برادری، کچھی میمن برادری، بوہرہ برادری، قریش برادری، منصوری برادری، منیار برادری وغیرہ کے لوگ آباد ہیں۔ جبکہ غیر مسلم آبادی بھاوسار سماج، مالی سماج، سُتار سماج، تلنگے سماج، اہیر سورن سماج، شمپی سماج، برہمن سماج، تیلی سماج وانی سماج وغیرہ پر مُشتمل ہے۔ ۲۰۱۰ء کی مردم شماری کے مطابق مالیگاؤں کی کل آبادی ۵۹۰۹۹۸ (پانچ لاکھ نوے ہزار نو سو اٹھانوے) ہے جس میں مسلم آبادی ۸۰ فی صدی ہے۔ مسلمانوں میں زیادہ تر افراد کا پیشہ پارچہ بافی ہے۔

مالیگاؤں صوبۂ مہاراشٹر میں مسلمانوں کی اکثریت، مسجدوں، گنبدوں اور میناروں کا شہر، دینی مدرسوں، عصری تعلیم گاہوں، اور اہل علم کی بستی نیز دبستان اردو کی حیثیت سے اپنی منفرد شناخت رکھتا ہے۔ اس گہوارہ تعلیم میں ۸۴ (چوراسی) پرائمری اردو سرکاری اسکولوں میں کل تشنگانِ علم کی تعداد ۱۷۴۲۹ (سترہ ہزار چارسوانتیس) ہے۔ جن میں لڑکیوں کی تعداد ۸۸۱۴ (آٹھ ہزار آٹھ سو چودہ) اور لڑکوں کی تعداد ۸۶۵۱ (آٹھ ہزار چھ سو پندرہ) ہے۔ پرائیوٹ اردو پرائمری اسکولوں کی تعداد ۳۴ ہے جن میں ۳۳۸۷۱ (تینتیس ہزار آٹھ سو اکہتر) طالبانِ علم زیر تعلیم ہیں۔ جن میں ۱۷۴۳۷ (سترہ ہزار چارسو چونتیس) لڑکیاں اور ۱۶۴۳۴ (سولہ ہزار چارسو چونتیس) لڑکے تعلیم حاصل کرر ہے ہیں۔ ہائی اسکولوں کی تعداد ۳۰ ہے جن میں ۲۰۱۶۲ (بیس ہزار ایک سو باسٹھ) طلبہ اکتسابِ علم میں مصروف ہیں۔ جن میں ۹۹۲۸ (نو ہزار نوسو اٹھائیس) لڑکیاں اور ۱۰۲۴۳ (دس ہزار دوسو چونتیس) لڑکے زیورعلم سے آراستہ ہور ہے ہیں۔ اسی طرح چار جونیئر کالج چار اردو ڈی ایڈ کالج، تین بی ایڈ کالج دو ایم ایڈ کالج دو ڈی فارم کالج، دو بی فارم کالج، ایک ایم فارم کالج، ایک لڑکیوں کا سینیئر کالج، دو سینیئر کالج، ایک بی۔ یو۔ ایم۔ ایس کالج موجود ہیں۔ علاوہ ازیں مراٹھی اور انگلش زبان کی اسکولیں اور کالج ٹیکنیکل اور انجینئر نگ کالج الگ ہیں۔

مالیگاؤں شہر میں دینی تعلیم کا جال بچھا ہے جس میں لڑکوں کے ۱۲ مدرسے ہیں جن میں شہر اور بیرونِ شہر کے ہزاروں طلبہ زیر تعلیم ہیں لڑکیوں کے ۷ مدرسے ہیں جہاں نہ صرف شہر بلکہ بیرونِ شہر سے بھی حصولِ علم کی خاطر طالبات آتی ہیں، لڑکیوں کا ایک بین الاقوامی مدرسہ بھی ہے جہاں بیرونِ ملک سے بھی طالبات تشریف لاتی ہیں۔

مالیگاؤں اردو کا جزیرہ، اہلِ علم کی بستی، اور اردو ادب کے سپاہیوں کی بستی ہے۔ یہاں اہلِ ذوق وادب کی کثیر تعداد موجود ہے جو ہمہ وقت مصروفِ مطالعہ رہتی ہے۔ اپنے ذوقِ مطالعہ کی تسکین کے لیے کتب خانوں اور دارالمطالعہ کا رخ کرتی ہیں۔ اسی لیے شہر مالیگاؤں میں چھوٹے بڑے کل ۱۷ کتب خانے ہیں جن میں ہزاروں کتابوں کا خزانہ موجود ہے، اور ہزاروں تشنگانِ علم یہاں سے اپنے علم کی پیاس بجھا رہے ہیں۔ یہاں کی سب سے قدیم اردو کتب خانہ ''اردو لائبریری'' ہے۔ اردو لائبریری نے اپنی زندگی کے ۱۰۷ سال مکمل کر لیے ہیں۔ یہ لائبریری ''اے'' درجہ کی ہے۔ اس میں ۱۰۰۰۰ ہزار نئی اور قدیم کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے۔ اس لائبریری سے نہ صرف شہر مالیگاؤں بلکہ بیرونِ شہر کے محققین بھی استفادہ کرتے ہیں۔

شہر مالیگاؤں میں اردو کا بول بالا ہے۔ یہاں اہلِ اردو کی کثیر تعداد ہونے کے سبب بڑی تعداد میں کتابوں کی طباعت ہوتی ہے۔اسی لیے یہاں ۱۹۳۵ء میں سب سے پہلا چھاپہ خانہ قائم ہوا جسے مولانا عبدالحمید نعمانی صاحب نے قائم کیا۔آہستہ آہستہ بہت سے چھاپہ خانے کھل گئے۔جس کی وجہ سے اردو ادب کی قدیم اور جدید کتابوں کی اشاعت کی راہ آسان ہوگئی۔آج شہر مالیگاؤں میں کل ۱۰ چھاپہ خانے جاری ہیں جہاں سے اردو کی کتابیں شائع ہو رہی ہیں۔

مالیگاؤں ابتدا ہی سے اردو ادب کے فروغ اور بقا کے لیے اپنا ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔یہ اردو کا دبستان ہے۔ یہاں شعرا،ادبا،محققین،مدبرین،اساتذہ،اردو خطاط،اور صحافیوں کی کثیر تعداد مصروفِ خدمت ہے۔ یہاں اردو شاعری کی ابتدا ۱۸۵۰ء سے ہو چکی تھی۔شعرا میں ''ادیب الملک'' ادیبؔ مالیگانوی، سہیلؔ مالیگانوی،دانشؔ،شوقؔ،قمرؔ،مسلمؔ،حفیظؔ،وغیرہ کے پہلے سے آج تک جدید اور قدیم شعرا کی ایک کہکشاں ہے۔ جنھوں نے اردو ادب میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔اخترؔ مالیگانوی نے مرزا غالبؔ کے پورے دیوان کی تظمین لکھی، سہیلؔ مالیگانوی نے رباعیات میں نام پیدا کیا،سلیم شہزادؔ نے فرہنگِ ادبیات اور فرہنگِ لفظیات غالب لکھ کر اردو ادب میں گراں قدر اضافہ کیا،وہیں تحقیق کے میدان میں ڈاکٹر اشفاق انجم نے مالیگاؤں کے چار سو شعرا پر تحقیقی وتنقیدی کام کیا،ڈاکٹر الیاس صدیقی نے ۵۸ انشا نگاروں پر اور مالیگاؤں کی مستند تاریخ کا تحقیقی کام کیا،رمضان فیمس نے اشعار کو تال سے ناپنے کا نیا فلسفہ پیش کیا۔وہیں اردو ادبِ اطفال کا میدان بھی خالی نہیں رہا۔ بچوں کے ادب پر بہت سے شعرا نے شعری اور نثری ادب تخلیق کر کے شائع کروایا۔صرف مالیگاؤں کی تاریخ پر اب تک ۸ کتابوں کی اشاعت ہو چکی ہے۔رحمانی پبلیکیشنز نے بچوں کے ادب اب تک ہزاروں کتابیں شائع کر چکا ہے۔مالیگاؤں کے مشہور شاعر عتیق احمد عتیقؔ نے توازن نامی سہ ماہی رسالہ شروع کیا اور تادم حیات جاری رکھتے ہوئے اردو ادب کی بیش بہا خدمت سرانجام دی۔

مالیگاؤں میں اردو ادب کی تخلیق کا کام ۱۸۵۰ء سے شروع ہو چکا تھا۔ابتدا میں شاعری پر زیادہ زور رہا اکثر لوگ شاعری کرتے تھے۔حفیظؔ مالیگانوی نے اپنی کتاب ''نقوش'' میں پہلے شاعر کے طور پر ''منشی عبدالکریم'' کا تذکرہ کیا ہے جن کی تاریخ ولادت ۱۸۳۰ء ہے۔اگر انہوں نے اپنی عمر کے بیسویں سال میں شاعری شروع کی ہوگی تو شاعری کا ابتدائی سال اندازاً ۱۸۵۰ء ہوگا۔لہٰذا مالیگاؤں میں شاعری کی ابتدا ۱۸۵۰ء سے ہے۔ مالیگاؤں میں اردو شاعری کی ابتدا سے آج تک شاعری کے آسمان پر بے شمار شعرا نمودار ہوئے اور

اپنی اپنی روشنی بکھیر کر چلے گئے۔شعرا کا یہ قافلہ ہزاروں پر مشتمل ہے جنہوں نے نہ صرف مالیگاؤں میں اردو ادب کو پروان چڑھایا بلکہ اردو کے ادبِ عالیہ میں بھی گراں قدر اضافہ کیا۔

ڈاکٹر الیاس صدیقی نے اپنی کتاب ''مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری'' میں لکھا ہے کہ ''مقامی تذکروں میں ۱۸۸۰ء اور اس کے آس پاس کا زمانہ مالیگاؤں میں اردو شاعری کی ابتدا کا زمانہ تسلیم کیا گیا ہے''۔اس خیال کو تسلیم کرنے میں کئی باتیں مانع ہیں۔

(۱) حفیظؔ مالیگانوی نے اپنی کتاب ''نقوش'' میں مالیگاؤں کے پہلے شاعر کے طور پر ''منشی عبدالکریم'' کا تذکرہ کیا ہے جن کی تاریخِ ولادت ۱۸۳۰ء ہے۔اگر یہ قیاس کیا جائے کہ منشی صاحب نے شاعری کی ابتدا اپنی عمرِ رفتہ کے بیسویں سال میں کی ہوگی تو ابتدئے شاعری کا سال اندازاً ۱۸۵۰ء بنتا ہے۔یہ خیال زیادہ قرینِ قیاس لگتا ہے۔

(۲) صدیقی صاحب کی بات اگر صحیح مانیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ منشی صاحب نے شاعری کی ابتدا اپنی عمرِ رفتہ کے ۵۰ ویں سال میں کی۔یہ خیال دوراز قیاس معلوم ہوتا ہے۔

(۳) صدیقی صاحب نے اس بات کا حوالہ نہیں دیا کہ کن مقامی تذکروں میں ۱۸۸۰ء کا زمانہ مالیگاؤں میں اردو شاعری کی ابتدا کا تسلیم کیا گیا ہے؟اور اس کے کیا ثبوت ہیں؟

لہٰذا درج بالا بحث سے یہ بات زیادہ قرینِ قیاس معلوم ہوتی ہے کہ مالیگاؤں میں اردو شاعری کی ابتدا اندازاً ۱۹۵۰ء سے ہوئی ہوگی۔

اسی طرح اردو نثر کی ابتدا بھی کم وبیش اسی زمانے میں ہوگئی ہوگی۔مگر اردو نثر کے کچھ نمونے ۱۹۰۰ء سے دستیاب ہیں۔ڈاکٹر الیاس صدیقی صاحب نے مالیگاؤں میں اردو نثر کی باقاعدہ ابتدا انیسویں صدی کے آخری پچاس سال اور بیسویں صدی کی پہلی دہائی قرار دیا ہے حالاں کہ یہ بات بھی دوراز قیاس معلوم ہوتی ہے کہ اردو شاعری اور نثر کی ابتدا کے درمیان اتنا خلا کیوں ہے؟جب کہ ابتدائی شعرا زبان وبیان کے معاملے میں بعد کے شعرا سے آگے تھے۔بہر کیف مالیگاؤں میں اردو نثر میں زبردست کام ہوئے۔ڈاکٹر الیاس صدیقی نے نثر نگاروں تذکرہ قلمبند کیا۔بے شمار افسانے ،ناول،اور ادبِ اطفال تحریر کیے گئے۔اسی دور میں اردو صحافت کا آغاز ہوا۔مالیگاؤں اردو صحافت کا آغاز سب سے پہلے قلمی رسالوں سے ہوا۔بعد میں اردو اخبارات جاری ہوئے۔ابتدا میں قلمی اخبارات شروع ہوئے۔۱۹۳۵ء میں باقاعدہ اردو صحافت کا آغاز ہوا۔۱۹۳۵ء میں

مولانا عبدالحمید نعمانی صاحب نے بیداری نام سے پہلا باقاعدہ اخبار جاری کیا۔اس کے بعد اردو اخبارات کا ایک قافلہ بنتا گیا۔جن میں ادبی، دینی ، مذہبی، سیاسی ،طبی، سائنسی ،ادبِ اطفال ،سماجی،اور خواتین کے لیے مختلف اخبارات جاری ہوئے کچھ اخبارات و رسائل بند ہوئے تو کچھ نئے اخبارات ورسائل شروع ہوتے گئے۔ابتدا سے آج تک کل ۱۸۱ اخبارات جاری ہوئے جن میں سے فی الحال ۴۰ اخبارات جاری ہیں۔کل ۴۰ رسائل جاری ہوئے جن میں فی الحال صرف ۲ جاری ہیں۔اسی طرح ابتدائی دور میں ۱۲ قلمی رسالے جاری ہوئے جن میں زیادہ تر ناپید ہیں۔

شہر مالیگاؤں کی ادبی وثقافتی فضا خوش گوار ہے۔یہاں کئی ادبی وثقافتی انجمنیں قائم ہیں جو نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پرواہ کی مصداق اردو ادب وثقافت کے فروغ اور بقامیں ہمہ تن مصروف ہیں۔انجمن ارتقائے ادب، انجمن ناموسِ ادب،زندہ دلانِ مالیگاؤں،وغیرہ شعری انجمنیں ہیں جو طرحی اور غیر طرحی شعری محفلوں کا کامیابی سے انعقاد برسہا برس سے کرتی چلی آرہی ہیں۔وہیں ادارہ نثری ادب اور انجمن محبانِ ادب،انجمن ترقی پسند مصنفین، عالمی افسانچہ فاؤنڈیشن نامی ادارے نثری تقریبات کا انعقاد برسہا برس سے انتہائی کامیابی کے ساتھ کرتی چلی آرہی ہیں۔یہاں ہر ماہ کم از کم چار محفلِ افسانہ منعقد ہوتی ہیں جن میں نئے اور پرانے افسانہ نگار اپنی تخلیقات پیش کرتے ہیں جن پر آزادانہ تنقید وتبصرہ کیا جاتا ہے۔اکثر وبیشتر آل انڈیا مشاعروں کا انعقاد ہوتا ہے جن میں ملک کے نامور شعرا شرکت کرتے ہیں۔

اسی طرح شہر مالیگاؤں میں محفلِ موسیقی اور شبِ غزل کا انعقاد سال میں کئی مرتبہ کیا جاتا ہے۔ان محفلوں میں مقامی موسیقار اردو کی نظمیں اور غزلیں پیش کرتے ہیں۔ایک مقامی موسیقار رمضان فیمس نے تو اردو کے سب سے مشہور شاعر مرزا غالب کی ۱۰۰ غزلوں کو سروں سے آراستہ کر کے نہ صرف اردو ادب اور اردو دنیا میں بلکہ غزل گائیکی کی دنیا میں اپنی نوعیت کا ایک انوکھا کارنامہ انجام دیا ہے جو کہ اپنے آپ میں ایک ریکارڈ ہے۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز مومن برادری کے بنکروں نے کیا۔اگر چہ کہ یہاں پہلے سے عرب فوجی اور ان کے خاندان آباد تھے۔خاندیش سے روز گار کی تلاش میں آئے ہوئے مسلمان بھی آباد تھے۔۱۸۵۷ء کی جد وجہد آزادی کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے انتقامی کاروائی شروع کی اور بغاوت میں پیش پیش رہنے والے مومن بنکروں کی آزمائش کا دور شروع ہوگیا۔ان کے کاروبار کو ختم کردیا گیا۔دست کاروں کے انگوٹھے کاٹ

دیے گئے۔انہیں گھر سے بے گھر کر دیا گیا۔ درختوں سے لٹکا کر پھانسی دی گئی۔زمین جائداد ضبط کر لیے گئے۔ مدرسوں کو تہس نہس کر دیا گیا۔ گولی ماری گئی۔غرض ہر طرف سے خانماں برباد جولاہے روزی روٹی اور امن وسکون کی تلاش میں قافلہ در قافلہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔اپنے کاندھوں پر اپنا گھر بار اٹھائے ایک غیر یقینی مستقبل کی تلاش میں آگرہ روڈ سے جنوبی ہند کی طرف کوچ کر گئے۔کہاں جائیں گے کیا کریں گے کچھ معلوم نہ تھا۔جنوبی ہند شمالی ہند کی بہ نسبت پر سکون تھا۔ یہاں بغاوت کی آگ ایسی شدید نہ تھی۔اپنا بچا کچا ساز وسامان اٹھائے، پیدل اور بیل گاڑیوں پر آگرہ روڈ پر ایک نا معلوم مستقبل کی جانب چل پڑے۔راستے میں جہاں مناسب مقام سمجھ میں آیا وہیں ڈیرہ ڈال دیا۔جبلپور، ناگپور کامٹی ،شاہدہ، دھولیہ ،مالیگاؤں ،ایولہ ،بھیونڈی اور ممبئی تک پہنچ گئے۔ان مومن بنکروں نے سب سے پہلے گھروں کی تعمیر کی تا کہ رہنے کو چھت میسر ہو جائے۔پھر اپنے ساتھ لائے دستی کرگھوں کو لگایا اور اس سے کسب معاش شروع کیا۔ذرا حالات ٹھیک ہوئے تو اللہ کی عبادت کے لئے مسجدیں تعمیر کیں۔بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے مدرسوں کا قیام کیا۔مقامی باشندوں نے ان جولاہوں کا ساتھ دیا اور مدد کی۔آہستہ آہستہ مہاجرین کی تعداد بڑھنے لگی۔جب حالات معمول پر آنے لگے۔روٹی روزی اور گھروں کا انتظام ہو گیا تو خوشحالی بھی آنے لگی۔ان مہاجرین میں ایک سے بڑھ کر ایک شخصیات تھیں۔ان میں شعرا،ادبائ، خطاط،علماء اور حفاظ بھی تھے۔جیسے جیسے خوشحالی آتے گئی ویسے ویسے ان لوگوں نے تہذیب وثقافت اور علوم وفنوں کی طرف توجہ کی۔مدارس میں تعلیم وتربیت کا سلسلہ جاری کیا۔شعر وشاعری کی محفلیں سجنے لگیں۔ بقول ڈاکٹر الیاس صدیقی "مالیگاؤں میں انیسویں صدی کے آخری پچاس سال اور بیسویں صدی کی پہلی دہائی کی طویل رات گل وبلبل کے افسانوں اور عشق ومحبت کے ترانوں میں بسر ہوگئی۔شاعری کے دنگل ہوتے رہے، مرثیوں کے مقابلے ہوتے رہے،بدیہہ گوئی کے کمالات سکھائے جاتے رہے۔شعری محفلوں میں چشمکیں چلتی رہیں۔" (مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۔۷۵۔ڈاکٹر الیاس صدیقی) مگر ابھی تک نثر نگاری کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ مالیگاؤں میں اردو شاعری کی ابتدا کا زمانہ ۱۸۸۰ء کا مانا جاتا ہے۔جبکہ نثر نگاری آغاز ۱۹۱۰ء میں مانا جاتا ہے ۔نثر کے آغاز کے بعد یہاں کتابیں لکھی گئیں ۔مختلف موضوعات پر مضامین لکھے جانے لگے۔ مالیگاؤں میں اس وقت چھاپا خانہ نہیں تھا اس لئے ان تخلیقات کو شائع کرنا بھی جوئے شیر لانے کے برابر تھا۔مگر ان تخلیق کاروں نے ہمت نہیں ہاری۔ممبئی، آگرہ ،منگلور اور کانپور جیسے دور دراز کے مطابعوں سے کتابیں چھپوائیں۔اور تقسیم کروائیں۔شاعری کے بعد نثر نگاری کا سلسلہ دراز رہا۔ایک کے بعد ایک نثر نگار آتے گئے اور

نثر نگاری کا کارواں بڑھتا گیا۔ نئے نئے مضمون نگار میدان میں آتے گئے۔لیکن اب تک مالیگاؤں میں صحافت کا آغاز نہیں ہوا تھا۔مضمون نگار اپنے مضامین بیرون شہر کے اخبارات ورسائل میں چھپواتے تھے۔ان میں ممبئی، دہلی، آگرہ وغیرہ کے اخبارات ورسائل شامل ہیں۔ان اخبارات ورسائل میں مومن (کلکتہ)اجمل (ممبئی) ترجمان مومن انصار (بنارس) ماہنامہ مومن (بدایوں) رہنمائے تعلیم (لاہور) خلافت (ممبئی) ہفتہ وار ندیم (ممبئی) ہفتہ وار صداقت (ممبئی) تعلیم تربیت (لاہور) انصار (سہارنپور)، مساوات، پھلواری شریف (پٹنہ) الوارث (ممبئی) روزنامہ ہلال (ممبئی)، ہفتہ وار سروش (ممبئی) وغیرہ اخبارات شامل ہیں۔اس وقت تک مالیگاؤں میں چھاپہ خانہ نہیں تھا۔ دور دراز کے شہروں سے کتابیں اور اخبارات چھپوانا نہایت مشکل اور صبر آزما کام تھا۔سفر بہت مشکل تھا۔آج کی طرح آرام دہ گاڑیاں نہیں تھیں۔راستے خستہ حال تھے۔خود چھاپہ مشینیں ترقی یافتہ نہیں تھیں۔پتھر کی سلوں کو گھس کر عکس بندی کی جاتی تھی اور چھپائی کا کام ہوتا تھا۔یہ کام بھی دقت طلب تھا۔کبھی پتھر کی سلیں ٹوٹ جاتیں۔کبھی چھپائی صاف ستھری نہیں ہوتی تھی۔ان مشکلات کا حل اہل مالیگاؤں نے یہ نکالا کہ قلمی رسالے شروع کردیے۔ مالیگاؤں میں ۱۸۸۰ء میں شاعری کا آغاز ہو چکا تھا۔ ۱۹۱۰ء میں نثر نگاری کی ابتدا ہوئی ۔مگر صحافت کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی حالاں کہ نثر نگاروں کی تخلیقات بیرون شہر اخبارات ورسائل میں شائع ہوتی تھیں۔آخر کار کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے۔ مالیگاؤں میں اردو صحافت کی ابتدا ۱۹۱۲ء میں ایک دینی رسالے سے ہوئی۔مفید الانام نامی رسالہ جاری ہوا۔اس میں اصلاحی مضامین ہوتے تھے۔اس کے بعد معیار سخن (۱۹۲۳ئ۔شعری گلدستہ)افتخار سخن (۱۹۲۳ئ۔شعری گلدستہ) بہار (۱۹۲۳ئ۔شعری گلدستہ) تاجدار (۱۹۲۴ئ۔شعری گلدستہ) شائع ہوئے۔ابتدا میں اس میں شاعری شائع ہوتی تھی۔ یہ رسالے اپنی اپنی انجمن کے ممبران کی تخلیقات شائع کرتے تھے۔اس میں عوام کا کوئی دخل نہیں تھا۔ ۱۹۲۴ء میں ایک اہم رسالہ ''رسالہ ادب (قلمی)'' شائع ہوا۔ یہ رسالہ اپنے پہلے رسالوں سے ذرا مختلف تھا۔اس میں شاعری اور نثر دونوں اشاعت پذیر ہوتی تھیں۔اس طرح مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز ایک اصلاحی رسالے سے ہوا۔لیکن یہ باقاعدہ صحافتی اصولوں کے مطابق نہیں تھا۔اس کے بعد ادبی صحافت کا آغاز ہوا۔ان ادبی رسائل نے مالیگاؤں میں باقاعدہ اردو صحافت کی راہیں ہموار کردی تھیں۔اور مستقبل میں اردو صحافت کی فضا پیدا کردی تھی۔ یہ رسائل اگرچہ زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکے مگر مستقبل کی اردو صحافت کی راہ ہموار کر گئے۔

اب تک صرف رسائل ہی جاری ہوئے اخباری صحافت کا میدان بالکل خالی تھا۔ ۱۹۳۵ء میں مالیگاؤں کی صحافت میں ایک انقلابی دور کا آغاز ہوا۔ شہر ایک نامور عالم دین، مصلح، صحافی، نثر نگار مولانا عبدالحمید نعمانی نے با قائدہ اردو صحافت کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۹۳۵ء میں بیداری نام کا ایک ہفت روزہ اخبار جاری کیا۔ بیداری ایک اخبار ہی نہیں ایک مشن تھا۔ بیداری نہ صرف سماج میں بلکہ میدان صحافت میں بھی بیداری پیدا کردی۔ مولانا نعمانی کے بیداری کے بعد اخبارات کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس کے بعد خان صاحب عبدالرحیم نے ۱۹۳۵ء میں ہی تاج (ہفت روزہ) جاری کیا۔ محمد عمر جوشؔ نے ۱۹۴۶ء میں آزاد، ۱۹۴۸ء میں پیغام ۱۹۵۴ء میں آرزو نامی اخبارات جاری کئے۔ یہ اخبارات سیاسی، سماجی اور اصلاحی نوعیت کے تھے۔ مالیگاؤں میں عوامی آواز پہلا اخبار ہے جو خالص سیاسی بنیاد پر جاری کیا گیا حالاں کہ اس میں ادبی، اصلاحی اور دینی مضامین بھی اشاعت پذیر ہوتے ہیں۔ ۱۹۵۷ء میں محمد امین عشرت نے ہفت روزہ تہذیب جاری کیا۔ ۱۹۵۸ء میں عبدالمجید سرور نے تیور جاری کیا۔ ۱۹۶۰ء میں پہلا دینی اخبار نوائے مشرق جاری ہوا۔ یہ جماعت اسلامی کا آرگن تھا۔ اسے پہلے احمد نسیم مینا نگری نے جاری کیا تھا بعد میں لطیف عزیز کو دے دیا۔ لطیف جعفری نے کیفی نام سے ۱۹۶۳ء میں ایک ادبی اخبار جاری کیا جو بعد میں اپنی ادبی شناخت کھو بیٹھا۔ ۱۹۶۵ء میں شورش (محمد عمر جوشؔ) جرأت ۱۹۶۵ء (اطہر الخیری)، ۱۹۶۶ء میں پسینہ (احمد نسیم مینا نگری) جاری ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں مالیگاؤں میں اردو صحافت کی تاریخ میں ایک اور اضافہ ہوا محمد اسمٰعیل اکبر نے ایک مزاحیہ اخبار ''اکبر ٹائمز'' جاری کیا۔ یہ پہلا مزاحیہ اخبار تھا۔ اسمیں خبروں کو بھی مزاحیہ انداز سے پیش کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ ان اخبارات کی بھیڑ میں ہم سب، زبان خلق، بیباک، مالیگاؤں اردو ٹائمز، سرور ٹائمز، البیان (دینی)، السبیل (دینی۔ جماعت اسلامی)، انصار ویکلی، زاہد، بے خطر وغیرہ کا اضافہ ہوا۔ ان اخبارات میں زبان خلق پہلا ایسا اخبار ہے جو کچھ دنوں تک روز نامہ رہا مگر مستقل روز نامہ نہیں رہا۔ ۱۹۷۱ئ ''پیپلز'' ڈیلی منظر عام پر آیا۔ یہ مالیگاؤں کا پہلا باقائدہ روز نامہ تھا۔ اس اخبار کی ایک اور خاص بات یہ تھی کہ یہ پہلا ایسا اخبار تھا جو کسی غیر اردو داں (غیر مسلم) گووند مہادیو سونجے نے جاری کیا تھا۔ اسکے بعد شہر یار (۱۹۷۱۔ حمید اختر)، مالیگاؤں ویکلی، ثبات (۱۹۷۲ء احمد نسیم مینا نگری)، ندائے مالیگاؤں (۹۱۷۳۔ نہال احمد)، انوارِ مطلع (۱۹۷۳۔ محمد حسن مستری)، آؤ ہم سب چلیں (۱۹۷۵۔ شبیر احمد)، ندائے بنکر (اصغر انصاری۔ ۱۹۷۵ئ)، ڈسپلین (۱۹۷۵ئ۔ کلیم احمد دانش)، یوتھ آرگن (۱۹۷۵ئ۔ محمد ابراہیم)، حیات نو (سرفراز افسر۔ ۱۹۷۶ئ)، مزدور نمائندہ (۱۹۷۶ئ۔ سرفراز افسر) ہم

زباں (۱۹۷۷۔سرفراز افسر) شوق (اشفاق احمد۔۱۹۷۷)، میعارزندگی (عبدالمجید ماجد۔۱۹۷۸) وغیرہ اخبارات کا اضافہ ہوتا رہا ان میں کچھ جاری رہے کچھ بند ہو گئے۔اب تک مالیگاؤں کی اردو صحافت میں صرف سیاسی ،ادبی، دینی اور اصلاحی اخبارات منظر عام پر آئے۔۱۹۷۸ء سے مالیگاؤں میں تعلیمی صحافت کا آغاز ہوا۔عزیز الرحمن نے طالب علم نامی اخبار سے تعلیمی صحافت کا آغاز کیا بعد میں یہ رسالے میں تبدیل ہو گیا۔طالب علم مالیگاؤں کا پہلا تعلیمی اخبار ہے جو طلبہ کی رہنمائی کے لئے شروع کیا گیا۔۱۹۸۰ء میں طبی صحافت کا آغاز ہوا۔حافظ محمد ذکریا نے محافظ صحت کے نام سے پہلا طبی اخبار جاری کیا جو بعد میں بند ہو گیا۔بعد از اں العروس (دینی۔۱۹۷۸ئ محمد شمیم) انوار (۱۹۷۹ء دینی۔سنی مسلک۔محمد حسین شیدا میرٹھی) سٹی زن ٹائمز (۱۹۸۰ئ۔سیاسی۔شبیر سیٹھ) گائیڈنس (۱۹۸۰ئ۔ ڈاکٹر رمضان۔سیاسی) درس وتدریس (۱۹۸۰ئ۔گل ایوبی۔تعلیمی) چورن (مزاحیہ۔ ۱۹۸۰ئ) سلسبیل (۱۹۸۱ئ۔ عبدالمطلب) الانصاف (۱۹۸۲ئ۔ہاشم انصاری) مالیگاؤں نیوز (۱۹۸۲ئ۔یوسف بھورے خان۔سیاسی) صحت وسائنس (۱۹۸۳ئ۔ڈاکٹر رمضان۔طبی) یادگار نشاط (۱۹۸۳ئ۔مرتضیٰ انصاری سیاسی) تازیانہ (۱۹۸۵ئ۔مبین خاں غازی۔سیاسی) وغیرہ کا اضافہ ہوا۔اب تک مالیگاؤں کی اردو صحافت میں تقریباً ۵۶ اخبارات جاری ہوئے ان میں پیپلز ڈیلی کے علاوہ تمام اخبارات ہفت روزہ تھے۔مالیگاؤں کی اردو صحافت کسی روز نامے کا انتظار کر رہی تھی۔شہر کی آبادی میں بھی اضافہ ہو چکا تھا۔روز نامہ اخبارات کے لئے ماحول سازگار ہو چکا تھا۔ایسے میں ایک روز نامہ ''شامنامہ'' (۱۹۸۷ئ) منظر عام پر آیا۔شامنامہ نے اردو صحافت میں نئے باب کا اضافہ کر دیا۔اس طرح شامنامہ مالیگاؤں کا پہلا باقاعدہ اور مستقل روز نامہ اخبار بن گیا۔۱۹۸۷ء میں خیال انصاری نے بچوں کی لئے خیر اندیش جاری کیا۔اب تک بچوں کے کئی رسائل منظر عام پر آچکے تھے۔خیرا ندیش پہلا بچوں کا اخبار ہے جو اب تک کامیابی سے جاری ہے۔اس کے بعد مالیگاؤں کی اردو صحافت کے افق پر ہاشمی آواز (سیاسی۔۱۹۸۷ئ۔سمیع اللہ انصاری) ویورس ٹائمز (سیاسی۔۱۹۸۷ء مصطفی نوری) آواز مالیگاؤں (سیاسی۔۱۹۸۸ئ۔شبیر سیٹھ) ایجوکیشن نیوز (۱۹۸۸ئ۔تعلیمی۔شاہد خان) تبصرہ (سیاسی ۱۹۸۹ء اطہرالخیری) حالات کی زنجیر (۱۹۹۱ئ۔جاوید انور۔سیاسی) مالیگاؤں افق، بلند اقبال، سرکھشا مہا سنگھ، نعمانی ٹائمز، معظم مجاہد، میٹھا میوہ وغیرہ نمودار ہوئے۔اب تک زیادہ تر اخبارات ہفت روزہ اور سیاسی نوعیت کے رہے۔۱۹۹۴ء میں ایک اخبار نے مالیگاؤں کی اردو صحافت میں نئے باب کا اضافہ کر دیا۔۱۹۹۴ء میں ثمینہ صالحاتی نے ''الطاہرات'' نامی ہفت روزہ اخبار جاری کر کے صحافت برائے نسواں کی داغ بیل ڈال دی مگر یہ بیل

جلد ہی مرجھا گئی۔الطاہرات مالیگاؤں کا ایسا پہلا اخبار تھا جو خواتین کے لئے اور خواتین کے ذریعے جاری کیا گیا۔
مالیگاؤں میں اخبارات کی بھیڑ میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔اخبار اسلاف (دینی۔۱۹۹۵) نشان افق (سیاسی)،
روزنامہ (روزنامہ۔سیاسی) تحفظ ملت (سیاسی) عوامی عدالت (سیاسی) الساکک ٹائمز (سیاسی) پاسبان تعلیم (
تعلیمی) بین السطور (سیاسی) نوید امن (سیاسی) سن آف مالیگاؤں (سیاسی) تحصیل علم (سیاسی) ڈسپلین (روزنامہ،
سیاسی) نشان ہند (سیاسی) نشان نذیر (سیاسی) ترجمان شریعت (دینی) نوید شمش (دینی) محاذ (سیاسی) شب
قرطاس (سیاسی) جمن ٹائمز (سیاسی) ترجمان اردو (روزنامہ۔سیاسی) محبان اردو (سیاسی) بہار سنیت (
دینی۔سنی) بزم شاہین (تعلیمی،معلوماتی) آواز صداقت (سیاسی) کارپوریشن ٹائمز (سیاسی) صدائے انجمن (
اسکولی) دیوان عام (سیاسی) چورن ٹائمز (مزاحیہ) حق کی روشنی (دینی) سنسنی کھوج (سیاسی) ستارۂ
ادب (سیاسی) شفانامہ (طبی) گلشن روزگار (روزگار) اتحاد ٹائمز (سیاسی) جرأت ایمان (دینی) بنکر ایکسپریس (
سیاسی) مالیگاؤں ایکسپریس (سیاسی) اعلان عام (سیاسی) میدان صحافت (سیاسی) جیسے اخبارات کا مسلسل اضافہ
ہوتا رہا۔ان اخبارات میں زیادہ تر اخبارات ہفت روزہ رہے۔چند اخبارات روزنامہ،دو اخبارات پندرہ روزہ اور
ایک اخبار سہ روزہ رہا۔ان اخبارات میں بہت سے اخبارات مالی مشکلات اور خسارے کے سبب بند ہو گئے۔اس
عرصے میں حالیہ دہائی میں دو اخبارات نے مالیگاؤں میں اردو صحافت میں نئے باب کا اضافہ کیا۔مالیگاؤں میں
اب تک صحافت برائے روزگار کے متعلق مکمل خاموشی تھی جب کہ دوسری زبانوں میں یہ صحافت کافی پرانی ہو چکی
تھی۔گلشن روزگار نامی اخبار نے اس شعبے میں چھائی خاموشی کو توڑ دیا۔دوسری اہم بات یہ ہوئی کہ اسکول کے بچوں
کے لئے دو اسکولوں نے اپنے ذاتی اخبارات جاری کئے ٹی۔ایم ہائی اسکول کا ''آئینۂ تعلیمی مرکز'' اور اے۔ٹی۔ٹی
ہائی اسکول کا ''صدائے انجمن''۔مگر صدائے انجمن جلد ہی خاموش ہو گئی جب کہ آئینۂ تعلیمی مرکز آج تک چمک رہا
ہے۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز ایک دینی رسالہ اور ادبی صحافت سے ہوا۔۱۹۱۲ء میں سب سے پہلے
ایک دینی رسالہ ''مفید الانام'' جاری ہوا۔یہ ایک ماہنامہ تھا جسمیں دینی مضامین اور انجمن ہدایت الاسلام کی
روداد شائع ہوتی تھی۔اگر چہ کہ یہ رسالہ زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکا مگر اس نے مالیگاؤں میں اردو صحافت کی بنا
ڈال دی۔اس کے بعد ۱۹۲۳ء میں یکے بعد دیگرے میعار سخن،افتخار سخن اور بہار منظر عام پر آئے ان میں اول
الذکر دو رسالے ماہانہ تھے جب کہ آخر الذکر رسالہ پہلے دو ماہی رہا بعد میں تین ماہی ہو گیا۔یہ رسالے شعری

گلدستے تھے۔ان میں نثری تخلیقات شائع نہیں ہوتی تھیں۔بہار مالیگاؤں کا پہلا دو ماہی اور سہ ماہی رسالہ تھا۔۱۹۲۴ءمیں تاجداراور قلمی رسالہ ادب شائع ہوا۔رسالہ ادب مالیگاؤں کا پہلاایسارسالہ تھاجسمیں پہلی بار نظم کیساتھ ساتھ نثر کی بھی اشاعت ہوئی۔رسالہ ادب کی خاص بات یہ رہی کہ یہ گیارہ سال تک جاری رہا۔رسالہ ادب کے بعد مالیگاؤں میں ادبی صحافت کادورشروع ہوا۔۱۹۴۷ءمیں خورشید(ماہانہ۔ادبی)۱۹۵۰ءپیغام (ماہانہ۔ادبی)۱۹۶۱ءجمال (ادبی) ۱۹۶۲ءبچوں کا ساتھی (ماہانہ۔ادب اطفال)ہیرا(ادب اطفال ۔ماہانہ) ۱۹۶۶ءاردوکومک(دوماہی۔ادب اطفال)۱۹۷۱ءنویدنو(ادبی۔سہ ماہی) ۱۹۷۳ءجلیس(ماہانہ۔سماجی) ۱۹۷۴ء نشانات (دو ماہی۔ادبی) ۱۹۷۷ء جواز (ادبی ۔ماہانہ) ہم زباں ۱۹۷۷ء (ماہانہ۔ادبی)۱۹۷۹ء،گلاب کی مہک(ماہانہ۔ادب اطفال)روایت،۱۹۸۰(ماہانہ۔ادبی)صوت الحق۔۱۹۸۱ئ(ماہانہ۔دینی)گلشن۔۱۹۸۱ء (دینی۔پندرہ روزہ)مودت۔۱۹۸۲ئ،(پندرہ روزہ۔شیعہ جماعت)توازن۔۱۹۸۴ء (سہ ماہی۔ادبی)نامہ بر۔۱۹۹۳ء(ماہانہ۔ادبی)نعمت قرآن۔۱۹۹۳ء(ماہانہ۔دینی)العدل۔۱۹۹۳ء(ماہانہ۔دینی)جل پری۔۱۹۹۷ء (ادب اطفال۔ماہانہ)فاتح عالم۔۲۰۰۱ئ(ماہانہ۔سیاسی)گلشن اطفال۔۲۰۰۷ء(ماہانہ۔ادب اطفال)رفتارادب ۔۲۰۱۴(دو ماہی۔ادبی) محبان ادب۔۲۰۱۴ء (ماہانہ۔ادب اطفال)گلشن خواتین۔۲۰۱۵(ماہانہ۔خواتین) مدرس۔۲۰۱۵ء(ہفت روزہ۔تعلیمی)۔ان ایک سو سالوں میں ادبی اور دینی صحافت کے ساتھ ساتھ کئی دروازے کھلے۔بچوں کا ساتھ پہلارسالہ برائے ادب اطفال رہا۔فاتح عالم نے مالیگاؤں میں سیاسی رسالے کی بنیا دڈالی اگر چہ کہ یہ بنیاد بہت کچی ثابت ہوئی۔وہیں گلشن خواتین نے صحافت برائے نسواں کاباب کھول دیامگر یہ باب بھی بہت جلد بند ہوگیا۔طالب علم نے تعلیمی رسالے کی حیثیت سے اپنا نام درج کرایا۔ان ایک سو برسوں میں سرسبز و شاداب میدان اردواخبارات کا ہی رہا۔

شعری ادب کے ساتھ ساتھ نثر کی بھی اشاعت ہوئی۔رسالہ ادب کی خاص بات یہ رہی کہ یہ گیارہ سال تک جاری رہا۔رسالہ ادب کے بعد مالیگاؤں میں ادبی صحافت کا دور شروع ہوا۔۱۹۴۷ء میں خورشید(ماہانہ۔ادبی)۱۹۵۰ءپیغام(ماہانہ۔ادبی)۱۹۶۱ءجمال(ادبی)۱۹۶۲ءبچوں کاساتھی(ماہانہ۔ادب اطفال)ہیرا(ادب اطفال ۔ماہانہ) ۱۹۶۶ء اردوکومک(دوماہی۔ادب اطفال)۱۹۷۱ء نوید نو(ادبی۔سہ ماہی)۱۹۷۳ءجلیس(ماہانہ۔سماجی)۱۹۷۴ء نشانات(دوماہی۔ادبی)۱۹۷۷ءجواز(ادبی۔ماہانہ)ہم زباں ۱۹۷۷ء (ماہانہ۔ادبی)۱۹۷۹ء،گلاب کی مہک(ماہانہ۔ادب اطفال)روایت،۱۹۸۰(ماہانہ۔ادبی)

صوت الحق۔ ۱۹۸۱ئ (ماہانہ۔دینی) گلشن۔ ۱۹۸۱ء

(دینی۔پندرہ روزہ) مودت۔ ۱۹۸۲ئ، (پندرہ روزہ۔شیعہ جماعت) توازن۔ ۱۹۸۴ء (سہ ماہی۔ادبی) نامہ بر۔ ۱۹۹۳ء (ماہانہ۔ادبی) نعمت قرآن۔ ۱۹۹۳ء (ماہانہ۔دینی) العدل۔ ۱۹۹۳ء (ماہانہ۔دینی) جل پری۔ ۱۹۹۷ء (ادب اطفال۔ماہانہ) فاتح عالم۔ ۲۰۰۱ئ (ماہانہ۔سیاسی) گلشن اطفال۔ ۲۰۰۷ء (ماہانہ۔ادب اطفال) رفتار ادب ۔ ۲۰۱۴ئ (دو ماہی۔ادبی) محبان ادب۔ ۲۰۱۴ء (ماہانہ۔ادب اطفال) گلشن خواتین۔ ۲۰۱۵ئ ۲۰۱۵ئ (ماہانہ۔خواتین) مدرس۔ ۲۰۱۵ء (ہفت روزہ۔تعلیمی)۔ان ایک سو سالوں میں ادبی اور دینی صحافت کے ساتھ ساتھ کئی دروازے کھلے۔ بچوں کا ساتھ پہلا رسالہ برائے ادب اطفال رہا۔ فاتح عالم نے مالیگاؤں میں سیاسی رسالے کی بنیاد ڈالی اگر چہ کہ یہ بنیاد بہت کچی ثابت ہوئی۔وہیں گلشن خواتین نے صحافت برائے نسواں کا باب کھول دیا مگر یہ باب بھی بہت جلد بند ہو گیا۔طالب علم نے تعلیمی رسالے کی حیثیت سے اپنا نام درج کرایا۔ان ایک سو برسوں میں سر سبز و شاداب میدان اردو اخبارات کا ہی رہا۔

(۲.۱) مسائل (1.2)Problem on Hand

مالیگاؤں میں اردو صحافت ایک مطالعہ اس عنوان کے سامنے آتے ہی کئی مسائل سامنے آجاتے ہیں۔اس عنوان کے مسائل کو سمجھنے کی لیے اسے کئی حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔مثلاً (۱) علاقے کے اعتبار سے (۲) زمانے کے اعتبار سے۔ (۳) کام میں آنے والی دشواریوں کے لحاظ سے۔ (۴) معلومات کی عدم دستیابی کے لحاظ سے۔ (۵) تحقیقی کام کی ضخامت کی مجبوری اور گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے کئی موضوعات کی عدم شمولیت کے اعتبار سے۔وغیرہ اس تحقیقی کام کی کئی دشواریاں ہیں جن کا ذیل میں احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۱) مالیگاؤں شہر۔(علاقائی حدود کے اعتبار سے):

مالیگاؤں شہر نام سے بظاہر ایک چھوٹا قصبہ یا گاؤں معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت اس بالکل برعکس ہے۔مالیگاؤں شہر ایک وسیع رقبہ رکھنے والا شہر ہے۔یہ شہر ایک ضلع کی آبادی کے برابر آبادی رکھتا ہے۔اس کا رقبہ ۸۹.۶۷ مربع کلومیٹر ہے۔اس تحقیقی کام کے لیے صرف مالیگاؤں شہر کا علاقہ محدود ہے۔اس محدود علاقے میں ہی آج تک جاری ہونے والے اخبارات ورسائل کی فہرست بہت طویل ہے جو کہ اس تحقیقی کام کی ضخامت اور درکار وقت کے لحاظ سے کافی ہے۔اس لیے اس میں قرب وجوار کے دیگر علاقوں کی شمولیت یا پورا مہاراشٹر کا علاقہ شامل کرنا ناممکن ہے نیز اتنے محدود علاقے میں تحقیقی کام کی کئی دشواریاں ہیں جو اوپر بیان کی جاچکی ہیں۔

(۲)1910ء سے 2016ء تک)زمانی اعتبار سے):

مالیگاؤں میں اردو صحافت کی روایت یوں تو 1910ء سے قدیم ہے مگر معلوم اور قابل اعتبار مواد 1910ء سے ہی ملتا ہے۔اس بات کے پیش نظر اس تحقیقی کام کی زمانی حد 1910ء سے 2016ء تک طے کی گئی ہے تاکہ ابتدا سے آج تک کے صحافتی حالات کو بہ تحقیق قلمبند کیا جاسکے۔مگر یہ بات بھی از خود شامل ہے کہ مالیگاؤں کی اردو صحافت کے متعلق دوران تحقیق اگر کوئی مواد 1910ء سے پہلے کا دستیاب ہوگا تو وہ مواد بھی تحقیق میں شامل کیا جائے گا اور اس مواد کا بھی تجزیہ کیا جائے گا۔

(۳) تمام اخبارات ورسائل کی نقل کا حصول۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت کی روایت تقریباً ایک صدی سے زیادہ پرانی ہے۔نیز مالیگاؤں میں آج تک جاری ہونے والے اخبارات کا کوئی ذخیرہ نہیں ہے۔دوران تحقیق یہ افسوس ناک حقیقت سامنے آچکی ہے کہ مالیگاؤں کے تمام اخبارات کی نقل ملنا ناممکن ہے کیوں کہ وہ اخبارات جو بند ہو چکے ہیں ان کی نقلیں یہاں

دستیاب نہیں ہیں۔یہاں کی مقامی لائبریوں میں مالیگاؤں کے اردو اخبارات کا کوئی ذخیرہ نہیں ہے۔زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ اخبارات کے مدیروں اور مالکوں کے پاس بھی ان کے اخبار کی نقلیں نہیں ہیں۔ اس لیے اب یہ بات تقریباً طے ہو چکی ہے کہ اخبارات کی نقلوں کے کی عدم دستیابی کی صورت میں اخبارات کی معلومات جو زبانی طور پر حاصل ہوئی ہیں ان کے مطابق اخبارات کا تذکرہ قلمبند کیا جائے گا۔

(۴) تمام صحافیوں کے حالات وخدمات:

مالیگاؤں میں اردو صحافت کی ابتدا کو سو سال کا عرصہ بیت چکا ہے۔اس طویل عرصے میں مالیگاؤں کے صحافیوں کے حالات زندگی قلمبند ہونے کی سخت ضرورت تھی۔مگر بدقسمتی سے یہ اہم کام بھی تا حال نہیں ہو سکا۔ اتنے طویل عرصے میں زیادہ تر صحافی اللہ کو پیارے ہو گئے۔اس لئے صحافیوں کے مکمل اور صحیح حالات زندگی کا حصول ایک مشکل کام ہو گیا ہے۔دوسرے یہ کہ پہلے مالیگاؤں ایک چھوٹا قصبہ تھا۔آبادی قلیل تھی۔اور شہر کا رقبہ بھی بہت کم تھا۔اسوقت کام کرنا آج کی بہ نسبت آسان تھا۔آج شہر کافی وسیع ہو چکا ہے۔آبادی کئی گنا زیادہ ہو چکی ہے۔اس لئے بہت پرانے صحافیوں کے اہل خانہ مضافات کے علاقوں میں رہائش اختیار کر چکے ہیں،جن سے ملاقات کر صحافیوں کے حالات زندگی جمع کرنا ایک دقت طلب کام ہے۔نیز صحافیوں کے صحیح صحیح حالات زندگی کا حصول ایک مشکل کام ہو گیا ہے۔

(۵) اردو کاتبوں کے حالات وخدمات۔

آج کا دور کمپیوٹر کا دور ہے۔طباعت اور اشاعت ہر کام کمپیوٹر کی مدد سے آسانی سے ہو جاتا ہے۔اس لئے خبروں کے حصول سے لے کر اخبارات ورسائل کی کتابت ،طباعت اور اشاعت غرض تمام مرحلے آسان ہو گئے ہیں۔کمپیوٹر کی ایجاد سے پہلے یہ مرحلے نہایت دقت طلب تھے۔ہر موڑ پر مسائل کا سامنا تھا۔ایسے وقت میں دوسری زبانوں کے مقابلے اردو زبان کو زیادہ مسائل کا سامنا تھا۔ابتدا میں ٹائپ پر اخبارات ورسائل چھپتے تھے۔اس وقت بھی اردو ٹائپ کا حصول بھی دیر سے ہوا۔اردو ٹائپ کے حصول کے بعد دوسری بڑی مشکل یہ تھی کہ دوسری زبانوں کے ٹائپ کو آسانی سے پڑھا جاسکتا تھا مگر اردو ٹائپ کو پڑھنا بھی ایک دشوار کام تھا۔ایسے وقت میں اردو میں برو اور قلم سے کتابت شروع ہوئی۔اردو کاتب دن رات ایک کر کے اردو اخبارات ورسائل کی کتابت کرتے تھے۔اسوقت کتابت کا کام بھی اتنا آسان نہیں تھا۔وہ زمانہ لیتھو پریس کا زمانہ تھا۔مستر کاغذ پر کتابت کرنا ہوتی تھی۔مستر کاغذ بازار میں نہیں ملتے تھے بلکہ اسے کاتب از خود گھر پر یا پریس مالکان تیار کرتے

تھے۔ یہ کام بھی اتنا آسان نہیں تھا کیوں کہ صحیح کتابت کے لئے کاغذ کی صحیح تیاری ضروری تھی۔ کاغذ کی تیاری کے بعد سیاہی کا مرحلہ تھا۔ مستر کاغذ کی سیاہی بھی بازار میں دستیاب نہیں تھی۔ سیاہی بھی کاتبوں کو گھر پر تیار کرنا پڑتی تھی۔ سیاہی اگر زیادہ لطیف ہوجاتی تو کاغذ پر صحیح لکھائی نہیں آتی اور زیادہ کثیف ہوجائے تب بھی یہی مسئلہ تھا۔ اچھی چھپائی کا دارومدار صحیح کاغذ اور صحیح سیاہی پر تھا جس کے لئے اردو کاتبوں کو بہت پاپڑ بیلنے پڑتے تھے۔ اس کے بعد ایک مرحلہ قلم کا تھا۔ اردو کتابت کے لئے قلم بھی ہاتھوں سے تیار کرنا پڑتی تھی۔ جس کے لئے ایک خاص درخت کی لکڑی درکار ہوتی۔ اس لکڑی کو پانی میں گھنٹوں ڈبو کر رکھنا پڑتا تھا جب لکڑی نرم ہوجاتی تو اسے چاقو سے تراش کر قلم بنایا جاتا۔ اردو کتابت کے لئے کئی قلم کی ضرورت ہوتی تھی مثلاً شاہ سرخیوں کے لئے بڑا قط، ضمنی سرخیوں کے لئے درمیانہ قط اور بقیہ مواد کتابت کرنے کے لئے چھوٹا قط استعمال کیا جاتا تھا۔ غرض کہ اس زمانے میں اردو کتابت کا کام پل صراط پر چلنے جیسا تھا۔ اردو کاتبوں نے اس مشکل مرحلے کو طے کیا۔ دن رات ایک کر کے اردو اخبارات ورسائل کی کتابت کی اور اردو صحافت کے فروغ میں اپنا کردار ادا کیا۔ ایسے میں اردو کاتبوں کی خدمات کو فراموش کرنا ان کے ساتھ ناانصافی کے مترادف ہوگا۔ مگر اس تحقیقی مقالے کی محدود ضخامت اردو کاتبوں کا تذکرہ قلمبند کرنے میں حائل ہے۔ اس لئے اس تحقیقی مقالے میں دانستہ طور پر اردو کاتبوں کی خدمات کا باب ترک کیا گیا ہے یا اس یوں کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اردو کاتبوں کی خدمات کا باب مستقبل میں آنے تحقیق کاروں کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔

(۶) اردو پریس کا تذکرہ۔

ایک زمانہ تھا جب پریس کی ایجاد نہیں ہوئی تھی۔ اخبارات ورسائل ہاتھوں سے لکھ کر قلمی شکل میں شائع کیے جاتے تھے اور شہر کی لائبریوں یا کسی خاص چوک، چوراہوں پر بہ غرض مطالعہ رکھ دیے جاتے تھے۔ یہ قلمی نسخے پائیدار نہیں ہوا کرتے تھے۔ ان قلمی اخبارات ورسائل کی تیاری میں کافی وقت درکار ہوتا تھا۔ آہستہ آہستہ لکڑی اور دیگر دھاتوں کے بلاک بنا کر چھپائی ہونے لگی۔ پھر لیتھو پریس کا زمانہ آیا۔ پہلے لیتھو پریس پر پتھروں کی سلوں کی پلیٹ بنا کر چھپائی کی جاتی تھی۔ پتھروں کی پلیٹ بنانے کا کام بھی کچھ آسان کام نہیں تھا۔ پہلے پتھر کو صاف کرنا پھر اس پر لکھائی کا عکس لینا۔ اکثر عکس صحیح نہ آنے پر یہی طریقہ دہرانا ہوتا تھا۔ یہ کام بھی خاصہ دشوار تھا۔ پھر لوہے کی پلیٹ کا چلن شروع ہوا جس سے پلیٹ بنانے کا کام قدرے آسان ہوگیا۔ اس بعد آفسیٹ پریس کا دور شروع ہوا۔ آفسیٹ پریس کی آمد نے طباعت واشاعت کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کردیا۔ ہفتوں

کا کام دنوں میں ہونے لگا۔ بے داغ اور خوبصورت چھپائی ہونے لگی۔ کم وقت، کم محنت اور کم خرچ میں بہترین چھپائی ہونے لگی۔ اور پریس سے انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کے انسلاک نے اس میدان میں ایک جادوئی کیفیت پیدا کردی ہے۔ غرض کہ صحافت کی ترویج واشاعت اور فروغ میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔ اس لئے اردو پریس کے تذکرے کے بغیر اردو صحافت کا عنوان کی تکمیل کا تصور محال ہے مگر یہاں بھی اس تحقیقی مقالے کی محدود ضخامت کے پیش نظر اردو پریس کا تذکرہ اور اردو پریس کی خدمات کا باب قصداً ترک کیا گیا ہے یا یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اس باب کو نئے تحقیق کاروں کے اٹھا رکھا گیا ہے۔

(۷) صحافتی انجمنوں کا تذکرہ۔

آج کا دور انجمنوں اور یونینوں کا دور ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں میں کام کرنے والے افراد اپنی ایک انجمن رکھتے ہیں پھر مالیگاؤں اس سے الگ کیوں کر ہوسکتا ہے۔ مالیگاؤں میں بھی اخبارات ورسائل اور صحافیوں کے مسائل کے حل کے لیے مختلف انجمنیں قائم ہیں جو اپنی اپنی سطح پر کام کررہی ہیں۔ اس تحقیقی مقالے میں ان کا ذکر دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ اس باب کو بھی نئے آنے والوں کے لئے قصداً اٹھا رکھا گیا ہے۔

(۸) مالیگاؤں میں اردو برقی ذرائع ابلاغ۔

آج کا دور الیکٹرونک میڈیا کا دور ہے۔ جس کی اہمیت وافادیت اظہر من الشمش ہے۔ صحافت کے عنوان سے کوئی تحقیقی مقالہ الیکٹرونک میڈیا کے تذکرے کے بغیر مکمل نہیں مانا جاسکتا۔ مالیگاؤں میں الیکٹرونک میڈیا کا معاملہ ذرا مختلف ہے۔ مالیگاؤں میں اردو الیکٹرونک میڈیا کا آغاز تو ہوا مگر اسے بہت کم عمر نصیب ہوئی۔ تا حال مالیگاؤں میں کوئی بھی اردو الکٹرونک میڈیا کا وجود نہیں ہے۔ اس لئے اس باب کو بھی رقم کرنا فی الحال اتنا سودمند نہیں ہے۔

(۱.۳) مقاصد (Objectives)1.3

(۱) مالیگاؤں میں اردو صحافت کی تاریخ پہ تحقیق [illegible] کرنا۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا با قائدہ آغاز ۱۹۱۲ء سے ہوا۔اس وقت اردو ادب پر شعری ادب کا جادو سر چڑھ کر بول رہا تھا۔ ہر طرف شاعری کا چرچا تھا۔اسی لیے تمام اہل علم اور اہل قلم شاعری کے فسون میں مدہوش تھے۔اردو نثر کی طرف کسی کی توجہ نہ تھی۔اسی لیے اردو کے قلمی رسالے نکالنا شروع ہوئے۔ یہ رسالے دراصل گلدستے ہوا کرتے تھے جن میں مالیگاؤں کے شعرا کے کلام شائع ہوتے تھے۔آہستہ آہستہ اردو نثر کی طرف رجحان ہوا۔اور رسالے نکلنا شروع ہو گئے۔پھر مالیگاؤں میں پریس کی آمد کے سبب ایک انقلاب برپا ہوا۔ ۱۹۳۵ء سے باقاعدہ اخبارات ورسائل نکلنا شروع ہوئے۔ یہ سلسلہ تادم تحریر جاری ہے۔ مالیگاؤں میں اردو صحافتی تاریخ پر تا حال اب تک کوئی کام تحقیقی نقطہ نظر سے نہیں ہوا۔ جب کہ یہ تقریباً ایک صدی کے عرصے پر محیط ہے۔اور اب وقت آ گیا ہے کے مالیگاؤں کی صحافتی تاریخ کو تحقیق کر کے [illegible] کرلیا جائے تاکہ مستقبل میں آنے والوں کے لئے آسانی ہو۔ نئے تحقیق کرنے والوں کو کام کرنے میں دقت نہ ہو۔اور مالیگاؤں کی صحافتی تاریخ روشنی میں آسکے۔ مالیگاؤں میں اردو صحافت روایت تقریباً باز انداز ایک صدی قدیم ہے لیکن آج تک اس موضوع پر کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا ہے۔اس تعلق سے دو ایک مضامین کا تذکرہ ملتا ہے اور ایک مقامی اخبار''انوارِ مطلع''میں اردو صحافت نمبر کی اشاعت کی خبر ملتی ہے مگر مطلع کا اردو صحافت نمبر عدم دستیاب ہے۔اس سلسلے میں مالیگاؤں کے ایک کہنہ مشق صحافی عبدالمجید سرورؔ کی ایک کتاب دستیاب ہے۔ یہ کتاب 147 صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں شہر کے اخبارات کا تذکرہ 1935ء سے 2000ء تک موجود ہے۔اسی طرح صحافیوں کے حالات زندگی بھی ملتے ہیں۔مگر یہ کتاب کئی وجوہات کے سبب قابل اعتنا نہیں ہے۔اول یہ کہ کتاب میں صرف 2000ء تک کا تذکرہ ہے۔اس کتاب میں تمام اخبارت کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔جن اخبارات کا تذکرہ موجود ہے ان میں اکثر اخبارات کی معلومات نامکمل ہے اور نامعتبر ہے۔جس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ کتاب منصوبہ بند طریقے سے نہیں لکھی گئی ہے۔اس کتاب میں معلومات سلیقے سے نہیں فراہم کی گئی ہیں۔ بہت سے اخبارات کی معلومات انتہائی مختصر طور پر یعنی صرف دو جملوں میں دی گئی ہے۔ یہ بات کتاب کے اعتبار پر سوالیہ نشان لگا دیتی ہے۔اس کتاب میں مالیگاؤں میں اردو صحافت کی تاریخ اور ارتقا کے متعلق معلومات بھی خاطر خواہ نہیں ہے۔غرض کہ یہ کتاب اپنے آپ میں ایک نامکمل اور نامعتبر ہے نیز سرورؔ صاحب کی

شخصیت بھی صحافتی حلقوں میں اعتبار کے درجے سے پرے رہی۔ حالاں کہ سرورؔ صاحب ایک کہنہ مشق، جہاں دیدہ، دانشمند صحافی تھے جن سے مالیگاؤں کی صحافت کے تعلق سے ایک مکمل، معتبر اور تحقیقی کتاب کی امید کی جا سکتی تھی۔

(۲) مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز وارتقا قلمبند کرنا۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا باقائدہ ۱۹۱۰ء سے ہوا مگر اس کی ابتدا شواہد اس قبل بھی ملتے ہیں۔مگر مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز کب ہوا؟ مالیگاؤں میں اردو صحافت کے باقائدہ آغاز سے پہلے صحافتی حالات کیا تھے؟ مالیگاؤں میں صحافت کا پس منظر کیا تھا؟ یہ تمام باتیں ماضی کے پردے کے پیچھے گم ہیں۔اس لیے مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز صحیح طور سے کب ہوا یہ عنوان اتنا ہی تشنہ ہے جتنا کہ اہم ہے۔اس لیے اس موضوع سے متعلق حقائق تحقیق کے ساتھ منظر عام پر آنا ضروری ہیں۔

(۳) مالیگاؤں میں اردو ادب کے فروغ میں صحافت کا کردار قلمبند کرنا۔

ادب اور صحافت کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ادب اور صحافت ایک ہی سکّے کے دو رخ ہیں۔ ادب اور صحافت ہمیشہ ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ ہر چند کے ادب اور صحافت کے مابین طرز تحریر کا ذرا سا فرق ہے مگر ادب اور صحافت کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ ہر دور میں اور ہر زبان میں ادب اور زبان کے فروغ میں صحافت کا حصہ نہ صرف اہم ہے بلکہ زیادہ بھی ہے۔اردو ادب کے بہت سے ادیب اور شاعر اردو ذرائع ابلاغ کی دین ہیں۔اردو صحافت سے اردو ادب میں آنے والے شاعروں اور ادیبوں میں بہت سے نام ہیں۔ مالیگاؤں شہر بھی اس معاملے میں مستثنا نہیں ہے۔ مالیگاؤں میں بھی اردو صحافت نے بہت سے قلمکاروں، شاعروں اور ادیبوں کو متعارف کرایا ہے۔اسی طرح مالیگاؤں میں اردو زبان اور اردو ادب کے فروغ میں اردو صحافت نے نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔لیکن یہ بات بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتی ہے کے اس نقطہ نظر سے مالیگاؤں میں تا حال کسی نے بھی دھیان نہیں دیا۔اس موضوع پر آج تک کوئی تحقیق سامنے نہیں آسکی۔اس لیے مالیگاؤں میں اردو ادب اور اردو صحافت کا کردار قلمبند کرنا وقت کے ساتھ ساتھ ضروری ہو گیا ہے۔تاکہ یہ اہم عنوان مزید تاریکی کے پردے میں گم نہ ہو جائے اور آئندہ نسلوں اور مستقبل میں آنے والے تحقیق کاروں کو اس موضوع کو سمجھنے میں کوئی مدد نہ مل سکے۔نیز عوام الناس اس اہم موضوع سے آشنا ہو سکیں۔اس لیے اس موضوع پر تحقیقی مواد منظر عام پر آنا نہایت ضروری ہے۔

(۴) مالیگاؤں میں اردو اخبارات ورسائل کے تذکرے قلمبند کرنا۔

شہر مالیگاؤں میں 1912ء سے قلمی رسالوں (شعری گلدستوں) کے نکلنے کی روایت ہے۔ پھر آہستہ آہستہ قلمی اخبار بھی نکلے اگرچہ کے قلمی اخبار کے متعلق معلومات پر ماضی کی اس قدر دبیز تہہ جم چکی ہے کہ اب اسے صاف کرنا اور حقائق کا ٹھیک ٹھیک پتہ لگانا تقریباً ناممکن ہو چکا ہے۔ مالیگاؤں میں اردو اخبارات کا با قائدہ علم 1935ء سے ہوتا ہے۔ 1935ء سے تا حال تقریباً 181 خبارات اور تقریباً 40 رسالے جاری ہو چکے ہیں جن میں سے کچھ اب تک جاری ہیں اور کچھ ماضی کی داستان بن چکے ہیں۔ ان اخبارات اور رسالوں کے متعلق اب تک کوئی ٹھوس، محقق، مکمل، معتبر اور قابل اطمینان بخش مواد تا حال سامنے نہیں آسکا ہے۔ اس موضوع سے متعلق اب تک جو کچھ مواد منظر عام پر آیا ہے اس میں (۱) احمد نسیم مینا نگری کا ایک مضمون ''مالیگاؤں کے اردو اخبارات کا ایک ہلکا سا جائزہ'' ہے۔ تلاش بسیار کے بعد بھی اس مضمون کی اب تک کوئی کاپی دستیاب نہیں ہو سکی۔ (۲) محمد حسن مستری کے اخبار ''انوارِ مطلع'' کا اردو صحافت نمبر۔ افسوس کے ''انوارِ مطلع'' کا صحافت نمبر نا پید ہے۔ اس لیے مالیگاؤں کے اخبارات ورسائل کے متعلق بہت سی اہم جانکاری منظر عام پر آنے سے قاصر ہے۔ (۳) اس موضوع پر سب سے زیادہ مواد اگر کسی نے فراہم کیا ہے تو وہ ہیں جناب عبدالمجید سرورؔ۔ سرورؔ صاحب نے مالیگاؤں میں اردو صحافت 1935ء سے 2000ء تک نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ یہ کتاب 147 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں اگرچہ مالیگاؤں میں اردو صحافت کے متعلق کافی معلومات جمع کی گئی ہے لیکن چند وجوہات کے بنا پر یہ کتاب مکمل طور سے قابل اعتبار نہیں ہے کیوں کہ اس میں شہر کے اخبارات کا تذکرہ 1935ء سے 2000ء تک موجود ہے۔ اسی طرح صحافیوں کے حالات زندگی بھی ملتے ہیں۔ مگر یہ کتاب کئی وجوہات کے سبب قابل اعتنا نہیں ہے۔ اول یہ کہ کتاب میں صرف 2000ء تک کا تذکرہ ہے۔ اس کتاب میں تمام اخبارت کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔ جن اخبارت کا تذکرہ وہ مکمل نہیں ہے۔ اس کتاب میں مالیگاؤں میں اردو صحافت کی تاریخ اور ارتقا کے متعلق معلومات بھی خاطر خواہ نہیں ہے۔ غرض کہ یہ کتاب اپنے آپ میں ایک نا مکمل اور نا معتبر ہے نیز سرورؔ صاحب کی شخصیت بھی صحافتی حلقوں میں اعتبار کے درجے سے پرے رہی۔ حالاں کہ سرورؔ صاحب ایک کہنہ مشق۔ جہاں دیدہ، دانشمند صحافی تھے جن سے مالیگاؤں کی صحافت کے تعلق سے ایک مکمل، معتبر اور تحقیقی کتاب کی امید کی جا سکتی تھی۔

اس لیے مالیگاؤں میں اب تک کتنے اخبارات اور رسائل جاری ہوئے؟ اور کون کون سے؟ کتنے

اخبارات اور رسالے جاری ہیں اور کتنے بند ہو گئے ؟ ان کے بند ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟ آئندہ اردو اخبارات اور رسالوں کی بقا کے لیے کیا لائحہ عمل ہو سکتا ہے؟ ان تمام سوالوں کے خاطر خواہ جواب حاصل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

(۵) مالیگاؤں میں اردو صحافیوں کی خدمات قلمبند کرنا۔

مالیگاؤں شہر میں اردو صحافیوں کی خدمات کی روایت نہایت اہم ہے ساتھ ہی ساتھ بہت قدیم بھی ہے۔ مالیگاؤں میں اردو صحافیوں کی خدمات دو طرح سے اہمیت کی حامل ہیں۔ اوّل فن صحافت اور صحافتی بیداری اور صحافت کی ترویج واشاعت اور ارتقا کے حوالے سے۔ دوّم اردو زبان اور اردو ادب کے فروغ کے حوالے سے۔ مالیگاؤں شہر میں اس موضوع پر بھی مستقل کام تحقیقی کام کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر افسوس کہ یہ موضوع بھی اب تک تشنہ ہے۔ اس موضوع پر اب تک کوئی باقاعدہ تحقیقی کام نہیں ہوا ہے۔ نہ اردو ادیبوں کی طرف سے اور نہ ہی اردو صحافیوں کی جانب سے۔ اس موضوع پر اگر کوئی کام سامنے آیا ہے تو لے دے کے وہی عبدالمجید سرور کی کتاب ''نقش پا'' ہے۔ اس کتاب کے متعلق اوپر گفتگو گذر چکی ہے۔ اس موضوع پر ایک دوسرا تحقیقی کام کچھ حد تک مددگار ہے، وہ ہے جناب الیاس صدیقی صاحب کا تحقیقی مقالہ ''مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری''۔ اس کتاب میں صدیقی صاحب نے مالیگاؤں کے تمام نثر نگاروں کا تذکرہ بہ تحقیق رقم کیا ہے۔ اس کتاب میں صدیقی صاحب نے نثر نگاروں میں اردو صحافیوں کا تذکرہ بھی کیا ہے مگر صدیقی صاحب نے اردو صحافیوں کا تذکرہ بھی بحیثیت نثر نگار کیا ہے۔ اس لیے صحافیوں کا تذکرہ بحیثیت صحافی نہیں ہے۔ یہی سبب ہیکہ صحافیوں کا کردار اس کتاب میں نمایاں نہیں ہو پاتا۔ مگر اس کتاب میں موجود مواد تحقیقی اور قابل اعتبار ضرور ہے۔ اور آگے کے تحقیقی کاموں میں بڑی حد تک مددگار ضرور ہے۔ اس لیے مالیگاؤں میں اردو صحافیوں کی خدمات کو قلمبند کرنا اشد ضروری ہے۔

(٦) مالیگاؤں میں اردو صحافت کا تنقیدی جائزہ لینا۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت نے کافی ترقی کی ہے۔ اخبارات اور رسالوں کی بھیڑ ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلیاں بھی ہوئیں ہیں۔ صحافتی معیار اور اخلاقی ذمہ داریوں کے لحاظ سے تا حال کسی صحافی یا ادیب نے اس پہلو سے مالیگاؤں کی اردو صحافت کا جائزہ نہیں لیا ہے۔ اس موضوع پر دو پہلو سے تنقیدی جائزہ لینے کی گنجائش موجود ہے۔ اوّل فنِ صحافت کے نقطۂ نظر سے۔ اور دوّم اردو زبان اور اردو ادب کے نقطۂ نظر

ہے۔اس موضوع پر کئی سوالات کے جواب حاصل کرنے کی ضرورت ہے مثلاً مالیگاؤں کی اردو صحافت کا معیار ماضی اور حال میں کیا تھا؟ مالیگاؤں میں اردو صحافتی اصولوں کے مطابق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنی؟ اگر نہیں تو کیوں؟ مستقبل میں اس میں اصلاح کی کیا گنجائش ہے؟ اور کس طرح؟ مالیگاؤں میں اردو ادب اور زبان کے متعلق اردو صحافت کا کیا کردار رہا ہے؟ ماضی اور حال میں؟ اس میں آیا کمی آئی ہے یا معیار میں اضافہ ہوا ہے؟ اگر کمی آئی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اگر اضافہ ہوا ہے تو کتنا؟ اس طرح مالیگاؤں کی اردو صحافت کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

۱۰۴ وسعت (1.4)Scope

(۱) مالیگاؤں میں اردو صحافت کی تاریخ کو سمجھنا۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت سو سال سے زیادہ قدیم ہے ۔مالیگاؤں کی زیادہ تر آبادی مقامی نہیں ہے۔ یہاں کے اکثر لوگ یہاں کے نہیں ہیں بلکہ بیرون صوبہ سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔جن میں خاندیش سے روز گار کی تلاش میں آئے ہوئے اور حیدر آباد دکن سے ایکشن کی مار جھیل کر آئے ہوئے افراد ہیں۔ان میں اکثریت 1857ء میں ہوئی آزادی کی جد و جہد کی نا کامی کے بعد انگریزی حکومت کے عتاب کا شکار ہو کر آئے ہوئے مومن بنکروں کی ہے۔یہی لٹے پٹے بنکروں نے یہاں اردو ادب،اردو زبان اور اردو صحافت کی بنیا دڈالی اور اس چھوٹی سی بستی کو اردو ادب کا دبستان بنا دیا۔اس تاریخی پس منظر میں مالیگاؤں میں اردو صحافت کی تاریخ کو سمجھنا۔ مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز کب ہوا؟اس وقت ملک کے تعلیم حالات اور صحافتی حالات کیا تھے؟ مالیگاؤں میں اردو صحافت کا ارتقا کیسے ہوا؟ابتدا میں اردو زبان ،اردو ادب اور اردو صحافت کے فروغ میں کیا کیا مسائل اور دشواریاں تھیں؟ نیز ان دشواریوں کا حل کیا نکالا گیا؟ وغیرہ ایسے سوالات ہیں جن کی روشنی میں مالیگاؤں کی اردو صحافت کے ارتقائی سفر کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

(۲) مالیگاؤں میں صحافت کے عنوان سے مزید تحقیق کے لیے فائدہ۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز وارتقا،اردو صحافت کی تاریخ ،مالیگاؤں کے اردو اخبارات ورسائل کا تذکرہ ،مالیگاؤں کے اردو صحافیوں کی خدمات ،مالیگاؤں میں اردو صحافت کا اردو زبان و ادب کے فروغ میں حصہ،وغیرہ ایسے موضوعات ہیں جو ہمیشہ تازہ کاری (Update) کے متقاضی ہیں۔اور ہمیشہ رہیں گے۔اس نقطۂ نظر سے مالیگاؤں کی اردو صحافت پر ٹھوس ،مستند،محقق ،مکمل اور قابل اعتبار مواد کی کمی ہے،جس پر تحقیقی کام ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ مستقبل میں نئے آنے والے تحقیق کار اگر مالیگاؤں میں اردو صحافت کے کسی بھی گوشے پر نئے سرے سے کوئی تحقیقی کام یا پرانے تحقیقی کام کی تازہ کاری کرنا چاہیں تو انہیں ایسا مواد حاصل ہو سکے جو تحقیق شدہ ،قابل اعتبار اور اپنے دور تک مکمل ہو۔اس تحقیقی کام کے بعد مالیگاؤں میں اردو صحافت کے مختلف گوشوں پر ایک مستند،معتبر ،اور اپنے دور تک مکمل مواد کے منظر عام پر آنے کی قوی امید کی جاتی ہے جو مستقبل کے تحقیق کاروں کے لیے نہایت فائدہ مند ہوگا۔

(۳) مالیگاؤں کے اردو اخبارات ورسائل کی خدمات۔

اس تحقیقی کام کے ذریعے مالیگاؤں کے اردو اخبارات ورسائل کی ادبی خدمات اور مالیگاؤں میں اردو اردوزبان اور اردو ادب کے فروغ میں اردو صحافت کا کردار وغیرہ موضوعات کھل کر روشنی میں آسکیں گے۔اور درج بالا موضوعات کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

(۴) مالیگاؤں کے اردو صحافیوں کی خدمات۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا مطالعہ کرنے کے بعد مالیگاؤں کے اردو صحافیوں کی اردو زبان اور اردو ادب کی ترویج واشاعت میں کیا خدمات ہیں؟اس موضوع کو سمجھنے نیز ان صحافیوں کی خدمات کا اعتراف کرنے وغیرہ موضوعات پر دعوتِ فکر وعمل مل سکے گی۔

باب دوم Chapter.2

مواد کا جائزہ Review of Literature

(۱) عبدالمجید سرور۔ ۲۰۰۰۔صحافت اور ادب۔نقش پا۔ص۔ ۲۲۔

صحافت،ادب کا ہی ایک حصہ ہے۔صحافی پہلے ادیب ہوتا ہے۔ادب کے رموز و نکات سے آشنائی ہی نہیں ہوتا ادب پر عبور اور دسترس بھی رکھتا ہے۔ان سے نا آشنائی صحافی صحیح ڈھنگ سے صحافیانہ ذمہ داری انجام نہیں دے سکتا۔مصنف اور صحافی میں بھی فرق اور امتیاز ہوتا ہے۔مصنف،ادب کے کسی خاص شعبے میں دلچسپی اور دستگاہ رکھتا ہے۔جب کہ صحافی ہر فن مولا ہوتا ہے۔مختلف اصناف سخن،مضامین،نثر و نظم پر حاوی ہوتا ہے۔اور بوقت ضرورت ہر صنف ادب کو کامیابی سے اظہار کا وسیلہ بنا سکتا ہے۔طنز۔نظم،تحقیق،تنقید،مزاح کے علاوہ صحافی ادب کے بدلتے ہوئے رجحانات،قدیم روایات اور عصری پیش رفت سے پوری واقفیت رکھتا ہے۔

(۲) عبدالمجید سرور۔ ۲۰۰۰۔صحافت اور ادب۔نقش پا۔ص۔۲۱۔

اردو کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ بیک وقت فکر اور جذبے اور علم کے ساتھ ساتھ رہی ہے۔صحافت اور آزادی کی تحریک میں بھی اردو کا غالب حصہ رہا ہے۔صحافت اور آزادی کے لیے جوش و جذبے کی ضرورت تھی۔جسے اردو نے فراہم کیا۔انقلاب زندہ باد کا نعرہ اردو کی ہی دین ہے۔بحیثیت مجموعی اردو کا مزاج باغیانہ رہا ہے۔

(۳) عبدالمجید سرور۔ ۲۰۰۰۔صحافت اور ادب۔نقش پا۔ص۔ ۲۲۔

اس لیے سہواً شعوری یا غیر شعوری طور پر اردو صحافت اور جنگ آزادی میں یہ تصورات زیریں لہر بن کر متحرک رہے ہیں۔کشف الاخبار بمبئی کا سب سے قدیم اخبار مانا جاتا ہے۔یہ ۱۸۵۵ء میں گھوگھاری محلہ بمبئی سے نکلا تھا اور مسلسل ۴۲ سال تک جاری رہا۔اور ۱۹۹۷ء میں بند ہو گیا۔

(۴) عبدالمجید سرور۔ ۲۰۰۰۔صحافت اور ادب۔نقش پا۔ص۔ ۲۲۔

اردو کے تمام صحافی صدر اول میں جنہوں نے اردو صحافت کا افتخار قائم کیا۔وہ سب کے سب مجاہد آزادی بھی تھے،جس مقصد کے لیے انہوں نے قلم اٹھا رکھے تھے۔اس کے لیے انہوں نے زندگیاں بھی داؤ پر لگا رکھی تھی۔یہ وہ جنوں صفات تھے جو گھروں کو آگ لگا کر اپنی جانوں کو مشعل بنائے ہوئے تھے۔یہ قول و فعل کے دھنی تھے۔تحریکیں ان کے قلم کی نوک سے نکلتی تھیں۔قوموں کے مستقبل ان کے سائے میں [illegible]ط تھے۔یہ ایک

طرح سے تعلیم یافتہ نظام صحافت تھا۔ان کا قلم ان کے قلم کی روزی تھا۔ آج قلم سے روزی حاصل کی جاتی ہے۔ الہلال اور البلاغ سے اردو کی جس صحافت کا آغاز ہوا وہ ولم، حق گوئی، جراُت اور بے باکی کی اعلیٰ مثال ہے۔

(۵) عبدالمجید سرور۔ ۲۰۰۰۔صحافت اور ادب۔نقش پا۔ص۔۳۶۔

مالیگاؤں کی علمی وصحافی بیداری کا وہ ایک کمزور اور منحنی نقطہ آج ملک گیر ہو چکا ہے۔ مالیگاؤں کے صحافی مالیگاؤں، بمبئی، حیدر آباد، اورنگ آباد اور دہلی وغیرہ تک خدمات انجام دے چکے ہیں۔ مالیگاؤں کے خوشنویس اور کاتب آج بھی ملک میں اردو زبان وادب کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ماڈرن کمپوٹر ایج میں بھی ان کی قابل لحاظ خدمات کا سلسلہ جاری ہے۔

(۶) عبدالمجید سرور۔ ۲۰۰۰۔صحافت اور ادب۔نقش پا۔ص۔۳۷۔

مالیگاؤں کی اردو صحافت پر بھی اسلام کی گہری چھاپ ہے۔ مالیگاؤں کے اولین صحافی ایک سرکردہ عالم دین مولانا عبدالحمید نعمانی تھے۔ جو مجاہد آزادی بھی تھے۔ ولانا عربی زبان کے ادیب و اہل قلم بھی تھے۔ وہ مہاراشٹر کی عظیم دینی ودرسگاہ بیت العلوم کے اولین فارغوں میں سے تھے۔ایک صدی سے زیادہ بیت جانے کے باوجود بیت العلوم مالیگاؤں کا ذریعہ تعلیم آج بھی اردو ہے۔

(۷) عبدالمجید سرور۔ ۲۰۰۰۔صحافت اور ادب۔نقش پا۔ص۔۳۷۔

بیداری کی صحافت کا بنیادی جوہر صحت مند اور بے لاگ تنقید، دوٹوک باتیں تھیں۔ حب الوطنی، دینی غیرت وحمیت، انگریز دشمنی کے علاوہ سماجی اصلاح اس کا مقصد اولیٰ تھا۔ اس کے لکھنے والوں میں مرحوم محمد اسحق ایوبی ایم۔اے، ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم (سابق صدر جمہوریہ ہند) جیسے پائے کے لوگ شامل تھے۔ بیداری جب تک نکلا اسی میعار پر نکلا۔ بیداری اگر چہ زیادہ جاری نہ رہ سکا لیکن مالیگاؤں کی آئندہ کی اردو صحافت کے لیے وہ پختہ بنیاد فراہم کر گیا جس کی وجہ سے اب تک اردو اخبارات کا تانتا جاری ہے۔

(۸) عبدالمجید سرور۔ ۲۰۰۰۔صحافت اور ادب۔نقش پا۔ص۔۳۷۔

مالیگاؤں میں مولانا عبدالحمید نعمانی نے جس وقت اردو صحافت کی شروعات کی تھی۔اس وقت تک دوسری ہمسایہ زبانوں کے اہل قلم اور وودوان اس پہلو سے غالباً سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ بیداری کا یہ بھی کارنامہ ہے کہ اس نے ہمعصر زبانوں کے اہل قلم کو بھی بیدار کیا۔ مالیگاؤں کے واحد اور اکلوتے ٹائپ کے چھاپ خانے وودیا

بھوشن سے دادا صاحب پوتنیس نے چھوٹا سا مراٹھی اخبار گاؤنکری جاری کیا جو بعد میں ناسک کا مراٹھی لیڈنگ بن گیا۔

(۹) عبدالمجید سرور۔ ۲۰۰۰۔ صحافت اور ادب۔ نقش پا۔ ص۔ ۴۷۔

بیداری اور مولانا نعمانی مالیگاؤں کی اردو صحافت برسوں انہی صحت مند اصولوں کے مطابق چلتی رہی۔ کردار کشی اور تنقیص شخصی کے اثرات سے پاک رہی اور سیاسی، سماجی، دینی، شہری، اجتماعی مسائل و معاملات کی عکاسی و ترجمان رہی۔ زبان و بیان محتاط، اعلیٰ استعمال کی گئی۔ سوقیت اور عامیانہ پن سے دور رہی۔

(۱۰) عبدالمجید سرور۔ ۲۰۰۰۔ صحافت اور ادب۔ نقش پا۔ ص۔ ۵۷۔

مالیگاؤں اردو صحافت کے سرخیل، سالار اور امام مولانا عبدالحمید نعمانی نے جب باقاعدہ اردو صحافت کی نیو ڈالی بیج ڈالا اور اس میں سے انکھوا پھوٹا، کونپل نے سر نکالا تو اس کی حفاظت کے لیے مالیگاؤں میں پہلا لیتھو پریس بیداری کے نام سے مولانا ہی نے لگایا۔ لیکن اس کے ساتھ ینگ مسلم کلب کے مجاہدین آزادی کی طاقت بھی شامل ہے۔

(۱۱) عبدالمجید سرور۔ ۲۰۰۰۔ صحافت اور ادب۔ نقش پا۔ ص۔ ۵۸۔

حضرت ادیبؔ مالیگانوی نے شوکت پریس کے ذریعے اردو صحافت اور طباعت کے کام کو اور زیادہ وسعت دی اور اس راستے میں انہوں نے ذہنی، جسمانی اور مالی قربانی دینے میں بھی گریز نہیں کی۔ شوکت پریس ہی وہ پریس ثابت ہوا جہاں سے یکے بعد دیگرے بہت سارے اردو ہفتہ وار نکلنے شروع ہو گئے۔ اخبار نویسوں کی مدد اور اردو صحافت کو تقویت پہنچانے کے لیے ادیب صاحب کتابت بھی کر دیتے تھے۔ خبر اور مضمون بھی لکھ دیتے تھے۔

(۱۲) عبدالمجید سرور۔ ۲۰۰۰۔ صحافت اور ادب۔ نقش پا۔ ص۔ ۵۸۔

مالیگاؤں کی اردو صحافت کی کامیابی ارو تسلسل و تواتر اس لیے بھی جاری رہا کہ ابتداء ہی سے اسے مخلص اور تعلیم یافتہ خوشنویس ملے جن کے اندر خود مالیگاؤں کے نام کو اونچا کرنے کا جذبہ تھا۔ بیداری کے لیے حبیب اللہ ذکی رقم باہر سے لائے گئے تھے۔ جن سے حنیف شورش نے کتابت سیکھی۔

(۱۳) عبدالمجید سرور۔ ۲۰۰۰۔ صحافت اور ادب۔ نقش پا۔ ص۔ ۵۷۔

تیکنکی طور پر شوکت پریس کی طباعت اگرچہ مطلوبہ میعار کے مطابق نہیں تھی لیکن حضرت ادیبؔ

مالیگانوی مرحوم کا اردو کے ساتھ خلوص، ان کے علمی وشعری مقام ومرتبے کے ساتھ اس پائے کا تھا جو ڈھارس بندھاتا تھا۔ حضرت وظیفہ یاب اردو کے صدر مدرس تھے۔ ان کی اہلیہ بھی معلمہ تھیں۔ لیکن دونوں میں اردو کے لیے جو خلوص تھا ایثار قربانی کا جو جذبہ تھا اس سے مجال انکار نہیں کی جاسکتی۔

(۱۴) عبدالمجید سرور۔ ۲۰۰۰۔ صحافت اور ادب۔ نقش پا۔ ص۔ ۱۳۹۔

اخبارات کے کالموں میں عوامی مسائل کے مراسلات کی بڑی اہمیت ہے۔ مراسلہ نگار ہمارے اسی سماج کے افراد ہوتے ہیں۔ عام قاری کے مقابلے ان میں غور وفکر اور میڈیا میں نام ونمود کی فطری خواہش ہوتی ہے۔ یہی لوگ ہوتے ہیں جو گلی، محلے، درسگاہوں اور عوامی اداروں کے بارے میں بری بھلی خبر رکھتے ہیں۔ افراد، شخصیتوں اور اداروں کے نہ صرف واقف حال ہوتے ہیں بلکہ عملاً ان سے بھی متعلق ہوتے ہیں۔

(۱۵) عبدالمجید سرور۔ ۲۰۰۰۔ صحافت اور ادب۔ نقش پا۔ ص۔ ۱۳۹۔

مالیگاؤں اردو صحافت کی یہ وہ معاون ندیاں ہیں جو صحافت کو صحافت کا مقام محمود عطا کرتی ہیں۔ جس طرح خط نصف الملاقات کا درجہ رکھتا ہے اسی طرح مراسلہ نگار نصف ایڈیٹر ہوتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ بہت سارے اخلاقی معائب، جرائم اور مثبت اقدامات مراسلہ نگاروں کی تحریروں کے سہارے انجام دیتے ہیں۔

(۱۶) عبدالمجید سرور۔ ۲۰۰۰۔ صحافت اور ادب۔ نقش پا۔ ص۔ ۴۷۔

اردو ہفت روزوں اور روزناموں کے علاوہ جب نشر واشاعت، ذرائع ورسائل کی آسانیوں، رشتہ داریوں اور تعلقات کی استواری کے بعد یہ مالیگاؤں کی حدود سے باہر بھی اپنا مقام بنانے لگے اور مالیگاؤں کے ادب نواز اور زندہ دلوں نے ادب کے اس شعبے کی طرف قدم بڑھایا۔ اس سلسلے میں ماہنامہ خورشید مالیگاؤں کی خصوصیت اور اہمیت حاصل ہے۔

(۱۷) عبدالمجید سرور۔ ۲۰۰۰۔ صحافت اور ادب۔ نقش پا۔ ص۔ ۴۷۔

اس کے مدیر اگرچہ ادیب مالیگانوی بنائے گئے لیکن خورشید کی شیریانوں میں انقلابی، عبدالمجید سرور، اور دیگر دیوانگان ادب کا خون گردش کررہا تھا۔ خورشید ندرت انقلابی صاحب کی کوششوں سے جاری ہوا تھا۔ یہ بڑا معیاری ترقی پسند ادبی ماہنامہ تھا۔ مجنوں گورکھپوری، ساغر نظامی وغیرہ اس کے اہم لکھنے والوں میں سے تھے۔ اس سے قبل مرحوم خلیل سیٹھ (قلعہ) کی سرپرستی میں غالباً ماہنامہ تصویر جدید بھی جاری ہوا تھا۔ کامل صدیقی اور ان کا اہل قلم حلقہ اس کے لکھنے والوں میں شامل تھا۔ دونوں ہی رسالے چند اشاعتوں کے بعد بند ہوگئے۔

(۱۸) ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱۔ مالیگاؤں میں نثر کی ابتدا۔ص ۵۶۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔

مقامی تذکروں میں ۱۸۸۰ء اور آس پاس کا زمانہ مالیگاؤں میں شاعری کی ابتدا کا زمانہ تسلیم کیا گیا ہے۔ جہاں تک نثر کا تعلق ہے اس سے تقریباً تیس برس بعد با قائدہ نثر نگاری کا آغاز ممکن ہو سکا۔ یوپی سے مومن بنکروں کے انخلاء سے قبل شمال میں نثر نگاری کو کافی فروغ مل چکا تھا۔ان آنے والوں میں چونکہ بہت سے ذی علم ،اہل ذوق اور شعرا شامل تھے۔اس لیے یقیناً نثر کی کتابیں ان کے مطالعہ میں آئی ہوں گی۔مثلاً اس وقت تک غالب کے خطوط منظر عام پر آ چکے تھے۔انہوں نے دیکھا ہو گا کہ اس عبقری شخصیت نے نثر کا ایک ایسا طرز نکالا ہے جس میں سلاست ،روانی اور بے تکلفی ہے، بھاری بھر کم الفاظ نہیں ہیں مقفیٰ و مسجع عبارتیں نہیں ہیں، تصنع اور بناوٹ نہیں ہے، بلکہ سادہ اور دلنشین انداز رکھتی ہیں۔غالب کے بعد بہت سارے ادیبوں نے نثر کے اسی طرز کا تتبع کیا ہے۔

(۱۹) ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱۔مالیگاؤں میں نثر کی ابتدا۔ص نمبر ۵۷۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔

فی الحال یہ بات قابل توجہ ہے کہ مالیگاؤں میں انیسویں صدی کے آخری پچاس سال اور بیسویں صدی کی پہلی دہائی کی طویل رات گل وبلبل کے افسانوں اور عشق ومحبت کے ترانوں میں بسر ہو گئی۔شاعری کے دنگل ہوتے رہے،مرثیوں کے مقابلے ہوتے رہے، بدیہہ گوئی کے کمالات دکھائے جاتے رہے۔شعری محفلوں میں چشمکیں چلتی رہیں لیکن کسی کو نثر نگاری کا خیال تک نہیں آیا۔حالاں کہ یہ وہ لوگ تھے جن کے دل مسلمانوں کی اصلاح کے جذبے سے سرشار تھے۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہاں پہنچ کر سکون پاتے ہی انہوں نے دینی مدارس کے قیام پر توجہ دی ،مسجدیں تعمیر کیں،اصلاح معاشرہ کی عملی کوششیں کیں،وعظ ونصائح کی محفلیں آراستہ کیں۔وہ اگر چاہتے تو اصلاح کے لئے نثر کا استعمال بھی کر سکتے تھے۔مگر افسوس ایسا نہ ہو سکا اور ایک مدت تک سحر شاعری

کے ذہنوں پر سحر سامری کی طرح چھایا رہا اور نثری ادب اپنے موسیٰ کا انتظار کرتا رہا۔

(۲۰) ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱۔مالیگاؤں میں نثر کی ابتدا۔ص ۱۳ـ۵۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔

ادبی انجمنوں کی طرح اخبارات،جرائد،گلدستوں اور رسالوں نے بھی نثر نگاری کے فروغ اور فنکاروں کی حوصلہ میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔شہر سے بلا مبالغہ سینکڑوں اخبارات جاری ہوئے اور کچھ

عرصے تک صحافتی خدمات انجام دینے کے بعد بند ہوگئے۔اس صحافتی داستان کو بیان کرنے کے لیے ایک دفتر چاہیے۔ مالیگاؤں سے پہلا ہفت روزہ ''بیداری''مولانا عبدالحمید نعمانی نے جاری کیا۔اس کے فوراً بعد''تاج'' نام کا اخبار خانصاحب عبدالرحیم اور ان کے ساتھیوں نے جاری کیا۔تاج ۱۹۳۶ء تک جاری رہا۔ان اخبارات کے بعد میدان صحافت میں سناٹا طاری رہا۔

(۲۱) ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱۔مالیگاؤں میں نثر کی ابتدا۔ص ۵۱۳۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔

۱۹۵۰ء کے بعد اخبارات کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا تو نصف صدی کے عرصے میں سینکڑوں اخبارات منصۂ شہود پر آگئے۔اور اپنا اپنا حصہ ادا کرنے کے بعد گمنامی کے اندھیروں میں یوں غائب ہوئے کہ آج کوئی ان کا نام تک نہیں جانتا۔یہ اخبارات عموماً چار صفحات کے ہوتے تھے۔زیادہ تر سیاسی،سماجی اور شہری موضوعات کا احاطہ کرتے تھے۔چند ہی اخبارات ایسے تھے جنہوں نے جداگانہ روش اختیار کی۔ان کے ذریعے بہت سے قلمکاروں کی نثری تخلیقات سامنے آئیں۔

اخبارات کے ساتھ ساتھ گلدستوں اور ادبی،مذہبی،اور بچوں کے رسائل نے بھی نثر نگاری کی ترقی میں بڑا رول ادا کیا۔مالیگاؤں کی ادبی وصحافتی تاریخ کے ہر طالب علم کو ان رسالوں سے واقف ہونا ضروری ہے۔

(۲۲) محمد خان لابیلا۔شکیل حمدانی۔۲۰۰۱۔مالیگاؤں میں اردو صحافت کی ابتدا۔ص ۱۱۴۔مالیگاؤں کل اور آج۔

۱۹۳۵ء میں مولانا عبدالحمید نعمانی نے ہفت روزہ بیداری جاری کیا۔جس کے ذریعے بے لاگ تبصرے،تنقیدیں اور صحت مند اور اصلاحی پہلو لئے ہوئے مضامین اور اداریے عوام کے سامنے آئے۔مالیگاؤں کی اولین اور بے داغ صحافت کا یہ ناقابل فراموش قدم جو آج بھی نقش پا ہے۔مرحوم مولانا محمد حنیف ملی نے مرحوم مولانا عبدالحمید نعمانی کی صحافت کے تعلق اپنے تاثرات کو قلمبند کرے ہیں کہ'مولانا اس حقیقت پر یقین رکھتے تھے کہ قلم اور صحافت تنِ مردہ میں روح پھونکنے اور خوبیدہ ملت کو جگانے میں کلید کی حیثیت رکھتے ہیں۔قلم کی ادنیٰ سی بے راہ روی سے پوری ملت کا زبردست نقصان ہوسکتا ہے۔مولانا فرمایا کرتے تھے کہ قلم خدا کی عظیم امانت ہے جس کے صحیح استعمال کی تمام تر ذمہ داری ایک صحافی پر ہے۔

(۲۳) عبدالسلام زیئی۔۲۰۰۲۔اسلامی صحافت۔ص۔۷۲۔

صحافت اور صحافی کے الفاظ یوں تو عربی زبان کے لفظ صحیفہ سے نکلے ہیں لیکن ہمارے ہاں انگریزی کے الفاظ

جرنل ازم اور جرنلسٹ کے ترجمے کے طور پر ہی رائج ہیں۔صحافت کی اصطلاح اگر چہ موقت الشیوع یعنی وقفوں سے شائع ہونے والے اخبار یا رسالے کے لیے استعمال ہوتی ہے لیکن اب ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے بھی خبریں اور حالات حاضرہ پر تبصرے، انٹرویوز اور فیچر نشر ہوتے ہیں۔

(۲۴) سیّد اقبال قادری۔رہبر اخبار نویسی ۲۰۰۸۔ص ۲۱۔

صحافت جدید وسائل ابلاغ کے ذریعہ، عوامی معلومات، رائے عامہ، اور عوامی تفریحات کی باضابطہ اور مستند اشاعت کا فریضہ ادا کرتی ہے۔

(۲۵) غلام حیدر۔۲۰۰۹۔اخبار۔صفحہ نمبر ۲۱۔۲۲

رومی ایکٹا دنیا کی پرانی تہذیب میں روم کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے۔ممکن ہے تم نے پرانی رومی تہذیب کا ذکر پڑھا بھی ہو۔اس کے شہر کی ایک کاؤنسل ہوتی تھی جس کا باقاعدہ الیکشن بھی ہوتا تھا۔ یہ کاؤنسلیں جنھیں 'سینیٹ' کہتے تھے۔اپنے اجلاس کی کاروائیوں کا رکارڈ کے لیے کبھی کبھی باقاعدہ کتاب یا رسالے کی شکل میں ایک اخبار جیسی چیز بھی تیار کر لیتی تھیں، اس کی بہت سی نقلیں کی جاتی تھیں اور انہیں عام لوگوں کے پڑھنے کے لیے شہر کی لائبریریوں میں رکھ دیا جاتا تھا۔اس اخبار کا نام تھا 'ایکٹا سینیٹس' (acta sanatus) رومی زبان میں Acta کے معنی ہیں روداد اور Sanatus کے معنی سینیٹ سے تعلق رکھنے والا۔ یہ اخبار دوسری صدی قبل مسیح میں نکلنے لگے تھے۔

(۲۶) غلام حیدر۔۲۰۰۹۔اخبار۔ص ۲۳۔

چینیوں نے نے لگ بھگ چھٹی صدی عیسوی میں ان فرمانوں کو پتھروں پر کھود کر ان پر رنگ لگا کر اور پھر کاغذ کو ان پر رگڑ کر بہت سی سی نقلیں تیار کرنی شروع کر دیں تھیں۔ایک لکھائی سے بہت سی نقلیں نقلیں تیار کر نے کا شاید یہ سب سے پہلا طریقہ تھا۔پھر جلد ہی انھوں نے یہ کام پتھروں کی جگہ لکڑی کے بلاکوں کے ذریعے کرنا شروع کر دیا۔اسی طرح چھپائی کی پکی روشنائی کے متعلق بھی لوگوں کا یہی خیال ہے کہ یہ بھی چین سے ہی آئی ہے۔

(۲۷) غلام حیدر۔۲۰۰۹۔اخبار۔صفحہ نمبر ۲۴۔۲۵

ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں نے تو اپنی خبر رسانی کے ذریعے کو اتنا پکا کر لیا تھا کہ صرف ہر صوبے میں نہیں بلکہ ہر ضلع میں ایک سرکاری ملازم رکھا جاتا تھا جو ضلع میں ہونے والے خاص خاص واقعات کی تفصیل جمع

کر کے ان کی سچی سچی رپورٹ بادشاہ کو بھیجتا رہتا تھا۔ اسے ''وقائع نویس'' کہتے ہیں۔

(۲۸) غلام حیدر۔ ۲۰۰۹ئ۔ اخبار۔ صفحہ نمبر ۲۶

گیارہویں بارہویں صدی سے یورپ کے مختلف ملکوں میں بڑے بڑے کالج اور یونیورسٹیاں کھلنی شروع ہوئیں اور تعلیم کا چرچا بڑھا۔ برطانیہ میں تیرہویں صدی سے بادشاہوں نے اپنے مشورے اور ملک کے کام کاج کو زیادہ اچھے ڈھنگ سے چلانے کے خیال سے ایک پارلیمنٹ قائم کی جس میں لندن کے رئیس اور امیروں کے علاوہ برطانیہ کے دوسرے علاقوں سے بھی لوگ لندن آتے اور جب تک پارلیمنٹ کے اجلاس چلتے یہ لوگ لندن میں ہی رہتے تھے، تو ان کی خواہش ہوتی تھی کہ انہیں اپنے اپنے عاقون کی خبریں ملتی رہیں۔ اور پھر پالیمنٹ کے بعد یہ لوگ واپس چلے جاتے تو انہیں لندن کی دلچسپیوں اور دربار کی خبریں حاصل کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ چنانچہ بعض بعض رئیس تو صرف خبریں لکھ کر بھیجنے کے لیے باقائدہ ملازم رکھنے لگے جو پابندی سے اخباری خطوط (News Letter) ان کو بھیجتے رہتے تھے۔

(۲۹) غلام حیدر۔ ۲۰۰۹۔ اخبار چہ۔ صفحہ نمبر ۳۱۔

سولہویں صدی میں یورپ کے ملک ایک دوسرے سے جنگ میں پھنسے ہوئے تھے۔ اس لیے ہر جگہ لوگ یہ چاہتے تھے کہ آس پڑوس کی خبریں انہیں برابر ملتی رہیں۔ چنانچہ اس زمانے میں جرمنی، ہالینڈ، بلجیم وغیرہ میں کبھی کبھی لوگ ایک پرچہ یا پمفلٹ چھاپ دیتے تھے، جس میں زیادہ تر تو جنگ کی ہی خبریں ہوتی تھیں، لیکن کبھی کبھی کوئی سیاسی خبر بھی چھاپ دی جاتی تھی۔ ایسے پرچے عام طور پر کتابوں کا کاروبار کرنے والے اپنی دکان کے اشتہار کے طور پر چھاپ لیتے تھے۔ اب ایسے پرچوں کو ہم پورا اخبار تو کیا کہیں ہاں 'اخبار چہ' کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۰) غلام حیدر۔ ۲۰۰۹۔ پہلا اخبار چہ۔ صفحہ نمبر ۳۲۔

۲ر دسمبر ۱۶۲۰ء کو انگلستان میں بھی لوگوں کے ہاتھ میں پہلا 'اخبار چہ' پہنچ گیا۔ اس وقت تازہ خبریں چھاپنے والے پرچے کو 'کورانٹو' کہا جاتا تھا۔ 'کورانٹو' لاطینی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ہیں دوڑنا۔ چونکہ اس قسم کے اخباری پرچوں میں کچھ گرم گرم خبریں بھی ہوتی تھیں اور انہیں تیزی سے بیچا جاتا تھا۔ شاید اسی لیے ان کا نام 'کورانٹو' دوڑتا ہوا رکھا گیا تھا۔ پہلا کورانٹو لگ بھگ دس انچ لمبا اور چھ انچ چوڑا تھا اور کاغذ کے صرف ایک طرف چھپتا تھا۔

(۳۱) غلام حیدر۔ ۲۰۰۹۔ پہلا روز نا مچہ۔ صفحہ نمبر ۳۸۔

سترہویں صدی کے آخری حصے اور اٹھارہویں صدی کے شروع کے دس بارہ برسوں میں انگلستان میں نئے اخباروں، رسالوں اور میگزینوں وغیرہ کی ایک بھرپور فصل سی پیدا ہوگئی۔ اس نئی فصل کے زمانے میں وہ دن بھی آیا جب دنیا والوں نے پہلا روز نامچہ یا روزانہ اخبار دیکھا۔ یہ لندن کا ایک بڑے کاغذ پر دو کالموں میں صرف ایک طرف چھپا ہوا 'ڈیلی کورنٹ' (Daily courant) تھا۔ کورنٹ فرانسیسی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ہیں دوڑنے والا۔

(۳۲) غلام حیدر۔ ۲۰۰۹۔ پہلا روز نا مچہ۔ صفحہ نمبر ۳۸۔

ہندوستاں میں کسی ہندوستانی زبان کے سب سے پہلے اخبار کا نام ۱۸۱۶ء میں نظر آتا ہے۔ یہ بنگال کا ایک اخبار 'بنگال گزٹ' تھا جسے ایک صاحب گنگا دھر بھٹا چاریہ نے کلکتے سے نکالنا شروع کیا تھا۔ مگر افسوس یہ کہ اس کی عمر کچھ دن سے زیادہ نہ ہوسکی۔ ابھی کچھ دیر پہلے تم نے بنگال میں سہرام پور کی عیسائی مشنری کا ذکر سنا تھا۔ اس مشنری نے ۱۸۱۸ء میں بنگالی میں 'ڈگ درشن' نام کا ایک ماہانہ رسالہ نکالا۔ یہ صرف بنگالی زبان کا ہی یہ پہلا رسالہ نہیں تھا، بلکہ ملک بھر میں کسی ہندوستانی زبان کا پہلا رسالہ تھا۔ اس میں ایک صفحے پر بنگالی اور دوسرے پر انگریزی میں چھپائی ہوتی تھی۔

(۳۳) غلام حیدر۔ ۲۰۰۹۔ پہلا ہندوستانی اخبار۔ صفحہ نمبر ۶۷۔

ان کے شروع کیئے ہوئے اخباروں میں سب سے پہلا اخبار بنگال کا 'سمبد کمودی' جس کے معنی ہیں ء میں کلکتے سے نکلا تھا، اور اس لحاظ سے اپنی قسم کا پہلا اخبار کہا ۱۹۲ 'خبروں کا چاند'۔ یہ ہفتہ واری اخبار دسمبر جاسکتا ہے کہ یہ ایک ہندوستانی نے ایک ہندوستانی زبان میں صرف ہندوستانیوں کے لیے نکالا تھا۔ اس اخبار نے لگ بھگ تینتیس سال کی عمر پائی۔ موہن رائے نے ستی کی رسم کے خلاف اسی اخبار سے جنگ لڑی اور جیتی۔

ء میں کلکتے سے نکلنا شروع ہوا۔ موہن رائے خود اس ۱۹ اپریل ۱۸۲۲ کو فارسی کا پہلا ہفتہ واری 'مراۃ الاخبار'

(غلام حیدر ص

کے ایڈیٹر نہیں تھے۔ مگر اس میں لکھتے رہتے تھے۔ اور اسے شروع بھی انہوں نے ہی کیا تھا۔ تقریباً اسی زمانے میں فارسی کا ایک اور ہفتہ واری اخبار 'جام جہاں نما' شروع کیا۔ اس کا مقصد انگریزی اخباروں کی خبروں کو فارسی میں شائع کرنا اور ملک کے مختلف علاقوں سے خبریں حاصل کر کے ہندوستانیوں تک پہنچانا تھا۔ یہ اخبار

فارسی ٹائپ میں چھپتا تھا۔اوراس کے پہلے ایڈیٹر منشی سدا سکھ صاحب تھے۔اس اخبار نے کافی لمبی عمر پائی۔لگ بھگ پینسٹھ سال یعنی ۱۸۸۸ء تک نکلتا رہا۔فارسی کے جام جہاں نما کے جاری ہونے کے اگلے سال سے اسی اخبار کے ساتھ بالکل الگ مضمون پر اردو میں بھی جام جہاں نما نکلنا شروع ہوا۔

(۳۵) غلام حیدر۔ ۲۰۰۹۔ پہلا اردو اخبار۔صفحہ نمبر ۶۸۔

اردو کا جام جہا نما ہماری زبان کا پہلا اخبار تھا۔اس چار صفحے کے ہفتہ واری اخبار میں خبریں،مضمون ،شاعری سب ہی کچھ ہوتا تھا۔لیکن افسوس ہے کہ اس نے لگ بھگ پانچ سال کی عمر پائی اور ۱۸۲۸ء میں بند ہوگیا۔

(۳۶) سید اقبال قادری۔ ۲۰۰۹۔صحافت کی تعریف۔صفحہ نمبر ۲۱۔

صحافت جدید وسائل ابلاغ کے ذریعے عوامی معلومات،رائے عامہ،اورعوامی تفریحات کی باضابطہ اور مستند اشاعت کا فریضہ ادا کرتی ہے۔یہ صحیح ہے کہ اخبارات نہ صرف اطلاعات بہم پہنچاتے ہیں بلکہ کسی اہم متنازعہ مسئلہ پر رائے عامہ کی تشریح یا تفسیر بھی کرتے ہیں۔اخبارات کی یہ توضیحی خدمات،فن طباعت اور مقبولیت کے زمانے سے قبل کے دنوں میں بھی نمایاں اور یکساں مروج تھیں۔

(۳۷) سید اقبال قادری۔۲۰۰۹۔صحافت کی ذمہ داری۔صفحہ نمبر ۲۱۔

صحافت کی صحیح خدمت صرف خبروں کو جمع کرکے شائع کردینے کے ساتھ ختم نہیں ہوجاتی۔صحافت کی کئی اہم ذمہ داریاں ہیں۔صحافت کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ عوام شائع شدہ خبروں کی صداقت پر پورا پورا ایمان رکھیں۔صحافت کا فرض ہیکہ وہ صرف حق پر مبنی خبروں کی اشاعت کرے۔خبروں کا سو فی صدی صحیح اور معتبر ہونا بہت ضروری ہے۔یہ دیکھ لینا اہم ہے کہ جو بھی خبر شائع کی جارہی ہے وہ عوام کے مفاد کے لیے شائع کی جارہی ہے۔دلچسپی بڑھانے کے لیے غلط نیت سے خبروں کی صداقت میں خرد برد نا قابل معافی جرم ہے۔

(۳۸) سید اقبال قادری۔ ۲۰۰۹ئ۔صحافت کی ذمہ داری۔صفحہ نمبر ۲۷۔

صحافت ایک انتہائی دلکش ذریعہ روزگار ہے۔صحافی ہمعصر تاریخ نویس ہیں۔اخبار نویس عوام کی آنکھیں،کان اور اضطرابی ضمیر ہیں۔سماج میں صحافیوں کا ایک باوقار مقام ہے۔ایک مثالی اخبار نویس وہ ہے جو قدیم علوم سے واقف ہے اور جدید فلسفوں کا ماہر ہے،جس کا دماغ سائنسی ہے اور ایک انجنیئر کی طرح تخلیقی قوتوں کا مالک ہے،جو ہمعصر سیاسی اور اقتصادی حالات اور تغیرات پر عبور رکھتا ہے اور سینکڑوں سطور میں دی

جانے والی تفصیلات کومختصر ترین الفاظ میں سہولت اور روانی کے ساتھ تحریر کرسکتا ہے۔صحافت ایک ایسی باعزت مصروفیت ہے جس کا شہرہ عالمگیر ہے۔

(۳۹) سید اقبال قادری۔ ۲۰۰۹۔صحافت کی ذمہ داری۔صفحہ نمبر ۳۶۔

عام طور پر اخبارات کو اقلیم کا چوتھا طبقہ کہا جاتا ہے۔کسی بھی مملکت یا اقلیم میں سب سے نمایاں مقام حکمراں کو دیا جاتا ہے۔دوسرا مقام دینی پیشواؤں کا ہے۔تیسرا درجہ عوام الناس کا ہے۔اور چوتھا اہم مقام اخبارات کو عطا ہوا ہے۔برطانوی پارلیمان میں سب سے پہلے لارڈ میکالے نے پریس گیلری میں بیٹھے ہوئے اخباری نامہ نگاروں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''وہاں جو اخبارات کے نمائندے تشریف فرما ہیں وہ اقلیم کا چوتھا طبقہ ہیں۔

(۴۰) سید اقبال قادری۔ ۲۰۰۹۔خبر کی اہمیت۔صفحہ نمبر ۴۰۔

نامہ نگاروں اور مدیران پر یہ فرض عائد رہتا ہے کہ وہ ہر خبر کو اچھی طرح جانچ لیں۔اگر دروغ گوئی کا ذرہ بھر بھی شائبہ ہو تو ایسی خبروں کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیں۔قارعین کا اعتماد ہر حال میں بنائے رکھنا ضروری ہے۔خبر کا سو فی صد مستند ہونا ضروری ہے۔خبر ہر طرح سے درست ہو اور مبالغہ آمیزی سے پاک ہو۔اشاعت سے پہلے خبر کی تفصیلات کی صحت کا ہر طریقہ سے اطمنان کر لینا مدیرانِ اخبار کا مقدس فریضہ ہے۔یہ بہت اہم ہیکہ خبر میں کسی طرح کی رائے شامل نہ ہو خبر کا اپنا تقدس ہے اور رائے کا اپنا مقام۔

(۴۱) سید اقبال قادری۔ ۲۰۰۹۔خبر کی اہمیت۔صفحہ نمبر ۴۱۔

حق پسند صحافی کا واقفیت پسند ہونا ضروری ہے۔جو بھی خبر شائع ہو وہ با مقصد ہو۔کسی بھی خبر کے انتخاب میں ایک مدعا ہونا ضروری ہے۔خبر کی ترتیب میں کسی خاص خیال یا نظریہ یا انداز فکر کا اثر رسوخ ہرگز نہ ہو۔یہ ایک بامعنی اخلاقی اصول ہے جس ہر صحافی کو سختی سے عمل پیرا ہونا چاہیے۔ممکن ہے کہ کسی خبر کی اشاعت کے سلسہ میں نامہ نگار پر یا مدیر یا اخبار کے مالک پر کسی کی جانب سے دباؤ ڈالا گیا ہو،مگر اصول پسند صحافی ایسے دباؤ کی پرواہ نہیں کرتے اور ہر حال میں خبر کی اصلی اہمیت یا عظمت یا وقعت سے دیانت دارانہ انصاف کرتے ہیں۔

(۴۲) سید اقبال قادری۔ ۲۰۰۹۔متنازعہ مراسلے۔صفحہ نمبر ۴۲۔

اگر خبر ناموں یا مراسلوں میں کسی تنازعہ ہر بحث کی گئی ہے تو یہ ضروری ہے کہ دوسرے فریق کو بھی واجبی موقعہ دیا جائے کہ وہ اپنا موقف پیش کرے۔یک طرفہ اعلانات اور تصریحات شائع کرنے کے بجائے تصویر

کے دونوں رخ پیش کرنے کی صحیح پالیسی اپناتے ہوئے فریقین کے بیانات ایک ساتھ شائع کرنا ایک بہتر سلوک اور مناسب مصلحت اندیشی ہے۔

(۴۳) سید اقبال قادری۔۲۰۰۹۔متنازعہ مراسلے۔صفحہ نمبر ۴۲)

بعض اوقات کسی خبر کی سرخی سنسنی خیز چھاپ دی جاتی ہے مگر خبر کے مواد میں ایسی کوئی خاص حقیقت یا کیفیت یا حیرت انگیز تفصیل نہیں ہوتی جو زور دار سرخی سے انصاف کرتی ہو۔ایسی گمراہ کن حرکت سے قارعین اخبار کی پالیسی نالاں ہوجاتے ہیں۔کچھ ایسی خبریں ہوتی ہیں جو اخبار کی پالیسی سے کچھ جدا ہوتی ہیں۔اگر ایسی خبروں کو بالکل شائع نہ کیا جائے تو قارعین ناراض ہوتے ہیں۔اگر اخبار صرف بڑی خبروں کو زیادہ اہمیت دینے لگے اور چھوٹی موٹی یا مقامی خبروں کو نظر انداز کرنے لگے تو قارعین ناخوش ہوجاتے ہیں۔

(۴۴) سید اقبال قادری۔۲۰۰۹۔متنازعہ مراسلے۔صفحہ نمبر ۴۵)

ہر معاشرہ میں اچھائیاں بھی ہوتی ہیں اور برائیاں بھی۔اگر اخبارات صرف جنسی معملات کی تفصیلات، جرائم کی خبریں، زنا بالجبر کی رودادتیں، غبن کی سنسنی خیز اطلاعات ، چوری ، ڈکیتی، اغوا جیسی گناؤنی خبروں کو اہمیت دے کر سماج کی صرف تاریک تصویر پیش کرنے میں مصروف ہوجائے تو قارعین کو اخبار سے شکایت پیدا ہوجاتی ہے۔سماج کی عمدہ باتوں ،فلاح وبہبود اور ہمہ جہت ترقی کی خبروں کو اہمیت دینا بے حد ضروری ہے۔معاشرہ میں کئی ایسے واقعات یقینی طور پر رونما ہوتے ہیں جن سے انسانی شرافت کی بو باس آتی ہے۔خوصلہ افزا باتوں سے سماج میں خوشگواریت لائی جاسکتی ہے۔

(۴۵) سید اقبال قادری۔۲۰۰۹۔خبر۔صفحہ نمبر ۵۶۔

مختلف محققین اور مصنفین نے مختلف انداز سے خبر کی تعریف پیش کی ہیں۔ایسی سینکڑوں تعریفوں کا ماحصل یہی ہے کہ ''خبر کا دلچسپ ہونا ضروری ہے۔اس میں کوئی نئی بات کہی گئی ہو۔تفصیل غیر معمولی ہو۔'' جو بات کسی مقام کی کسی کو سننے میں آئے وہ خبر ہے۔لفظ اخبار خبر کی جمع ہے یعنی بہت سی خبریں خبر دراصل ایک عربی لفظ ہے۔

(۴۶) سید اقبال قادری۔۲۰۰۹۔خبر۔صفحہ نمبر ۵۷۔

صحافت کا منشا خبروں کو جمع کرنا معلوم کرانا اور سمجھانا ہے۔یہ ایک کارآمد، جوابدہ اور اہم شغل ہے جسے باعزت طریقے پر جاری رکھ کر معاشرہ کی بہت بڑی خدمت انجام دی جاتی ہے۔خبروں کے ذریعے ایسی باتوں

کی اطلاعات بہم پہنچائی جاتی ہیں جو واقع ہو چکی ہیں یا واقع ہونے والی ہیں یا متوقع تو تھیں مگر کسی وجہ سے واقع نہیں ہو سکیں۔ خبروں میں اطلاع بھی ہوتی ہے اور انتباہ بھی۔ خبروں سے مسرت بھی پھیلائی جاتی ہے اور دہشت بھی۔ خبریں اچھی بھی ہوتی ہیں اور بری بھی۔ کچھ خبروں سے عوام کا دل بہلتا ہے اور کچھ خبروں سے دل دہلتا ہے۔ خبریں تبسم بھی بکھیرتی ہیں اور قارعین کو بری طرح خوف زدہ بھی کرتی ہیں۔

(۴۷) سید اقبال قادری۔ ۲۰۰۹۔ خبر۔ صفحہ نمبر ۶۱۔

کامیاب خبر وہ ہے جو پڑھنے والے کو چونکاتی ہے۔ جس طرح پھل اور پھول فروخت کرنے والا اپنے بہترین پھل اور پھولوں کو سامنے سجاتا ہے، بالکل اسی طرح ایک کامیاب مدیر صفحہ اوّل کی زینت کے لیے ایسی خبروں کا انتخاب کرتا ہے جو قارعین کی اکثریت کے لیے دل کش ہوں۔ ایسی کوشش میں کامیابی کے لیے تھوڑی سی فکر اور تھوڑی سی قوتِ اختراع کی ضرورت ہے۔ خبروں کے انتخاب کا کام اور جاذبیت کیساتھ خبریں شائع کر کے عوامی توجہ اپنی طرف کھینچنا ایک دلچسپ کھیل ہے۔

(۴۸) سید اقبال قادری۔ ۲۰۰۹۔ اداریہ۔ صفحہ نمبر ۲۹۳۔

اداریہ وہ مضمون ہوتا ہے جس میں کسی بھی اخبار یا رسالہ کی مدیر کی کسی اہم معاملے پر رائے شائع ہوتی ہے۔ یہ رائے مدیر کے علاوہ اخبار کے ناشران کی بھی ہو سکتی ہے۔ اداریہ کسی بھی اخبار کا ضمیر کہلاتا ہے۔ اداریہ ہی کے ذریعہ اخبار کی بے باکی اور احساسات کا پتہ چلتا ہے۔

(۴۹) سید اقبال قادری۔ ۲۰۰۹۔ اداریہ۔ صفحہ نمبر ۲۹۴۔

جدید اداریہ حالات حاضرہ کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اداریہ میں پس منظر فراہم کیا جاتا ہے، ضروری کوائف اور اعداد و شمار کے بل بوتے پر رائے زنی کی جاتی ہے اور رائے کے اظہار کے وقت یہ لحاظ رکھا جاتا ہے کہ اخبار کی رائے سے عام قاری بھی متفق ہوتا نظر آئے۔ یہ ضروری نہیں کہ اداریہ میں دی گئی اخبار کے مدیر کی رائے سے ہر قاری کو اطمنان ہو۔ بہر حال قاری یہ سمجھتا ہے کہ اخبار کا مدیر دانشور ہے، عصری دنیا کا نباض ہے اور وہ کسی مسئلہ پر صلاح و مشورہ دے رہا ہے تو وہ کسی بنیاد پر دے رہا ہے اور اسے اپنی ذمہ داری کا احساس ہے۔ اداریہ میں ایک ادبی لہر بھی ہوتی ہے جو اخبارات کی دیگر تحریرات سے اسے ممتاز کرتی ہے۔ ماہر اداریہ نویس اصرار کرتے ہیں کہ اداریہ میں بھی اختصار سے کام لیا جائے۔ بات براہ راست ہی کہی جائے گھما پھرا کر نہ کہی جائے۔

(۵۰) سید اقبال قادری۔ ۲۰۰۹۔ قارعین کے خطوط۔ صفحہ نمبر ۳۱۰۔

اپنے خطوط میں قارئین اپنے مصائب کا حال بیان کرکے دادرسی چاہتے ہیں۔تکالیف کی تفاصیل کے ساتھ مطالبات بھی ہوتے ہیں کہ چارہ سازی کی جائے ۔غلط باتوں کے تدارک کی خواہش ہوتی ہے۔بد عنوانیوں کوٹھیک ٹھاک کرنے کے لیےصلاح ومشورے دیے جاتے ہیں۔کسی غلطی یا غفلت یا بے پرواہی سے سرزدہونے والے نقصانات کی تلافی کی مانگ ہوتی ہے۔کسی حق دار کی حق تلفی ہوئی ہے توحق رسانی کی گذارش کی جاتی ہے۔کامرانیوں پرمبارکباددی جاتی ہے۔کسی خاص مدداور تعاون کے بھی طلبگار ہوتے ہیں۔تحقیقی کاموں کے مواد کی تلاش میں سرگرداں محقق نادرمواداکٹھا کرنے کے لیےاخبارات میں تحریری درخواستوں کوترجیح دیتے ہیں۔

(۵۱)سیداقبال قادری۔۲۰۰۹۔قارئین کےخطوط۔صفحہ نمبر۳۱۱۔

قارعین کےخطوط عوام الناس اورحکمرانوں کے درمیان ایک اہم کڑی ہیں۔قارعین کے خطوط ایک آئینہ ہےجس میں حکمراں جماعتیں اپنے کیئے گئے فیصلوں کاردعمل دیکھتی ہیں۔بعض بڑے اخبارات میں آنے والے خطوط کی اتنی بہتات ہوتی ہے کہ ان کو پڑھنے منتخب کرنے اورقابل اشاعت بنانے کے لیےجداگانہ عملہ متیعن ہوتاہے۔جہاں تک ہوسکتا ہے لکھنے والوں کی زبان ہی [illegible]ارکھی جاتی ہے۔صرف ہجوں اوراعداوشمار کی غلطیوں صحیح کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(۵۲)سیداقبال قادری۔۲۰۰۹۔کالم نویسی۔صفحہ نمبر۳۱۵۔

کالم نویسی جدید صحافت کاایک اہم حصہ ہیں۔مشہورکالم نویسوں نے حالات حاضرہ پرتبصرہ نگاری کے ذریعے پیچیدہ معاملات کوسلجھانے اوراہم مسائل کی توضیح کی ذمہ داری کامیابی سے انجام دی ہے۔کالم نویس اپنی تحریرمیں اپنی رائےضرورشامل کرتے ہیں۔بعض کالم اخبارات میں روزآنہ شائع ہوتے ہیں بعض تین دن میں ایک باریابعض ہفتہ میں ایک بار۔کالم میں تازہ خبروں پرانوکھےانداز میں روشنی ڈالی جاتی ہے۔ادارےسے جوکام ہوتاوہی کالم کےذریعےہوتا ہے۔مگرکالم زیادہ شگفتہ اورغیررسمی ہوتے ہیں۔کالم نویس انفرادی طورپراپنی رائے کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔رائےنہیں دی جاتی بلکہ یہ بات بھی سمجھائی جاتی ہے کہ رائے قائم کرنے کے صحیح اسباب کیاہیں۔اخبارات کالم کےذریعے قارعین کےتجسس کومطمئن کرتے ہیں۔

(۵۳)سیداقبال قادری۔۲۰۰۹۔بچوں کاصفحہ۔صفحہ نمبر۳۴۰۔

جس سماج میں بچوں کی مسکراہٹ یاقہقہے نہ ہوں وہاں جینا ہی فضول ہے۔بچوں کے لیے معلومات اور

تفریح کا اہتمام کرنا والدین اور سماج کے ذمہ دار افراد کا فرض ہے۔اخبارات کو بچوں پر اس لیے بھی توجہ دیناضروری ہے کہ آج کے بچے کل بڑے ہوکراسی اخبار کو ترجیح دیں گے جسے وہ بچپن سے پڑھتے آئے ہیں۔ ہفتہ میں کوئی ایک دن یا روز آنہ اخبار میں بچوں کا صفحہ یا ایک کالم مخصوص کرنا بہتر ہے۔اگر اتوار کو نکلنے والے خصوصی ایڈیشن میں ہی بچوں کا صفحہ شائع ہوتو زیادہ مقبولیت ہوگی۔

(۵۴) سید اقبال قادری۔۲۰۰۹۔بچوں کا صفحہ۔صفحہ نمبر ۳۴۰۔

بچوں کے لیے لکھنا بہت مشکل کام ہے۔ یہ قیاس بالکل غلط ہے کہ بچوں کے لیے کہانیاں لکھنا بڑا آسان کام ہے۔ بچوں کے لیے لکھنے والے ادیب کو بچوں کی نفسیات سے گہری واقفیت ہونی چاہیے۔اسے بچوں سے بے حد اور حقیقی پیار ہونا ضروری ہے۔وہ ہر ماحول میں ،ہر موقعہ پر بچوں کی حرکات کا دلچسپی سے مشاہدہ کرتا رہے۔ بچوں کے لیے لکھتے وقت الفاظ کے انتخاب میں غیر معمولی احتیاط برتنی چاہیے۔الفاظ آسان ہوں اور بچوں کی سمجھ میں جلد از جلد آجائیں۔ پیراگراف بھی مختصر ہوں۔ لمبے جملوں سے پرہیز ضروری ہے۔

(۵۵) سید اقبال قادری۔۲۰۰۹۔بچوں کا صفحہ۔صفحہ نمبر ۳۴۰۔

تجارتی نقطۂ نگاہ سے بھی اگر غور سے دیکھا جائے تو آج کل ہر عملی میدان میں عورتوں کی اہمیت میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔خواتین کی آزادی کی تحریکوں میں عموماً یہی مطالبہ زور دار ہوتا ہے کہ ہر معاملہ میں عورتوں کو مردوں کے برابر سمجھا جائے اور ہر جگہ انہیں مساوات نصیب رہے۔اسی مطالبہ کی تکمیل کے لیے اخبارات میں بھی عورتوں کے امور اوران کے ذوق وشوق کی دلچسپیوں کواہمیت دی جارہی ہے۔تقریباً ہر زبان اور ہر ملک میں یہ رویہ مقبول نظر آرہا ہے۔

(۵٦) سید اقبال قادری۔۲۰۰۹۔تبصرے۔صفحہ نمبر ۳۴۷۔

تنقید وتبصرے ایک دوسرے سے ملتی جلتی چیزیں ہیں۔ کسی تصنیف،کلام یا واقعہ کے متعلق سرسری طور پر بحث ومباحثہ کے لئے جب رائے کا اظہار کیا جاتا ہے تو وہ تبصرہ کہا جاتا ہے۔لیکن جب فنی طور پر ان کے عیب و ہنر کو پرکھا جائے اوراصول تنقید کے مطابق محاسن اور نقائص پر بحث کی جائے تو اس کو تنقید کا نام دیا جاتا ہے۔

(۵۷) سید اقبال قادری۔۲۰۰۹۔تبصرے۔صفحہ نمبر ۳۴۷۔

یہ ایک روایت ہے کہ تبصرہ کے لئے اخبار کے دفتر کے نام کسی بھی کتاب کی دو جلدیں روانہ کی جاتی ہیں۔ایک جلد تبصرہ نگار کو دی جاتی ہے جو عموماً اسی کے پاس رہ جاتی ہے۔دوسری جلد اخبار کے کتب خانے میں

ط کر لی جاتی ہے۔نئی کتابوں کے تبصرہ نگار کو یاد رکھنا چاہیے کہ کسی بھی نئی کتاب کی اشاعت ایک خبر ہوتی ہے۔ کتب خانے، کتب فروش، ادب نواز وغیرہ کتابوں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کے آرزومند رہتے ہیں۔بعض تجربہ کار ناشر اپنی کتابوں کے رسمی اجرا سے پہلے ہی کتابوں کی پیشگی جلدیں اخبارات یا جانے پہچانے تبصرہ نگاروں کے نام بھیج دیتے ہیں تا کہ انہیں مطالعہ اور تبصرہ نویسی کے لئے معقول وقت مل جائے۔

(۵۸) سید اقبال قادری۔ ۲۰۰۹۔اخباری انٹرویو۔صفحہ نمبر ۳۵۵۔

اخباری ملاقات جسے عرف عام میں انٹرویو کہا جاتا ہے خبریں حاصل کرنے کا ایک بہترین وسیلہ ہے۔انٹرویو کا لفظی مطلب ہی ایک دوسرے کے خیالات کا تبادلہ ہے۔انٹرویو ایک آئینہ ہے جس میں ہم کسی اہم شخصیت کی جھلک دیکھتے ہیں۔ کسی بھی شخصیت کے ذہن کو پڑھنے کے لئے اخباری انٹرویو ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ہم سوال و جواب کے مطالعہ سے انٹرویو دینے والے فرد کی روحانی، اخلاقی اور منطقی حالت کا صحیح جائزہ لے سکتے ہیں۔ کسی بھی مشہور مدبر، سپہ سالار، خطیب، شاعر، ناول نویس، افسانہ نگار، ڈرامہ نویس،
فنکار، محقق، فلسفی، مبصر، معالج جراح، صنعت کار، تاجر، صحافی یا داکار کے حالات اور خیالات سے متعارف ہونے کے لئے انٹرویو ایک آزمودہ طریقہ ہے۔

(۵۹) سید اقبال قادری۔۲۰۰۹۔نامہ نگاری کیا اہمیت۔صفحہ نمبر ۱۴۵۔

نامہ نگاری ایک عظیم فن ہے۔اسے ہم ایک دستکاری بھی کہہ سکتے ہیں۔نامہ نگاری ایک ایسا ہنر ہے جس میں کئی پابندیاں بھی ہیں اور کئی آزادیاں بھی۔اسے طور طریقوں، ضابطوں، تخلیقی قوتوں، افکار اور تجربوں کا ایک حسین و دلکش مجموعہ بھی کہا جاسکتا ہے۔نامہ نگاری ایک شوق بھی ہے اور ایک با قائدہ ذریعہ روزگار بھی ۔ یہ ایک با اصول شعبہ عمل ہ ءجس میں تجربوں کا نچوڑ بھی ملتا ہے

(۶۰) سید اقبال قادری۔ ۲۰۰۹۔اخباری انٹرویو۔صفحہ نمبر ۱۴۶۔

نامہ نگاری ایک ایسا دلچسپ فن ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا لامحدود اور وسیع عملی میدان ہے جس میں تجربات کرنے اور بے نظیر کامیابی حاصل کرنے کے مواقع ہمیشہ موجود رہے ہیں اور رہیں گے۔ یہ ایسا فن ہے جو لمحہ بہ لمحہ نئی وسعتوں سے ہمکنار ہوتا رہتا ہے۔اس میں حرف آخر نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ ماضی اور حال سے بڑھ کر مستقبل میں اچھے نامہ نگاروں کے لیے بے شمار مواقع ہیں۔

(۶۱) سید اقبال قادری۔ ۲۰۰۹۔ پر لطف اداریے۔ صفحہ نمبر ۳۰۰

ماہر مدیر اپنے اخبارات کو انسانی دلچسپی کی خبروں سے پر لطف بناتے ہیں۔ کبھی کبھی انسانی دلچسپی کے فیچر کے ذریعے اخبار کے صفحات چمکاتے ہیں۔ بعض اوقات وہ اداریوں میں بھی دل بہلاوے کا اہتمام کرتے ہیں۔ جب کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہے جس میں انسانی دلچسپی کا عنصر بہت طاقتور ہوتا ہے اور عوام میں وہ مقبول موضوع گفتگو بن جاتا ہے تو مدیر بھی ہلکے پھلکے انداز میں ایسا اداریہ لکھتے ہیں جس سے قارئین کی تفریح ہوجائے۔ ایسے اداریہ میں طنز و مزاح کی چاشنی ہوتی ہے۔ تبسم ریز یا قہقہ انگیز باتیں درج کی جاتی ہیں۔

(۶۲) سید اقبال قادری۔ ۲۰۰۹۔ اداریہ نگاری کے عام مسائل۔ صفحہ نمبر ۳۰۱۔

اداریہ نگاری ایک ایسی ذمہ داری ہوتی ہے جس میں کبھی ایک دوست کے خلاف لکھنا پڑتا ہے اور کبھی ایک دشمن کو آفرین کہنا پڑتا ہے۔ فرض شناسی سے اداریہ نگار کو ہمیشہ کام لینا پڑتا ہے۔ اداریہ نگاری ایک ایسا کام ہے جس میں کسی چاہنے والے سے بھی مخالفت ہوجاتی ہے۔ صرف اس لیے کسی شخص کی غلطیوں کو نظر انداز نہیں کر دیا جاسکتا کہ وہ اداریہ نگار کا دوست ہے۔

(۶۳) سید اقبال قادری۔ ۲۰۰۹۔ فلمی خبریں اور رائیں۔ صفحہ نمبر ۳۳۵۔

عام خیال ہے کہ پہلے خاموش فلموں کا آغاز ہوا اور بعد میں فلموں میں شامل ہوئی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ خاموش فلموں کے فروغ سے کافی پہلے ۶/۱ اکتوبر ۱۸۸۹ء کو امریکہ کے ایک موجد ڈکنسن نے ایک ایسی فلم کی نمائش کی جس میں تصاویر کے ساتھ آواز بھی موجود تھی۔ اس سمعی بصری فلم میں موجد ڈکنسن کو مشہور موجد تھامسن آلوا ایڈیسن سے مصافحہ کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔

(۶۴) پینٹر رمضان فیضی۔ ۲۰۰۹۔ مالیگاؤں کا پہلا اردو اخبار۔ تذکرہ اوائل مالیگاؤں۔ صفحہ نمبر ۴۱۔

۱۹۳۵ء میں اردو کا پہلا اخبار ''بیداری'' جاری ہوا جس کے ایڈیٹر مولانا عبدالحمید نعمانی تھے۔ پہلے اخباری کاتب مولوی ثوبان مقرر ہوئے۔ بمبئی کے اجمل پریس میں چھپوا کر مالیگاؤں سے شائع کیا جاتا تھا۔ ۱۹۴۶ء میں سے اپنے ذاتی لیتھو پریس (بیداری پریس) میں شائع ہونا شروع ہوا۔ کچھ دنوں بعد چند نا مساعد حالات کی بنا پر بند ہوگیا۔ اس کے بعد پرنٹنگ (ٹائپ والا) پر ہفتہ وار ''ہم سب'' ۱۹۵۸ء میں جاری ہوا، اسکے بعد عوامی آواز، بیباک اور ان کے بعد پہلا دینی ہفت روزہ اخبار البیان ۱۹۷۰ء۔ ۲۰۱۱ء شروع ہوا جس کے ایڈیٹر محمد سلیم البیان ہیں۔ (اخبار کا نام البیان مولانا عبدالحمید نعمانی کا تجویز کردہ ہے۔)

(۶۵) پینٹر رمضان فیضی۔ ۲۰۰۹۔ مالیگاؤں کا پہلا اردو اخبار۔ تذکرہ اوائل مالیگاؤں۔ صفحہ نمبر ۴۲۔

سب سے پہلا روز نامہ اخبار نکالنے کا اعلان ہفت وار ''زبان خلق'' کے ایڈیٹر عبدالخالق خطیب نے کیا۔ روز نامہ زبان خلق چند ہفتوں میں ہی بند ہو گیا۔ (ہفت وار زبان خلق جاری ہے) واحد اخبار ''شامنامہ'' ہے جو روز اول سے ۸۷۔ ۸۔ ۱۶ سے آج تک جاری ہے۔ جس کے ایڈیٹر عزیز خسرو صاحب تھے ان کے انتقا ل کے بعد ان کے لڑکے شعیب خسرو یہ ذمہ داری سنبھال رہے ہیں۔ جب کہ معاون ایڈیٹر ڈاکٹر احمد ریاض ہیں اس دوران کئی روز نامے نکل کر بند ہو گئے۔ البتہ روز نامہ جو کہ ۱۹ ر جولائی ۱۹۹۶ء کو شروع ہوا اور ابھی تک ثابت قدمی سے جاری ہے۔ جس کے ایڈیٹر عبدالرشید قادری ہیں۔ ایک روز نامہ ''موسم ٹائمز'' بھی جاری ہوا تھا ہے۔ جو موسمی ثابت ہوا۔ چند مہینوں کے بند ہو گیا حال ہی میں روز نامہ ڈسپلین جاری ہوا ہے جس کے ایڈیٹر کلیم احمد دانش ہیں۔ ایک روز نامہ ترجمان اردو بھی محمد یوسف کی ادارت میں پابندی سے جاری ہے۔

(۶۶) ماجد قاضی۔ ۲۰۱۰ئ۔ اخبار۔ ممبئی کے اردو اخبارات۔ ص۔ ۱۵۔ بحوالہ مخزن۔ مئی ۱۹۰۲ لاہور۔ ایڈیٹر۔ سر عبدالقادر۔

اخبار دراصل ایک زندہ ہادی ہے جو ہر قسم کی باتوں کی ہدایت کرتا ہے، بری باتوں سے تنفر دلاتا ہے اور عمدہ باتوں کی جانب مائل کرتا ہے کیوں کہ انسان کی طبیعت ایک ایسی قوت گم راہ کنندہ ہے جس کا کام انسان کو چاہ ضلالت میں ڈالنا ہے۔ اور جب تک کوئی خضر صفت رہبر ہاتھ پکڑ کر منزل مقصود تک نہ پہنچائے، وہ یونہی پریشان وسرگرداں رہتا ہے۔ اس لیے ہر قوم اور فرد کو ایک رہبر اور ہادی کی سخت ضرورت ہے اور بغیر اس کے کوئی بھی صراط مستقیم پر نہیں چل سکتا یعنی حالت موجودہ کے اعتبار سے اخبار سے بڑھ کر قوم کا کوئی ہادی اور رہبر نہیں ہے جو اسے سیدھی راہ چلائے۔ یعنی مددگار اور ترقی کا بہ دل وجان خواستگار ہو۔

(۶۷) ماجد قاضی۔ ۲۰۱۰۔ اخبار۔ ممبئی کے اردو اخبارات ص۔ ۱۷۔ بحوالہ کامریڈ (انگریزی)۔ ۶ ر جنوری ۱۹۱۲۔

صحافی سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ واقعات کو پوری صحت سے درج کرے۔ اسے خیال رکھنا چاہیے کہ واقعاتی صحت کا معیار اتنا بلند ہو کہ مورخ اس کی تحریروں کی بنیاد پر تاریخ کا ڈھانچہ کھڑا کر سکے۔ صحافی رائے عامہ کا ترجمان ہی نہیں، راہ نما بھی ہوتا ہے۔ سے صرف عوام کے دعاوی کی تائید وحمایت نہیں کرنی چاہیے بلکہ صحافتی منبر سے عوام کو درس بھی دینا چاہیے۔

(۶۸) ماجد قاضی۔ ۲۰۱۰۔ اخبار۔ ممبئی کے اردو اخبارات۔ ص۔ ۱۷۔

عصری صحافت میں اگر چہ تجارتی نقطہ نظر حاوی ہے اور خبروں، واقعات اور آرا کی ترسیل میں بھی تاجرانہ

ذہنیت اور مفادات کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔لیکن صداقت، صحت، شائستگی اور غیر جانب داری جیسے اصولوں سے صرف نظر کر کے کوئی اخبار اپنا میعار و اعتبار قائم نہیں کر سکتا اور نہ اس دور صارفیت میں اپنی تجارت کو فروغ دے سکتا ہے۔جس کا ہر فرد خرچ کیے جانے والے ایک ایک پیسے کی افادیت پر یقین رکھتا ہے۔اس کا مثبت پہلو یہ ہے کہ صحافت میں پیشہ وارانہ دیانت کو اولین ترجیح دی جا رہی ہے۔

(۶۹) ماجد قاضی۔۲۰۱۰ئ۔اخبار۔ممبئی کے اردو اخبارات۔ص۔۱۷۔

اعلیٰ اخلاقی اقدار کی ترویج و اشاعت، سیاسی بدعنوانیوں کے خلاف جہاد، حقوق انسانی کی پاسداری، امن و امان کا قیام اور تفرقہ و انتشار سے پرہیز، تعلیم، روشن خیالی اور سائنسی نقطہ نظر کا فروغ اور توہمات کا خاتمہ، جذبہ حب الوطنی اور وطن کے مفادات کے تئیں مثبت طرز فکر کی تلقین و تبلیغ، طبقاتی خلیج اور سماجی نابرابری کو کم کرنے کی کوشش اور نہ جانے کتنے کام ایسے ہیں جن کی توقع ایک میعاری اخبار سے کی جاتی ہے۔

(۷۰) ماجد قاضی۔۲۰۱۰۔اخبار۔ممبئی کے اردو اخبارات۔ص۔۱۸۔۱۹۔

صحافیوں کے کچھ بنیادی اوصاف ہوتے ہیں۔صحافی ایک پڑھا لکھا شخص نہیں ہے اور نہ صرف فنی و تیکنکی تربیت حاصل کرنے سے کوئی شخص اس پیشے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔بعض کامیاب ترین اخبار کے مالک اور برائے نام مدیر اعلیٰ کامیاب تاجر تو ہوئے ہیں مگر ان کا شمار صحافیوں میں نہیں کیا جا سکتا۔صحافی کے پاس دنیا اور اس کے روزمرہ واقعات کو دیکھنے کی ایک نظر ہوتی ہے۔تجزیے و تبصرے کا ایک مخصوص انداز ہوتا ہے اور سب سے اہم یہ کہ اپنی بات عوام تک پہنچانے کے لیے ایک عجیب اضطراب اور بے چینی ہوتی ہے۔ان بنیادی اوصاف کا حامل شخص پیشہ صحافت کے علمی و فنی اور تیکنکی تقاضوں کو پورا کر لے تو واقعی ایک کامیاب صحافی بن سکتا ہے۔

(۷۱) ماجد قاضی۔۲۰۱۰ئ۔اخبار۔ممبئی کے اردو اخبارات۔ص۔۱۸۔

یہ کہنا غلط ہے کہ جو اچھا ادیب ہے وہ اچھا صحافی بن سکتا ہے یا جو لوگ مصنف ہیں یا نقاد ہیں وہ صحافت میں ضرور بہت کامیاب ہو سکتے ہیں۔ادیب میں تخلیقی قوت موجود ہوتی ہے لیکن وہ موڈ اور انسپریشن کا انتظار کرتا ہے، صحافت میں انتظار کی کوئی گنجائش نہیں۔صحافت میں وقت کی قید ہر وقت دامن گیر رہتی ہے اور یہ بہت بڑی آزمائش ہے۔

(۷۲)ماجد قاضی۔ ۲۰۱۰ئ۔اخبار۔ممبئ کے اردو اخبارات۔ص۔۲۱۔

اس ترقی یافتہ دور میں جب صحافت کا جھکاؤ مشن سے زیادہ پروفیشن کی طرف ہے، مقابلہ آرائی کے لیے ہر صحافی کو بنیادی اوصاف بلکہ اسلحہ سے لیس ہونا پڑے گا۔ یونیورسٹیوں میں صحافت کے جو کورس موجود ہیں ان میں داخلہ کے لیے بھی امیدوار کا گریجویٹ ہونا لازمی ہے، اور جو لوگ یہ کورس کیے بغیر اخبار کے دفتر میں تربیت کے لیے بھرتی ہونا چاہتے ہیں ان کے لیے بھی کم از کم گریجویشن کی شرط عائد کرنی چاہیے۔ اس طرح کم از کم متوقع و مطلوبہ تعلیمی سطح کے ساتھ داخل ہونے والا امیدوار خود اپنی اور صحافت کی ترقی میں کوئی کردار ادا کر سکتا ہے۔

(۷۳)ماجد قاضی۔ ۲۰۱۰۔اخبار۔ممبئ کے اردو اخبارات۔ص۔ ۲۳۔ بہ حوالہ فن صحافت۔ڈاکٹر عبدالسلام خورشید۔مرکزی اردو بورڈ۔ لاہور۔ ۱۹۶۶۔

آزادی اظہار کے کئی روپ ہیں۔ان میں سے ایک آزادی صحافت کا ہے۔جس کے تقدس میں کسی کو شبہ نہیں ہوسکتا سوائے ان لوگوں کے جن کا دماغ بے حس ہے اور ضمیر مردہ۔ جب سے صحافت معرض وجود میں آئی ہے آزادی صحافت اس کا بنیادی اول رہا ہے۔اور جن صحافیوں کا ضمیر سلامت رہا انہوں نے اس کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دی ہے۔انہوں ے صحافت کو اپنے خون سے سینچا ہے۔

(۷۴)ماجد قاضی۔ ۲۰۱۰۔اخبار۔ممبئ کے اردو اخبارات۔ص۔ ۲۳۔ بہ حوالہ فن صحافت۔ڈاکٹر عبدالسلام خورشید۔مرکزی اردو بورڈ۔ لاہور۔ ۱۹۶۶۔

سچ پوچھئے تو کسی ایک انسان کے بلند اخلاق و کردار سے صرف چند لوگ متاثر ہوتے ہیں لیکن ایک اچھے اخبار کے اخلاق و کردار کی خوشبوؤں کی لپٹیں سارے معاشرے کو معطر بنا دیتی ہیں۔اس لیے عام انسانی آداب کے مقابلے پر آداب صحافت کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ جب اخباروں کی اشاعتیں محدود تھیں تو آداب صحافت کی اہمیت بھی محدود تھیں۔اب اخبار وسیع اشاعتوں کی بدولت لاکھوں افراد کے زیر مطالعہ آتے ہیں اور ان کی ہر لغزش لاکھوں کو متاثر کرتی ہے۔ چونکہ اب صحافت صنعت بن چکی ہے اور اس میں بڑے بڑے سرمایہ کار روپیہ لگاتے ہیں اور زیادہ منافع کی آرزو بڑھ رہی ہے۔اس لیے اشاعتیں بڑھانے کے جنون میں جہاں صحافت فنی ترقی کے مراحل تیزی سے طے کرتی ہے وہاں عوام کے ذوق کی زیادہ آسودگی کے عمل میں ایسے نازک بھی آجاتے ہیں۔

(۷۵) ماجد قاضی۔ ۲۰۱۰۔اخبار۔ممبئی کے اردو اخبارات۔ص۔۲۵۔

موجودہ دور میں اشاعت بڑھانے اور حریفوں کو نیچا دکھانے کے چکر میں بعض بڑے اور اخبارات نے بھی صحافتی قوانین کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ ہر روز دیسی اور بدیسی اداکاراؤں اور ماڈلوں کی نیم برہنہ تصویریں جنسی اشتعال انگیزی کر رہی ہیں فسادات کی خبریں اشتعال انگیز سرخیوں کے ساتھ اس قدر جانبدارنہ انداز میں تحریر ہو رہی ہیں کہ امن کی بحالی کا فریضہ ادا کرنے والا مقدس پیشہ شرانگیزی کا آلہ بن گیا ہے۔

(۷۶) ماجد قاضی۔ ۲۰۱۰۔اخبار۔ممبئی کے اردو اخبارات۔ص۔۲۵۔۲۶۔

اردو اخبارات میں یہ صرت حال کم نظر آتی ہے۔ایک تو اس وجہ سے کہ اردو زبان کا مزاج سیکولر اور جمہوری ہے اگر چہ عملی طور پر ہندوستان میں صرف مسلمانوں کی زبان ہو کر رہ گئی ہے۔دوسرے یہ کہ اردو اخباروں پر فوراً (اے) ۱۵۳ کے تحت اشتعال انگیزی کے مقدمے ٹھونک دیے جاتے ہیں۔ہندوستان میں اردو صحافت نے اپنے آپ کو قومی یا علاقائی سیاست سے دور ہی رکھا ہے اگر چہ کہ تحریک آزادی کے دوران اردو صحافت نے اہم رول ادا کیا تھا۔مولانا حسرت موہانی، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ اعلیٰ پائے کے صحافی بھی تھے اور سیاست داں بھی۔اور ان رہنماؤں نے خلوص دل سے اپنے وطن کی آزادی میں ہر بازی ہاری اور قید و بند کی صعوبتوں اور ذہنی اذیتوں کو انگیز کیا تھا۔

(۷۷) ماجد قاضی۔ ۲۰۱۰۔اخبار۔ممبئی کے اردو اخبارات۔ص۔۲۶۔

اخبارات میں انعامی مقابلوں اور معلوماتی سلسلوں کی اہمیت بھی بہت بڑھ رہی ہے۔اشتہاراتی دنیا کے اس چلن کا فائدہ اٹھا کر اخبارات بہت آسان مقابلوں میں بڑے بڑے انعامات دلواتے ہیں۔اب علمی و ادبی معموں کے شوقین کم رہ گئے ہیں۔گھریلو عورتوں اور بچوں کی کثیر تعداد انعام کی لالچ میں ان مقابلوں کے زیادہ سے زیادہ تراشے حاصل کرتی ہے۔اخبار کو بہر حال اپنا معیار قائم رکھنا چاہئے۔صنعت و حرفت کی ترقی نے اشتہارات کے لیے راستہ کھول دیا ہے۔لیکن قارعین صرف اشتہارات کے لیے اخبار نہیں خریدتے۔کسی پرچے میں اشتہارات زیادہ ہوں یا پورے صفحات کی اشتہار شامل ہوں تو اخبار کو اضافی صفحات مہیا کرنے چاہیں۔

(۷۸) ماجد قاضی۔ ۲۰۱۰ئ۔اخبار۔ممبئی کے اردو اخبارات۔ص۔۲۶۔

قارعین کے ہر طبقہ کے ذوق کی فراہمی کا سامان اخبار میں موجود ہو۔پڑھے لکھے اور اچھی بصیرت رکھنے والے قارعین کے علاوہ عورتوں، بچوں، ضعیفوں، دیہاتیوں، کھلاڑیوں، فلم بینوں اور دین داروں کو اخبار دلچسپ محسوس ہو

اور وہ صرف وقت گذاری کے لیے نہیں بلکہ ایک اندرونی تقاضے سے مجبور ہوکر اخبار خریدنے لگیں۔خاص نمبروں پر خصوصی توجہ دی جائے۔اخبارات قومی اور مذہبی تہواروں اور شخصیات پر ہر سال خاص نمبر نکالتے ہیں۔اپنا اخبار ان مواقع پر کس طرح دوسروں سے منفرد اور پر کشش ہو،اس کی کون سی خوبیاں اسے یادگار بنائیں گی اور لوگ اخبار [illegible]ار رکھنے کی کوشش کریں گے،اس مقصد کے لیے تربیت یافتہ تخلیقی صلاحیتوں سے معمور ذہنوں کی ضرورت ہے۔ان کی کاوشوں کو سراہنے اور حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔

(۷۹) ماجد قاضی۔۲۰۱۰۔اخبار۔ممبئی کے اردو اخبارات۔ص۔۲۶۔

الیکٹرانک میڈیا کا مقابلہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہر اخبار خبروں کی فراہمی،طباعت اور اشاعت میں نئی فنی و تیکنکی شہولتوں سے فائدہ اٹھائے۔زیادہ سے زیادہ ملکی و بین الاقوامی خبر رساں اداروں کی رکنیت حاصل کرے۔خود اپنے وسائل کا استعمال کرکیا یسی خبریں فراہم کریں جو ایجنسی کی دسترس سے باہر ہوں۔اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے نامہ نگار اور فیچر نگار ہوں۔اخبار کے اداریے اور خاص مضمون صرف سیاسی نوعیت کے نہ ہوں بلکہ ان میں موضوعات کا تنوع ہو۔موضوع کا حق ادا کرنے کے لیے ماہرین کی خدمات حاصل کی جائیں اور اس کا اچھا معاوضہ دیا جائے۔

(۸۰) مشتاق صدف۔۲۰۱۱۔صحافت۔صفحہ نمبر ۱۰۔زبان،تیکنک،تناظر۔

صحافت دراصل خوردبین آلہ ہے جس کے ذریعے ہم انتہائی چھوٹے چھوٹے واقعات کو ایک انتہائی وسیع تناظر میں دیکھ اور سمجھ سکتے ہیں۔صحافت ایک جستجو ہے،ایک تلاش اور ایک ایسی ساخت سے عبارت ہے جس سے ہم ان نامعلوم تاریک جزیروں کی زیارت کرتے ہیں،جہاں آنکھیں کبھی نہیں پہنچ سکتی ہیں۔

(۸۱) مشتاق صدف۔۲۰۱۱۔صحافت اور ادب۔صفحہ نمبر ۹۸۔زبان،تیکنک،تناظر۔

اخبا کا قاری اور ادب کا قاری ایک ہی دنیا کے باشندے ہیں لیکن اپنے داخلی رویوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے کسی حد تک مختلف بھی ہیں۔ادب کی حقیقت پسندی تخلیقی سطح پر ہی ممکن ہے لیکن صحافت کی حقیقت پسندی صرف واقعات پر مبنی ہوتی ہے۔خام مواد دونوں کے لیے اہم ہے لیکن عصری واقعات کی اہمیت اور رترسیل صحافت کا خاص موضوع ہے۔صحافت کا قاری خارجی عمل پر زیادہ بھروسہ کرتا ہے جب کہ ادب کا قاری داخلی رویہ پر اپنی توجہ مرکوز کرتا ہے۔ان دونوں میں ایک واضح فرق یہ بھی ہے کہ ادیب کا سفر ظاہر سے باطن کی طرف اور صحافی کا باطن سے ظاہر کی طرف ہوتا ہے۔اخبار کے قاری کے لیے خبر اہم ہے اور داخلی تجربہ ثانوی

حیثیت رکھتا ہے لیکن ادب کے قاری کے لیے خارجی زندگی کا دار ومدار داخلی ردعمل کا محرک ہے۔

(۸۲) مشتاق صدف۔۲۰۱۱۔صحافت اور ادب۔صفحہ نمبر ۹۹۔زبان، تیکنک ،تناظر۔

ادب اور صحافت میں کچھ مشترکہ قدروں کے باوجود نمایاں فرق ہے۔مثلاً صحافت میں واقعیت کو اہمیت حاصل ہے تو ادب میں واقعیت کی موجودگی لازمی نہیں۔ابتدائی دور کا ادب مافوق الفطرت واقعات اور کرداروں پر مشتمل ہوتا تھا جب کہ عصر حاضر میں اس امر کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ادب میں جو کچھ پیش کیا جائے وہ غیر فطری نہ ہو۔شاعری میں مبالغہ آرائی ہوسکتی ہے لیکن صحافت میں مبالغہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔صحافی کے لیے ضروری ہے کہ جو خبر بیان کرے اسے معروضی طور پر بیان کرے۔خبر میں اپنے جذبات اور احساسات شامل کرنے سے احتراز کرے کیوں کہ خبر بے لاگ اور غیر جانبدار ہونا ضروری ہے۔خبر نویسی میں ہر بات کا ردعمل قارعین پر چھوڑنا پڑتا ہے۔صحافت میں معروضیت ہوتی ہے لیکن ادب میں داخلیت کا ترجمان ہوتا ہے۔

(۸۳) مشتاق صدف۔۲۰۱۱۔صحافت اور ادب۔صفحہ نمبر ۱۷۷۔زبان، تیکنک ،تناظر۔

کوئی بھی خبر اس وقت زیادہ اہم ہوجاتی ہے جب اس میں قارعین کی دلچسپی کا سامان پیدا کرنے کی قوت موجود ہو۔خبر میں جوش وجذبہ، حیرت واستعجاب، سنسنی خیزی یا ہنگامہ آرائی کا عنصر ہو یا نہ ہو اس سے کوئی سروکار نہیں لیکن خبر میں وجدانی کیفیت یا دریافت کرنے کی قوت کا ہونا لازمی ہے۔یہ قوت کن عناصر سے پیدا ہوتی ہے اس پر بہت سی بحثیں ہوچکی ہیں۔خبر کے بنیادی عناصر کے حوالے سے لوگوں کی مختلف آرا رہی ہے۔

(۸۴) مشتاق صدف۔۲۰۱۱۔اداریہ۔صفحہ نمبر ۲۳۱۔زبان، تیکنک ،تناظر۔

اداریہ اخبار کی روح ،جان ،دل ،دماغ ،چہرہ ،پیشانی اور آنکھ سب کچھ ہوتا ہے کیوں کہ اداریہ سے ہی اخبار کی پالیسی اور معیار کا پتا چلتا ہے۔نیز اخبار اخبار کی سوچ ،فکر، رائے اور اغراض و مقاصد کا صحیح طور پر اندازا لگایا جاتا ہے۔اگر کسی اخبار کا اداریہ غیر جانب دار، پراثر زوردار اور بامقصد نہیں تو اس اخبار کا معیار پست تصور کیا جاتا ہے۔اداریہ کو اخبار کی روح یا جان اس لیے کہا جاتا ہیکہ اس سے اخبار کو زندگی ملتی ہے اور اس میں زندگی اس لیے نظر آتی ہے کہ وہ بامقصد ہوتا ہے اور سماج کا آئینہ ہوتا ہے۔

(۸۵) مشتاق صدف۔۲۰۱۱۔اداریہ۔صفحہ نمبر ۲۳۵۔زبان، تیکنک ،تناظر۔

اداریہ لکھتے وقت اداریہ نویس کو ہمیشہ زبان وبیان، قواعد، املا، رموز واوقاف، وغیرہ کی غلطیوں پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔فرسودہ اور پامال فقروں کے استعمال سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔مربوط جملوں میں بات

کہنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔غیر ضروری تفصیلات اور لفاظی سے احتراز برتنی چاہیے۔مقامات کے ناموں اور ناموں کے املا پر خصوصی توجہ دینی چاہیے نیز موضوع سے متعلق اعداد وشمار اور ڈاٹا کو چھان بین کے بعد لکھنا چاہیے تاکہ قاری کسی الجھن کا شکار نہ ہو سکے۔اصطلاحات،نئی تراکیب اور نئے الفاظ کے استعمال پر لاپرواہی نہیں برتنی چاہیے یہ لاپرواہی اخبار کی ساکھ کو کمزور کرتی ہے۔مسجع اور مقفع الفاظ کے استعمال سے بچنے میں ہی عافیت ہے۔اداریہ کی زبان خبروں کی زبان سے مختلف ضرور ہو لیکن لب ولہجہ اور زبان کی دائیگی میں نزاکت لازمی ہے۔

(۸۶) مشتاق صدف۔۲۰۱۱ئ۔اداریہ۔صفحہ نمبر ۲۵۱۔زبان،تیکنک،تناظر۔

عصر حاضر کے اردو اخبارات میں چھپنے والے مضامین کے مطالعہ سے اندازا ہوجاتا ہے کہ صحافتی زبان کے معیار میں نکھار پیدا ہوا ہے جس سے اردو زبان کی ترویج واشاعت میں کافی مدد مل رہی ہے۔در اصل اخباروں میں مضامین کی بہت اہمیت ہوتی ہے اور وہ اس لیے بھی کہ اداریہ میں بہت کچھ نہیں لکھا جاسکتا۔ہر اخبار اپنی پالیسی کے مطابق اداریہ لکھتا ہے جب کہ اخباروں میں ہر نظریات کے حامل افراد کے مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں۔قاری جب ہر نظریات کے حامل افراد کا مضمون پڑھتا ہے تو پھر اس کی اپنی ایک رائے قائم ہوتی ہے۔

(۸۷) مشتاق صدف۔۲۰۱۱ئ۔اشتہارات۔صفحہ نمبر ۲۷۲۔زبان،تیکنک،تناظر

اشتہارات اخبارات کے ہاتھ پاؤں ہوتے ہیں۔اس کے بغیر کوئی بھی اخبار زیادہ دنوں تک زندہ نہیں رہ سکتا۔بیشتر اخبارات کا وجود اشتہارات کے دم پر ہی قائم رہتا ہے۔گویا اشتہارات اخبارات کو زندگی دیتے ہیں۔ایک طرف اخبارات کو زندہ رکھنے کے لیے اشتہارات کی جتنی ضرورت پڑتی ہے دوسری طرف اتنی ہی مشتہرین کو اپنی چیزوں کی تشہیر کے لیے اخبارات کی ضرورت پڑتی ہے۔گویا یہ دونوں ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔اخبارات اشتہارات چھاپ کر کمائی کرتے ہیں تو مشتہرین کی کمائی اس وقت ہوتی ہے جب ان کی مصنوعات فروخت ہوتی ہے۔

(۸۸) مشتاق صدف۔۲۰۱۱ئ۔اشتہارات۔صفحہ نمبر ۲۷۳۔۲۷۴۔زبان،تیکنک،تناظر۔

موجودہ عہد میں صارفین اور قارعین سب کو اشتہارات کی ضرورت پڑتی ہے۔نئی نئی چیزوں سے واقفیت کے لیے اشتہارات کے مطالعے میں صارفین کی دلچسپی ہوتی ہے۔روزگار کے خواہش مند

افراد اخبارات میں شائع ہونے والے اشتہارات پر اپنی توجہ صرف کرتے ہیں۔روز گار کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ معلومات اب اشتہارات سے ہی ملنے لگی ہے۔اشتہارات کے ذریعے ملازمتوں اور اسامیوں کے اعلانات اخبارات میں شائع ہونے سے قارعین کا نوجوان طبقہ زیادہ راغب ہوتا ہے۔اشتہارات کے ذریعے ہی مختلف اسکیموں، پروگراموں اور مصنوعات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے متمنی ہوتے ہیں اوران سے مستفید بھی ہوتے ہیں۔

(۸۹) مشتاق صدف۔۲۰۱۱۔خبر نگاری۔صفحہ نمبر ۱۷۱۔زبان، تیکنک، تناظر۔

ماہرین نے مجموعی طور پر خبر کی اہمیت کو آٹھ دو نکات کے حوالے سے بیان کرنے کوشش کی ہے۔صحافت کے میدان کے اکثرو بیشتر افراد نے N e w s V a l u e s کو تبدیلی ٹکراؤ، آفات، وسانحات، ترقی، امتیازات، عوامی سروکار، زمینیت و وقتیت، مقامیت، امکانات یا نتائج جیسے عنوانات سے فہم وادراک کی سعی کی ہے۔دراصل خبر کی اہمیت خبر کی آگہی سے اجاگر ہوتی ہے۔کسی نامہ نگار یا صحیفہ نگار کے اندر یوں ہی نیوز سینس پیدا نہیں ہوتا۔بلکہ اسے تجربات کی بھٹی میں تپنا پڑتا ہے۔اس کے بعد ہی وہ غیر معمولی خبر کے فرق کو آسانی سے سمجھ پاتا ہے۔

(۹۱) مشتاق صدف۔۲۰۱۱۔خبر نگاری۔صفحہ نمبر ۱۷۱۔زبان، تیکنک، تناظر۔

یہ بھی ایک سچائی ہے کہ ہر اخبار اپنے اصولوں کا پابند ہوتا ہے۔اس کی اپنی پسند و ناپسند ہوتی ہے۔اس کی اپنی پالیسی اور اپنے مقاصد ہوتے ہیں لہٰذا خبروں کی اہمیت اور خبروں کا معیار بھی جدا جدا ہوتا ہے۔کسی اخبار کی سیاسی طور پر وابستگی اگر کانگریس سے ہے تو وہ کانگریس جماعت سے متعلق خبروں میں زیادہ دلچسپی کا مظاہرہ کرے گا اور اگر کسی اخبار کا ساجودی پارٹی سے گہرے روابط ہیں تو وہ ملائم سنگھ کی جماعت سے متعلق خبروں کو زیادہ نمایاں انداز میں شائع کرے گا۔یہی صورت حال انگریزی اور ہندی اخبارات کی بھی ہے۔

(۹۲) مشتاق صدف۔۲۰۱۱ئ۔خبر نگاری۔صفحہ نمبر ۱۸۵۔زبان، تیکنک، تناظر۔

خبر کی زبان آسان عام فہم اور سادہ ہونی چاہیے۔خبر نویسی میں دقیق الفاظ کے استعمال سے گریز لازمی ہے، کیوں کہ صحافتی زبان اور علمی زبان میں فرق ہوتا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ ہر میدان میں زبان کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے۔خبر نویسی کی زبان میں صحیح الفاظ کا استعمال ضروری ہے۔اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد زبان پر عبور رکھتے ہیں۔لیکن کم پڑھے لکھے لوگ زیادہ مشکل الفاظ اور تراکیب نہیں سمجھتے۔ان پڑھ لوگوں سے اگر ان کی

مادری زبان میں گفتگو کی جائے تو وہ بات کو سمجھ لیتے ہیں۔

(۹۳)رحمن نیر ۲۰۱۱۔اردو افسانے کے فروغ میں اردو صحافت کا حصہ۔صفحہ نمبر ۲۹۷۔اردو صحافت۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اردو صحافت نے فکشن کو پروان چڑھانے میں نہایت اہم رول ادا کیا ہے۔مثلاً ۱۸۳۶ء میں ''دلی اردو اخبار'' کا اجرا عمل میں آیا جس کے ایڈیٹر مولوی محمد باقر ہیں جن کے صاحب زادے محمد حسین آزاد اردو کے عظیم نثر نگار تسلیم کئے جاتے ہیں۔یقیناً آزاد کی ادبی تربیت میں ان کے والد کے اخبار کا خاصہ حصہ رہا ہوگا۔یہی صرت حال سر سید احمد خان کے سلسلے میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔سر سید کے بھائی سید محمد خان نے ۱۹۳۷ء میں ''سید الاخبار'' جاری کیا تھا۔لازمی بات ہے کہ گھر سے نکلنے والے اس اخبار نے سر سید کی ادبی عظمت کی راہیں ہموار کی ہوں گی۔اس ضمن میں لکھنؤ کے ''اودھ پنچ'' کی خدمات کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔جس میں اخبار کے ایڈیٹر منشی سجاد حسین کے علاوہ مچھو بیگ ستم ظریف،احمد علی شوق،تربھون ناتھ ہجر،نواب سید محمد آزاد،جوالا پرساد برق،اور محمد علی جیسے اہل قلم کے مضامین مسلسل شائع ہوتے رہے۔

(۹۴)تھیوری اینڈ پریکٹس اف جرنلزم۔بی۔این آہوجاص ۱۰۔بحوالہ اردو صحافت،زبان،تیکنک،تناظر۔ ۲۰۱۱ءمشتاق صدف،ص ۲۷۔

صحافت کے ذریعے خبر یا اطلاع اور جانکاری ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچائی جاتی ہے۔صحافت سماجی سرگرمی کا وہ عمل ہے جس کا تعلق سماج سے وابستہ خبروں اور تبصروں کی وسعت سے ہے۔

(۹۵)طٰہٰ نسیم۔جدیس اردو صحافت ۲۰۱۱ئ۔ص ۶۔

یہ تحریر کی وہ قسم ہے جس کے ذریعے لوگوں کو کسی ایسی بات کی جانکاری ملتی ہے۔جو سچ مچ وقوع پزیر ہوئی ہو لیکن اس کی پہلے سے کسی کو خبر نہ ہو۔

(۹۶)رہبر اخبار نویسی۔۲۰۰۸ء سیّد اقبال قادری۔ترقی اردو بیورو۔نئ دہلی۔۹۸۹۔

جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اگر وہ لوگوں کی دلچسپی،معلومات اور جوش و خروش میں اضافہ کرتا ہے تو اسے لوگوں تک پہنچانا ضروری ہے۔

(۹۷)صحافت،زبان،تیکنک،تناظر۔ ۲۰۱۱ء مشتاق صدف۔ص ۲۲۔

تلاش و جستجو اخبار نویسی کی آبرو سمجھے جاتے ہیں صحافت انکشافات ہی کی پروردہ ہے۔جستجو سے حالات کی تصدیق ہوتی ہے۔اطلاع اہم ہو یا غیر اہم،خبر متوقع ہو یا غیر متوقع جستجو ہی سے ملتی ہے۔حقائق کی تلاش بلند نگاہی اور

اعلیٰ ظرفی سے کی جائے تو منزل جلد اور آسانی سے نصیب ہوتی ہے۔ صحافت ریزہ کاری میں مینا کاری ہے

(۹۸) اردو جرنلزم کیا ہے۔ ۲۰۱۱۔ طہٰ نسیم۔ ص ۱۰۵۔

کسی ایسے موضوع پر لکھا گیا مضمون جو زمانے میں زیرِ بحث ہو اور مضمون اخبار بھرنے کی غرض سے نہ لکھا گیا ہو بلکہ ایسا ہو کہ جس کا لکھا جانا ضروری ہو۔

(۹۹) اردو جرنلزم کیا ہے۔ ۲۰۱۱ء طہٰ نسیم۔ ص ۱۰۵۔

اداریہ اس مضمون کو کہتے ہیں جو کسی ہنگامی موضوع پر لکھا گیا ہو اور جس میں قاری کی سوچ کسی ایسی راہ پر ڈالنے کی کوشش کی گئی ہو یا مضمون نگار کے خیال میں صحیح ہو۔

(۱۱۰) اردو جرنلزم کیا ہے۔ طہٰ نسیم ۲۰۱۱۔ ص ۱۰۶

اخبار نہ تو صرف الفاظ کا کارخانہ ہوتا ہے اور نہ اطلاعات کی مشین بلکہ یہ کسی کے نقطہ نظر کی ترجمانی بھی کرتا ہے یعنی اداریہ اخبار کی رائے ہوتا ہے۔

(۱۰۱) اردو جرنلزم کیا ہے ۲۰۱۱۔ طہٰ نسیم۔ ص ۱۰۶۔

جو آپ دیکھتے ہیں وہ خبر ہے جو آپ جانتے ہیں وہ پس منظر ہے اور جو آپ سوچتے ہیں یا اداریہ ہے یعنی اداریہ قارئین کو کسی اہم موضوع پر سوچنے پر آمادہ کرتا ہے اور اس کی یہی سوچ بہترین رائے عامہ کی تشکیل کرتی ہے۔ اداریہ رائے کے اظہار کا نام ہے جو کسی خبر کو منتخب کر کے سچائی کو نئے انداز میں پیش کرتا ہے۔

(۱۰۲) اردو جرنلزم کیا ہے۔ ۲۰۱۱ء۔ طہٰ نسیم۔ ص ۱۰۷۔

اداریہ رائے عامہ کو متاثر یا قاری کو [illegible] کرنے کے لیے حقائق اور نقطۂ نظر کو مختصر منطقی اور خوشگوار انداز میں پیش کرنے کا نام ہے یا خبروں کی ایسی توضیح قرار دیا جا سکتا ہے جس سے عام قاری خبر کو واضح طور پر سمجھ سکے۔

(۱۰۳) اردو جرنلزم کیا ہے۔ ۲۰۱۱ء۔ طہٰ نسیم۔ ص ۱۰۷۔

ادارتی صفحہ پر اخبار کے نام کی تختی کے نام کے نیچے جو مضامین ہوتے ہیں۔ ان میں مسائل حاضرہ پر اخبار کی آرا پیش کی جاتی ہے۔ چونکہ اداریہ نگار اپنے نقطہ نگاہ کے مطابق مسائل کی جانچ پرکھ کر کے قارئین کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے اس لیے اس قسم کے ہر مضمون کو اداریہ کا نام دیا جا ہے۔

(۱۰۴) اردو جرنلزم کیا ہے۔ ۲۰۱۱ء۔ طہٰ نسیم۔ ص ۱۰۶۔

اداریہ رجحانات پر تبصرہ کا نام ہے جو روزمرّہ کے واقعات کی تہہ میں کارفرما ہوتے ہیں۔

(۱۰۵)اردو کی لسانی تشکیل۔ ۲۰۱۲ئ ۔ص ۱۵۔مرزا خلیل احمد بیگ۔

''آریا آج سے تقریباً ساڑھے تین ہزار سال قبل ہندوستان میں داخل ہوئے تھے اور پنجاب میں مقیم ہو گئے تھے۔''

(۱۰۶)مرزا خلیل احمد بیگ۔ ۲۰۱۲ئ۔اردو کی لسانی تشکیل۔ص ۱۵۔

''آریا جب ہندوستان مین داخل ہوئے تو ان کی زبان پر ایران میں بولی جانے والی زبان کا بہت گہرا اثر تھا کیوں کہ ایک اندازے کے مطابق ان لوگوں نے ایران میں تقریباً ایک ہزار سال تک قیام کیا تھا۔ ہندوستان آنے پر ان لوگوں کی زبان بدلنے لگی اور اس نے دھیرے دھیرے ایک نیا روپ اختیار کر لیا یعنی ایرانی سے انڈک یا ہند آریائی سانچے میں ڈھل گئی۔''

(۱۰۷)مرزا خلیل بیگ۔ ۲۰۱۲ء۔اردو کی لسانی تشکیل۔ص ۲۲۔ ۲۳

شمالی ہند میں مسلمانوں کی آمد اور دہلی میں ان کی حکومت سازی (۱۱۹۳ئ) کے بعد یہاں کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں آپسی میل جول اور اختلاط سے ایک نئی تہذیب وجود میں آنے لگی۔عربی مسلمانوں کی مذہبی زبان تھی،ترکی اور فارسی وہ ساتھ لائے تھے۔پنجاب سے آئے ہوئے مسلمانوں کی زبان قدیم پنجابی تھی،اسطرح ترکی،فارسی،عربی،اور پنجابی کا اثر یہاں کی تمام بولیوں پر تیزی سے پڑنے لگا۔

(۱۰۸)مرزا خلیل بیگ۔ ۲۰۱۲ء۔اردو کی لسانی تشکیل۔ص ۲۲۔ ۲۳۔

یہی کھڑی بولی ہماری آج کی اردو کی بنیاداور اصل واساس ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ کھڑی بولی ہی بن سنور کر اردو کہلائی۔اردو کا ابتدائی نام ہندی اور ہندوی پڑا،پھر یہ ریختہ کہلائی اور بعد میں جا کہ یہ اپنے موجودہ نام اردو سے پکاری گئی۔

(۱۰۹)حسن فروغ۔ ۲۰۱۲ئ۔اردو صحافت کا علمی پہلو۔اردو دنیا۔جنوری ۲۰۱۲ئ۔ص۔۳۱۔

تاہم اخبارات میں زبان و بیان کا معیار حالیہ چند برسوں میں پہلے جیسا نہیں رہا۔آج ہم اپنے ان اخبارات کو زبان کی اصلاح کے معاملے میں سند نہیں مان سکتے۔اردو اخبارات کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔کیوں کہ قائد،عروض،املا،انشا،لسانیات اور صوتیات کی جو کتابیں شائع ہوتی ہیں انہیں عام آدمی پڑھ کر فیض حاصل نہیں کر سکتا بلکہ وہ انہیں عام طور پر پڑھتا ہی نہیں۔جب کہ عام آدمی زبان سیکھتا ہے تو صحافت

کے ذریعے۔اخبارات کے مطالعہ ہی سے اسے قوائد،زبان،املا نامہ اور انشا کی کتابوں کا مطالعہ کیے بغیر فصیح زبان سے واقفیت حاصل ہوجاتی ہے۔اسے معلوم ہوجاتا ہیکہ جسے وہ رشتے ناطے پڑھتا اور لکھتا تھا وہ رشتے ناتے ہے۔اسی طرح وہ جسے وطیرہ لکھتا تھا وہ وتیرہ ہے۔

(۱۱۰)حسن فروغ۔ ۲۰۱۲ئ۔اردوصحافت کا علمی پہلو۔اردودنیا۔جنوری ۲۰۱۲ئ۔ص۔۳۱۔

ایک صحافی نے اخبارات اور رسائل وجرائد کو ادب کے پہیے کہا ہے کیوں کہ کتابیں انفرادی اور عوامی ذخیروں ہی میں پڑی رہ جاتی ہیں اگر رسائل انہیں اندھیرے بند کمروں سے باہر کھینچ کر باہر کھلی ہوا میں نہ لے آتے۔علم وادب کے لیے ہمیں کتابوں تک جانا پڑتا ہے۔رسائل اسے ہم تک لے آتے ہیں۔

(۱۱۱)حسن فروغ۔ ۲۰۱۲ئ۔اردوصحافت کا علمی پہلو۔اردودنیا۔جنوری ۲۰۱۲ئ۔ص۔۲۹۔

اگر ہم علم سے مراد معلومات لیں تو اس پہلے اخبار ہی سے اردوصحافت کے علمی پہلو واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔جس میں علم کے متعلق تمام موضوعات کا احاطہ کیا جاتا ہے۔جن میں برطانوی حکومت کی اقتصادی پالیسی کا تجزیہ بھی ہوتا تھا کہ وہ کس طرح ترقی پذیر دنیا بالخصوص ہندوستان کا استحصال کررہی ہے۔اردوصحافت کا شروع ہی سے علمی پہلو بھی ہے اور ادبی،تعلیمی،ثقافتی اور تہذیبی پہلو بھی ہے۔

(۱۱۲)حسن فروغ۔ ۲۰۱۲ئ۔اردوصحافت کا علمی پہلو۔اردودنیا۔جنوری ۲۰۱۲ئ۔ص۔۲۹۔

اردوصحافت کا علمی پہلو اردوصحافت کے آغاز سے ہی اس پیشے کا اہم ترین حصہ رہا ہے۔اردوصحافت کی تاریخ بہت پرانی بھی نہیں ہے اور بہت نئی بھی نہیں ہے چھاپہ خانہ کے رواج کے ساتھ ہی اردو میں اخبارات کی اشاعت بھی شروع ہوگئی۔کلکتہ سے ۱۸۲۲ء میں شائع ہونے والے جام جہاں نما کو اردو کایوں تو پہلا اخبار کہا جاتا ہے۔مگر اس میں اختلاف ہے کہ یہ تو آدھی اردو آدھی فارسی میں تھا اور دوسرے ایسٹ انڈیا کمپنی کا ترجمان تھا۔

(۱۱۳)حسن فروغ۔ ۲۰۱۲ئ۔اردوصحافت کا علمی پہلو۔اردودنیا۔جنوری ۲۰۱۲ئ۔ص۔۳۰۔

صحافت میں جو زبان استعمال ہوتی ہے اس کے تین پہلو ہوتے ہیں۔علمی،ادبی اور عام بول چال یعنی مواصلاتی۔اردوصحافت سے چونکہ ابتدا ہی سے اعلیٰ درجے کے ادیب،انشا پرداز اور شاعر وابستہ تھے اسی لیے اردوصحافت کی زبان انتہائی معیاری،علمی اور ادبی ہوتی تھی۔جس پر علمیت کی گہری چھاپ ہوتی تھی۔

(۱۱۴)حسن فروغ۔ ۲۰۱۲ئ۔اردوصحافت کا علمی پہلو۔اردودنیا۔جنوری ۲۰۱۲ئ۔ص۔۳۰۔

اردو میں کسی بھی لفظ کی سند کے لیے اساتذہ کے کلام سے استفادہ کیا جاتا ہے، لیکن مذکورہ علمی وادبی صاحب طرز تخلیق کاروں کی وجہ سے اخبارات اور مضامین میں استعمال ہونے والے لفظ بھی سند کا درجہ حاصل کر چکے تھے۔اس طرح بلا مبالغہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اردو اخبارات، رسائل وجرائد نے نہ صرف صحافتی میعارات، اقدار اور صداقت پر مبنی ایک بے باک کلچر کو فروغ دیا بلکہ ان سے علم وادب کو بھی ترویج حاصل ہوئی۔

(۱۱۵) طٰحہ نسیم۔ ۲۰۱۴ئ۔صحافت۔صفحہ نمبر ۵۔

صحافت کے لیے انگریزی زبان کا لفظ Journalism کا استعمال ہوتا ہے، جو لفظ Journal سے نکلا ہے، اس کے لفظی معنی ہیں روز آنہ حساب کا بہی کھاتہ، اردو میں اس کے لیے لفظ صحافت استعمال ہوتا ہے۔

صحافت عربی زبان کے لفظ 'صحف' سے ماخوذ ہے۔جس کے معنی صفحہ، کتاب یا رسالے کے ہیں۔جدید عربی میں صحیفہ جریدہ اور اخبار کو کہتے ہیں۔یعنی ایسا مطبوعہ مواد جو مقررہ وقفہ کے بعد شائع ہوتا ہے۔چنانچہ تمام اخبارات ورسائل صحیفہ ہیں اور اخبار نویسی جرنلزم کو کہتے ہیں۔

(۱۱۶) طٰحہ نسیم۔ ۲۰۱۴۔صحافت۔صفحہ نمبر ۵۔جدید اردو صحافت۔

مجلہ انگریزی زبان کے لفظ peridical کے مترادف ہے۔ان سے مراد مخصوص وقفوں سے شائع ہونے والے مواد سے کی جاتی ہے۔یعنی مجلّے ایک خاص مدت یا دورانیہ میں شائع ہوتے ہیں۔ان مجلوں میں شامل مواد مستقل نوعیت کا ہوتا ہے۔ان میں زیادہ تر ادبی مواد شائع ہوتا ہے۔اور عالمی رجحانات کو قومی ادب میں شامل کر کے قومی ادب کو ترقی یافتہ بنایا جاتا ہے۔

(۱۱۷) مالیگاؤں کی سیاسی وسماجی تاریخ۔ ۲۰۱۴ئ۔ص ۱۸۔ڈاکٹر الیاس صدیقی۔

مالیگاؤں دنیا کے نقشے پر ۲۰-۳۲ شمالی عرض البلد اور ۳۵-۷۴ مشرقی طول البلد پر واقع ہے۔(ناسک ڈسٹرک گزیٹیر، ۱۸۸۳ء دوسرا ایڈیشن ۱۹۷۵ئ ص ۹۰۶۔بحوالہ مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۳۴۔ڈاکٹر الیاس صدیقی) ہندوستان کے مغربی صوبے مہاراشٹر کے ایک ضلع ناسک میں ناسک شہر کے بعد دوسرے نمبر کا بڑا شہر اور اسی نام کے تعلقے کا صدر مقام ہے۔ریاست مہاراشٹر کی راجدھانی اور مشہور بندرگاہ ممبئی کے شمال مشرق میں ممبئی آگرہ روڈ (قومی شاہراہ نمبر ۳) پر ممبئی سے تقریباً ۳۰۰ کلومیٹر کے فاصلے پر اور مشہور ریلوے جنکشن منماڑ کے شمال مشرق میں ۳۸ کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ناسک سے اس کا فاصلہ ۱۰۳ کلومیٹر ہے۔

(۱۱۸) مالیگاؤں کی سیاسی وسماجی تاریخ۔ ۲۰۱۴ئ۔ص ۱۸۔ڈاکٹر الیاس صدیقی۔

مالیگاؤں کے جنوب میں تین کلومیٹر کے فاصلے پر ایک قدیم دیہات چندن پوری ہے۔ یہاں کھندوبا کا ایک پرانا مندر ہے۔اس کا دوسرا نام ملاری مارتنڈ ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کے یہی نام مالیگاؤں کا نام پڑنے کا سبب ہیں۔لیکن یہ خیال اس لئے قابل قبول نہیں ہے کے اگر ایسا ہوتا تو خود چندن پوری کا نام مالیگاؤں پڑنا چاہیے تھا مگر آج بھی چندن پوری اور مالیگاؤں ایک دوسرے سے تھوڑے فاصلے پر اپنے ناموں کے ساتھ موجود ہیں۔اس لئے یہ خیال قابل قبول نہیں ہے۔

(۱۱۹) مالیگاؤں کی سیاسی وسماجی تاریخ۔ ۲۰۱۴ئ۔ص ۱۸۔ڈاکٹر الیاس صدیقی۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کے ایک حصے سنگمیشور میں مالی سماج کے لوگوں کی آبادی پرانے زمانے سے ہے اس وجہ سے شہر کا نام مالی واڑا، مالی واڑی، مالی گرام پڑا ہوگا اور وقت گذرنے کے ساتھ مالی گاؤں پھر مالیگاؤں بن گیا ہوگا۔ یہ خیال قرین قیاس ہے۔

(۱۲۰) مالیگاؤں کی سیاسی وسماجی تاریخ۔ ۲۰۱۴ئ۔ص ۱۸۔ڈاکٹر الیاس صدیقی۔

مالیگاؤں ایک زمانے میں پہلوانی اور کشتی کے لئے مشہور تھا۔مراٹھی زبان میں پہلوانی کے ہنر کو ''مل ودّیا'' کہا جاتا ہے۔ممکن ہے اسی مناسبت سے مل کھیڑی یا مل گاؤں وغیرہ نام بنا ہو جو بعد میں اپ بھرنش ہوکر مالیگاؤں کہلایا ہو۔لیکن اس دعوے کی کوئی ٹھوس دلیل موجود نہیں ہے۔

(۱۲۱) مالیگاؤں کی سیاسی وسماجی تاریخ۔ص ۱۸۔ڈاکٹر الیاس صدیقی۔

اہلیہ بائی ہولکر (۱۷۶۵۔۱۷۹۵) مالوے کی مہارانی تھی۔جس کی حکومت اندور اور اجین کے علاوہ چاندوڑ میں بھی تھی۔اہلیہ بائی کو یکے بعد دیگرے اپنے شوہر کھنڈے راؤ، اکلوتے بیٹے، مالے راؤ اور خسر ملہار راؤ کی موت کے صدمے سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مالیگاؤں یہ نام اسی وقت سے ملتا ہے اس لئے قرین قیاس ہے کہ مالیگاؤں یہ نام رانی نے اپنے بیٹے مالے راو کے نام پر رکھا ہوگا۔

(۱۲۲) مالیگاؤں کی سیاسی وسماجی تاریخ۔ ۲۰۱۴ئ۔ص ۱۸۔ڈاکٹر الیاس صدیقی۔

اس خیال سے اتفاق ممکن نہیں۔اس کا پہلا سبب یہ ہے کہ مالیگاؤں اہلیہ بائی کی حکومت کا حصہ نہیں تھا۔اس لئے اس کا نام رکھنے کا حق بھی رانی کو نہیں تھا۔دوسرا سبب یہ کہ تاریخی دستاویزات میں نام ۱۷۶۵ء سے قبل ملتا ہے مراٹھی کتاب 'پیشوے دفتر دوم' میں ۱۷۶۲ء کا ایک خط ہے جس میں مالیگاؤں یہ نام آتا ہے۔

(۱۲۳) مالیگاؤں کی سیاسی وسماجی تاریخ۔ ۲۰۱۴ئ۔ص ۱۸۔ڈاکٹر الیاس صدیقی۔

میجر بلیکر نے ۱۸۱۸ء میں ناسک ضلع کے مختلف قلعوں کی فتوحات کی تفصیل لکھی ہے۔اس میں مالیگاؤں کے قلعے کی لڑائی کا حال بھی لکھا ہے۔میجر نے مالیگاؤں کا نام ''ملّے گام''(۔mallegam)اور موسم ندی کے کنارے بستی کو''سمنگ سیر''(sumugseer) لکھا ہے۔ اس کا امکان ہے کہ بستی کے ہندوستانی یا اردو بولنے والوں نے ملّے گام کو مالیگاؤں اور سمنگ سیر کو سمکسیر بنالیا ہو۔یہ اس لیے قابل قبول نہیں ہے کہ مالیگاؤں یہ نام اردو بولنے کی آمد سے پہلے قبل بھی تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ مالیگاؤں اور سمکسیر یہ دونوں بول چال کی زبان میں موجود رہے ہوں گے جسے میجر نے بگاڑ کر لکھ دیا ہوگا۔

(۱۲۴) مالیگاؤں کی سیاسی وسماجی تاریخ۔ ۲۰۱۴ئ۔ص ۱۸۔ڈاکٹر الیاس صدیقی۔

مراٹھی زبان میں ''مڑا'' کھیت کو کہتے ہیں۔جسے اردو بولنے والوں نے''ملّہ''بنا دیا ہے۔مالیگاؤں میں ''انگنو سیٹھ کا ملّہ''نام کا محلّہ قریب ڈیڑھ سو سال سے قائم ہے۔ہوسکتا ہے بہت سے ملّوں کی موجودگی کے سبب پہلے اس کا نام''ملّے گاؤں'' پڑا ہو جیسا کہ میجر نے لکھا ہے اور پھر بتدریج مالیگاؤں بن گیا ہو۔

(۱۲۵) مالیگاؤں کی سیاسی وسماجی تاریخ۔ ۲۰۱۴ئ۔ص ۱۸۔ڈاکٹر الیاس صدیقی۔

آٹھویں اور نویں صدی عیسوی میں ہندوستان کے ایک بڑے علاقے میں راشٹر کٹ خاندان کی حکومت تھی جس میں مالیگاؤں اور اس کے آس پاس کے علاقے بھی شامل تھے۔ مالیگاؤں سے چھ کلومیٹر کے فاصلے پر وزیر کھیڑے نام کے گاؤں میں ایک کسان کو کھیت میں ہل چلاتے ہوئے تانبے کی تختیاں ملیں جن پر سنسکرت میں عبارات کھدی ہوئیں ہیں۔ان کے مطالعے سے معلوم ہوا ہے کہ راشٹر کٹ سلسلے کے ایک راجہ اندر سوم نے کچھ گاؤں میں دیے تھے یہ تختیاں اسی کا دان پتر یا بخشش نامہ ہیں۔ ۲۴فروری ۹۱۵ء کی کندہ شدہ ان تختیوں پر مالیگاؤں کا قدیم نام''ماہولی گرام''بتایا گیا ہے اس اہم اور غیر متوقع دریافت کے بعد یہ تو واضح ہو جاتا ہے کہ''ماہولی گرام'' ہے۔لیکن وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ ماہولی گرام سے مالیگاؤں تک کے لفظی سفر نے ترمیم وتبدیل کی کتنی منزلیں طے کی ہیں اور کون کون سی؟

(۱۲۶) مالیگاؤں کی سیاسی وسماجی تاریخ۔ ۲۰۱۴ئ۔ص ۱۸۔ڈاکٹر الیاس صدیقی۔

ان دریافت شدہ تختیوں سے مالیگاؤں کا وجود دسویں صدی میں ۹۱۵ء سے ثابت ہوتا ہے۔ گویا کہا جاسکتا ہے کہ مالیگاؤں کا وجود گیارہ سو سال پرانا ہے لیکن اس کی معلوم اور قابل ذکر تاریخ کا عرصہ ڈھائی سو سال سے زیادہ

کا نہیں ہے۔

(۱۲۷) ڈاکٹر الیاس صدیقی۔ ۲۰۱۴۔ مالیگاؤں کا محل وقوع۔صفحہ نمبر ۱۸۔ مالیگاؤں کی سیاسی وسماجی تاریخ۔

مالیگاؤں دنیا کے نقشے پر ۳۲۔۲۰ درجہ شمالی عرض البلد اور ۳۵۔۷۴ درجہ مشرقی طول البلد پر واقع ہے۔ بھارت کے مغربی ساحلی صوبے مہاراشٹر کے ضلع ناسک میں ناسک سٹی کے بعد دوسرے نمبر کا بڑا شہر ہے اور اسی نام کے تعلقے کا صدر مقام ہے۔مہاراشٹر کی راجدھانی ممبئ کے شمال مشرق میں، ممبئ آگرہ روڈ پر (نیشنل ہائی وے نمبر ۳) ممبئ سے ۳۰۰ کلومیٹر کے فاصلے پر اور مشہور ریلوے جنکشن منماڑ کے شمال میں ۳۳ کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے۔ناسک سے اس کا فاصلہ ۱۰۳ کلومیٹر ہے۔دھولیہ شہر مالیگاؤں سے ۵۱ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

(۱۲۸) عوامی ذرائع ابلاغ کا نظریہ۔ ۲۰۱۵ء۔ ۱۳۔مولانا یونیورسٹی۔

''زبان ایک ایسے خود اختیاری اور روایتی صوتی علامتوں کے نظام کو کہتے ہیں جسے انسان اپنے سماج میں اظہارِ خیال کے لیے استعمال کرتا ہے۔''

(۱۲۹) عوامی ذرائع ابلاغ کا نظریہ۔ ۲۰۱۵ئ۔مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔

''اصطلاح میں میں زبان سے مراد وہ مخصوص آوازیں ہیں جو انسان با مقصد نکالتا ہے اور جن کے ذریعہ اپنا ذہنی مفہوم ادا کرتا ہے۔''

(۱۳۰) ص ۱۳۔عوامی ذرائع ابلاغ کا نظریہ۔۲۰۱۵ئمولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔

زبان خیالات کا ذریعہ اظہار ہے۔

(۱۳۱) بحوالہ عوامی ذرائع ابلاغ کا نظریہ ۲۰۱۵ء۔ص ۲۷،مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔

اس سے پہلے کے ہم صحافت کے متعلق گفتگو کریں، یہ جان لینا ضروری ہے کہ میڈیا یا ذرائع ابلاغ یعنی کیا؟ میڈیا (meadia) دراصل ایک انگریزی لفظ ہے، یہ انگریزی لفظ میڈیم (meadium) کی جمع ہے۔میڈیم یعنی واسطہ یا ذریعہ یا ذرائع ابلاغ ہے۔آکسفورڈ انگلش اردو ڈکشنری میں اس کے معنی ذرائع ابلاغ خصوصاً اخبارات، وجرائد نیز نشریات کے لیے مجموعی اصطلاح دیا ہے۔

(۱۳۲)عوامی ذرائع ابلاغ کا تعارف بحوالہ عوامی ذرائع ابلاغ کا نظریہ۔ ۲۰۱۵ص ۲۶،مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔

آج کل ذرائع ابلاغ کے کئی وسائل ہیں جن میں سب سے زیادہ اہم اور گھریلو استعمال میں اخبارات وجرائد، کتابیں، ریڈیو، ٹی وی، فلم، ڈش ٹی وی، کیبل اور جدید وسائل میں سماجی میڈیا جن میں انٹرنیٹ، واٹس ایپ، فیس بک، ٹویٹر، وغیرہ ہیں۔ ان سب کو اصطلاح میں عوامی ذرائع ابلاغ کہتے ہیں۔ عوامی ذرائع ابلاغ کو دوحصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا۔ الیکٹرانک میڈیا ۲۰ویں صدی کی پیداوار ہیں۔

(۱۳۳)عوامی ذرائع ابلاغ کا تعارف بحوالہ عوامی ذرائع ابلاغ کا نظریہ۔ ۲۰۱۵ءص ۲۶،مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔

ایسا میکانیکی آلہ جس کے ذریعے پیغام بیک وقت عوام کے ایک بہت بڑے گروہ یا عوام الناس تک پہنچایا جاسکے۔

(۱۳۴)بحوالہ عوامی ذرائع ابلاغ کا نظریہ۔ ۲۰۱۵ءص ۲۶۔مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔

عوامی ترسیل کے ذریعے اطلاعات، خیالات، تجربات، فکر ونظریات، علوم وفنون، تفریحی مواد، حالاتِ حاظرہ، عوامی مسائل اور دیگر بہت سی چیزیں ایک بہت بڑے اور مختلف النوع انسانی گروہ تک بیک کسی ایسے ذریعے سے پہنچایا جائے جو اسی کے لیے اختراع کیا گیا ہے۔

(۱۳۵)روامی ذرائع ابلاغ کا نظریہ۔ ۲۰۱۵ءمولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔

صحافت وہ ذریعہ ہے جس سے ہم اپنے ذہن میں اس دنیا کے بارے میں تمام اطلاعات یکجا کرتے ہیں جنہیں ہم خود بخود کبھی نہیں جان سکتے۔

(۱۳۶)خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ ۲۰۱۵ءص ۲۵،مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔

خبر وہ واقعہ ہے جو معمول سے ہٹ کر ہو۔

(۱۳۷)خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ ۲۰۱۵ء۔ص ۲۵،مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔

خبر وہ ابلاغ ہے جس آپ واقف ہوتے ہیں اور اس سے پہلے نہیں جانتے تھے۔

(۱۳۸)خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ ۲۰۱۵ئ۔ص ۲۵،مولانا اازاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔

نئی اطلاع یا تازہ واقعایت کا بیان،

(۱۳۹) خبر نگاری کے بنیا داصول۔ ۲۰۱۵ء۔ص ۲۶، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔

خبر کوئی ایسی بروقت چیز ہے جو عوام کی بڑی تعداد کی دلچسپی کا باعث ہوتی ہے اور بہترین خبر وہ ہے جو بہت سے افراد کی زیادہ سے زیادہ توجہ اپنی طرف مبذول کرائے۔

(۱۴۰) خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ ۲۰۱۵ئ۔ص ۲۶، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔

اگر کتّا آدمی کو کاٹے تو یہ خبر نہیں ہے اور اگر آدمی کتّے کو کاٹ لے تو یہ خبر ہے۔

(۱۴۱) خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ ۲۰۱۵ئ۔ص ۲۶، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

خبر عموماً پرجوش اطلاع ہوتی ہے جو آدمی کے لیے باعثِ تسکین یا باعثِ تحریک ہوتی ہے۔

(۱۴۲) خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ ۲۰۱۵ئ۔ص ۲۶، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔

خبر ایسے دلچسپ، تازہ و مصدقہ واقعات کا بیان ہے جو رونما ہو چکے ہوں، ہو رہے ہوں، یا ہونے والے ہوں۔

(۱۴۳) خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ ۲۰۱۵ئ۔ص ۲۶، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔

خبر ایسے واقعات کا بیان ہے جنھیں لکھنے اور شائع کرنے میں ایک اعلیٰ پایہ صحافی اطمینان محسوس کرے۔

(۱۴۴) عوامی ذرائع ابلاغ کا نظریہ۔ص ۱۳۔ مولانا یونیورسٹی۔

''زبان چند ایسی آوازوں کا مجموعہ ہوتی ہے جو صوتی اعضا کے عمل سے وجود میں آتی ہے۔ ان آوازوں سے الفاظ بنتے ہیں۔''

(۱۴۵) ظہیر انور۔ ۲۰۱۵ئ۔ اردو صحافت پر قدغن اور اس کے معتوب صحافی۔ اردو دنیا۔ دسمبر ۲۰۱۵ئ۔ ص۔ ۱۵۔

تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ صحافت ایک باوقار اور نے خوف فن سے عبارت ہے اور اس کا مقصد اور آغاز بھی اطلاعات اور ترسیل اور خبر کو پوری سچائی اور جزئیات کے ساتھ پیش کرنا ہوتا ہے۔ تا کہ علم کا باب کھلا رہے اور اصلاح کا در بھی لیکن اس کے علاوہ بھی گذرتے ہوئے لمحوں کے ساتھ دیگر مقاصد بھی صحافت کی دنیا میں شامل ہوتے گئے۔ سچائی، بے خوفی اور حرف غلط یا غیر صالح اقدام کے لیے صحافت کی دنیا ایک ایسے ہتھیار کی صورت اختیار کرتی گئی کہ طاقت اور سخت ہاتھوں سے کچلنے کی رسم کے خلاف صف آرا ہونا ضروری ٹھہرا۔

(۱۴۶) اے۔ ایم صدیقی۔ ۲۰۱۵۔ اردو صحافت کا اجمالی جائزہ۔ اردو دنیا۔ دسمبر ۲۰۱۵۔ ص۔ ۲۳۔

اردو صحافت نے گزرے ہوئے وقت میں کئی نشیب و فراز دیکھے، انگریزوں کی ہندوستان میں بڑھتی اجارہ داری دیکھی مغلیہ سلطنت کے چراغ کو بجھتے دیکھا، ۱۸۵۷ء کے غدر میں مسلم قوم کی نسل کشی دیکھی، لسانی، تہذیبی، معاشی اور معاشرتی تبدیلی دیکھی اردو صحافت نے اپنے اس دور میں ہندوستان کی ہر اس ہر اس چھوٹی بڑی تبدیلی کو دیکھا، پرکھا اور اپنے دامن میں ان واقعات کو جگہ دی جن سے ہمارا ماضی جڑا ہوا ہے۔

(۱۴۷) اسعد فیصل فاروقی۔ ۲۰۱۵ئ۔ طبی صحافت کے ذریعے فروغ اردو۔ اردو دنیا۔ دسمبر ۲۰۱۵ئ۔ ص۔ ۴۳۔

اکیسویں صدی میں طبی صحافت کو نا صرف تحقیق و مطالعے کا ایک موضوع تسلیم کیا گیا ہے بلکہ اس کا شمار جدید پروفیشن کے طور پر بھی ہونے لگا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں جیسے جیسے طبی صحافت سائنس ترقی کر رہی ہے اور طب وصحت کے میدان میں نئی نئی ایجادات و انکشافات بھی رونما ہو رہے ہیں اسی طرح سے طبی صحافت کو بھی فروغ حاصل ہو رہا ہے۔

(۱۴۸) اسعد فیصل فاروقی۔ ۲۰۱۵ئ۔ طبی صحافت کے ذریعے فروغ اردو۔ اردو دنیا۔ دسمبر ۲۰۱۵۔ ص۔ ۴۳۔

کسی بھی ملک کی صحافت، اس کی تاریخ کا حافظہ ہوتی ہے۔ اس کی تہذیب و ثقافت کا ضمیر صحافت کے سینے میں زندہ رہتا ہے۔ تاریخ اس سے مرتب کی جاتی ہے۔ قومیں اس سے زندہ رہتی ہیں۔ مگر جب سے صحافت نے خبر رسانی سے آگے بڑھ کر ایک فن بلکہ ایک پیشہ کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔

(۱۴۹)

اردو اخبارات آزادی سے پہلے بھی ایک مشن اور تحریک کا درجہ رکھتی تھی۔ آج اس میں پیشہ وارانہ مسابقت اور تجارتی مقصد کے نفوذ کے باوجود اس کا مشن اردو زبان کی ترویج وبقا ہے۔ میں یہ بات پوری ذمہ داری سے لکھ رہا ہوں کہ ہندوستان میں سوائے اردو زبان کے کسی اور زبان کو زندہ رہنے کے لیے اخبارات ورسائل اور کتابوں کی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۵۰) عابد صدیقی۔ ادب اور صحافت۔ ص۔ ۱۱۔

صحافت واقعات کا اظہار ہے اور ادب واقعات کو خیالات میں تبدیل کرنے کا نام ہے لیکن اب صحافت

میں واقعات وخیالات یکجا ہو رہے ہیں اور ادب خیالات کے ساتھ واقعات کو پیش کرتے ہوئے ذہن وفکر کی تعمیر میں اپنا رول ادا کر رہا ہے۔ حقیقت اور سچائی دونوں میں پائی جاتی ہے۔ ایک واضح اور دوسری مبہم اس لیے دونوں کی اہمیت وافادیت سے کیسے انکار کیا جا تا ہے۔

(۱۵۱) عابد صدیقی۔ ادب اور صحافت۔ ص۔ ۱۱۔

ادب اور صحافت کے درمیان ہم نہ کوئی واضح خط کھینچ سکتے ہیں اور نہ ایک کو دوسرے سے مربوط کرتے ہوئے ان کی جداگانہ حیثیت، مقاصد اور اہمیت کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔

وقائع نویس اور نامہ نگار میں فرق یہ ہے کہ وقائع نویس واقعہ لکھنے والا ہے اور نامہ نگار مبصر۔ ایک وقائع نگار کسی شہر میں کسی بڑے پراجیکٹ کا سنگ بنیاد رکھنے پر یہ رپورٹ دے دے گا کہ آج فلاں رہنما نے فلاں مقام کا سنگ بنیاد رکھا۔ پراجیکٹ پر کتنا خرچ آئے گا۔

(۱۵۲) غلام حیدر۔ ۲۰۱۵ئ۔ اخبار۔ صفحہ نمبر ۲۱۔ ۲۲

رومی ایکٹا دنیا کی پرانی تہذیب میں روم کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے۔ ممکن ہے تم نے پرانی رومی تہذیب کا ذکر پڑھا بھی ہو۔ اس کے شہر کی ایک کاؤنسل ہوتی تھی جس کا باقاعدہ الیکشن بھی ہوتا تھا۔ یہ کاؤنسلیں جنہیں 'سینیٹ' کہتے تھے۔ اپنے اجلاس کی کاروائیوں کا رکارڈ کے لیے کبھی کبھی باقاعدہ کتاب یا رسالے کی شکل میں ایک اخبار جیسی چیز بھی تیار کرلیتی تھیں، اس کی بہت سی نقلیں کی جاتی تھیں اور انہیں عام لوگوں کے پڑھنے کے لیے شہر کی لائبریریوں میں رکھ دیا جاتا تھا۔ اس اخبار کا نام تھا 'ایکٹا سینیٹس' (acta sanatus) رومی زبان میں Acta کے معنی ہیں روداد اور Sanatus کے معنی سینیٹ سے تعلق رکھنے والا۔ یہ اخبار دوسری صدی قبل مسیح میں نکلنے لگے تھے۔

(۱۵۳) غلام حیدر۔ ۲۰۱۵ئ۔ اخبار۔ صفحہ نمبر ۲۳۔

چینیوں نے نے لگ بھگ چھٹی صدی عیسوی میں ان فرمانوں کو پتھروں پر کھود کر ان پر رنگ لگا کر اور پھر کاغذ کو ان پر رگڑ کر بہت سی سی نقلیں تیار کرنی شروع کر دیں تھیں۔ ایک لکھائی سے بہت سی نقلیں نقلیں تیار کرنے کا شاید یہ سب سے پہلا طریقہ تھا۔ پھر جلد ہی انھوں نے یہ کام پتھروں کی جگہ لکڑی کے بلاکوں کے ذریعے کرنا شروع کر دیا۔ اسی طرح چھپائی کی پکی روشنائی کے متعلق بھی لوگوں کا یہی خیال ہے کہ یہ بھی چین سے ہی آئی ہے۔

باب سوم۔ Chapter.3

مالیگاوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک تعارف

محل وقوع:

مالیگاوں دنیا کے نقشے پر ۲۰۔۳۲ شمالی عرض البلد اور ۳۵۔۷۴ مشرقی طول البلد پر واقع ہے۔(ناسک ڈسٹرک گزیٹیر، ۱۸۸۳ء دوسرا ایڈیشن ۱۹۷۵ئ ص ۹۰۶۔بحوالہ مالیگاوں میں اردو نثر نگاری۔ص ۳۴۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)ہندوستان کے مغربی صوبے مہاراشٹر کے ایک ضلع ناسک میں ناسک شہر کے بعد دوسرے نمبر کا بڑا شہر اور اسی نام کے تعلقے کا صدر مقام ہے۔ریاست مہاراشٹر کی راجدھانی اور مشہور بندرگاہ ممبئی کے شمال مشرق میں ممبئی آگرہ روڈ(قومی شاہراہ نمبر ۳) پر ممبئی سے تقریباً ۳۰۰ کلومیٹر کے فاصلے پر اور مشہور ریلوے جنکشن منماڑ کے شمال مشرق میں ۳۸ کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ناسک سے اس کا فاصلہ ۱۰۳ کلومیٹر ہے۔(مالیگاوں کی سیاسی وسماجی تاریخ۔ص ۱۸۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)دھولیہ شہر سے مالیگاوں ۵۱ کلومیٹر پر واقع ہے۔اسی طرح مالیگاوں سے اندور،ممبئی اور پونہ یہ تینوں شہروں سے تقریباً یکساں فاصلے پر ہے۔

مالیگاوں پہنچنے کے لیے مشہور ریلوے جنکشن منماڑ سے ٹیکسی کے ذریعے آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے۔یہاں تک ریلوے لائن نہیں ہے۔شہر موسم ندی کے دونوں کناروں پر ہموار زمین پر بسا ہوا ہے۔موسم ندی سے شہر کے درمیان سے گزرتے ہوئے صرف ایک کلومیٹر آگے جا کر گرنا ندی سے مل جاتی ہے۔اسی سنگم پر بھکن شاہ کی درگاہ اور جھانجھیشور کا پرانا مندر ہے۔

شہر واضح طور پر چار حصوں میں تقسیم ہے۔موسم ندی کے بائیں جانب یعنی مشرقی سمت میں خاص شہر آباد ہے۔دائیں جانب یعنی ندی کی مغربی سمت میں سنگمیشور اور سوئے گاوں وغیرہ بستیاں ہیں۔سنگمیشور کو عرف عام میں سمکسیر بھی کہتے ہیں۔سنگمیشور کے شمال میں دو کلومیٹر کی دوری پر کیمپ یا لشکر نامی بستی ہے جہاں کسی زمانے میں انگریزی فوجوں کا کیمپ ہوا کرتا تھا۔جنوبی سمت میں مالدہ نامی علاقہ ہے جو فی الحال نیم آباد ہے۔موسم ندی کے مشرقی کنارے پر مالیگاوں کا قدیم اور خوبصورت زمینی قلعہ موجود ہے جو اپنی اہمیت کے باوجود حکومت کی نظر کرم سے محروم ہے۔قلعے کی فصیلیں، برجیاں اور چھتریاں دور ہی سے دعوت نظارہ دیتی ہیں۔گذشتہ برسوں

قرب وجوار کے پانچ دیہاتوں مالدہ، دیانہ، درے گاؤں، سوئے گاؤں اور سائنہ کی شمولیت سے شہر کا کل رقبہ 67.89 مربع کلومیٹر ہو گیا ہے۔

وجہ تسمیہ:

شہر کا نام مالیگاؤں کیسے پڑا اس تعلق سے کئی نظریات پیش کیئے جاتے ہیں جن کا ذکر دلچسپی اور فائدے سے خالی نہیں ہے۔

(۱) مالیگاؤں کے جنوب میں تین کلومیٹر کے فاصلے پر ایک قدیم دیہات چندن پوری ہے۔ یہاں کھندوبا کا ایک پرانا مندر ہے۔ اس کا دوسرا نام ملاری مارتنڈ ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کے یہی نام مالیگاؤں کا نام پڑنے کا سبب ہے۔ لیکن یہ خیال اس لئے قابل قبول نہیں ہے کے اگر ایسا ہوتا تو خود چندن پوری کا نام مالیگاؤں پڑنا چاہیے تھا مگر آج بھی چندن پوری اور مالیگاؤں ایک دوسرے سے تھوڑے فاصلے پر اپنے ناموں کے ساتھ موجود ہیں۔ اس لئے یہ خیال قابل قبول نہیں ہے۔

(۲) بعض لوگوں کا خیال ہے کے ایک حصے سنگمیشور میں مالی سماج کے لوگوں کی آبادی پرانے زمانے سے ہے اس وجہ سے شہر کا نام مالی واڑا، مالی واڑی، مالی گرام پڑا ہوگا اور وقت گذرنے کے ساتھ مالی گاؤں پھر مالیگاؤں بن گیا ہوگا۔ یہ خیال قرین قیاس ہے۔

(۳) مالیگاؤں ایک زمانے میں پہلوانی اور کشتی کے لئے مشہور تھا۔ مراٹھی زبان میں پہلوانی کے ہنر کو ''ملّ ودّیا'' کہا جاتا ہے۔ ممکن ہے اسی مناسبت سے مل کھیڑی یا مل گاؤں وغیرہ نام بنا ہو جو بعد میں اپ بھرنش ہو کر مالیگاؤں کہلایا ہو۔ لیکن اس دعوے کی کوئی ٹھوس دلیل موجود نہیں ہے۔

(۴) اہلیہ بائی ہولکر (۱۷۲۵ـ۱۷۹۵) مالوے کی مہارانی تھی۔ جس کی حکومت اندور اور اجین کے علاوہ چاندوڑ میں بھی تھی۔ اہلیہ بائی کو یکے بعد دیگرے اپنے شوہر کھنڈے راؤ، اکلوتے بیٹے، مالے راؤ اور خسر ملہارر راؤ کی موت کے صدمے سے دو چار ہونا پڑا تھا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مالیگاؤں یہ نام اسی وقت سے ملتا ہے اس لئے قرین قیاس ہے کہ مالیگاؤں یہ نام رانی نے اپنے بیٹے مالے راو کے نام پر رکھا ہوگا۔

اس خیال سے اتفاق ممکن نہیں۔ اس کا پہلا سبب یہ ہے کہ مالیگاؤں اہلیہ بائی کی حکومت کا حصہ نہیں اس لئے اس کا نام رکھنے کا حق بھی رانی کو نہیں تھا۔ دوسرا سبب یہ کہ تاریخی دستاویزات میں نام ۱۷۶۵ء سے قبل ملتا ہے مراٹھی کتاب ''دہنگے دفتر دوم'' میں ۱۷۶۲ء کا ایک خط ہے جس میں مالیگاؤں یہ نام آتا ہے۔

(۵) میجر بلیکر نے ۱۸۱۸ء میں ناسک ضلع کے مختلف قلعوں کی فتوحات کی تفصیل لکھی ہے۔ اس میں مالیگاؤں کے قلعے کی لڑائی کا حال بھی لکھا ہے۔ میجر نے مالیگاؤں کا نام ''ملّے گام'' (mallegam_) اور موسم ندی کے کنارے بستی کو ''سمنگ سیر'' (sumungseer) لکھا ہے۔ اس کا امکان ہے کہ بستی کے ہندوستانی یا اردو بولنے والوں نے ملّے گام کو مالیگاؤں اور سمنگ سیر کو سمکسیر بنا لیا ہو۔ یہ اس لیے قابل قبول نہیں ہے کہ مالیگاؤں یہ نام اردو بولنے کی آمد سے پہلے قبل بھی تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مالیگاؤں اور سمکسیر یہ دونوں بول چال کی زبان میں موجود رہے ہوں گے جسے میجر نے بگاڑ کر لکھ دیا ہوگا۔

(۶) مراٹھی زبان میں ''مڑا'' کھیت کو کہتے ہیں۔ جسے اردو بولنے والوں نے ''ملّہ'' بنا دیا ہے۔ مالیگاؤں میں ''انگنو سیٹھ کا ملّہ'' نام کا محلّہ قریب ڈیڑھ سو سال سے قائم ہے۔ ہوسکتا ہے بہت سے ملّوں کی موجودگی کے سبب پہلے اس کا نام ''ملّے گاؤں'' پڑا ہو جیسا کہ میجر نے لکھا ہے اور پھر بتدریج مالیگاؤں بن گیا ہو۔

(۷) آٹھویں اور نویں صدی عیسوی میں ہندوستان کے ایک بڑے علاقے میں راشٹر کٹ خاندان کی حکومت تھی جس میں مالیگاؤں اور اس کے آس پاس کے علاقے بھی شامل تھے۔ مالیگاؤں سے چھ کلومیٹر کے فاصلے پر وزیر کھیڑے نام کے گاؤں میں ایک کسان کو کھیت میں ہل چلاتے ہوئے تانبے کی تختیاں ملیں جن پر سنسکرت میں عبارات کھدی ہوئیں ہیں۔ ان کے مطالعے سے معلوم ہوا ہے کہ راشٹر کٹ سلسلے کے ایک راجہ اندر سوّم نے کچھ گاؤں دان میں دیے تھے یہ تختیاں اسی کا دان پتر یا بخشش نامہ ہیں۔ ۲۴ فروری ۹۱۵ء کی کندہ شدہ ان تختیوں پر مالیگاؤں کا قدیم نام ''ماہولی گرام'' بتایا گیا ہے اس اہم اور غیر متوقع دریافت کے بعد یہ تو واضح ہو جاتا ہے کہ مالیگاؤں کا قدیم نام ''ماہولی گرام'' ہے۔ لیکن وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ ماہولی گرام سے مالیگاؤں تک کے لفظی سفر نے ترمیم وتبدّل کی کتنی منزلیں طے کی ہیں اور کون کون سی؟

ان دریافت شدہ تختیوں سے مالیگاؤں کا وجود دسویں صدی میں ۹۱۵ء سے ثابت ہوتا ہے۔ گویا کہا جاسکتا ہے کہ مالیگاؤں کا وجود گیارہ سو سال پرانا ہے لیکن اس کی معلوم اور قابل ذکر تاریخ کا عرصہ ڈھائی سو سال سے زیادہ کا نہیں ہے۔

مالیگاؤں میں جنگِ آزادی:

ہندوستان کی تحریکِ آزادی کے دوران دوبارہ مالیگاؤں کا نام اس وقت چمکا جب شہر نے پورے جوش وخروش کے ساتھ خلافت تحریک کا ساتھ دیا، جس کی قیادت مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کے ہاتھوں میں

تھی اور جسے گاندھی جی کی تائیدوحمایت حاصل تھی۔ترکِ مے نوشی کی آواز بلند ہوئی تومالیگاؤں میں اس کی حمایت میں ستیہ گرہ ہونے لگی۔سودیشی کا نعرہ گونجا تو بدیسی کپڑوں کی ہولیاں جلنےلگیں۔سول نافرمانی کی بات آئی تولوگ سرکاری نوکریوں کوٹھکرا کر چلے آئے۔

تحریکِ خلافت میں حصّہ لینے کے جرم کی پاداش میں پانچ جاں بازوں کو پھانسی کے تختے پرلٹکایا گیا۔نو جیالوں کو''کالا پانی'' کی سزا ہوئی،سینکڑوں افرادکومقدّمہ بازی اورقیدوبندکی صعوبتوں سے گذرنا پڑا۔انگریزی حکومت کی جانب سے یہاں کے مسلمان بنکروں پر ۱۲ لاکھ روپے جرمانہ عائدکیا گیا جسے ۱۹۲۲ء سے ۱۹۴۲ء تک غریب بنکرا اپنا پیٹ کاٹ کر بھرتے رہے۔اس قسم کے اجتماعی جرمانے کی مثال غالباً ہندوستان کی تاریخ میں دوسری نہیں ملتی۔۱۹۲۰ء کی انفرادی ستیہ گرہ اور ۱۹۴۲ء کی ہندوستان چھوڑ دوتحریک میں بھی شہر پیچھے نہیں رہا۔اس میں حصّہ لینے کے سبب بہت سے افرادکوچکّی کی مشقّتیں اٹھانی پڑیں۔آخرشہیدانِ وطن اورمجاہدین آزادی کی قربانیاں رنگ لائیں اور ۱۵،اگست ۱۹۴۷ء کو جب آزادی کا بگل بجا تو یہاں کے انجہانی راجہ نارو شنکر کے گھر کے ایک فرد کے مکان سے مشعلی جلوس نکالا گیااور برطانوی استعماریت کوالوداعی سلامی وہی توپ داغ کردی گئی جسے عرب سپاہیوں نے یہاں کے قلعے کی حفاظت کے لئے استعمال کیا تھا۔

مالیگاؤں کی آبادی:

آج مالیگاؤں کی ۸۰ ،فی صد آبادی مسلمانوں پرمشتمل ہے اور ۲۰ ،فیصد آبادی غیرمسلم لوگوں کی ہے۔مسلمانوں کی آبادی کا تقریباً نصف سے زیادہ مومن انصاری برادری کے بنکروں پر مشتمل ہے۔مسلمانوں میں حیدرآباد سے پولس ایکشن کی مارجھیل کر آئے ہوئے خاندیش، دکن اور مراٹھواڑہ کے مسلمان،شاہ برادری،کچھی میمن برادری،بوہرہ برادری،قریش برادری،منصوری برادری،منیار برادری وغیرہ کے لوگ آباد ہیں۔جبکہ غیرمسلم آبادی بھاؤسار سماج،مالی سماج،سُنارسماج،تلنگے سماج،اہیر سورن سماج،شمپی سماج،برہمن سماج،تیلی سماج،وانی سماج وغیرہ پر مُشتمل ہے۔۲۰۱۰ء کی مردم شماری کے مطابق مالیگاؤں کی کل آبادی ۵۹۰۹۹۸ (پانچ لاکھ نوے ہزار نوسو آٹھانوے) ہے،جس میں مسلم آبادی ۸۰ فی صدی ہے۔مسلمانوں میں زیادہ تر افرادکا پیشہ پارچہ بافی ہے۔

تعلیمی حالت:

مالیگاؤں صوبۂ مہاراشٹر میں مسلمانوں کی اکثریت،مسجدوں،گنبدوں اور میناروں کا شہر،دینی مدرسوں،

عصری تعلیم گاہوں، اور اہل علم کی بستی نیز دبستانِ اردو کی حیثیت سے اپنی منفرد شناخت رکھتا ہے۔اس گہوارہ تعلیم میں ۸۳ پرائمری اردو سرکاری اسکولوں میں کل تشنگانِ علم کی تعداد ۱۷۴۲۹ (سترہ ہزار چار سو انتیس) ہے۔جن میں لڑکیوں کی تعداد ۸۸۱۴ (آٹھ ہزار آٹھ سو چودہ) اور لڑکوں کی تعداد ۸۶۱۵ (آٹھ ہزار چھ سو پندرہ) پرائیوٹ اردو پرائمری اسکولوں کی تعداد ۳۴ ہے جن میں ۳۳۸۷۱ (تینتیس ہزار آٹھ سو اکہتر) طالبانِ علم زیرِ تعلیم ہیں۔جن میں لڑکیوں کی تعداد ۱۷۴۳۷ (سترہ ہزار چار سو سینتیس) اور لڑکوں کی تعداد ۱۶۴۳۴ (سولہ ہزار چار سو چونتیس) ہے۔ہائی اسکولوں کی تعداد ۳۰ ہے جن میں ۲۰۱۶۲ (بیس ہزار ایک سو باسٹھ) طلبہ اکتسابِ علم میں مصروف ہیں۔جن میں لڑکیوں کی تعداد ۹۹۲۸ (نو ہزار نو سو اٹھائیس) اور لڑکوں کی تعداد ۱۰۲۳۴ (دس ہزار دو سو چونتیس) ہے۔اسی طرح چار جوئنیر کالج چار اردو ڈی ایڈ کالج، تین بی ایڈ کالج دو ایم ایڈ کالج دو ڈی فارم کالج، دو بی فارم کالج، ایک ایم فارم کالج، ایک لڑکیوں کا سینئیر کالج، دو سینئیر کالج، ایک بی۔یو۔ایم۔ایس کالج موجود ہیں۔علاوہ از یں مراٹھی اور انگلش زبان کی اسکولیں اور کالج، تیکنیکل اور انجینئرنگ کالج الگ ہیں۔

مالیگاؤں شہر میں دینی تعلیم کا جال بچھا ہے جس میں لڑکوں کے ۱۲ مدرسے ہیں جن میں شہر اور بیرونِ شہر کے ہزاروں طلبہ زیرِ تعلیم ہیں، لڑکیوں کے ۷ مدرسے ہیں جہاں نہ صرف شہر بلکہ بیرونِ شہر سے بھی حصولِ علم کی خاطر طالبات آتی ہیں، لڑکیوں کا ایک بین الاقوامی مدرسہ بھی ہے جہان بیرونِ ملک سے بھی طالبات تشریف لاتی ہیں۔

کتب خانے اور دارالمطالعہ:

مالیگاؤں اردو کا جزیرہ، اہلِ علم کی بستی، اور اردو ادب کے سپاہیوں کی بستی ہے۔یہاں اہلِ ذوق وادب کی کثیر تعداد موجود ہے جو ہمہ وقت مصروفِ مطالعہ رہتی ہے۔اپنے ذوقِ مطالعہ کی تسکین کے لیے کتب خانوں اور دارالمطالعہ کا رخ کرتی ہیں۔اسی لیے شہر مالیگاؤں میں چھوٹے بڑے کل ۱۷ کتب خانے ہیں جن میں ہزاروں کتابوں کا خزانہ موجود ہے، اور ہزاراں تشنگانِ علم یہاں سے اپنے علم کی پیاس بجھا رہے ہیں۔یہاں کی سب سے قدیم اردو کتب خانہ ''اردو لائبریری'' ہے۔اردو لائبریری نے اپنی زندگی کے ۱۰۷ سال مکمل کر لیے ہیں۔یہ لائبریری ''اے'' درجہ کی ہے۔اس میں ۱۰۰۰۰ ہزار نئی اور قدیم کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے۔اس لائبریری سے نہ صرف شہر مالیگاؤں بلکہ بیرونِ شہر کے محققین بھی استفادہ کرتے ہیں۔

چھاپہ خانے:

شہر مالیگاؤں میں اردو کا بول بالا ہے۔ یہاں اہلِ اردو کی کثیر تعداد ہونے کے سبب بڑی تعداد میں کتابوں کی طباعت ہوتی ہے۔اسی لیے یہاں ۱۹۳۵ء میں سب سے پہلا چھاپہ خانہ قائم ہوا جسے مولانا عبدالحمید نعمانی صاحب نے قائم کیا۔آہستہ آہستہ بہت سے چھاپہ خانے کھل گئے۔جس کی وجہ سے اردو ادب کی قدیم اور جدید کتابوں کی اشاعت کی راہ آسان ہوگئی۔آج شہر مالیگاؤں میں کل ۱۰ چھاپہ خانے جاری ہیں جہاں سے اردو کی کتابیں شائع ہو رہی ہیں۔

اردو ادب کی فضا:

مالیگاؤں ابتدا ہی سے اردو ادب کے فروغ اور بقا کے لیے اپنا ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ یہ اردو کا دبستان ہے۔ یہاں شعرا، ادبا، محققین، مدبرین، اساتذہ، اردو خطاط، اور صحافیوں کی کثیر تعداد مصروفِ خدمت ہے۔ یہاں اردو شاعری کی ابتدا ۱۸۵۰ء سے ہو چکی تھی۔شعرا میں ''ادیب الملک'' ادیبؔ مالیگانوی، سہیلؔ مالیگانوی،،، دانشؔ، شوقؔ، قمرؔ، مسلمؔ، حفیظؔ، وغیرہ کے پہلے سے آج تک جدید اور قدیم شعرا کی ایک کہکشاں ہے۔جنھوں نے اردو ادب میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔اخترؔ مالیگانوی نے مرزا غالبؔ کے پورے دیوان کی تظمین لکھی، سہیلؔ مالیگانوی نے رباعیات میں نام پیدا کیا، سلیمؔ شہزاد نے فرہنگِ ادبیات اور فرہنگِ لفظیاتِ غالب لکھ کر اردو ادب میں گراں قدر اضافہ کیا، وہیں تحقیق کے میدان میں ڈاکٹر اشفاق انجم نے مالیگاؤں کے چارسو شعرا پر تحقیقی وتنقیدی کام کیا، ڈاکٹر الیاس صدیقی نے ۱۵۸ نثر نگاروں پر اور مالیگاؤں کی مستند تاریخ کا تحقیقی کام کیا، رمضان فیمس نے اشعار کو تال سے ناپنے کا نیا فلسفہ پیش کیا۔وہیں اردو ادبِ اطفال کا میدان بھی خالی نہیں رہا۔بچوں کے ادب پر بہت سے شعرا نے شعری اور نثری ادب تخلیق کر کے شائع کروایا۔صرف مالیگاؤں کی تاریخ پر اب تک ۸ کتابوں کی اشاعت ہو چکی ہے۔رحمانی پبلیکیشنز نے بچوں کے ادب اب تک ہزاروں کتابیں شائع کر چکا ہے۔ مالیگاؤں کے مشہور شاعر عتیق احمد عتیقؔ نے توازن نامی سہ ماہی رسالہ شروع کیا اور تادم حیات جاری رکھتے ہوئے اردو ادب کی بیش بہا خدمت سرانجام دی۔

صحافت:

مالیگاؤں میں اردو ادب کی تخلیق کا کام ۱۸۵۰ء سے شروع ہو چکا تھا۔ابتدا میں شاعری پر زیادہ زور رہا

۔اکثر لوگ شاعری کرتے تھے۔حفیظؔ مالیگانوی نے اپنی کتاب ''نقوش'' میں پہلے شاعر کے طور پر ''منشی عبدالکریم'' کا تذکرہ کیا ہے جن کی تاریخ ولادت ۱۸۳۰ء ہے۔اگر انہوں نے اپنی عمر کے بیسویں سال میں شاعری شروع کی ہوگی تو شاعری کا ابتدائی سال اندازاً ۱۸۵۰ء ہوگا۔لہٰذا مالیگاؤں میں شاعری کی ابتدا ۱۸۵۰ء سے ہے۔مالیگاؤں میں اردو شاعری کی ابتدا سے آج تک شاعری کے آسمان پر بے شمار شعرا نمودار ہوئے اور اپنی اپنی روشنی بکھیر کر چلے گئے۔شعرا کا یہ قافلہ ہزاروں پر مشتمل ہے جنہوں نے نہ صرف مالیگاؤں میں اردو ادب کو پروان چڑھایا بلکہ اردو کے ادبِ عالیہ میں بھی گراں قدر اضافہ کیا۔

داکٹر الیاس صدیقی نے اپنی کتاب ''مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری'' میں لکھا ہے کہ ''مقامی تذکروں میں ۱۸۸۰ء اور اس کے آس پاس کا زمانہ مالیگاؤں میں اردو شاعری کی ابتدا کا زمانہ تسلیم کیا گیا ہے''۔اس خیال کو تسلیم کرنے میں کئی باتیں مانع ہیں۔

(۱) حفیظؔ مالیگانوی نے اپنی کتاب ''نقوش'' میں مالیگاؤں کے پہلے شاعر کے طور پر ''منشی عبدالکریم'' کا تذکرہ کیا ہے جن کی تاریخِ ولادت ۱۸۳۰ء ہے۔اگر یہ قیاس کیا جائے کہ منشی صاحب نے شاعری کی ابتدا اپنی عمرِ رفتہ کے بیسویں سال میں کی ہوگی تو ابتدائے شاعری کا سال اندازاً ۱۸۵۰ء بنتا ہے۔یہ خیال زیادہ قرینِ قیاس لگتا ہے۔

(۲) صدیقی صاحب کی بات اگر صحیح مانیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ منشی صاحب نے شاعری کی ابتدا اپنی عمرِ رفتہ کے ۵۰ ویں سال میں کی۔یہ خیال دواز قیاس معلوم ہوتا ہے۔

(۳) صدیقی صاحب نے اس بات کا حوالہ نہیں دیا کہ کن مقامی تذکروں میں ۱۸۸۰ء کا زمانہ مالیگاؤں میں اردو شاعری کی ابتدا کا تسلیم کیا گیا ہے؟ اور اس کے کیا ثبوت ہیں؟

لہٰذا درج بالا بحث سے یہ بات زیادہ قرینِ قیاس معلوم ہوتی ہے کہ مالیگاؤں میں اردو شاعری کی ابتدا اندازاً ۱۹۵۰ء سے ہوئی ہوگی۔اسی طرح اردو نثر کی ابتدا بھی کم و بیش اسی زمانے میں ہوگئی ہوگی۔مگر اردو نثر کے کچھ نمونے ۱۹۰۰ء سے دستیاب ہیں۔داکٹر الیاس صدیقی صاحب نے مالیگاؤں میں اردو نثر کی با قارعدہ ابتدا انیسویں صدی کے آخری پچاس سال اور بیسویں صدی کی پہلی دہائی قرار دیا ہے حالاں کہ یہ بات بھی دور از قیاس معلوم ہوتی ہے کہ اردو شاعری اور نثر کی ابتدا کے درمیان اتنا خلا کیوں ہے؟ جب کہ ابتدئی شعرا زبان و بیان کے معاملے میں بعد کے شعرا سے آگے تھے۔بہر کیف مالیگاؤں میں اردو نثر میں زبردست کام ہوئے۔

ڈاکٹر الیاس صدیقی نے نثر نگاروں تذکرہ قلمبند کیا۔ بے شمار افسانے، ناول، اور ادبِ اطفال تحریر کیے گئے۔ اسی دور میں اردو صحافت کا آغاز ہوا۔ مالیگاؤں اردو صحافت کا آغاز سب سے پہلے قلمی رسالوں سے ہوا۔ بعد میں اردو اخبارات جاری ہوئے۔ ابتدا میں قلمی اخبارات شروع ہوئے۔ ۱۹۳۵ء میں باقاعدہ اردو صحافت کا آغاز ہوا۔ ۱۹۳۵ء میں مولانا عبدالحمید نعمانی صاحب نے بیداری نام سے پہلا باقاعدہ اخبار جاری کیا۔ اس کے بعد اردو اخبارات کا ایک قافلہ بنتا گیا۔ جن میں ادبی، دینی، مذہبی، سیاسی، طبی، سائنسی، ادبِ اطفال، سماجی، اور خواتین کے لیے مختلف اخبارات جاری ہوئے کچھ اخبارات و رسائل بند ہوئے تو کچھ نئے اخبارات و رسائل شروع ہوتے گئے۔ ابتدا سے آج تک کل ۱۸۱ خبارات جاری ہوئے جن میں سے فی الحال ۴۰ اخبارات جاری ہیں۔ کل ۴۰ رسائل جاری ہوئے جن میں فی الحال صرف ۲ جاری ہیں۔ اسی طرح ابتدائی دور میں ۱۲ قلمی رسالے جاری ہوئے جن میں زیادہ تر ناپید ہیں۔

ادبی وثقافتی ماحول:

شہر مالیگاؤں کی ادبی وثقافتی فضا خوش گوار ہے۔ یہاں کئی ادبی وثقافتی انجمنیں قائم ہیں جو نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پرواہ کی مصداق اردو ادب وثقافت کے فروغ اور بقا میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ انجمن ارتقائے ادب، انجمن ناموسِ ادب، زندہ دلانِ مالیگاؤں، وغیرہ شعری انجمنیں ہیں جو طرحی اور غیر طرحی شعری محفلوں کا کامیابی سے انعقاد برسہا برس سے کرتی چلی آ رہی ہیں۔ وہیں ادارہ نثری ادب اور انجمن محبانِ ادب، انجمن ترقی پسند مصنفین، انٹرنیشنل افسانچہ فاؤنڈیشن نامی ادارے نثری تقریبات کا انعقاد برسہا برس سے انتہائی کامیابی کے ساتھ کرتی چلی آ رہی ہیں۔ یہاں ہر ماہ کم از کم چار محفلِ افسانہ منعقد ہوتی ہیں جن میں نئے اور پرانے افسانہ نگار اپنی تخلیقات پیش کرتے ہیں جن پر آزادانہ تنقید وتبصرہ کیا جاتا ہے۔ اکثر و بیشتر آل انڈیا مشاعروں کا انعقاد ہوتا ہے جن میں ملک کے نامور شعرا شرکت کرتے ہیں۔ اسی طرح شہر مالیگاؤں میں محفلِ موسیقی اور شبِ غزل کا انعقاد سال میں کئی مرتبہ کیا جاتا ہے۔ ان محفلوں میں مقامی موسیقار اردو کی نظمیں اور غزلیں پیش کرتے ہیں۔ ایک مقامی موسیقار رمضان فینس نے تو اردو کے سب سے مشہور شاعر مرزا غالب کی ۱۰۰ غزلوں کو سروں سے آراستہ کر کے نہ صرف اردو ادب اور اردو دنیا میں بلکہ غزل گائیکی کی دنیا میں اپنی نوعیت کا ایک انوکھا کارنامہ انجام دیا ہے۔

باب نمبر ۴ Chapter No.4

فن صحافت

ذرائع ابلاغ اور صحافت, اھمیت اور ضرورت:

اکیسویں صدی ذرا ئع ابلاغ کی صدی ہے۔آج کا دور اطلاعاتی تیکنالوجی اور میڈیا کا دور ہے۔اطلاعاتی تیکنالوجی کی برق رفتار ترقّی نے دنیا کو عالمی قریہ(global village) میں تبدیل کر دیا ہے۔تیکنالوجی عام اور ارزاں ہوجانے کے سبب عام آدمی کی دسترس میں ہے، جہاں اطلاعات کا حصول انسانی زندگی کے لیے ایک لازمی ضرورت بن چکا ہے۔میڈیا کو جمہوریت میں عاملہ، عدلیہ،اور مقننہ کے بعد چوتھا ستون تسلیم کیا جاتا ہے۔میڈیا دراصل جمہوریت کے تینوں ستونوں کے درمیان نہ صرف رابطے کا کام کرتا ہے بلکہ حکومتی کام کاج پر نظر بھی رکھتا ہے۔موجودہ حالات میں ملکی یکجہتی اور قومی سلامتی کے حصول میں میڈیا کا بہت اہم اور ذمّہ دارانہ رول سامنے آیا ہے۔میڈیا صرف تفریحِ طبع اور معلومات کی فراہمی کا کام انجام نہیں دیتا بلکہ میڈیا کے توسط سے ترقیاتی عمل میں تیزی لائی جاسکتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ صحت مند انسانی اقدار پر مبنی سماج کی تشکیل کا کام بھی میڈیا ہی انجام دے سکتا ہے۔

صحافت کی اھمیت:

عصرِ حاضر صحافت کا دور ہے۔اکیسویں صدی صحافت کی صدی ہے۔ذرائع ابلاغ نے جس تیزی سے ترقّی کی ہے اسے دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آنے والے دنوں میں اس کی گرفت سماج پر مزید مستحکم ہوجائے گی۔صحافت سماج میں اطلاعات کی فراہمی، رائے عامّہ کو ہموار کرنے اور واقعات کی تحقیق و جستجو میں جس طرح کا کردار ادا کر رہے ہیں۔صحافت آج کے معلوماتی معاشرے میں اپنی ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔کسی بھی جمہوری ملک میں انتظامیہ،عدلیہ،اور مقننّہ حکومت کے تین اہم ستون تسلیم کیے جاتے ہیں جن پر جمہوریت کی عمارت کھڑی ہوتی ہے فی زمانہ صحافت کی اہمیت کے پیشِ نظر صحافت کو جمہوریت کا چوتھا ستون تسلیم کیا جاتا ہے۔بلکہ حالاتِ حاظرہ کے تناظر میں صحافت کی اہمیٹ دوچند ہوگئی ہے۔انتظامیہ پر اگر صحافت کی نظر نہ ہو تو سرکاری محکمے من مانی کرنا شروع کر دیں۔اور پورا انتظامی نظام ہی مفلوج ہو کر رہ جائے۔پارلیمنٹ میں جو قوانین بنتے ہیں اور حکومت عوامی فلاح کے لیے جو فیصلے لیتی ہے ان کی معلومات عوام تک صحافت کے ذریعے ہی پہنچتی ہے۔اس طرح صحافت حکومت پر نظر رکھتے ہوئے صحیح طور سے حکومت چلانے میں اپنا کردار ادا کرتی

ہے۔

عصرِ حاضر میں صحافت زندگی کے تمام شعبوں میں اپنی اہمیت منوا چکی ہے۔ خاص طور پر عصرِ حاضر میں میں قومی یکجہتی اور قومی سلامتی کے حصول میں میڈیا کا بہت اہم اور نازک اور ذمّہ دارانہ رول سامنے آیا ہے۔ میڈ یا سرعت پیدا کرنے کے لیے کمپیوٹر کاری کا راستہ اپنایا اور پیداوار کے عمل کو کافی تیز کر دیا۔ اخبارات نے برقی ذرائع ابلاغ کے سامنے اپنے آپ کو بحال رکھنے کے لیے اتوار اور سنیچر کے خبارات کو رنگین چھاپنا شروع کر دیا۔ اس کے علاوہ دیگر قسم کے رنگین ضمیمے جو روزآنہ اخبارات کے ساتھ آتے ہیں، عوام کی دلچسپی برقرار رکھتے ہیں۔ آج کل اخبارات کا پہلا اور آخری صفحہ رنگین آنے لگا ہے۔ چھوٹے اور مقامی اخبارات مقامی خبریں شائع کرنے کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ بڑے اخبارات جو کہ قومی سطح کے ہیں، قومی اور بین الاقوامی خبریں، فیچر، مضامین، فوٹو، تبصرے وغیرہ شائع کرتے جو ہر طبقے کے لیے یکساں مفید ہوتے ہیں۔ کچھ اخبارات کئی شہروں سے اپنے ایڈیشن شائع کرتے ہیں۔ فی زمانہ برقی ذرائع ابلاغ کا دور دورہ ہے لیکن طباعتی ذرائع ابلاغ کی اہمیت آج بھی اپنی جگہ مسلّم ہے۔ طباعتی ذرائع ابلاغ کی کچھ خصوصیات ہیں مثلاً اسے ایک دستاویز کے طور [illegible]ظ کیا جا سکتا ہے۔ اسے بار بار پڑھا جا سکتا ہے۔ اسے حوالے کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

ہندوستان اور یہاں کی جمہوریت میں میڈیا کی اہمیت چاہے وہ طباعتی ذرائع ابلاغ ہوں، برقی ذرائع ابلاغ ہوں یا سماجی ذرائع ابلاغ ہوں، دوگنی ہوگئی ہے۔ برقی ذرائع ابلاغ کی دن دوگنی رات چوگنی ترقّی کے باوجود طباعتی ذرائع ابلاغ کی اہمیت وافادیت بدستور برقرار ہے۔ صحافت اب صرف سماجی حالات کی عکّاس نہیں رہی بلکہ زندگی کے کئی شعبے ایسے ہیں جہاں صحافت حالات کی ترجمانی سے زیادہ سماج کے لیے قائدانہ کردار ادا کر رہی ہے۔ اس میں پیش کیے جانے والے مواد کو قابل تقلیدِ تسلیم کیا جا رہا ہے۔ صحت مند جمہوریت میں صحافت سماجی مساوات اور اخوت کے فروغ میں بہت ہی اہم رول ادا کر رہی ہے۔ کیوں کہ صحافت کا مقصد ہی سماج کی خدمت ہے۔ صحافت اطلاعات کی فراہمی کے ساتھ ساتھ رائے عامّہ ہموار کرنے کا کام بھی کرتی ہے۔

ذرائع ابلاغ انسانی زندگی میں اسقدر دخیل ہوگئے ہیں کہ اب ہماری پسند نہ پسند کا فیصلہ ذرائع ابلاغ ہی کرتے ہیں۔ یہاں تک کے ہمیں کون سا کپڑا پہننا ہے، کون سا جوتا پہننا ہے، کون سی گھڑی، کونسا مسالہ، کون سا کھانا، کونسی چائے، سردی میں کون سا کپڑا، دانت صاف کرنے کے لیے کون سا منجن، نہانے کے لیے کون سا صابن، کون سا تولیہ، سر میں لگانے کے لیے کون سا تیل، کون سا کاجل، کون سا لائٹ غرض کہ روزمرّہ کے تمام

کام میں صحافت دخیل ہوگئی ہے۔صحافت نہ صرف تفریح فراہم کرتی بلکہ ہمیں کہاں تفریح کے لیے جانا چاہیے، کس ہوٹل میں قیام کرنا چاہیے تمام باتیں صحافت ہی طے کرتی ہے۔اسی لیے کہا جاتا ہے کہ آج کا دور صحافت کا دور ہے۔آیئے ذیل میں ہم صحافت اور اس سے منسلک دیگر تفصیلات کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ذرائع ابلاغ کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر اردو کے مشہور شاعر اکبرؔ الہ آبادی نے کہا تھا کہ

کھینچو نہ کمانوں کو نہ تلوار نکالو

گر توپ مقابل ہو تو اخبار نکالو

ذرائع ابلاغ اور عوامی ذرائع ابلاغ کا تعارف

اس سے پہلے کے ہم صحافت کے متعلق گفتگو کریں، یہ جان لینا ضروری ہے کہ میڈیا یا ذرائع ابلاغ یعنی کیا؟ میڈیا (meadia) دراصل ایک انگریزی لفظ ہے۔یہ انگریزی لفظ میڈیم (meadium) کی جمع ہے۔میڈیم یعنی واسطہ یا ذریعہ یا ذرائع ابلاغ ہے۔آکسفورڈ انگلش اردو ڈکشنری میں اس کے معنی ذرائع ابلاغ خصوصاً اخبارات، و جرائد نیز نشریات کے لیے مجموعی اصطلاح دیا ہے۔(بحوالہ عوامی ذرائع ابلاغ کا نظریہ ۔ص ۲۷،مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی) آج کل ذرائع ابلاغ کے کئی وسائل ہیں جن میں سب سے زیادہ اہم اور گھریلو استعمال میں اخبارات و جرائد، کتابیں، ریڈیو، ٹی وی، فلم، ڈش ٹی وی، کیبل اور جدید وسائل میں سماجی میڈیا جن میں انٹرنیٹ، واٹس ایپ، فیس بک، ٹوئیٹر، وغیرہ ہیں۔ان سب کو اصطلاح میں عوامی ذرائع ابلاغ کہتے ہیں۔عوامی ذرائع ابلاغ کو دو حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا۔ الیکٹرانک میڈیا ۲۰ ویں صدی کی پیداوار ہیں۔عوامی ذرائع ابلاغ کے متعلق ماہرین کی نظر میں کیا ہے؟ آیئے اسے دیکھیں:

ایسا میکانیکی آلہ جس کے ذریعے پیغام بیک وقت عوام کے ایک بہت بڑے گروہ یا عوام النّاس تک پہنچایا جا سکے۔(عوامی ذرائع ابلاغ کا تعارف بحوالہ عوامی ذرائع ابلاغ کا نظریہ۔ص۔ ۲۶،مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔)

ڈاکٹر مشاہد حسین ابلاغیات میں عوامی ذرائع ابلاغ کی تعریف اس طرح بیان کرتے ہیں:

عوامی ترسیل کے ذریعے اطلاعات، خیالات، تجربات، فکر ونظریات، علوم و فنون، تفریحی مواد، حالاتِ حاظرہ، عوامی مسائل اور دیگر بہت سی چیزیں ایک بہت بڑے اور مختلف النوع

انسانی گروہ تک بیک کسی ایسے ذریعے سے پہنچایا جائے جو اسی کے لیے اختراع کیا گیا ہے۔(بحوالہ عوامی ذرائع ابلاغ کا نظریہ۔ص ۲۶۔مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)

میڈیا کی تین قسم ہے۔طباعتی ذرائع ابلاغ(printmeadia)اور برقی ذرائع ابلاغ (electronic meadia)اور سماجی ذرائع ابلاغ۔(social meadia)

طباعتی ذرائع ابلاغ(printmeadia)

طباعتی ذرائع ابلاغ میں اخبارات، رسائل، کتابیں،اور پمفلٹ وغیرہ شامل ہیں۔ یہ طویل عرصے سے پڑھے لکھے لوگوں کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ ابتدا میں ان کی ترقّی کی رفتار سست تھی لیکن جیسے جیسے تعلیم اور اطلاعات کی مانگ میں اضافہ ہوا،طباعتی ذرائع نے ترقّی کی اور عوام کی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ۲۰ ویں صدی میں صنعت نے نہایت تیزی سے ترقّی کی اور برقی ذرائع ابلاغ کے پیدا شدا چیلنجوں کا سامنا کرنے کے لیے اپنے آپ کو ایک نئے سانچے میں ڈھالنے کوشش کی۔اخبارات نے جدید ترین تیکنک کا استعمال شروع کر دیا مثلاً اخبارات نے کوالیٹی اور کوانٹیٹی(y quantity &qualit)دونوں میں بہتری اور

برقی ذرائع ابلاغ:

برقی ذرائع ابلاغ کے دائرے میں ریڈیو،ٹی وی،سٹیلائیٹ،کیبل،فلمیں،ڈش، وغیرہ آتے ہیں۔ طباعتی ذرائع ابلاغ کے مقابلے ان کی مانگ اور چمک دمک زیادہ ہے۔ان کی رسائی بھی زیادہ ہے۔کسی بھی بڑے حادثے یا تقریبات کو براہِ راست نشر کر سکتے ہیں جبکہ طباعتی ذرائع دوسرے روز نشر کرتے ہیں۔ان سے استفادے کے لیے عوام کا پڑھا لکھا ہونا ضروری نہیں۔اسی لیے برقی ذرائع ابلاغ کو طباعتی ذرائع ابلاغ پر ایک طرح کی سبقت حاصل ہے۔لیکن ان کو بار بار یا دوبارہ دیکھا نہیں جاسکتا۔ نیز بہ طورِ دستاویز نہیں کیا جا سکتا۔

سماجی ذرائع ابلاغ:

سماجی ذرائع ابلاغ یہ جدید ذرائع ابلاغ ہے۔اس کا استعمال آج سب سے زیادہ ہو رہا ہے۔ یہ سب تیز اور سب سے طاقت ور ذریعہ ہے۔اس کا استعمال سب سے سستا اور سب سے آسان ہے۔اس کے دائرے میں انٹرنیت،واٹس ایپ،فیس بُک،توئیٹر،وغیرہ آتے ہیں۔اسے موبائل فون کے ذریعے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ براہِ راست سٹیلا یٹ سے جڑا ہوتا ہے۔

فن صحافت:

تعریف:

صحافت ایک فن ہے۔صحافت عربی زبان کا لفظ ہے جو کہ عربی زبان کے لفظ صحف سے ماخوذ ہے۔جس کے معنی صفحہ،کتاب، یا رسالے کے ہیں۔اسی لفظ صحیفہ مشتق ہے جس کے معنی کتاب،رسالہ،ورق،لکھا ہوا صفحہ ہیں۔(فیروز اللغات)

جدید عربی میں صحیفہ جریدہ اور اخبار کو بھی کہتے ہیں۔یعنی ایسا مطبوعہ مواد جو مقررہ وقفہ کے بعد شائع ہوتا ہے۔چنانچہ تمام اخبارات ورسائل صحیفہ کے ضمن آتے ہیں۔صحافت کے لیے انگریزی زبان کا لفظ جرنلزم استعمال ہوتا ہے جو لفظ جرنل سے مشتق ہے،اس کے معنی ہیں روزانہ حساب کا بہی کھتا۔اردو میں اس لفظ کے لیے صحافت استعمال ہوتا ہے۔

مختلف لوگوں نے صحافت کی مختلف تعریف کی ہے۔فنِ صحافت کے متعلق ایک عمدہ کتاب ایکپلو زنگ جرنلزم میں امریکی مصنفین رلینڈ ای،اولز لے اور لارنس آر،کیمپ بیل نے صحافت کی مختصر مگر جامع تعریف ان الفاظ میں کی ہے

صحافت جدید وسائلِ ابلاغ کے ذریعہ،عوامی معلومات،رائے عامہ،اور عوامی تفریحات کی باضابطہ اور مستند اشاعت کا فریضہ ادا کرتی ہے۔

(رہبرِ اخبار نویسی۔ص ۲۱۔از سیّد اقبال قادری۔)

صحافت کی یہ تعریف بھی ملاحظہ ہو ہر برٹ بروکر کے مطابق صحافت وہ ذریعہ ہے جس سے ہم اپنے ذہن میں اس دنیا کے بارے میں تمام اطلاعات یکجا کرتے ہیں جنہیں ہم خود بخود کبھی نہیں جان سکتے۔

(ہندی پتر یکارتا،کل آج اور لک،سریش گوتم وینا گوتم ص ۴۰۔بحوالہ اردو صحافت،زبان،تیکنک،تناظر۔مشتاق صدف۔ص ۲۷)

بی این آہوجا لکھتے ہیں

صحافت سماجی سرگرمی کا وہ عمل ہے جس کا تعلق سماج سے وابستہ خبروں اور تبصروں کی وسعت سے ہے۔(تھیوری اینڈ پریکٹس اف جرنلزم۔بی۔این آہوجا ص ۱۰۔بحوالہ اردو صحافت زبان،تیکنک،تناظر۔مشتاق صدف،ص ۲۷)

صحافت کی تعریف اس طرح بھی کی گئی ہے کہ

صحافت کے ذریعے خبر یا اطلاع اور جانکاری ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچائی جاتی ہے۔ یہ انسان کی اس خواہش کی تکمیل کرتی ہے جس کے تحت وہ ہر نئی بات جاننے کے لیے بے چین رہتا ہے۔لیکن صحافت صرف اطلاع ہی نہیں دیتی بلکہ کسی مسئلے پر رائے عامّہ کی وضاحت وتفصیل بھی پیش کرتی ہے۔اس کے ذریعے رائے عامّہ ہموار کرنے یا متاثر کرنے کا کام بھی لیا جاتا ہے۔صحافت سماج کی بہتر تربیت بھی کرتی ہے۔انتظام اورامن کے قیام میں مدد بھی کرتی ہے اورعوامی رجحانات کے ساتھ ساتھ عوام کے حقوق کی حفاظت بھی کرتی ہے۔(روامی ذرائع ابلاغ کا نظریہ۔مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔)

صحافت یعنی کیا؟ جب ہم اس بات پر مزید مطالعہ کرتے ہیں تو اس کے متعلق یہ رائے بھی سامنے آتی ہے کہ

یہ تحریر کی وہ قسم ہے جس کے ذریعے لوگوں کو کسی ایسی بات کی جانکاری ملتی ہے۔جو سچ مچ وقوع پزیر ہوئی ہو لیکن اس کی پہلے سے کسی کو خبر نہ ہو۔ (طٰہٰ نسیم۔جدیس اردو صحافت۔ص٦)

طٰہٰ نسیم اپنی کتاب اردو جرنلزم کیا ہے؟ میں صحافت کی تعریف میں یوں بھی رقمطراز ہیں کہ

جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے اگر وہ لوگوں کی دلچسپی ،معلومات اور جوش وخروش میں اضافہ کرتا ہے تو اسے لوگوں تک پہنچانا ضروری ہے۔

صحافت کے متعلق سیّد اقبال قادری یوں گویا ہیں کہ

تلاش وجستجو اخبار نویسی کی آبرو سمجھے جاتے ہیں صحافت انکشافات ہی کی ہروردہ ہے۔جستجو سے حالات کی تصدیق ہوتی ہے۔اطلاع اہم ہو یا غیر اہم ،خبر متوقع ہو یا غیر متوقع جستجو ہی سے ملتی ہے۔حقائق کی تلاش اوراعلیٰ ظرفی سے کی جائے تو منزل

جلد اور آسانی سے نصیب ہوتی ہے۔صحافت ریزگاری میں میناکاری ہے۔

(رہبرِ اخبار نویسی۔سیّد اقبال قادری۔ترقی اردو بیورو۔نئی دہلی۔۱۹۸۹ء ص ۱۴۔بہ حوالہ صحافت ،زبان ،تیکنک ،تناظر۔مشتاق صدف۔ص ۲۲)

الغرض درج بالا تعریفات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ صحافت یعنی ہر وہ خبر یا معلومات جو لوگوں کے لیے اہم ،ضروری ، دلچسپی میں اضافہ کا باعث اور لوگوں کی رہنمائی کرنے میں مددگار ہو اسے لوگوں تک ہو بہو

پہنچانا کہ قاری کوایسا محسوس ہو کہ گو یا وہ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔عربی زبان کے مطابق صحافت کا لفظ اخبارات اور رسائل دونوں کو شامل ہے۔لفظ اخبار بھی عربی زبان کا لفظ ہے۔یہ خبر کی جمع ہے۔اس کی جمع الجمع اخبارات ہے۔جو کہ عام طور پر بہت سے اخبارات کے لیے مستعمل ہے۔

چاہے الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا ہو دونوں میں کوئی خاص فرق نہیں بلکہ فی زمانہ پرنٹ میڈیا کی اہمیت دو چند ہو گئی ہے۔الیکٹرانک میڈیا کے کچھ مثبت پہلو ہیں تو کچھ منفی پہلو بھی ہیں اسی طرح پرنٹ میڈیا کے بھی کچھ مثبت پہلو ہیں تو کچھ منفی پہلو ہیں۔اطلاعاتی ٹکنالوجی نے آج دنیا کو ایک عالمی قریہ(global village) میں تبدیل کر دیا ہے، جہاں اطلاعات کا حصول انسانی زندگی کے لیے ایک لازمی ضرورت بن گئی ہے۔

صحافت اور اس کی دیگر تمام تفصیلات کے مطالعے کے بعد ہم صحافت کی تیکنکی جزئیات کا مطالعہ کرتے ہیں۔صحافت یوں تو ہمارا موضوع ہے مگر اس مقالے میں ہماری ساری بحث طباعتی ذرائع ابلاغ (Print Meadia) سے ہے۔اس لیے ہم طباعتی ذرائع ابلاغ یعنی اخبارات ورسائل کی تیکنکی باتوں کا مطالعہ کریں گے۔

اخبارات کئی حصّوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔اخبارات کا ایک خاکہ(lay out) ہوتا ہے،جس کے تحت اخبار کے صفحے تقسیم ہوتے ہیں۔مثلاً اخبار کا نام(title)،خبریں،اداریہ،مضامین،تبصرے،کالم،مراسلے اور اعلانات اوراشتہارات وغیرہ۔ذیل میں ہم انہی اخباری حصّوں کی تعریف اور لکھنے کی تیکنک کا تفصیلی مطالعہ کریں گے تا کہ آگے اخبارات کے تذکرے اور تجزیے کے اسباق میں انہی خطوط کے مطابق جائزہ لے سکیں۔

اخبار کا نام:(Title)

ہر اخبار کا ایک نام ہوتا ہے۔یہی نام اخبار کی پہچان ہوتا ہے۔بعض اخبارات کے نام سے ہی اس کی نوعیت واضح ہو جاتی ہے کہ وہ سیاسی،سماجی،تعلیمی، سائنسی، ادبی یا کسی مخصوص فکر یا علاقے ترجمان ہیں۔مثلاً بیداری، بیباک،عوامی آواز یوتھ آرگن،پیپلز، بے خطر، بے دھڑک وغیرہ (سیاسی نوعیت) اسی طرح طالبِ علم، پاسبانِ علم،محبانِ علم،(علمی نوعیت)صدائے اہلِ سنت ،نوائے مشرق، بہارِ سنیت،سکھشا مہا سنگھ،سرخ ستارہ وغیرہ(مخصوص فکر اورنظریات)صحت و سائنس،محافظِ صحت،(طبّی)اردو کومک،گلشنِ اطفال،بزمِ اطفال،جل پری،گلاب کی مہک،(بچّوں کے لیے)،درس وتدریس،ایجوکیشن نیوز سروس(تدریسی)گلشنِ روزگار(روزگار سے متعلق)گلشنِ خواتین (خواتین سے متعلق)۔لہٰذا اخبارات میں

نام کی بھی اہمیت ہے۔ مالیگاؤں کے مشہور شاعر ادیبؔ مالیگانوی نے کیا خوب کہا ہے کہ

اسم کا ذات پہ کہتے ہیں اثر ہوتا ہے
غم کدہ نام نہ رکھ حسن کے کاشانے کا

اخبارات کے نام کے ساتھ اکثر نامہ، گزٹ، ایکسپریس، ٹائمز، وغیرہ سابقے یا لاحقے رائج ہیں۔

اخبار کا نعرہ:(Slogan)

بعض اخبارات اپنے نام کے ساتھ ایک نعرہ بھی لکھتے ہیں جو دراصل اخبار کی فکر یا نظریے کی ترجمانی کرتا ہے یا انتہائی مختصراً اخبار کی پالیسی کا اظہار کرتا ہے۔ مثلاً عوام کا بے باک ترجمان، اردو ادب کا نقیب، ترقّی پسند قدروں کا نقیب، وغیرہ۔ اخبارات کے ساتھ نعرہ ہونا لازمی نہیں ہے۔

خبارات و رسائل دورانیہ کے لحاظ سے بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں مثلاً روز نامے، ہفت روزہ، پندرہ روزہ، ماہنامہ، سہ ماہی، ششماہی، سالانہ وغیرہ۔

پریس لائن:(Press line)

اخبارات میں پریس لائن ہونا ضروری ہے، جس میں اخبار کے مالک، ایڈیٹر کا نام، پریس کا نام اور پتہ، مقامِ اشاعت، اور رجسٹریشن نمبر وغیرہ چھپا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

خبریں:(News)

خبریں کسی بھی اخبار کا سب سے اہم حصہ ہوتی ہیں۔ اب تک خبر کی کوئی مکمّل اور جامع تعریف سامنے نہیں آسکی ہے۔ ذیل میں ہم دیکھیں گے کہ ماہرینِ صحافت نے خبر کی کیا تعریف بیان کی ہے،

قلیم بروکس خبر کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں کہ

خبر وہ واقعہ ہے جو معمول سے ہٹ کر ہو۔ (بحوالہ خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ ص ۲۵، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)

مشہور ماہرِ صحافت ٹرنر کالرج یوں رقمطراز ہیں کہ

خبر وہ ابلاغ ہے جس آپ واقف ہوتے ہیں اور اس سے پہلے نہیں جانتے تھے۔ (بحوالہ۔ خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ ص ۲۵، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)

مشہور لغت آکسفورڈ ڈکشنری میں خبر کے معنی یہ بتائے گئے ہیں

نئی اطلاع یا تازہ واقعات کا بیان۔(بحوالہ خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ص ۲۵،مولانا اازاد نیشنل اردو یونیورسٹی)

ویلارڈ بلییرَ لکھتے ہیں

خبر کوئی ایسی بروقت چیز ہے جو عوام کی بڑی تعداد کی دلچسپی کا باعث ہوتی ہے اور بہترین خبر وہ ہے جو بہت سے افراد کی ذیادہ سے ذیادہ توجہ اپنی طرف مبذول کرائے۔

(بحوالہ خبر نگاری کے بنیاد اصول۔ص ۲۶،مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)

امریکی صحافی جان بی گارت،سٹی ایڈیٹر، نیویارک سن، نے خبر کی ایک مشہور تعریف یوں کی ہے

اگر کتّا آدمی کو کاٹے تو یہ خبر نہیں ہے اور اگر آدمی کتّے کو کاٹ لے تو یہ خبر ہے۔

(بحوالہ خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ص ۲۶،مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)

پروفیسر سی بش کہتے ہیں

خبر عموماً پر جوش اطلاع ہوتی ہے جو آدمی کے لیے باعثِ تسکین یا باعثِ تحریک ہوتی ہے۔

(بحوالہ خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ص ۲۶،مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)

پال ڈبلیو وھائٹ کے مطابق

خبر ایسے دلچسپ، تازہ و مصدقہ واقعات کا بیان ہے جو رونما ہو چکے ہوں، ہو رہے ہوں، یا ہونے والے ہوں۔

(بحوالہ خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ص ۲۶،مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)

جیرالڈ ڈبلیو جانسن خبر کے متعلق کہتے ہیں:

خبر ایسے واقعات کا بیان ہے جنھیں لکھنے اور شائع کرنے میں ایک اعلیٰ پایہ صحافی اطمینان محسوس کرے۔

(بحوالہ خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ص ۲۶،مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی)

درج بالا تعریفوں کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ خبر یعنی کوئی ایسا واقعہ، حاثہ، اطلاع یا معلومات جو نئی ہو، سچ ہو، تازہ ترین ہو، دلچسپ ہو، جس میں معروضیت ہو اور سیدھے طور پر بیان کی گئی ہو، جسمیں خبر نگار کی ذاتی رائے کا کوئی دخل نہ ہو۔

اداریہ:(Editorial)

کہتے ہیں کہ اداریہ کسی اخبار کی روح ہوتا ہے۔اداریہ اخبار کا ضمیر بھی ہوتا ہے۔بغیر اداریہ کے اخبار کا تصوّر نہیں ہے۔ادراریہ ہمیشہ اخبار کے دوسرے صفحے پر شائع کیا جاتا ہے،انتہائی اہم موقع پر اداریہ پہلے صفحے پر شائع کیا جاتا ہے۔مثلاً حال ہی میں امریکی اخبار نیو یارک ٹائمز نے تقریباً ایک صدی بعد صفحہ اوّل پر اداریہ لکھا۔

اداریہ اخبار کی وہ تحریر ہوتی ہے جو اخبار کے مدیر کی طرف سے لکھی جاتی ہے۔اداریہ اخبار کے نظریے،فکر اور اخبار کی پالیسی کا ترجمان ہوتا ہے۔

اداریہ کسے کہتے یہ جاننے کے لیے آیئے ہم ماہرین سے رجوع کرتے ہیں۔

مشہور صحافی ورمجاہدِ آزادی مولانا محمّد علی جوہر اداریہ متعلق کہتے ہیں

کسی ایسے موضوع پر لکھا گیا مضمون جو زمانے میں زیرِ بحث ہو اور مضمون اخبار بھرنے کی غرض سے نہ لکھا گیا ہو بلکہ ایسا ہو کہ جس کا لکھا جانا ضروری ہو۔(اردو جرنلزم کیا ہے۔طہٰ نسیم۔ص۱۰۵)

کارل جی ملر اپنی کتاب Modern Journalism میں لکھتے ہیں کہ

اداریہ اس مضمون کو کہتے ہیں جو کسی ہنگامی موضوع پر لکھا گیا ہو اور جس میں قاری کی سوچ کسی ایسی راہ پر ڈالنے کی کوشش کی گئی ہو یا مضمون نگار کے خیال میں صحیح ہو۔ (اردو جرنلزم کیا ہے۔طہٰ نسیم۔ص۱۰۵)

ایم سپنسر اداریہ کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ

اخبار نہ تو صرف الفاظ کا کارخانہ ہوتا ہے اور نہ اطلاعات کی مشین بلکہ یہ کسی کے نقطہ نظر کی ترجمانی بھی کرتا ہے یعنی اداریہ اخبار کی رائے ہوتا ہے۔(اردو جرنلزم کیا ہے۔طہٰ نسیم۔ص۱۰۶)

میکس لرنر کے مطابق اداریہ یعنی

اداریہ رجحانات پر تبصرہ کا نام ہے جو روز مرّہ کے واقعات کی تہہ میں کارفرما ہوتے ہیں۔

(اردو جرنلزم کیا ہے۔طہٰ نسیم۔ص۱۰۶)

اداریہ کیا ہے لاسٹر مارک کی نظر میں

اداریہ عام طور پر کسی خبر کے متعلق ہوتا ہے۔اداریہ عام طور پر اخبار کے دوسرے صفحے پر شائع ہوتا ہے۔کسی معاملے کی سنگینی کو ظاہر کرنے کے لیے کبھی کبھار اداریہ صفحہ اوّل پر شائع کیا جاتا ہے۔جو آپ دیکھتے ہیں وہ خبر ہے جو آپ جانتے ہیں وہ پس منظر ہے اور جو آپ سوچتے ہیں یہ اداریہ ہے یعنی اداریہ قارئین کو کسی اہم

موضوع پر سوچنے پر آمادہ کرتا ہے اور اس کی یہی سوچ بہترین رائے عامّہ کی تشکیل کرتی ہے۔

(اردو جرنلزم کیا ہے۔طٰہٰ نسیم۔ص ۱۰۶)

اداریہ تعریف میں ولیم میلن وائٹ یوں رقمطراز ہیں

اداریہ رائے کے اظہار کا نام ہے جو کسی خبر کو منتخب کر کے سچائی کو نئے انداز میں پیش کرتا ہے۔

(اردو جرنلزم کیا ہے۔طٰہٰ نسیم۔ص ۱۰۶)

سر جیمز بیری لکھتے ہیں کہ

اداریہ رائے عامّہ کو متاثر یا قاری [illegible]ط کرنے کے لیے حقائق اور نقطہ نظر کو مختصر منطقی اور خوشگوار انداز میں پیش کرنے کا نام ہے یا خبروں کی ایسی توضیح قرار دیا جا سکتا ہے جس سے عام قاری خبر کو واضح طور پر سمجھ سکے۔ (اردو جرنلزم کیا ہے۔طٰہٰ نسیم۔ص ۱۰۷)

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید اپنی کتاب فنِ صحافت میں اداریہ کی تعریف یوں رقم کرتے ہیں:

ادارتی صفحہ پر اخبار کے نام کی تختی کے نام کے نیچے جو مضامین ہوتے ہیں۔ان میں مسائل حاضرہ پر اخبار کی آرا پیش کی جاتی ہے۔چونکہ اداریہ نگار اپنے نقطہ نگاہ کے مطابق مسائل کی جانچ پرکھ کر کے قارئین کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے اس لیے اس قسم کے ہر مضمون کو اداریہ کا نام دیا جاہے۔

(اردو جرنلزم کیا ہے۔طٰہٰ نسیم۔ص ۱۰۷)

ال قصّہ مختصر یہ کہ ادایہ ایک ایسی تحریر ہوتی ہے جو مدیر کی جانب سے لکھی جاتی ہے۔اداریہ مختصر، جامع، صحیح اعداد و شمار کی روشنی میں، تاریخی حوالوں اور ثبویوں پر مبنی، اخبار کی پالیسی کے مطابق ہوتا ہے۔

مضامین:(Articals)

اخبارات اظہارِ رائے کی آزادی کے ضمن میں شائع ہوتے ہیں اس لیے اخبارات کے صفحات کے ذریعے نہ صرف اخبار کو بلکہ اخبار کے قاری کو بھی اظہار رئے کے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔خبارات میں مضامین دو طرح کے شائع ہوتے ہیں (۱) اخبار کی جانب سے (۲) قارئین کی جانب سے

(۱) اخبارات اپنی جانب سے کسی اہم موضوع پر اپنی رائے کا اظہار کرنے کے لیے مختلف مضامین شائع کرتے ہیں۔یہ مضامین اخبار کے فیچر رائٹرس لکھتے ہیں۔دراصل اداریہ میں بہت کچھ نہیں لکھا جا سکتا۔ہر اخبار اپنی پالیسی کے مطابق اداریہ یا مضمون لکھتا ہے۔مگر اخبارات میں مختلف نظریات کے حامل افراد کے

مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں۔قاری جب مختلف نظریات کے حامل افراد کے مضامین پڑھتا ہے تو پھراس کی اپنی رائے قائم ہوتی ہے۔

آج کل سیاسی ،سماجی ،اورقومی مضامین کی زبان میں بڑی پختگی نظرآتی ہے۔مضمون نگارزبان کا معیار اپنے مضمون میں ہمیشہ برقرار رکھنا چاہتا ہے۔مضمون نگاری ، اداریہ نگاری کی بہ نسبت قدرے مشکل کام ہے۔اداریہ نگار پہلے معلومات جمع کرتا ہے،اعدادوشمارجمع کرتا ہے پھراداریہ لکھتا ہے جبکہ مضمون نگارمضمون لکھنے کے لیے کئی کئی دن لگادیتا ہے۔ایک اداریہ سے زیادہ محنت ایک مضمون پر کرنا پڑتی ہے۔زیادہ تر مضامین اداریہ سے بہتر ہوتے ہیں۔اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اداریہ کی طرح مضمون عجلت میں نہیں لکھا جاتا۔اس کے لیے دن بھی مقررنہیں ہوتا۔جبکہ اداریہ کے لیے دن مقرر ہوتا ہے۔ہرروزکم ازکم ایک اداریہ اخبار میں شائع ہوتا ہے۔ اخبارکی جانب سے لکھے گئے مضامین اخبارکی پالیسی کے مطابق لکھے جاتے ہیں۔

(۲) قارئین کی جانب سے(قارئین کے مضامین)اخبار میں مضامین اخبارکی پالیسی،اورنظریہ کے مطابق لکھے جاتے ہیں۔اخبارکی پالیسی سے قارئین کا کُلّی اتّفاق ضروری نہیں اس لیے قارعین کوبھی اظہارِخیال کا حق حاصل ہے کہ دنیا میں وقوع پزیر ہونے والے واقعات وحوادث،نیز اپنے تجربات اورخیال کا اظہار کریں۔اس لیے بہت سے قارعین مختلف موضوعات پرمضامین لکھتے ہیں اورخبارات میں شائع کرواتے ہیں۔ مضامین لکھنے والے قارعین میں اعلیٰ تعلیم یافتہ افرادبھی ہوتے ہیں اورکم پڑھے لکھے افرادبھی ہوتے ہیں۔نئے لکھنے والے اورنومشق بھی ہوتے ہیں۔اسی طرح پرانے اورکہنہ مشق افرادبھی ہوتے ہیں۔اسی لیے اعلیٰ تعلیم یافتہ اورکہنہ مشق افراد کے مضامین ،اورکم پڑھے لکھے،نومشق افراد کے مضامین کا موازنہ کیا جائے تو ان کی زبان وبیان،اسلوب،طرزتحریر،اورمعیار میں بھی واضح فرق نظرآتا ہے۔

کالم:(Column)

کالم نگاری آج کی جدید صحافت کا اہم حصّہ ہیں۔مشہورکالم نگاروں نے حالاتِ حاضرہ پرتبصرہ نگاری کے ذریعے پیچیدہ معاملات کوسلجھانے اوراہم مسائل کی توضیح کی ذمّہ داری کامیابی سے انجام دی ہے۔کالم نگار اپنی تحریروں میں اپنی رائے ضرورشامل کرسکتا ہے۔بعض کالم اخبارات میں روزآنہ شائع ہوتے ہیں،بعض دو،تین دن میں ایک بار،بعض ہفتہ میں ایک بارشائع ہوتے ہیں۔کالم میں خبروں پرانوکھے انداز سے روشنی ڈالی جاتی ہے۔اداریہ جوکام کرتا ہے وہی کام کالم بھی کرتے ہیں۔مگرکالم زیادہ شگفتہ اورعموماًغیررسمی ہوتے ہیں۔کالم

نگار انفرادی طور پر اپنی رائے کی ذمّہ داری قبول کرتا ہے۔کالم کے ذریعے صرف رائے ہی نہیں دی جاتی بلکہ یہ سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ رائے قائم کرنے کے صحیح اسباب وعوامل کیا ہیں۔کالم اخبار کے قارعین کے تجسس کو مطمئن کرتے ہیں۔

بین الاقوامی شہرت یافتہ کالم نگار اتنے موثر ثابت ہوتے ہیں کہ ان کی رائے کا بڑی بڑی حکومتیں بھی احترام کرتی ہیں۔امریکہ میں کامیاب کالم نگاروں کو''سیاسی پنڈت''(political pandits) کا معروف نام بخشا گیا ہے۔کالم نگاروں کو دانشور صحافی سمجھ کر کسی بھی اہم مسئلے پر ان کی رائے کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

کالم نگار اپنے خیالات کا اظہار یقینِ کامل کے ساتھ کرتے ہیں۔کبھی وہ کنایتاً لکھتے ہیں کبھی اعلانیہ طور پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔عموماً انکے جائزوں میں دوراندیشی کا عنصر ہوتا ہے۔وہ اپنے قارئین کو غور وفکر کی دعوت دیتے ہیں۔کالم نویس اپنی معلومات کی فراوانی کی وجہ سے قارعین کو حیرت زدہ کردیتے ہیں۔کالم نگار کا خیال ہوتا ہے کہ قارئین ان کی رائے سے اتفاق کریں یا نہ کریں مگر ان رائے ضرور پڑھیں گے۔

فی زمانہ کالم اتنے زیادہ مقبول ہوگئے ہیں کہ ہر اچھّے اخبار کو ایک نہ ایک کالم کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تاکہ حالاتِ حاضرہ پر آزادانہ رائے ظاہر کی جاسکے۔کالم نگاروں کے چاہنے والوں کا ایک حلقہ بن جاتا ہے۔کالم انفرادی صحافت کا ایک بہترین نمونہ ہیں،کالم نگار اپنے کالم کے ذریعے ذاتی خیالات کا کھلم کھلاّ اظہار پوری توجہ سے کرتا ہے۔کسی بھی ملک میں مقبول ترین کالم نگار دانشوروں کا ایک قابل قدر طبقہ سمجھے جاتے ہیں۔

کالم نگار کے وسائل کافی وسیع ہوتے ہیں۔ان کا مطالعہ گہرا ہوتا ہے۔وہ مخفی مگر معتبر ذرائع سے بھی اطلاعات حاصل کرتے ہیں۔ان کے تعلقات بھی لوگوں سے وسیع اور کارآمد ہوتے ہیں۔وہ بلند نظری، ہنرمندی اور حکمت سے زیادہ کام لیتے ہیں۔کالم نگار رائے عامّہ کے ترجمان اور پاسبان بن کر قومی وبین الاقوامی معاملات پر اظہارِ رائے کرتے ہیں۔ماضی کے مقابلے فی زمانہ عوام میں حالاتِ حاضرہ سے دلچسپی کا رجحان بڑھا ہے۔عام انسان یہ سمجھتا ہے کہ معاملات کی باریکیوں کو سمجھنے والے اور غور وفکر کرنے والے ماہرین کی موجودگی میں وہ کیوں زیادہ محنت کرے۔قاری کا اعتماد ہے کہ کالم نگار مستند اور مدلل معلومات فراہم کرتا ہے۔

صحافت کے زرّین اصولوں پر کاربند کالم نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں دیانت داری ،دوراندیشی، گہرے ثقافتی،تاریخی،معاشرتی اور نفسیاتی پہلووں پر خاطر خواہ غور وفکر سے کام لے۔اس کی تحریر ذمّہ دار ہو۔وہ لوگوں کو صحیح طور پر اطلاع پہنچائے۔

مراسلات و اعلانات (Letters to editor)

اخبارات میں ایک حصّہ مراسلات و اعلانات کا ہوتا ہے۔اس حصے میں قارعین اپنی آزادانہ رائے کا اظہار کرتے ہیں۔قارعین اخبار کے مدیر کو خط لکھ کر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔تقریباً تمام اہم خطوط کی جگہ ط ہوتی ہے۔جمہوریت میں قارعین کے خطوط ایک ایسی باضمیر عدالت کی حیثیت رکھتے ہیں جہاں خصوصی مباحثوں کی عام اجازت ہوتی ہے۔اپنے خطوط کے ذریعے قارعین اپنے مصائب کا حال بیان کرکے دادرسی چاہتے ہیں۔تکالیف کی تفاصیل کے ساتھ مطالبات بھی ہوتے ہیں کہ چارہ سازی کی جائے۔غلط باتوں کے تدارک کی خواہش ہوتی ہے۔بدعنوانیوں کو ختم کرنے کے لیے صلاح ومشورے دیے جاتے ہیں۔کسی کی غلطی یا غفلت یا لا پرواہی سے سرزد ہونے والے نقصانات کی تلافی کی مانگ ہوتی ہے۔کسی حق دار کی حق تلفی ہوئی ہو تو حق رسائی کی گذارش کی جاتی ہے۔خرابیوں کو مٹانا ہر ذی عقل اور باشعور انسان چاہتا ہے۔حصول انصاف کی تمنّا ہر کسی کو ہوتی ہے۔خطوط کے ذریعے صرف مشکلات کا ہی تذکرہ نہیں ہوتا بلکہ کسی اچھائی کی مناسب ومعقول الفاظ میں تعریف بھی کی جاتی ہے۔کسی اہم فیصلہ کا خیر مقدم کیا جاتا ہے۔کوئی نئی روایت سرکاری یا نیم سرکاری اداروں کی جانب سے دی گئی ہے تو مذکورہ ادارے کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔کامیابیوں اور کامرانیوں پر مبارک باد دی جاتی ہے۔قارعین اخبارات کے ذریعے کسی خاص مدد اور تعاون کے طلب گار بھی ہوتے ہیں۔تحقیقی کاموں میں مواد کی تلاش میں سرگرداں محقق نادر و نایاب مواد جمع کرنے کے لیے اخبارات میں تحریری درخواستوں کو ترجیح دیتے ہیں۔خطوط کے ذریعے مقالہ نگار یا قائد یا خطیب پر نقد وتبصرے بھی کیے جاتے ہیں۔اگر کسی مضمون نگار یا وزیر یا مبصّر کے خیالات کی موافقت یا مخالفت کرنی ہو تو خطوط کا سہارا عمدہ ہوتا ہے۔قارعین کے خطوط کے مستقل عنوانات بھی دلچسپ ہوتے ہیں مثلاً عوام کی پارلیمان، جنتا کی عدالت، گنبد کی آواز، کہی سنی، محفل قارعین، قلمدان، تلخ وترش، بات بات میں بات، اظہار رائے۔

قارئین کے خطوط عوام اور حکمرانوں کے درمیان ایک کڑی کا کام بھی کرتے ہیں۔قارئین کے خطوط ایک آئینہ ہے جس میں حکمراں جماعتیں اپنے کیے گئے فیصلوں کا ردّعمل دیکھتی ہیں۔مراسلہ لکھنے والے کا کام ہے کہ خط کے آخر میں اپنا پورا نام، پتہ اور موبائل نمبر بھی لکھے اور اپنے اصلی دستخط بھی کرے۔قاری چاہے تو اپنے کسی فرضی یا اشارتی نام کی درخواست کرسکتا ہے۔مثلاً خانم قوم، ایک شہری، خیرخواہ عوام، پروانہ اردو وغیرہ۔بعض اہم اخبارات میں خط لکھنے والے کا پورا پتہ بھی شائع کیا جاتا ہے۔کوئی خط بہت اہم ہو تو لکھنے والے کا عہدہ بھی

اہتمام سے شائع کیا جاتا ہے۔

خطوط کی اشاعت پر خط تحریر کرنے والے کو کوئی معاوضہ نہیں دیا جاتا۔بعض اخبارات میں یہ رواج ہے کہ متعلقہ شمارے کی ایک کاپی مع تہنیت کے طور قاری کے پتے پر روانہ کر دی جاتی ہے۔

چند ایسے قاری ہوتے ہیں جو اخبار میں اپنے نام کی اشاعت کے لیے بار بار خطوط لکھتے ہیں۔بعض اخبارات ورسائل میں اچھے خطوط لکھنے پر انعامات دینے کی رسم بھی چل پڑی ہے۔

اشتہارات (Advertisment)

اشتہارات اخبارات کی ریڑھ کی ہڈّی ہوتے ہیں۔اشتہارات کے بغیر اخبارات کا تصوّر ہی ناممکن ہے۔کسی مالک اخبار کے لیے اخبارات آمدنی کا بہترین ذریعہ ہوتے ہیں۔عصر حاضر میں اشتہارات نے انسانی زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ہر ملک میں اشتہارات کی وجہ سے زندگی کے کئی شعبہ جات متاثر ہوئے ہیں۔انسانی زندگی کے میعار میں بلندی لانے میں اشتہارات کا کردار نہایت اہم رہا ہے۔اشتہارات نے انسانوں کو کئی نئی قدروں سے روشناس کرایا ہے۔عوام کے عادات واطوار پر اثر انداز ہونے والے اشتہارات نے نظریات اور خیالات کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔صحیح معنوں میں اشتہارات نے انسانی زندگی ہی بدل دی ہے۔

بعض لوگ اشتہارات کو تفریح کا عمدہ ذریعہ سمجھتے ہیں۔اپنی مرغوب اشیا کے اشتہارات دیکھ کر انہیں گونا گوں مسرت ہوتی ہے۔اشتہارات میں خبروں کے مقابلے بہترین عبارت ہوتی ہے۔زبان کی شوخی سے حظ اٹھانے والے لوگ اشتہارات کے مطالعہ کو عادت بنا لیتے ہیں۔جبکہ کئی لوگ اشتہارات کو دھوکہ، جعلساز، فراڈ، شعبدہ بازی یا ذہنی آنکھ مچولی سمجھ کر حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

اشتہارات کے وسیلے سے تاجر اور گاہک ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں۔اگر غور کریں تو ہر اشتہار کسی نہ کسی خبر کا حامل ہوتا ہے۔اشتہارات کی تعلیمی اہمیت بھی تسلیم شدہ ہے۔اشتہارات کی وجہ سے بازار میں روپیہ کی گردش ہوتی ہے۔روپیہ کی گردش معیشت کے فروغ میں اہم ہوتی ہے۔

اشتہارات کے ذریعے صرف اشیا ہی فروخت نہیں ہوتی بلکہ اس کے ذریعے پیشہ وارانہ خدمات کی تشہیر بھی ہوتی ہے۔آج کی دنیا میں اشتہارات کا اتنا دخل ہو گیا ہیکہ اس سے فرار ناممکن ہے۔

باب نمبر ۵ Chapter No. 5

مالیگاؤں میں اردو صحافت کی تاریخ اور ارتقا

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز مومن برادری کے بنکروں نے کیا۔اگر چہ کہ یہاں پہلے سے عرب فوجی اور ان کے خاندان آباد تھے۔خاندیش سے روزگار کی تلاش میں آئے ہوئے مسلمان بھی آباد تھے۔۱۸۵۷ء کی جدوجہد آزادی کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے انتقامی کاروائی شروع کی اور بغاوت میں پیش پیش رہنے والے مومن بنکروں کی آزمائش کا دور شروع ہوگیا۔ان کے کاروبار کو ختم کر دیا گیا۔دست کاروں کے انگوٹھے کاٹ دیے گئے۔انہیں گھر سے بے گھر کر دیا گیا۔درختوں سے لٹکا کر پھانسی دی گئی۔زمین جائداد ضبط کر لیے گئے۔مدرسوں کو تہس نہس کر دیا گیا۔گولی ماری گئی۔غرض ہر طرف سے خانماں برباد جولاہے روزی روٹی اور امن وسکون کی تلاش میں قافلہ در قافلہ ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔اپنے کاندھوں پر اپنا گھر بار اٹھائے ایک غیر یقینی مستقبل کی تلاش میں آگرہ روڈ سے جنوبی ہند کی طرف کوچ کر گئے۔کہاں جائیں گے کیا کریں گے کچھ معلوم نہ تھا۔جنوبی ہند شمالی ہند کی بہ نسبت پر سکون تھا۔یہاں بغاوت کی آگ ایسی شدید نہ تھی۔اپنا بچا کچا ساز وسامان اٹھائے، پیدل اور بیل گاڑیوں پر آگرہ روڈ پر ایک نا معلوم مستقبل کی جانب چل پڑے۔راستے میں جہاں [illegible]ظ مقام سمجھ میں آیا وہیں ڈیرہ ڈال دیا۔جبلپور، ناگپور کامٹی، شاہدہ، دھولیہ، مالیگاؤں، ایولہ، بھیونڈی اور ممبئی تک پہنچ گئے۔ان مومن بنکروں نے سب سے پہلے گھروں کی تعمیر کی تا کہ رہنے کو چھت میسر ہو جائے۔پھر اپنے ساتھ لائے دستی کرگھوں کو لگایا اور اس سے کسب معاش شروع کیا۔ذرا حالات ٹھیک ہوئے تو اللہ کی عبادت کے لئے مسجدیں تعمیر کیں۔بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے مدرسوں کا قیام کیا۔مقامی باشندوں نے ان جولاہوں کا ساتھ دیا اور مدد کی۔آہستہ آہستہ مہاجرین کی تعداد بڑھنے لگی۔جب حالات معمول پر آنے لگے۔روٹی روزی اور گھروں کا انتظام ہو گیا تو خوشحالی بھی آنے لگی۔ان مہاجرین میں ایک سے بڑھ کر ایک شخصیات تھیں۔ان میں شعرا، ادبائ، خطاط، علماء اور حفاظ بھی تھے۔جیسے جیسے خوشحالی آتے گئی ویسے ویسے ان لوگوں نے تہذیب وثقافت اور علوم وفنوں کی طرف توجہ کی۔مدارس میں تعلیم وتربیت کا سلسلہ جاری کیا۔شعر وشاعری کی محفلیں سجنے لگیں۔بقول ڈاکٹر الیاس صدیقی "مالیگاؤں میں انیسویں صدی کے آخری پچاس سال اور بیسویں صدی کی پہلی دہائی کی طویل رات گل وبلبل کے افسانوں اور عشق ومحبت کے ترانوں میں بسر ہو گئی۔شاعری کے دنگل ہوتے رہے، مرثیوں کے مقابلے ہوتے رہے، بدیہہ گوئی کے کمالات سکھائے جاتے

رہے۔شعری محفلوں میں چشمکیں چلتی رہیں۔'' (مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۔۷۵۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)مگر ابھی تک نثر نگاری کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔مالیگاؤں میں اردو شاعری کی ابتدا کا زمانہ ۱۸۸۰ء کا مانا جاتا ہے۔جبکہ نثر نگاری آغاز ۱۹۱۰ء میں مانا جاتا ہے۔نثر کے آغاز کے بعد یہاں کتابیں لکھی گئیں۔مختلف موضوعات پر مضامین لکھے جانے لگے۔مالیگاؤں میں اس وقت چھاپا خانہ نہیں تھا اس لئے ان تخلیقات کو شائع کرنا بھی جوئے شیر لانے کے برابر تھا۔مگر ان تخلیق کاروں نے ہمت نہیں ہاری۔ممبئ،آگرہ،منگلور اور کانپور جیسے دور دراز کے مطابعوں سے کتابیں چھپوائیں۔اور تقسیم کروائیں۔شاعری کے بعد نثر نگاری کا سلسلہ دراز رہا۔ایک کے بعد ایک نثر نگار آتے گئے اور نثر نگاری کا کارواں بڑھتا گیا۔نئے نئے مضمون نگار میدان میں آتے گئے۔لیکن اب تک مالیگاؤں میں صحافت کا آغاز نہیں ہوا تھا۔مضمون نگار اپنے مضامین بیرون شہر کے اخبارات ورسائل میں چھپواتے تھے۔ان میں ممبئ،دہلی،آگرہ وغیرہ کے اخبارات ورسائل شامل ہیں۔ان اخبارات ورسائل میں مومن (کلکتہ)اجمل

(ممبئ) ترجمان مومن انصار (بنارس) ماہنامہ مومن (بدایوں)،رہنمائے تعلیم (لاہور) خلافت (ممبئ) ہفتہ وار ندیم (ممبئ) ہفتہ وار صداقت (ممبئ) تعلیم تربیت (لاہور) انصار (سہارنپور)،مساوات،پھلواری شریف (پٹنہ)الوارث (ممبئ) روزنامہ ہلال (ممبئ)،ہفتہ وار سروش (ممبئ) وغیرہ اخبارات شامل ہیں۔اس وقت تک مالیگاؤں میں چھاپہ خانہ نہیں تھا۔دور دراز کے شہروں سے کتابیں اور اخبارات چھپوانا نہایت مشکل اور صبر آزما کام تھا۔سفر بہت مشکل تھا۔آج کی طرح آرام دہ گاڑیاں نہیں تھیں۔راستے خستہ حال تھے۔خود چھاپہ مشینیں ترقی یافتہ نہیں تھیں۔پتھر کی سلوں کو گھس کر عکس بندی کی جاتی تھی اور چھپائی کا کام ہوتا تھا۔یہ کام بھی دقت طلب تھا۔کبھی پتھر کی سلیں ٹوٹ جاتیں۔کبھی چھپائی صاف ستھری نہیں ہوتی تھی۔ان مشکلات کا حل اہل مالیگاؤں نے یہ نکالا کہ قلمی رسالے شروع کردیے۔مالیگاؤں میں ۱۸۸۰ء میں شاعری کا آغاز ہو چکا تھا۔۱۹۱۰ء میں نثر نگاری کی ابتدا ہوئی،مگر صحافت کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی حالاں کہ نثر نگاروں کی تخلیقات بیرون شہر اخبارات ورسائل میں شائع ہوتی تھیں۔آخر کار کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے۔مالیگاؤں میں اردو صحافت کی ابتدا ۱۹۱۲ء میں ایک دینی رسالے سے ہوئی۔مفید الانام نامی رسالہ جاری ہوا۔اس میں اصلاحی مضامین ہوتے تھے۔اس کے بعد میعار سخن(۱۹۲۳ئ۔شعری گلدستہ)افتخار سخن(۱۹۲۳ئ۔شعری گلدستہ) بہار (۱۹۲۳ئ۔شعری گلدستہ) تاجدار(۱۹۲۴ئ۔شعری گلدستہ) شائع ہوئے۔ابتدا میں اس میں شاعری شائع

ہوتی تھی۔ یہ رسالے اپنی اپنی انجمن کے ممبران کی تخلیقات شائع کرتے تھے۔اس میں عوام کا کوئی دخل نہیں تھا۔ ۱۹۲۴ء میں ایک اہم رسالہ ''رسالہ ادب (قلمی)'' شائع ہوا۔ یہ رسالہ اپنے پہلے رسالوں سے ذرا مختلف تھا۔اس میں شاعری اور نثر دونوں اشاعت پذیر ہوتی تھیں۔اس طرح مالیگاؤں میں اردوصحافت کا آغاز ایک اصلاحی رسالے سے ہوا۔لیکن یہ باقائدہ صحافتی اصولوں کے مطابق نہیں تھا۔اس کے بعد ادبی صحافت کا آغاز ہوا۔ان ادبی رسائل نے مالیگاؤں میں باقائدہ اردوصحافت کی روہیں ہموار کردی تھیں۔اور مستقبل میں اردو صحافت کی فضا پیدا کردی تھی۔ یہ رسائل اگرچہ زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکےمگر مستقبل کی اردوصحافت کی راہ ہموار کر گئے۔

اب تک صرف رسائل ہی جاری ہوئے اخباری صحافت کا میدان بالکل خالی تھا۔ ۱۹۳۵ء میں مالیگاؤں کی صحافت میں ایک انقلابی دور کا آغاز ہوا۔شہر ایک نامور عالم دین، مصلح، صحافی، نثر نگار مولانا عبدالحمید نعمانی نے باقائدہ اردوصحافت کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۹۳۵ء میں بیداری نام کا ایک ہفت روزہ اخبار جاری کیا۔ بیداری ایک اخبار ہی نہیں ایک مشن تھا۔ بیداری نہ صرف سماج میں بلکہ میدان صحافت میں بھی بیداری پیدا کردی۔مولانا نعمانی کے بیداری کے بعد اخبارات کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔اس کے بعد خان صاحب عبدالرحیم نے ۱۹۳۵ء میں ہی تاج (ہفت روزہ) جاری کیا۔محمد عمر جوشؔ نے ۱۹۴۶ء میں آزاد، ۱۹۴۸ء میں پیغام ۱۹۵۴ء میں آرزو نامی اخبارات جاری کئے۔ یہ اخبارات سیاسی، سماجی اور اصلاحی نوعیت کے تھے۔ مالیگاؤں میں عوامی آواز پہلا اخبار ہے جو خالص سیاسی بنیاد پر جاری کیا گیا حالاں کہ اس میں ادبی، اصلاحی اور دینی مضامین بھی اشاعت پذیر ہوتے ہیں۔ ۱۹۵۷ء میں محمد امین عشرت نے ہفت روزہ تہذیب جاری کیا۔ ۱۹۵۸ء میں عبدالمجید سرور نے تیور جاری کیا۔ ۱۹۶۰ء میں پہلا دینی اخبار نوائے مشرق جاری ہوا۔ یہ جماعت اسلامی کا آرگن تھا۔اسے پہلے احمد نسیم مینانگری نے جاری کیا تھا بعد میں لطیف عزیز کودے دیا۔لطیف جعفری نے کیفی نام سے ۱۹۶۳ء میں ایک ادبی اخبار جاری کیا جو بعد میں اپنی ادبی شناخت کھو بیٹھا۔ ۱۹۶۵ء میں شورش (محمد عمر جوشؔ) جرأت ۱۹۶۵ء (اطہرؔ الخیری)، ۱۹۶۶ء میں پسینہ (احمد نسیم مینانگری) جاری ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں مالیگاؤں میں اردوصحافت کی تاریخ میں ایک اور اضافہ ہوا۔محمد اسمٰعیل اکبر نے ایک مزاحیہ اخبار ''اکبر ٹائمز'' جاری کیا۔ یہ پہلا مزاحیہ اخبار تھا۔اسمیں خبروں کو بھی مزاحیہ انداز سے پیش کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ان اخبارات کی بھیڑ میں ہم سب،

زبان خلق، بیباک، مالیگاؤں اردو ٹائمز، سرور ٹائمز، البیاں (دینی)، السبیل (دینی۔ جماعت اسلامی)، انصار ویکلی، زاہد، بے خطر وغیرہ کا اضافہ ہوا۔ ان اخبارات میں زبان خلق پہلا ایسا اخبار ہے جو کچھ دنوں تک روزنامہ رہا۔ مگر مستقل روزنامہ نہیں رہا۔ ۱۹۷۱ء ''پیپلز'' ڈیلی منظر عام پر آیا۔ یہ مالیگاؤں کا پہلا باقاعدہ روزنامہ تھا۔ اس اخبار کی ایک اور خاص بات یہ تھی کہ یہ پہلا ایسا اخبار تھا جو کسی غیر اردوداں (غیر مسلم) گووندمہادیوسونجے نے جاری کیا تھا۔ اسکے بعد شہر یار (۱۹۷۱ء۔ حمید اختر)، مالیگاؤں ویکلی، ثبات (۱۹۷۲ء احمد نسیم مینا نگری)، ندائے مالیگاؤں (۹۱۷۳ء۔ نہال احمد)، انوارِ مطلع (۱۹۷۳ء۔ محمد حسن مستری)، آؤ ہم سب چلیں (۱۹۷۵ء۔ شبیر احمد)، ندائے بنکر (اصغر انصاری۔ ۱۹۷۵ء)، ڈسپلین (۱۹۷۵ء۔ کلیم احمد دانش)، یوتھ آرگن (۱۹۷۵ء۔ محمد ابراہیم)، حیات نو (سرفراز افسر۔ ۱۹۷۶ء)، مزدور نمائندہ (۱۹۷۶ء۔ سرفراز افسر) ہم زباں (۱۹۷۷ء۔ سرفراز افسر) شوق (اشفاق احمد۔ ۱۹۷۷ء)، میعار زندگی (عبدالمجید ماجد۔ ۱۹۷۸ء) وغیرہ اخبارات کا اضافہ ہوتا رہا ان میں کچھ جاری رہے کچھ بند ہو گئے۔ اب تک مالیگاؤں کی اردو صحافت میں صرف سیاسی، ادبی، دینی اور اصلاحی اخبارات منظر عام پر آئے۔ ۱۹۷۸ء سے مالیگاؤں میں تعلیمی صحافت کا آغاز ہوا۔ عزیز الرحمن نے طالب علم نامی اخبار سے تعلیمی صحافت کا آغاز کیا بعد میں یہ رسالے میں تبدیل ہو گیا۔ طالب علم مالیگاؤں کا پہلا تعلیمی اخبار ہے جو طلبہ کی رہنمائی کے لئے شروع کیا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں طبی صحافت کا آغاز ہوا۔ حافظ محمد ذکریا نے محافظ صحت کے نام سے پہلا طبی اخبار جاری کیا جو بعد میں بند ہو گیا۔ بعد ازاں العروس (دینی۔ ۱۹۷۸ء۔ محمد شمیم) انوار (دینی۔ سنی مسلک۔ محمد حسین شیدا) سٹیزن ٹائمز (۱۹۸۰ئ۔ سیاسی۔ شبیر سیٹھ) گائیڈنس (۱۹۸۰ء۔ ڈاکٹر رمضان۔ سیاسی) درس و تدریس (۱۹۸۰ء۔ گل ایوبی۔ تعلیمی) چورن (مزاحیہ۔ ۱۹۸۰ء) سلسبیل (۱۹۸۱ء۔ عبدا ✲) الانصاف (۱۹۸۲ء۔ ہاشم انصاری) مالیگاؤں نیوز (۱۹۸۲ء۔ یوسف بھورے خان۔ سیاسی) صحت و سائنس (۱۹۸۳ء۔ ڈاکٹر رمضان۔ طبی) یادگار نشاط (۱۹۸۳ء۔ مرتضیٰ انصاری۔ سیاسی) تازیانہ (۱۹۸۵ء۔ مبین خاں غازی۔ سیاسی) وغیرہ کا اضافہ ہوا۔ اب تک مالیگاؤں کی اردو صحافت میں تقریباً ۵۶ اخبارات جاری ہوئے ان میں پیپلز ڈیلی کے علاوہ تمام اخبارات ہفت روزہ تھے۔ مالیگاؤں کی اردو صحافت کسی روزنامے کا انتظار کر رہی تھی۔ شہر کی آبادی میں بھی اضافہ ہو چکا تھا۔ روزنامہ اخبارات کے لئے ماحول سازگار ہو چکا تھا۔ ایسے میں ایک روزنامہ ''شامنامہ'' (۱۹۸۷ء) منظر عام پر آیا۔ شامنامہ نے اردو صحافت میں نئے باب کا اضافہ کر دیا۔ اس طرح شامنامہ مالیگاؤں کا پہلا باقاعدہ اور مستقل روزنامہ اخبار بن گیا۔ ۱۹۸۷ء میں خیال

انصاری نے بچوں کی لئے خیر اندیش جاری کیا۔اب تک بچوں کے کئی رسائل منظر عام پر آچکے تھے۔خیر اندیش پہلا بچوں کا اخبار ہے جواب تک کامیابی سے جاری ہے۔اس کے بعد مالیگاؤں کی اردو صحافت کے افق پر ہاشمی آواز (سیاسی ۔۱۹۸۷ء۔سمیع اللہ انصاری)ویورس ٹائمز(سیاسی ۔ ۱۹۸۷ء مصطفی نوری) آواز مالیگاؤں (سیاسی ۔۱۹۸۸ء۔شبیر سیٹھ)ایجوکیشن نیوز (۱۹۸۸ء۔تعلیمی ۔شاہد خان) تبصرہ (سیاسی ۔۱۹۸۹ء اطہر الخیری) حالات کی زنجیر (۱۹۹۱ء۔جاوید انور ۔سیاسی) مالیگاؤں افق ، بلند اقبال ،سرکھشا مہاسنگھ،نعمانی ٹائمز،معظم مجاہد، میٹھا میوہ وغیرہ نمودار ہوئے۔اب تک زیادہ تر اخبارات ہفت روزہ اور سیاسی نوعیت کے رہے۔ ۱۹۹۴ء میں ایک اخبار نے مالیگاؤں کی اردو صحافت میں نئے باب کا اضافہ کر دیا۔ ۱۹۹۴ء میں ثمینہ صالحاتی نے ''الطاہرات'' نامی ہفت روزہ اخبار جاری کر کے صحافت برائے نسواں کی داغ بیل ڈال دی مگر یہ بیل جلد ہی مرجھا گئی۔ الطاہرات مالیگاؤں کا ایسا پہلا اخبار تھا جو خواتین کے لئے اور خواتین کے ذریعے جاری کیا گیا۔مالیگاؤں میں اخبارات کی بھیڑ میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔اخبار اسلاف (دینی ۔۱۹۹۵ء) نشان افق (سیاسی)، روزنامہ (روزنامہ ۔سیاسی) تحفظ ملت (سیاسی) عوامی عدالت (سیاسی) السالک ٹائمز (سیاسی) پاسبان تعلیم (تعلیمی) بین السطور (سیاسی) نوید امن (سیاسی) سن آف مالیگاؤں (سیاسی) تحصیل علم (سیاسی) ڈسپلین (روزنامہ، سیاسی) نشان ہند (سیاسی) نشان نذیر (سیاسی) ترجمان شریعت (دینی) نوید شمش (دینی) محاذ (سیاسی) شب قرطاس (سیاسی) جمن ٹائمز (سیاسی) ترجمان اردو (روزنامہ ۔سیاسی) محبان اردو (سیاسی) بہار سنیت (دینی ۔ سنی) بزم شاہین (تعلیمی ،معلوماتی) آواز صداقت (سیاسی) کارپوریشن ٹائمز (سیاسی) صدائے انجمن (اسکولی) دیوان عام (سیاسی) چورن ٹائم (مزاحیہ) حق کی روشنی (دینی) سنسنی کھوج (سیاسی) ستارۂ ادب (سیاسی) شفا نامہ (طبی) گلشن روزگار (روزگار) اتحاد ٹائمز (سیاسی) جرأت ایمان (دینی) بنکر ایکسپریس (سیاسی) مالیگاؤں ایکسپریس (سیاسی) اعلان عام (سیاسی) میدان صحافت (سیاسی) جیسے اخبارات کا مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ان اخبارات میں زیادہ تر اخبارات ہفت روزہ رہے۔چند اخبارات روزنامہ،دو اخبارات پندرہ روزہ اور ایک اخبار سہ روزہ رہا۔ان اخبارات میں بہت سے اخبارات مالی مشکلات اور خسارے کے سبب بند ہو گئے۔اس عرصے میں حالیہ دہائی میں دو اخبارات نے مالیگاؤں میں اردو صحافت میں نئے باب کا اضافہ کیا۔مالیگاؤں میں اب تک صحافت برائے روزگار کے متعلق مکمل خاموشی تھی جب کہ دوسری زبانوں میں یہ صحافت کافی پرانی ہو چکی تھی۔گلشن روزگار نامی اخبار نے اس شعبے میں چھائی خاموشی کو توڑ دیا۔دوسری اہم بات یہ ہوئی کہ اسکول کے

بچوں کے لئے دو اسکولوں نے اپنے ذاتی اخبارات جاری کئے ٹی۔ایم ہائی اسکول کا ''آئینۂ تعلیمی مرکز'' اور اے۔ٹی۔ٹی ہائی اسکول کا ''صدائے انجمن''۔مگر صدائے انجمن جلد ہی خاموش ہوگئی جب کہ آئینہ تعلیمی مرکز آج تک چمک رہا ہے۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز ایک دینی رسالہ اور ادبی صحافت سے ہوا۔ ۱۹۱۲ء میں سب سے پہلے ایک دینی رسالہ ''مفید الانام'' جاری ہوا۔ یہ ایک ماہنامہ تھا جسمیں دینی مضامین اور انجمن ہدایت الاسلام کی روداد شائع ہوتی تھی۔اگر چہ کہ یہ رسالہ زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکا مگر اس نے مالیگاؤں میں اردو صحافت کی بنا ڈال دی۔اس کے بعد ۱۹۲۳ء میں یکے بعد دیگرے میعار سخن،افتخار سخن اور بہار منظر عام پر آئے ان میں اوّل الذکر دو رسالے ماہانہ تھے جب کہ آخر الذکر رسالہ پہلے دو ماہی رہا بعد میں تین ماہی ہوگیا۔ یہ رسالے شعری گلدستے تھے۔ان میں نثری تخلیقات شائع نہیں ہوتی تھیں۔بہار مالیگاؤں کا پہلا دو ماہی اور سہ ماہی رسالہ تھا۔ ۱۹۲۴ء میں تاجدار اور قلمی رسالہ ادب شائع ہوا۔رسالہ ادب مالیگاؤں کا پہلا ایسا رسالہ تھا جسمیں پہلی بار نظم کیساتھ ساتھ نثر کی بھی اشاعت ہوئی۔رسالہ ادب کی خاص بات یہ رہی کہ یہ گیارہ سال تک جاری رہا۔رسالہ ادب کے بعد مالیگاؤں میں ادبی صحافت کا دور شروع ہوا۔ ۱۹۴۷ء میں خورشید (ماہانہ۔ادبی) ۱۹۵۰ء پیغام (ماہانہ ۔ادبی) ۱۹۶۱ء جمال (ادبی) ۱۹۶۲ء بچوں کا ساتھی (ماہانہ۔ادب اطفال) ہیرا (ادب اطفال ۔ماہانہ) ۱۹۶۶ء اردو کومک (دو ماہی۔ادب اطفال) ۱۹۷۱ء نوید نو (ادبی۔سہ ماہی) ۱۹۷۳ء جلیس (ماہانہ۔سماجی) ۱۹۷۴ء نشانات (دو ماہی۔ادبی) ۱۹۷۷ء جواز (ادبی۔ماہانہ) ہم زباں ۱۹۷۷ء (ماہانہ۔ادبی) ۱۹۷۹ء،گلاب کی مہک (ماہانہ۔ادب اطفال) روایت،۱۹۸۰ئ (ماہانہ۔ادبی) صوت الحق۔۱۹۸۱ئ (ماہانہ۔دینی) گلشن۔۱۹۸۱ء (دینی۔پندرہ روزہ) مودت۔۱۹۸۲ئ،(پندرہ روزہ۔شیعہ جماعت) توازن۔۱۹۸۴ء (سہ ماہی۔ادبی) نامہ بر ۔ ۱۹۹۳ء (ماہانہ۔ادبی) نعمت قرآن۔۱۹۹۳ء (ماہانہ ۔دینی) العدل۔۱۹۹۳ء (ماہانہ۔دینی) جل پری۔۱۹۹۷ء (ادب اطفال۔ماہانہ) فاتح عالم ۔۲۰۰۱ئ (ماہانہ۔سیاسی) گلشن اطفال۔۲۰۰۷ء (ماہانہ۔ادب اطفال) رفتار ادب۔۲۰۱۴ئ (دو ماہی۔ادبی) محبان ادب۔۲۰۱۴ء (ماہانہ۔ادب اطفال) گلشن خواتین۔۲۰۱۵ئ ۲۰۱۵ء

(ماہانہ۔خواتین) مدرس۔۲۰۱۵ء (ہفت روزہ۔تعلیمی)۔ان ایک سو سالوں میں ادبی اور دینی صحافت کے ساتھ ساتھ کئی دروازے کھلے۔بچوں کا ساتھ پہلا رسالہ برائے ادب اطفال رہا۔فاتح عالم نے مالیگاؤں میں سیاسی

رسالے کی بنیاد ڈالی اگرچہ کہ یہ بنیاد بہت کچی ثابت ہوئی ۔وہیں گلشن خواتین نے صحافت برائے نسواں کا باب کھول دیا مگر یہ باب بھی بہت جلد بند ہوگیا۔طالب علم نے تعلیمی رسالے کی حیثیت سے اپنا نام درج کرایا۔ان ایک سو برسوں میں سرسبز وشاداب میدان اردو اخبارات کا ہی رہا۔

باب نمبر ۶ Chapter No.6

تذکرہ اخبارات

(۱) بیداری (ھفتہ وار) ۱۹۳۵ء

بیداری مالیگاؤں کا باقائدہ پہلا اردو اخبار تھا جسے مالیگاؤں کے جید عالم دین مولانا عبدالحمید نعمانی صاحب نے جاری کیا تھا۔ یہ اخبار عام اخباری سائز یعنی ۱۸ x ۲۳ کی نصف سائز پر شائع ہوتا تھا۔ اخبار۔۔صفحات پر مبنی تھا۔ پہلے صفحے پر خوبصورت ٹائٹل تھا۔ یہ ٹائٹل خط نستعلیق میں مشہور خطاط ''محبوب رقم'' کے ہاتھوں کا لکھا ہوا تھا۔ ٹائٹل اتنا خوبصورت ہے کہ ایسا خوبصورت ٹائٹل آج بھی مالیگاؤں کے کسی اخبار کا نہیں ہے۔ ٹائٹل ظاہری اعتبار سے خوبصورت تو ہے ہی مگر ''بیداری'' یہ نام کسی اخبار کے ٹائٹل کے لیے بہترین ہے اور آگے چل کر اخبار بھی اسم با مسمی ثابت ہوا۔ ٹائٹل کے علاوہ پورا اخبار ٹائپ میں چھپتا تھا۔ اس وقت اخبار کی قیمت ایک آنہ تھی جو کہ اخبار کے ٹائٹل کے بائیں جانب درج ہے۔ ٹائٹل کے اوپری حصے میں اخبار کا نعرہ (سلوگن) ''جاگو اور جگاؤ'' درج ہے۔ یہ نعرہ صرف تین الفاظ میں اخبار کی پالیسی اور مقاصد کی بھرپور غمازی کرتا ہے۔ بیداری رجسٹرڈ تھا جس کا رجسٹریشن نمبر B.5173 تھا جو کہ اخبار کے ٹائٹل کے اوپر دا ہنی جانب درج ہے۔ ٹائٹل کے نیچے دا ہنی جانب بنا ۱۹۳۵ء مندرج ہے۔ مالیگاؤں کے لیے یہ بات خوش نصیبی کی ہے مالیگاؤں سے نکلنے والے پہلے اخبار کی جلد نمبر ۵ کے گیارہ شمارے [illegible] ط ہیں جو ۶ جولائی ۱۹۵۱ء سے ۱۶ ستمبر ۱۹۵۱ء تک کے ہیں۔ تمام شماروں میں مدیر کی حیثیت سے ''عبدالحمید نعمانی'' ٹائٹل کے نیچے درمیانی حصے پر تحریر ہے۔ اخبار کے پہلے صفحے پر کوئی نظم، ادبی نثر یا مضمون شائع ہوتا تھا۔ دوسرے صفحے پر اداریہ اور مقامی خبریں شائع ہوتی تھیں۔ تیسرے صفحے پر مراسلات واطلات اور چھوٹی چھوٹی مقامی خبریں ہوتی تھیں۔ آخری صفحے پر اشتہارات شائع ہوتے تھے۔ آخری صفحے کی سب اہم بات یہ ہے کہ اس پر اکثر خبریں دیوناگری رسم الخط میں چھپی ہوئی ہیں جس سے ایسا لگتا ہے کہ اس وقت بیداری غیر اردوداں طبقہ بھی پڑھتا تھا دوسرے اس بات کا اندازہ لگتا ہے کہ اس وقت تک مالیگاؤں میں اردو کے علاوہ دیگر زبانوں میں اخبارات منظر عام پر نہیں آئے تھے گویا بیداری مالیگاؤں نہ صرف اردو زبان بلکہ دوسری زبانوں میں بھی اولیت کا درجہ رکھتا ہے۔ ایک دوسرے نظریے سے دیکھا جائے تو بیداری غیر اردوداں طبقے کے لیے بھی پہلا اخبار ٹھہرتا ہے۔ جہاں تک اخبار کے صحافتی معیار کی بات اور زبان کی بات ہے۔ اخبار کے مدیر

عبدالحمید نعمانی صاحب بذات خود ایک عالم تھے۔عبدالمجید سرور نے اپنی کتاب میں یوں لکھا ہے کہ ’’مولانا عربی زبان کے ادیب اوراہل قلم بھی تھے‘‘(ص ۷ ۳۔نقش پا۔عبدالمجید ارور) مولانا مجاہدآزادی بھی تھے۔اخبار کے متعلق عبدالمجید سرور لکھتے ہیں کہ ’’بیداری کی صحافت کا بنیادی جوہر صحت منداور بے لاگ تنقید، دوٹوک باتیں تھیں حب الوطنی، دینی غیرت وحمیت، انگریز دشمنی کے علاوہ سماجی اصلاح اس کا مقصد اولیٰ تھا‘‘اخبار کی زبان وبیان کے میعار کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہوجاتا ہیکہ ’’اس کے لکھنے والوں میں مرحوم اسحاق ایوبی ایم۔اے، ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم (سابق صدر جمہوریہ ہند) جیسے پائے کے لوگ شامل تھے۔(ص ۷ ۳، نقش پا۔عبدالمجید سرور) بیداری کے متعلق سرور صاحب نے لکھا ہیکہ ’’بیداری اگرچہ زیادہ جاری نہ رہ سکا‘‘(ص ۷ ۳۔نقش پا) مگرسرورصاحب کی یہ بات منطقی اعتبار سے زیادہ صحیح معلوم نہیں ہوتی کیوں کہ بیداری کے دستیاب شماروں میں آغاز کا سال ۱۹۳۵ء درج ہے۔بیداری کے تمام دستیاب شمارے ۱۹۵۱ء کے ہیں۔اگر بیداری کا آغاز ۱۹۳۵ء مان لیا جائے (جیسا کہ خودسرورصاحب نے بھی لکھا ہےاورتمام مقامی تزکروں میں بھی ذکر ہے) تو بیداری کے دستیاب شمارے ۱۹۵۱ء کے ہیں اس حساب سے دیکھا جائے تو بیداری کے جاری رہنے کا عرصہ ۱۶ سال کا بنتا ہے۔بہرکیف بیداری مالیگاؤں کی اردوصحافت کی بنیاد ثابت ہوا۔بیداری ایک ایسا اخبار تھا جوصحافتی اصولوں پر پورا اترتا ہے۔ بیداری آگے چل کر ایک اخبار نہیں بلکہ ایک مشن ثابت ہوا۔مولانا کی شخصیت اوراخبار سے بعد کے آنے والے اکثر صحافیوں نے رہنمائی پائی۔ابتدامیں بیداری ممبئی سے چھپ کرآتا تھا جو کہ ایک دقت طلب کام تھا۔بعد میں مولانا نے اپنا ذاتی پریس ’’بیداری پریس‘‘ شروع کیااور بیداری یہیں چھپنے لگا۔بیداری پریس میں اردو، انگریزی اور مراٹھی کے ٹائپ موجود تھے جس کا اشتہار بیداری کے دستیاب شماروں میں موجود ہے۔

(۲) **تاج (هفت روزه) ۱۹۳۵ء**

ایک مقامی تذکرے میں اس اخبار کا سال اشاعت ۱۹۳۵ء بتایا گیا ہے۔(ص ۱۱۶۔مالیگاؤں کل اور آج۔محمد خان لابیلا) ڈاکٹر الیاس صدیقی نے لکھا ہے کہ ’’مالیگاؤں سے پہلا ہفت روزہ ’’بیداری‘‘ مولانا عبدالحمید نعمانی نے جاری کیا تھا۔اس کے فوراًبعد ’’تاج‘‘ نام کا اخبار خانصاحب عبدالرحیم اوران کے ساتھیوں نے جاری کیا۔تاج ۱۹۳۶ء تک جاری رہا۔‘‘(ص۔ ۵۱۳۔مالیگاؤں میں اردونثر نگاری) اس اخبار کا دورانیہ کیا تھا؟اس کے مالک و مدیر کون تھے؟اخبار کیسا تھا؟ لکھنے والے کون تھے؟ کتنے صفحات تھے؟ یہ اوراس جیسے بے

شمار سوالات کے جوابات تشنہ ہیں کیوں کے تلاش بسیار کے بعد بھی اس اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہوسکی۔ نہ ہی کسی مقامی تذکرے میں اس کی کوئی تفصیل موجود ہے۔

(۳)آزاد (هفت روزه) ۱۹۴۶ء

یہ ایک ہفت روزہ اخبار تھا۔عبدالمجید سرور اس اخبار کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''غالباً ۱۹۴۶ء میں مالیگاؤں سے ایک اردو ہفت روزہ ''آزاد'' مرحوم محمد عمر جوشؔ نے نکالا۔ یہ بیداری کی طرح قوم پرست نظریات کا ترجمان اور جدوجہد آزادی کا حامی تھا۔مجلس احرار اسلام،جمیعتہ علمائے ہند اور اال انڈیا مومن کانفرنس کی تائید و حمایت اس کا بنیادی مقصد تھا۔عبدالمجید سرورؔ اس کے مدیر تھے۔مجاہد آزادی اور اردو کے بے باک اور عظیم صحافی حافظ علی بہادر خان کے ہلال پریس ممبئ سے انہی کی سر پرستی میں چھپا کرتا تھا۔مرحوم محمد عمر جوشؔ اس کے لیے سخت جدوجہد کرتے تھے۔ ہر ہفتہ ٹرک کے ذریعے اسی کے لیے ممبئ جایا کرتے تھے۔'' (ص ۸ ۳۔نقش پا۔عبدالمجید سرور) درج بالا اقتباس سے کئی باتوں پر روشنی پڑتی ہے۔اخبار کا نام اور اس کے نظریات کا پتہ چلتا ہے۔جوش صاحب کی اپنے اخبار کے لیے دیوانگی اور ہمت کو سلام کرنے کو دل کہتا ہے۔ممبئ شہر مالیگاؤں سے ۳۰۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔اس وقت راستے اتنے اچھے اور سواریاں اس قدر آرام دہ نہیں تھیں۔ مالیگاؤں سے ممبئ کا سفر اس وقت ۱۰۔۱۲ گھنٹوں کا تھکا دینے والا سفر تھا۔ایسے میں ہر ہفتہ ٹرک کے ذریعے صرف اخبار چھپانے کے لیے جانا ایک ایسا نادر واقعہ ہے جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

بدقسمتی سے اس نہایت اہم اخبار کی ایک بھی کاپی دستیاب نہیں جس کے سبب درج ذیل سوالات تشنہ رہ جاتے ہیں کہ اخبار کا ٹائٹل کیسا تھا؟ ٹائٹل کس نے بنایا تھا؟ اخبار کی قیمت،صفحات،سائز،مشمولات،اور اخبار لکھنے والے دیگر لوگ کون کون تھے؟

بہر کیف حاصل شدہ معلومات سے محمد عمر جوشؔ صاحب کی محنت اور صحافتی عظمت کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہے۔

(۴) پیغام (هفت روزه) ۱۹۴۸ء

مالیگاؤں کل اور آج میں اس اخبار کے متعلق صرف اس اخبار کا سال اشاعت ۱۹۴۸ء درج ہے اور مدیر کی حیثیت سے محمد عمر جوش مرحوم کا نام رقم ہے۔ (ص نمبر ۱۱۶۔مالیگاؤں کل اور آج) اس اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہے اس لیے اس اخبار کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل نہیں ہوسکی۔اس لیے اس اخبار کے متعلق

کوئی بات وثوق سے نہیں کہی جاسکتی۔اس پہلے محمد عمر جوش نے آزد نام کا اخبار شروع کیا تھا جس کی تفصیل اوپر درج ہے۔اگر یہ اخبار بھی جوش صاحب کا تھا تو اخبار کی بقیہ تمام تفصیلات ''آزاد'' ہی کی طرح قیاس کی جاسکتی ہیں۔اس بات سے اسس طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ ''آزاد'' شاید ۱۹۴۸ء سے پہلے بند ہوگیا تھا۔

(۵)**آرزو** ۱۹۵۴ء

ایک مقامی تذکرے میں اس اخبار کا ذکر ملتا ہے جس کے مطابق اس کا سال اشاعت ۱۹۵۴ء ہے اور اس کے مدیر محمد عمر جوش تھے۔(ص نمبر ۱۱۶۔مالیگاؤں کل اور آج)اس اخبار کے متعلق اس زیادہ کوئی معلومات حاصل نہیں ہے۔اگر اس بات کو صحیح مان لیا جائے تو اس اخبار کو بھی محمد عمر جوش کے دیگر اخباروں پر قیاس کرنا چاہیے۔یہ عجیب اتفاق ہے کہ جوش صاحب سے منسوب یہ تیسرا اخبار ہے۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جوش صاحب کو تین تین اخبارات یکے بعد دیگرے نکالنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ بہر حال ان سوالوں کے جواب اب ملنا ناممکن ہے۔اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہے۔

(۶) **عوامی آواز(ہفت روزہ)** ۱۹۵۵ء

عوامی آواز ۱۹۵۵ء میں شروع ہوا۔(ص۱۱۶۔مالیگاؤں کل اور آج)عوامی آواز مالیگاؤں کے ان چند خوش نصیب اخبارات میں شامل ہے جنھوں نے لمبی عمر پائی۔عوامی آواز گذشتہ ۶۱ برسوں سے بلا ناغہ پابندی کے ساتھ اب بھی جاری ہے۔عوامی آواز کی شان اب بھی قائم ہے۔اس اخبار کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ جمعرات کی شب اور جمعہ کی صبح سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی قارعین کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔آج بھی اس اخبار کا بے چینی سے انتظار کیا جاتا ہے۔شہر کے مشہور اور کامیاب اخبارات میں سرفہرست ہے۔یہ مالیگاؤں کا سب پرانا ایسا اخبار ہے جو آج تک اسی شان کے ساتھ جاری ہے۔اسے مالیگاؤں کے مشہور سیاسی رہنما اور شوشلسٹ لیڈر ساتھی نہال احمد نے جاری کیا۔عوامی آواز مالیگاؤں کا پہلا اردو اخبار تھا(ہے)جو سیاسی ضرورت اور مصلحت کے تحت جاری کیا گیا تھا۔(ص ۳۹۔نقش پا۔عبدالمجید سرور۔)عوامی آواز ایسا پہلا سیاسی اخبار ہے جو اتنے طویل عرصے سے کامیابی کے ساتھ آج بھی جاری ہے۔ابتدا میں ندرت انقلابی اس کے ذمہ دار بنائے گئے بعد میں عثمان حاجی،شبراتی جاویدان کے بعد زین العابدین دانش اس کے ذمہ دار بنائے گئے۔(ص۔۳۹۔نقش پا۔عبدالمجید سرور)فی الحال زین العابدین دانش کے لائق وفائق فرزند کلیم احمد دانش اس نہایت کامیابی کے ساتھ بحسن خوبی نکال رہے ہیں۔سرور صاحب لکھتے ہیں کہ'' شہری اور سیاسی مسائل پر سو

شلسٹ نقطہ نظر سے تنقید اس کا مخصوص مقصد تھا۔ یہ کثیر الاشاعت اخبار مخصوص طرز کی خبروں اور تبصروں کے لیے مشہور ہے۔ عوامی آواز پہلے عام اخباری سائز کے کاغذ پر چار تا چھ صفحات پر مشتمل تھا بعد میں اس کی سائز اس تھوڑی بڑی کر دی گئی اور آج بھی اسی سائز پر جاری ہے۔ اخبار کی خاص بات یہ ہے کہ اس کا اداریہ شہر مشہور سوشلسٹ لیڈر نہال احمد صاحب بذات خود اپنے مخصوص انداز میں اپنی عمر کے آخری ایام تک تحریر کرتے رہے۔ نہال صاحب کے فکر انگیز اداریوں کی عوام منتظر ہوتی تھی۔ نہال صاحب واحد ایسے سیاسی لیڈر تھے جو خود اداریہ تحریر کرتے تھے۔ (۲۹ رفروری ۲۰۱۶ء کو نہال صاحب کا انتقال ہو گیا۔) اخبار چار صفحات کا ہے۔ پہلے صفحے پر قومی خبریں اور کبھی نہال صاحب کا ادریہ ہوتا تھا۔ دوسرے صفحے پر ادریہ۔ خبریں، مضامین، اور تبصرے وغیرہ شائع ہوتے ہیں۔ تیسرے صفحے پر مراسلات اور اعلانات اور اشتہارات ہوتے ہیں۔ چوتھا صفحہ اشتہارات سے پر ہوتا ہے۔ عوامی آواز میں گاہے بگاہے شعری ادب بھی شائع ہوتا ہے۔

اخبار کا ٹائٹل پہلے سادہ تھا بعد میں اسے خوبصورت بنایا گیا جو آج تک قائم ہے۔ ٹائٹل صفحے کے درمیان میں چھپتا ہے۔ ٹائٹل کے دونوں جانب اشتہارات ہوتے ہیں۔ اخبار کی قیمت ابتدا میں ۶ نئے پیسے تھی ۔ فی الحال قیمت دو روپیہ ہے۔ عوامی آواز جمعہ کے دن بلا ناغہ پابندی وقت کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ ابتدا میں شوکت پریس میں چھپتا تھا اب اپنے ذاتی عوامی پریس میں چھپتا ہے۔

RNI میں عوامی آواز کا رجسٹر نمبر 32041/58 ہے۔

(۷) **تہذیب (ہفتہ وار)** ۱۹۵۷ء

تہذیب ایک ہفتہ وار اخبار تھا۔ اسے شہر مالیگاؤں کے ایک اہم مشہور و معروف، علمی، تعلیمی شخص مرحوم محمد امین عشرتؔ نکالتے تھے۔ ٹائٹل اخبار کے دا ہنی طرف چھپتا تھا۔ ٹائٹل خط نستعلیق میں ہاتھ سے لکھا ہوا تھا اور کبھی آرائشی خط میں بھی لکھا ہوتا تھا جس کے ساتھ انگریزی میں بھی تہذیب لکھا ہوتا تھا۔ خوش قسمتی سے اس اخبار کے دو شمارے دستیاب ہو سکے ہیں۔ پہلا شمارے پر جلد ا۔ یوم جمعہ، ۱۲ اپریل ۱۹۵۷ء، مطابق ۱۱، رمضان ۱۳۷۶ھ درج ہے۔ اسی کے ٹھیک آگے نمبر ا درج ہے اس بات کی وضاحت تو نہیں ہوتی کہ یہ کس چیز کا نمبر ہے مگر یہ شمارہ نمبر ایک ہو سکتا ہے اس بات کا گمان ہوتا ہے۔ اگر اسے شمارہ نمبر ا مان لیا جائے تو یہ اخبار ۱۲ اپریل ۱۹۵۷ء کو شروع ہوا تھا۔ ایک مقامی تذکرے میں تہذیب کے آغاز کا سال ۱۹۵۲ء لکھا ہے (ص ۱۱۶، مالیگاؤں کل اور آج۔ محمد خان لا بیلا۔) یہی شمارہ اخبار کا پہلا شمارہ ہے اس بات کا اندازا اخبار کے اداریہ سے ہوتا کیوں

کہ اس شمارے میں اخبار کے مالک اور اڈیٹر نے ''ہماری پالیسی'' کے عنوان سے اداریہ تحریر کیا ہے۔(ص ۲ ،اداریہ،تہذیب ہفتہ وار۔جلد نمبر ا،شمارہ نمبر ا۔)اخبار کی پالیسی کا اظہار عام طور پر اخبار کے پہلے شمارے میں ہی کیا جاتا ہے ۔اس لیے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تہذیب ۱۲،اپریل،۱۹۵۷ء کو جاری ہوا۔اس اخبار کا دوسرا شمارہ جلد نمبر ا،شمارہ نمبر ۳۳،۱۱،اپریل ۱۹۵۸ء کا دستیاب ہوا ہے۔اس شمارے میں ٹائٹل پر بحیثیت مدیر محمد امین عشرت چھپا ہوا ہے۔تہذیب کب شروع ہوا اس کے متعلق وثوق سے کوئی بات نہیں کہی جا سکتی۔اخبار کب بند ہوا یہ بھی ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں ۔مگر دستیاب شماروں یہ بات ضرور معلوم ہوتی ہے کہ یہ ۱۹۵۸ء تک جاری تھا۔اخبار کے ٹائٹل پر اخبار کے نام کے اوپر اخبار کا نعرہ (سلوگن)''اصل تہذیب احترام آدم ست'' فارسی کا یہ مقولہ درج ہے۔اخبار عام اخباری سائز ۱۸ x ۲۳ کے چار صفحات پر مشتمل ہے۔اخبار کی قیمت اس وقت فی پرچہ ۷،نئے پیسے تھی۔ہر صفحہ چار کالموں میں تقسیم تھا۔پہلے صفحے پر مقامی اور غیر مقامی اہم خبریں شائع ہوتی تھیں۔دوسرے صفحے پر ادریہ ہوتا تھا جسے امین عشرت خود تحریر کرتے تھے۔بقیہ کالموں میں خبریں یا مضامیں ہوتے تھے۔تیسرے صفحے پر مراسلات اعلانات۔شکایات نامی کالم ہوتا تھا جس سے ایڈیٹر کا اتفاق ضروری نہیں ہوتا تھا ساتھ ہی اشتہارت بھی ہوتے تھے۔چوتھے صفحے پر زیادہ تر اشتہارات ہوتے تھے باقی جگہوں میں چھوٹی چھوٹی خبریں ہوتی تھیں۔اخبار میں ''تنویر الحدیث'' اور ''تنویر القران'' نامی دینی کالم ہوتے تھے جسے م۔حنیف اور امین صاحب خود تحریر کرتے تھے سخن گسترانہ کے نام سے ایک کالم تھا۔تہذیب کی پالیسی کے متعلق امین عشرت لکھتے ہیں کہ ''اخبار کی مستقل پالیسی شہری اور ملکی اصلاح،زندگی کے عام مسائل پر تنقید،قومی اور وطنی مفاد کا تعاؤن،محنت کش طبقہ کی حمایت،علم و ادب کی خدمت اور اردو زبان کی بقاو ترقی اور اس کی حفاظت ہے۔''(ص ۲۔ہفتہ وار تہذیب مالیگاؤں۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔) آگے لکھتے ہیں کہ ''تہذیب کسی جماعت کا آرگن نہیں ہوگا۔

جہاں تک اخبار کے میعار کی بات ہے اس کے متعلق عبدالمجید سرور لکھتے ہیں کہ ''حضرت امین مرحوم اس کے نگراں اور سرپرست تھے۔اس اخبار میں اخلاق سے گری ہوئی تحریر تو دور کی بات ہے اخلاق سے بال بھر منحرف مضمون کو بھی جگہ نہیں دی جاتی تھی۔(ص ۳۹۔نقش پا۔عبدالمید سرور)اخبار کے عبدالمجید سرور،احمد نسیم مینا نگری،عبدالواحد انصاری،ماسٹر محمد عمر انصاری،محمد اسمٰعیل اکبر،اور محمد یوسف فیض تہذیب کے خاص لکھنے والوں شامل تھے۔(ص ۳۹۔نقش پا۔عبدالمجید سرور)

تہذیب ادیب مالیگانوی کے شوکت پریس میں چھپتا تھا۔امین عشرت صاحب تہذیب کے لیے بہت محنت کرتے تھے۔اخبار کیوں بند ہوا اس کی کوئی خاص وجہ معلوم نہیں ہوسکی۔اندازہ ہے کہ امین عشرت صاحب کی مصروفیات کے سبب اخبار بند ہوا ہوگا۔اخبار کب بند ہوا اس کے متعلق بھی مالیگاؤں کی صحافتی تاریخ خاموش ہے البتہ ۱۱،اپریل ۱۹۵۸ء کا شمارہ نمبر ۳۳ دستیاب ہے جس یہ معلوم ہوتا ہے کہ شمارہ نمبر ۳۳ تک اخبار جاری تھا شاید یہی اس اخبار کا آخری شمارہ ہو۔

(۸)**تیور (ہفت روزہ)** ۱۹۵۸ء

تیور ایک ہفت روزہ اخبار تھا۔ڈاکٹر الیاس صدیقی عبدالمجید سرور کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''۱۹۵۸ء میں اپنا ذاتی اخبار تیور جاری کیا۔(ص۔۱۹۰۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔) مالیگاؤں کے مشہور اور کہنہ مشق صحافی عبدالمجید سرور اس کر مالک اور مدیر تھے۔یہ اخبار چند ماہ روز نامہ بھی رہا۔سرور صاحب اپنے اخبار کے متعلق خود لکھتے ہیں کہ ''اسلامی تحریک کے نظریات کا پرزور حامی تھا۔اپنی تیز اور انتہا پسندانہ تحریروں کی وجہ سے حکمرانوں کے عتاب کا شکار رہا۔''(ص۔۴۰۔نقش پا۔عبدالمجید سرور) یہ اخبار اپنی تحریروں کے سبب متنازعہ رہا۔اس پر کئی مقدمات بھی ہوئے جن کی وجہ سے سرور صاحب کو یہ اخبار بند کرنا پڑا۔اخبار تا دیر زندہ نہ رہ سکا۔یہ عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔شروع میں عوامی پریس میں چھپتا تھا بعد میں سردار پریس میں چھپتا تھا۔

سرور صاحب کا شمار شہر کے کہنہ مشق صحافیوں اور برق رفتار قلم کاروں میں ہوتا تھا۔سرور صاحب اپنے وقت کے کم وبیش تمام اخبارات سے منسلک رہے مگر افسوس اس اخبار کی ایک بھی کاپی دستیاب نہ ہونے کے سبب محقق اس کے متعلق بقیہ تفصیلات بیان کرنے سے قاصر ہے۔

(۹) **تم ہم ویکلی** ۱۹۶۰ء

تم ہم ایک علمی وادبی اخبار تھا۔کسی مقامی تذکرے میں اس اخبار کا ذکر نہیں ملتا۔خوش قسمتی سے اس اخبار کی ایک ادھوری کاپی دستیاب ہوئی ہے۔یہی کاپی اس اخبار کی معلومات کا سرچشمہ ہے۔اسی کاپی کی مدد سے ہم اخبار کی نامکمل معلومات درج کررہے ہیں۔

اخبار کی جو ادھوری کاپی دستیاب ہوئی ہے صرف دو صفحات پر مشتمل ہے جس پر صفحہ نمبر درج نہیں ہے۔اخبار دیکھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ اخبار کا تیسرا اور چوتھا صفحہ ہونا چاہیے کیوں کہ مالیگاؤں میں آج بھی

زیادہ تر اخبارات چار صفحات کے ہی شائع ہوتے ہیں۔آخری صفحے کے اوپر انگریزی میں اخبار کا نام ''دی تم ہم ویکلی مالیگاؤں'' درج ہے۔ پرنٹر، پبلشر کی حیثیت سے اے۔ایچ نذیری درج ہے اور چھپائی کے لیے عوامی پریس کا نام درج ہے۔ پورا اخبار ٹائپ میں چھپا ہوا ہے۔جس میں انجمن نوجوان مصنفین کی ۲۲ ویں نشست مورخہ یکم دسمبر ۶۱ء کی روداد اور شعبہ ادب انجمن ترقی اردو شاخ مالیگاؤں کی چوتھی نشست (منعقدہ ہندستان لائبریری) مورخہ ۲ دسمبر ۶۱ء کی روداد، چند چھوٹی خبریں اور اشتہارات شائع ہوئے ہیں۔انجمن کی نششتوں کی رداد سے اندازا ہوتا ہے کہ یہ اخبار ۱۹۶۱ء میں جاری تھا۔یعنی اخبار ۱۹۶۱ء سے پہلے شائع ہوتا تھا۔اخبار کب شروع ہوا؟ کب بند ہوا؟ کیوں بند ہوا؟ ٹائٹل کیسا تھا؟ اخبار کے مشمولات کیا تھے؟ وغیرہ تفصیلات اس وقت تک اندھیرے میں ہیں جب تک کہ اس کے متعلق صحیح معلومات اور اخبار کی مکمل کاپی دستیاب نہ ہو جائے۔

(۱۰) **نوائے مشرق (هفت روزه) ۱۹۶۰ء**

نوائے مشرق ۱۹۶۰ء میں احمد نسیم مینا نگری نے شروع کیا لیکن زیادہ دنوں تک نہیں نکال سکے۔چند شماروں ہی کے بعد'' کاروباری مصروفیت کی وجہ سے ملکیت لطیف عزیز کو منتقل کر دی۔''(ص۔۲۲۷، مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ڈاکٹر الیاس صدیقی۔) نوائے مشرق لطیف عزیز کے معتبر ہاتھوں میں آنے کے بعد کامیابی سے جاری رہا۔عبدالمجید سرور لکھتے ہیں کہ''یہ جماعت اسلامی کے انقلابی نظریات کا حامل ہفتہ روزہ اخبار تھا۔''(ص۔۴۲۔نقش پا۔عبدالمجید سرور) احمد نسیم مینا نگری، عبدالمجید سرور، اور اسمعیل اکبر وغیرہ اس سے منسلک تھے۔اخبار کا مقصد اصلاح معاشرہ تھا۔نوائے مشرق ایک دینی، اصلاحی اور ادبی اخبار تھا جس کی قیمت اس وقت ایک آنہ تھی۔تعداد اشاعت ۳۰۰ تھی۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔خبریں، دینی، ادبی و اصلاحی مضامین اس کے مشمولات تھے۔مراسلات اور اعلانات بھی شائع ہوتے تھے۔تیسرے اور چوتھے صفحے پر اشتہارات چھپتے تھے۔اداریہ لطیف عزیز صاحب ہی کے زور قلم کا نتیجہ ہوتا تھا۔

شوکت پریس میں چھپتا تھا۔

اخبار کا ٹائٹل خط نستعلیق میں بڑے قط میں لکھا ہوا تھا۔شہر کے بہترین صحافی محمد سلطان اور مشہور ادیب۔شاعر، صحافی۔نثر نگار، ناقد اور تاریخ نویس ڈاکٹر الیاس صدیقی نوائے مشرق کی دین ہیں۔اخبار اپنے مقاصد کی طرف کامیابی سے بڑھتا رہا مگر بدقسمتی سے اخبار کی عمر زیادہ لمبی نہیں رہی۔اخبار کے مدیر لطیف عزیز

صاحب کی خانگی اور مصروفیات کے بوجھ تلے دب کر ختم ہوگیا۔ محض دو سال کے قلیل عرصے کے بعد بند ہوگیا۔ مگر اپنا نقش ضرور چھوڑ گیا۔ RNI میں نوائے مشرق کا رجسٹریشن نمبر 6382/61 ہے۔ جبکہ RNI میں اور خود اخبار کی پریس لائن میں مالک، پرنٹر، پبلشر کی حیثیت سے صادق انصاری کا نام درج ہے۔

(۱۱) **پروان (هفت روزه)** ۱۹۶۰ء

یہ ایک ہفت روزہ اخبار تھا۔ سال اشاعت اندازاً ۱۹۶۰ء ہے۔ اس کے مالک و مدیر تاباںؔ مقادم تھے۔ ہند چین جنگ کے وقت چین کی تائید میں خبر لکھنے پر تاباںؔ مقادم کی گرفتاری ہوگئی اور اسی کے ساتھ اخبار بند ہوگیا۔ اس اخبار کا ایک یا دو شمارہ ہی منظر عام پر آسکا۔ اب اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہے۔

(۱۲) **کیفی (هفت روزه)** ۱۹۶۳ء

شہر کے مشہور اور کہنہ مشق صحافی عبداللطیف جعفری کا ہفت روزہ اخبار تھا۔ اس اخبار کا پہلا شمارہ تین اگست ۱۹۶۳ء کو جاری ہوا۔ اس وقت کمونزم کا دور تھا۔ اکثر شعرا اور ادبا اس سے نہ صرف متاثر تھے بلکہ اس کے حامی بھی تھے۔ عبداللطیف جعفری بھی اس کمونسٹ نظریات کے حامی تھے۔ عبداللطیف جعفری اس وقت مشہور ترقی پسند شاعر ''کیفی اعظمی'' کے بڑے مدّاح تھے۔ اسی لیے جعفری صاحب نے جب اخبار نکالنے کا ارادہ کیا تو اسے ''کیفی اعظمی سے منسوب کرتے ہوئے اپنے اخبار کا نام ''کیفی'' رکھا۔

کیفی ایک سیاسی اور ادبی اخبار تھا جو عام اخباری سائز کے چار صفحات پر نکلتا تھا۔ اخبار کی قیمت ایک آنہ تھی۔ تعداد اشاعت ۲۵۰ تھی۔ اردو ادب کا فروغ اور کمونسٹ نظریات کی تشہیر اس اخبار کا مقصد تھا۔ اخبار کے چار، پانچ شمارے خالص ادبی نکالے گئے۔ ماہ نومبر میں روسی انقلاب دن ہوتا تھا اس مناسبت سے ''روسی انقلاب نمبر'' بھی نکالا گیا۔ اداریہ جعفری صاحب یا سعید عقاب کے زور قلم کا نتیجہ ہوتے تھے۔ سیاسی خبروں کے لیے عبدالمجید ماہر تگ ودو کرتے تھے۔ اخبار کے مشمولات میں خبریں۔ ادبی معمہ، تبصرہ، اور اردو ادب شائع کیا جاتا تھا۔ علی سردار جعفری، کیفی اعظمی اور کرشن چندر جیسے شعرا و ادبا کے ادب پارے شائع ہوتے تھے۔ کیفی میں خالص ادبی اخبار تھا مگر ۲ ستمبر ۱۹۶۳ء کو مالیگاؤں میں پھوٹ پڑنے والے فساد کے بعد اس میں سیاسی خبریں بھی شائع ہونے لگیں۔ اس طرح کیفی نیم ادبی نیم سیاسی اخبار بن گیا۔ جعفری صاحب سرکاری ملازم تھے اس لیے کیفی ان برادر خورد عبدالمجید کوثر کے نام سے رجسٹر کروایا۔ افسوس کیفی بھی زیادہ عمر نہ پاسکا صرف ڈیڑھ سال کے مختصر عرصے کے بعد بند ہوگیا۔ کیفی شوکت پریس میں چھپتا تھا اس کی کتابت جعفری صاحب خود کرتے

تھے۔اس وقت لیتھو پریس کا زمانہ تھا۔لوہے کی پلیٹ کی ایجاد نہیں ہوئی تھی۔پتھر کی پلیٹ بنتی تھی۔اس وقت چھپائی کا کام ایک دقت طلب امر تھا۔اخبار کی ایک بھی کاپی دستیاب نہیں ہے۔

RNI میں اس کا رجسٹر نمبر 911/63 ہے۔

(۱۳) **شورش (هفت روزه)** ۱۹۶۵ء

شورش جولائی ۱۹۶۵ء میں جاری ہو۔یہ اخبار ''مرحوم شورش'' مالیگانوی کی یاد میں جاری کیا گیا۔اخبار کے ٹائٹل پر ''بیادگار شورش مرحوم'' اور مالک ''عمر جوش'' لکھا ہوا ہوتا تھا۔اخبار کے مالک و مدیر عمر جوش تھے۔ بعد میں ایڈیٹر سراج احمد ہو گئے۔اخبار کے ٹائٹل کے اوپر اخبار کے نام کی مناسبت سے ایک شعر درج کیا گیا

جو حوادث کے تھپیڑوں سے بھی چونکے نہ کبھی

شورش وقت نے ان کو بھی جگایا کہ نہیں

اخبار کا ٹائٹل آرائشی خط میں بنایا گیا تھا۔اخبار میں اسلامی معلوماتی مضامین، اداریہ اور چھوٹی چھوٹی خبریں، اعلانات اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔اخبار برسوں جاری رہا۔آج کل ہفت روزہ شہریار کے مالک و مدیر مسعود اختر ''شورش'' بھی نکال رہے ہیں۔اخبار آج بھی جاری ہے۔(شورش۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۲۹۔۲۱ فروری ۱۹۷۷ئ،شورش۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۳۳۔۲۱ مارچ ۱۹۷۷ئ۔شورش۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۴۷۔۱۶ مئی۔۱۹۶۶ئ۔شورش۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۵۰۔۱۸ جولائی ۱۹۷۷ئ۔شورش۔جلد نمبر ۱۱۔شمارہ نمبر ۴۰۔۵، اپریل ۱۹۷۶ئ)

(۱۴) **جرأت (هفت روزه)** ۱۹۶۵ء

جرأت ایک ہفت روزہ اخبار تھا۔ایک اندازے کے مطابق ۱۹۶۵ء میں جاری ہوا۔عبدالحفیظ المعروف اطہر آلخیری اس کے مالک تھے۔اخبار کا ٹائٹل نہایت خوبصورت تھا جسے مالیگاؤں کے مشہور خطاط حاجی غلام رسول حسن رقم نے بنایا تھا۔ٹائٹل میں تغرہ نویسی کی جھلک ملتی ہے۔ٹائٹل انگریزی میں بھی لکھا ہوا تھا۔ٹائٹل پر ایک شعر درج تھا

شبنم کے اس قطرے کو داد دیے ہی بنتی ہے

جس کی جرأت خندہ زن ہے سورج کی تابانی پر

اس وقت قیمت ۳۵ پیسے تھی۔عام اخباری سائز کے کاغذ پر شائع ہوتا تھا۔اطہر صاحب نے اس اخبار

کی ملکیت بوہرہ جماعت کو دے دی تھی اس لئے یہ بوہرہ جماعت کا ترجمان تھا۔ٹی۔ای بادشاہ اس کے ایڈیٹر تھے۔اس اخبار میں بوہرہ جماعت کے متعلق مختلف موضوعات پر مضامین شائع ہوتے تھے۔کبھی کبھی شعری تخلیقات بھی شائع ہوتی تھیں۔جرأت برسوں بلاناغہ نکلتا رہا۔اطہرؔ صاحب کے انتقال کے بعد جرأت بند کر دیا گیا اور جرأت ایمان نام سے دوسرا اخبار جاری کیا گیا جو اب تک جاری ہے۔اس کی تفصیل جرأت ایمان کے تذکرے میں آرہی ہے۔(جرأت۔جلد نمبر ۱۵۔شمارہ ۹۔۱۰۔۱۱،۱ گست ۱۹۸۰ئ)

(۱۵)**پسینہ (ہفتہ واری)** ۱۹۶۶ء

پسینہ ایک ہفتہ واری اخبار تھا۔اسے شہر کے شاعر،ادیب،صحافی اور دانشور جناب احمد نسیم مینانگری نکالتے تھے۔نسیم صاحب نے اس سے پہلے نوائے مشرق کچھ ماہ تک نکالا پھر تجارتی مصروفیات کے سبب اسے لطیف عزیز کو دے دیا تھا۔پسینہ ۱۹۶۶ء میں شروع ہوا۔بقول عبدالمجید سرور''اسے حضرت ادیب کی سرپرستی حاصل تھی۔ادبی شعری ،تعمیری نظریات کا ترجمان تھانسیم صاحب کے افتتاحیہ مقالے خوب ہوا کرتے تھے۔''(ص ۴۰۔نقش پا۔عبدالمجید سرور) یہ ادیب مالیگانوی کے شوکت پریس میں چھپتا تھا۔پسینہ یہ نام ہی اپنے اندر ایک جاذبیت اور معنویت رکھتا ہے۔پسینہ عام اخباری سائز کے چار صفحات پر نکلتا تھا۔اس میں خبریں ،ادبی مضامین،تبصرے وتنقید،مراسلے اور اشتہارات چھپتے تھے۔نسیم صاحب خود صاحب علم اور صاحب قلم تھے اس لیے اخبار کا اپنا ایک میعار تھا۔اس اخبار کے لیے نسیم صاحب نے خوب پسینہ بہایا مگر تھوڑے ہی دنوں بعد پسینہ خشک ہو گیا یعنی اخبار بند ہو گیا۔

RNI میں اس کا رجسٹر نمبر 14064/66 ہے۔

(۱۶) **اکبر ٹائمز (ویکلی)** ۱۹۶۶ء

اکبر ٹائمز غالباً ۱۹۶۵ء یا ۱۹۶۶ء میں شروع ہوا۔اسے محلہ موتی تالاب کی مشہور شخصیت محمد اسمٰعیل اکبر نے جاری کیا۔یہ ایک ادبی،سیاسی،سماجی،اور اصلاحی اخبار تھا۔عام اخباری سائز کے ۴ تا ۸ صفحات پر چھپتا تھا۔قیمت اس وقت ۵۰ پیسے ہوا کرتی تھی اور تعداد اشاعت اس وقت ۱۰۰۰ تھی۔اس وقت اتنی زیادہ تعداد میں کم ہی اخبارات چھپتے تھے۔اخبار ہی اسمٰعیل اکبر صاحب کا ذریعہ معاش تھا۔اسی لیے اسمٰعیل اکبر صاحب اس کے لیے کافی محنت کرتے تھے۔اس کام میں ان لائق فرزندان ابوصفیان اور ابوالعرفان معاونت کرتے تھے۔اکثر مضامین اور اداریہ اکبر صاحب خود تحریر کرتے تھے۔کبھی کبھار اداریہ ابوالعرفان بھی لکھتے

تھے۔ابوالعرفان کالم اورخبریں بھی لکھتے تھے۔اس اخبار کے متعلق عبدالمجید سرور لکھتے ہیں کہ ''اس کا فکری سرمایہ تحریک اسلامی کا اصول و نظریات تھے۔اس اخبار سے صحافت میں مزاح نگاری کی شروعات ہوئی۔خبروں،اداریوں،مضامین۔حتیٰ کے اشتہارات تک مزاحیہ لکھے جاتے تھے۔اخبار نے خود اپنا اشتہار اس طرح شائع کیا تھا۔جگ جگ جیا کرو۔۔

دس دس پیسے دیا کرو۔۔۔۔۔۔۔اکبر ٹائمز لیا کرو۔۔''(ص۔۴۰۔نقش پا۔عبدالمجید سرور)اکبر ٹائمز مالیگاؤں میں اردو صحافت میں پہلا مزاحیہ اخبار تھا۔بہت بعد میں چورن وغیرہ اس فہرست میں شامل ہوئے۔اس اخبار کی اپنی ایک منفرد شناخت تھی۔اخبار میں کئی مستقل کالم چھپتے تھے جو اپنی خاص طرز تحریر کی وجہ سے مشہور تھے۔ڈاکٹر گرو گھنٹال نامی ایک مزاحیہ اصلاحی کالم تھا جو شدھ ہندی میں چھپتا تھا۔اکبر سیوک نامی سیاسی وملی اصلاحی مزاحیہ کالم تھا۔ٹپہ خانہ کے نام سے ایک کالم تھا جس میں قارعین کے سوالوں کے مزاحیہ جوابات دیے جاتے تھے۔ادبی صفحات بھی شائع کیے جاتے تھے۔طلبہ میں مضمون نگاری کی صلاحیت کوفروغ دینے کے لیے مقابلہ جاتی کالم کا خصوصی اہتمام کیا جاتا تھا۔غرض کہ اکبر ٹائمز بڑی دھوم دھام سے نکلتا رہا اور قارعین کی تفریح کے ساتھ ساتھ اصلاح کا کام بھی کرتا رہا۔ ۱۹۹۳ء میں اکبر ٹائمز مالی بحران کے سبب بند کرنا پڑا۔اکبر ٹائمز ان اخبارات کی فہرست میں شامل ہے جنھوں نے لمبی عمر پائی۔اکبر ٹائمز کم وبیش ۲۷ سال تک پابندی سے نکلتا رہا۔آج بھی مالیگاؤں کے قارعین اس یاد کرتے ہیں اوراس کا خلا محسوس کرتے ہیں۔اخبار بند ہوگیا مگر اپنا ایک نمایاں مقام اور نقش چھوڑ گیا۔اس نوعیت کے اخبار کی کمی آج بھی محسوس کی جاتی ہے۔ اکبر ٹائمز رجسٹرڈ تھا۔۔افسوس اس اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہے۔

۱۹۹۳ء کے بعد اس اخبار کا دوبارہ اجرا کرنے کے لیے اس وقت کے کانگریس پارٹی کے ایم ۔ایل۔اے شیخ رشید صاحب کواس کے مالکانہ حقوق سونپ دیے گئے مگر چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر اکبر ٹائمز کا دوبارہ اجرا نہیں ہوسکا۔اوراب اس کی امید بھی کم ہوگئی ہے۔

RNI میں اس کا رجسٹر نمبر 13961/66 تھا۔

(۱۷) **ہم سب (ہفتہ واری)** ۱۹۶۶ء

ہم سب ایک ہفتہ واری اخبار تھا۔اسے محمد ہارون (مولانا) اورشعبان جامعی وغیرہ نے ملکر جاری کیا۔۱۹۶۶ء میں جاری ہوا۔ڈاکٹر الیاس صدیقی شعبان جامعی کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''مالیگاؤں سے جب ہفت

روزہ ہم سب کااجرا ہواتواسکی تحریروں کابڑاحصہ موصوف کے ہی زورقلمکا نتیجہ ہو تاتھا۔(ص۔۱۸۵۔مالیگاؤں میں اردونثر نگاری۔ڈاکٹر الیاس صدیقی۔) ہم سب ٹائپ میں چھپتا تھا۔مالیگاؤں میں ۱۹۶۳ء کے بھیانک فرقہ وارانہ فساد کی رپورٹ ہم سب میں شائع ہوئی تھی۔تلاش بسیار کے بعد بھی اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہوئی اس لیےاس کےمتعلق زیادہ تفصیلات دینے سے محقق قاصر ہے۔

RNI میں ہم سب کا رجسٹریشن نمبر 14062/66 ہے۔

(۱۸)**زبان خلق (هفت روزه)** ۱۹۶۷ء

زبان خلق ۱۹۷۶ء میں مجاہد آزادی عبدالخالق خطیب انصاری صاحب نے جاری کیا۔زبان خلق ایک سیاسی اورسماجی اخبار تھا۔اخبار کا ٹائٹل خط ثلث میں بنایا گیا تھا۔ٹائٹل پر انگریزی میں بھی اخبار کا نام درج تھا۔ٹائٹل پراخبار کادعویٰ ''ضلع ناسک کاسب سے کثیرالاشاعت اردو ہفت روزہ'' تحریر تھا۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پرشائع ہوتا تھا۔سب سے پہلے روزنامہ اخبار نکالنے کا عبدالخالق خطیب نے کیا۔روزنامہ زبان خلق چند ہفتوں میں ہی بند ہوگیا۔(ص۔۴۲۔تذکرہ اوائل مالیگاؤں۔پینٹر رمضان فیضی)اداریہ خود خطیب صاحب لکھتے تھے۔اداریہ پرایک درج ہوتا تھا

بجا کہے جسے عالم اسے بجا سمجھو
زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو

آج کل یہ شعر اخبار کے ٹائٹل پر آ گیا ہے۔اخبار میں خبریں،مضامین،تبصرے اورادبی تخلیقات شائع ہوتی تھیں۔زبان خلق کے متعلق عبدالمجید سرور لکھتے ہیں کہ ''اس اخبار کی تحریروں میں اردو زبان کے گہرے انداز نمایاں ہیں۔خطیب صاحب سوشلسٹ نظریہ ماننے والے ڈاکٹر رام منوہر لوہیا کے گروپ سے تعلق رکھتے تھے۔''(ص۔۵۲۔نقش پا۔) خطیب صاحب کے بعد اخبار کی تمام تر ذمہ داری ان کے فرزند عتیق خطیب نبھا رہے ہیں۔زبان خلق کم وبیش ۵۰ برسوں سے اب بھی جاری ہے۔اخبار کی وہ رمق اب باقی نہیں رہی۔زبان خلق اب بھی جاری ہے مگر بہت خاموشی سے نکلتا ہے۔دبے پاؤں۔زبان خلق سرکاری اشتہارا کی فہرست میں ہے۔زبان خلق کو مالیگاؤں کا پہلا روزنامہ اخبار ہونے کا شرف حاصل ہے۔

(زبان خلق۔جلد نمبر ۳۔شمارہ ۲۳۔ ۲۴۔ ۱۵ ،اپریل ۱۹۶۹ئ۔زبان خلق۔جلد نمبر ۵۹۔شمارہ نمبر ۱۔۱۸،اگست ۲۰۱۵ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 16751/67 ہے۔

(۱۹) بیباک (ہفتہ واری) ۱۹۶۸ء

بیباک ہفتہ روزہ ۱۹۶۸ء میں شروع ہوا۔ یہ ایک سیاسی، علمی اور ادبی اخبار ہے۔ شہر مالیگاؤں میں اخبارات نے اردو ادب کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے ان میں بیباک کا کردار نمایاں ہے۔ بیباک نام ہی کسی اخبار کے نام کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بے باک مالیگاؤں کے چند اچھے نام اور ٹائٹل والے اخبارات میں سرفہرست ہے۔ گذشتہ ۴۸ سالوں سے بلا ناغہ، پابندی اور کامیابی سے جاری ہے۔ اخبار کا ٹائٹل نہایت خوبصورت۔ دلکش اور نام کی مناسبت سے بامعنی ہے۔ ٹائٹل اس قدر خاص انداز سے لکھا گیا ہے کہ نام کا عکس اس میں سکھائی پڑتا ہے۔ ٹائٹل ممبئی کے مشہور خطاط ''شہاب آرٹسٹ'' کے فن کا نمونہ ہے۔ ٹائٹل آج ۴۸ برسوں کے بعد بھی جدید معلوم ہوتا ہے۔ ٹائٹل پر اخبار کا نعرہ ''ترقی پسند قدروں کا ترجمان اور عوام کا بیباک نقیب'' رقم ہے جو اخبار کی پالیسی اور فکر کی غمازی کرتا ہے۔ بیباک ہر ہفتہ جمعہ کے روز نکلتا ہے۔ یہ اخبار دراصل کیمونسٹ نظریات کا ترجمان ہے۔ اگر چہ کمونازم کا خاتمہ ہو گیا مگر بیباک اب بھی جاری ہے۔ بقول عبد المجید سرور ''اس اخبار کو ماسٹر محمد آمین ندیمی نے شروع کیا تھا۔ بعد میں اسی اخبار سے مالیگاؤں کی صحافت میں مارکسی نقطہ نظر کی شروعات ہوئی۔ ممتاز اہل قلم شبیر حکیم، شوکت عزیز اور ہارون بی۔ اے اسے مرتب کرنے لگے ۔(''ص ۴۲۔ نقش پا۔ عبد المجید سرور۔) جب کہ بیباک کے پرانے شماروں میں بہ حیثیت پرنٹر، پروپرائٹر اور پبلشر کے کامریڈ مادھوراؤ گائیکواڑ کا نام شائع ہوتا تھا آج کل یہ نام شامل نہیں ہے RNI میں پرنٹر پبلشر اور ایڈیٹر کی حیثیت سے منشی غلام حیدر عبد الرحیم (۲۹۷ بیل باغ) کا نام درج ہے۔ ہارون بی۔ اے تقریباً ۴۰ سال تک بیباک کی ادارتی اور انتظامی ذمہ داریاں بحسن خوبی نبھاتے رہے ہارون بی۔ اے اور بیباک ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہو گئے تھے۔ ۲۰۰۵ء میں ہارون بی۔ اے نے اپنی ذاتی مصروفیات اور بڑھتی عمر کے سبب بیباک سے رضا کارانہ سبکدوشی اختیار کر لی اور اخبار محمد اسماعیل شیخ محبوب کو سونپ دیا۔ محمد اسماعیل تا حال اس کی ادارتی ذمہ داریاں سنبھال رہے ہیں۔

بیباک عام اخباری کاغذ کے چار صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ اخبار کی قیمت ۲ روپیہ ہے۔ پہلے صفحے پر قومی اور مقامی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ بیباک کا دوسرا صفحہ خاص ہوتا ہے۔ دوسرے صفحے پر اداریہ اور ادبی صفحہ ''ادب نما'' شائع ہوتا ہے۔ جس میں مقامی اور غیر مقامی شعرا اور ادبا کے نثری اور شعری تخلیقات شائع ہوتی ہیں

۔بیباک کا ادبی صفحہ خاصے کی چیز ہے۔ایک وقت تھا جب قارعین ادبی صفحے کے سبب بیباک کے منتظر رہتے تھے۔بیباک کے ادبی صفحے سے کئی ادبی معرکے بھی ہوئے۔بہر حال بیباک نے نئے فنکاروں کو منظر عام پر لانے کے لیے پلیٹ فارم مہیا کیا اور آج بھی یہ پلیٹ فارم قائم ہے۔تیسرے صفحے پر مراسلے اور اعلانات اورشتہارات شائع ہوتے ہیں۔چوتھے صفحے پرخبریں اور اشتہارات ہوتے ہیں۔آج کل بیباک نئی ترتیب و تہذیب کے ساتھ خوبصورت انداز سے شائع ہو رہا ہے۔دوسرے اور تیسرے صفحے کی اوپری پٹی کسی مقامی یا بیرونی شاعر کے اشعار سے مزین ہوتی ہے۔پہلے سردار پریس اور نورانی پریس میں چھپتا تھا آج کل شارپ آفسیٹ کی خوبصورت طباعت کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔

RNI میں اس کا رجسٹر نمبر 18714/68 ہے۔

(۲۰)مالیگاوں اردو ٹائمز (ہفت روزہ) ۱۹۶۸ء

مالیگاؤں اردو ٹائمز ایک ہفت روزہ اخبار تھا۔۱۹۶۸ء میں شروع ہوا۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر نکلتا تھا۔اس کے مالک و مدیر احمد شبراتی تھے۔یہ اخبار شوکت پریس میں چھپتا تھا اور کمال پورہ سے شائع ہوتا تھا۔قیمت پانچ نئے پیسے تھی۔اخبار کے مشمولات میں پہلے صفحے پر مقامی خبریں شائع ہوتی تھیں۔دوسرے صفحے پر خبریں اور مضامین ہوتے تھے۔تیسرا صفحہ مراسلات واعلانات اور اشتہارات کے لئے مخصوص تھا۔چوتھے صفحے پر مختصر خبریں اور اشتہارات ہوتے تھے۔اخبار صحافتی دنیا میں اپنا کوئی خاص مقام بنانے میں کامیاب نہیں ہوسکا اور مالی خسارے کے سبب اندرون ایک برس بند ہوگیا۔کسی مقامی تذکرے میں اس اخبار کا ذکر نہیں ملتا۔تلاش بسیار کے بعد بھی اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہوسکی جس کے سبب اخبار کی زبان وبیان اور میعار کے متعلق کچھ پتہ نہیں چلتا۔

RNI میں اس اخبار کا رجسٹریشن نمبر 16791/68 ہے۔

(۲۱)سرور ٹائمز (ہفت روزہ) ۱۹۶۸ء

سرور ٹائمز نام سنتے ہی یہ بات فوراً ذہن میں آتی ہے کہ کہیں یہ اخبار مالیگاؤں کے مشہور اور کہنہ مشق صحافی عبدالمجید سرور کا اخبار تو نہیں ہے۔جی ہاں یہی بات سچ ہے۔ڈاکٹر الیاس صدیقی عبدالمجید سرور کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''۱۹۶۸ء میں ہفت روزہ سرور ٹائمز جاری کیا''۔(ص۔۱۹۰۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔) سرور ٹائمز سے قبل سرور صاحب کا اخبار تیور بند ہو چکا تھا۔یہ ان کا دوسرا اخبار تھا۔سرور صاحب خود ہی اس کے

مالک، مدیر، خبر نگار، اداریہ نگار سب کچھ تھے۔ عام اخباری سائز کے چار صفحات کا یہ اخبار وہی تمام خوبیوں کا حامل تھا جو تیور میں موجود تھیں۔ یہ اخبار بھی مالی دشواریوں کا بوجھ برداشت نہ کر سکا اور سال دو سال میں ہی بند ہو گیا۔ اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہے۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 18717/69 ہے۔

(۲۲) **البیان (هفت روزه)** ۱۹۷۰ء

آج تک مالیگاؤں میں جتنے بھی اخبارات نکلے وہ سیاسی، سماجی اور ادبی نوعیت کے تھے۔ البیان کو شہر مالیگاؤں کا پہلا دینی نوعیت کا اخبار کہا جا سکتا ہے۔ اخبار کا نام البیان مولانا عبدالحمید نعمانی کا تجویز کردہ ہے (ص۔ ۱۴۱۔ تذکرہ اوائل مالیگاؤں۔ پینٹر رمضان فیضی) اسے سلیم احمد نے شروع کیا۔ البیان ۱۹۷۰ء میں جاری ہوا اور تقریباً ۴۶ برسوں سے آج تک جاری ہے۔ البیان کا نام مالیگاؤں کے ان چند اخبارات میں شامل جنہوں نے طویل عمر پائی۔ البیان کی خاص بات یہ کہ یہ جمعہ کی اولین ساعت کے ساتھ ہی قارعین کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔

اخبار کا ٹائٹل خط ثلث میں سادہ طرز کا لکھا ہوا ہے۔ ٹائٹل پر اوپر اخبار کا نعرہ ''دین اسلام کا ترجمان'' درج ہے۔ ٹائٹل ہمیشہ پہلے صفحے کے درمیان میں شائع ہوتا ہے اور ٹائٹل کے دونوں جانب دو چھوٹے اشتہار شائع ہوتے ہیں۔ اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ اخبار میں دینی معلوماتی مضامین، تفسیر اور احادیث نیز سوال وجواب شائع ہوتے ہیں۔ دینی موضوعات پر نظمیں وغیرہ بھی شائع کی جاتی ہیں۔ اندرونی تمام صفحات پر اوپر پٹی پر قرآن کی آیات کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ البیان پہلے لیتھو کی خوبصورت طباعت کے ساتھ شائع ہوتا تھا اب آفسیٹ پر شائع ہوتا ہے۔ فی الحال اس کی قیمت ۲ روپے ہے۔

سرکاری ریکارڈ کے مطابق اس کا رجسٹریشن نمبر 20726/70 ہے۔

(البیان۔ جلد نمبر ۵۔ شمارہ نمبر ۴۲۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۷۵ئ۔ البیان۔ جلد نمبر ۷۔ شمارہ نمبر ۲۵۔ ۱۳ مئی ۱۹۷۷ئ)

(۲۳) **السبیل (هفت روزه)** ۱۹۷۰ء

السبیل ایک ہفت روزہ اخبار تھا جسے لطیف عزیز نے جاری کیا۔ اس قبل لطیف عزیز نے ایک اور دینی ادبی واصلاحی اخبار نوائے مشرق جاری کیا تھا جو خانگی مصروفیت کی وجہ سے بند ہو گیا تھا۔ لطیف عزیز نے اسی خلا کو پر کرنے کے لیے ۱۹۷۰ء میں السبیل شروع کیا۔ عام اخباری سائز کے چار صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔ اسوقت

قیمت ۲۰ پیسے تھی۔ ہر ہفتہ پیر کے روز پابندی سے نکلتا تھا۔السبیل بھی ایک دینی، ادبی اور اصلاحی اخبار تھا۔ نوائے مشرق کے متعلق عبدالمجید سرور نے لکھا ہے ''یہ جماعت اسلامی کے انقلابی نظریات کا حامل ہفتہ وار اخبار تھا۔'' (ص۔۱۴۱۔نقش پا۔) اخبار نکالنا لطیف عزیز صاحب کا پیشہ نہیں تھا بلکہ اس سے اصلاح سماج مقصود تھی۔السبیل اپنی نوعیت کا منفرد اخبار تھا جس میں درس قرآن، درس حدیث، سماجی اصلاحی مضامین، فکر انگیز اداریے، طنزیہ ومزاحیہ مضامین اور اشتہارات سب کچھ ہوتے تھے۔اداریہ لطیف عزیز خود تحریر کرتے تھے۔کہنہ مشق اور پختہ کار صحافی محمد سلطان اور مشہور شاعر، ادیب، مورخ اور صحافی ڈاکٹر الیاس صدیقی السبیل کی ہی دین ہیں۔محمد سلطان خبریں لکھتے تھے۔الیاس صدیقی نے اسی اخبار سے اپنا صحافتی سفر ''زندہ دل کے قلم سے'' نامی طنزیہ ومزاحیہ کالم کے ذریعے شروع کیا۔السبیل بہت مقبول ہوا۔علمی ادبی اور صحافتی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔لطیف عزیز مولانا عبدالماجد دریا آبادی سے متاثر تھے اس لیے السبیل میں مولانا عبدالماجد دریا آبادی کی جھلک نظر آتی تھی۔اخبار میں شعری تخلیقات بھی شائع ہوتی تھیں۔

ابتدا میں اخبار کا ٹائٹل خط نستعلیق میں لکھا گیا تھا بعد میں اسے مشہور خطاط ''قاسم'' نے خط ثلث میں لکھا اور وہی رائج رہا۔ٹائٹل صفحے کے درمیان میں شائع ہوتا اور ٹائٹل کے دونوں جانب دو چھوٹے چھوٹے اشتہار ہوتے تھے۔نورانی پریس میں چھپتا تھا۔کتابت عبدالرحمان رہبر وغیرہ کرتے تھے۔ پہلے صفحے پر خبریں اور چھوٹے موٹے اشتہارات ہوتے تھے۔دوسرے صفحے پر اداریہ، مضامین اور شعری تخلیقات شائع ہوتی تھیں۔تیسرے اور چوتھے صفحے پر چھوٹی چھوٹی خبریں اور اشتہارات ہوتے تھے۔السبیل جب تک نکلتا رہا بڑی شان سے نکلتا رہا۔

۹ سال کامیابی کے ساتھ بلاغہ نکلنے والا یہ اخبار اپنے مالک و مدیر کی خانگی ومعاشی دشواریوں اور مالی خسارے کے سبب جب السبیل کو جاری رکھ پانے کی کوئی سبیل نہ رہ گئی تو ۱۹۷۹ء میں بند ہو گیا۔(السبیل۔جلد نمبر ۲۔شمارہ نمبر ۱۳۔۲، جون ۱۹۷۵ئ۔السبیل۔جلد نمبر ۶۔شمارہ نمبر ۳۵۔۱۹ نومبر ۱۹۷۹ئ۔السبیل۔جلد نمبر ۶۔شمارہ نمبر ۴۰۔۲۴ دسمبر ۱۹۷۹ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 24232/74 ہے۔

(۲۴) انصار ویکلی ۱۹۷۰ء

انصار ویکلی مالیگاؤں کے مشہور شاعر، نثر نگار محمد حنیف عبدالکریم المعروف حفیظؔ مالیگانوی نے شروع

کیا۔ ۴ نومبر ۱۹۷۰ء بروز بدھ کو اخبار کا پہلا شمارہ شائع ہوا۔اخبار تعلیمی، ادبی، سیاسی، سماجی، اور ملی نوعیت کا تھا۔عام اخباری کاغذ کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔ قیمت دس پیسے تھی ۔تعداد اشاعت لگ بھگ ۵۰۰ تھی ۔اخبار حفیظؔ کا پیشہ نہیں تھا بلکہ شوقیہ اخبار نکالتے تھے۔مالیگاؤں سے جاری ہونے والے اکثر اخبارات اپنی لیسی ظاہر نہیں کرتے انصار ان چند اخبارات میں ہے جنہوں نے اپنی پالیسی کا کھل کر اظہار کیا ہے۔انصار کی پالیسی کے متعلق حفیظؔ صاحب ہماری کے تحت لکھتے ہیں کہ ''انصار کسی پارٹی کا آرگن نہیں ہوگا۔انصار، انصاری برادری کی صنعت، تہذیب و تمدنکا ترجمان ہے۔کسی پارٹی کا آلہ کار نہیں ہے۔اس کا مقصد تخریب نہیں تعمیر ہے''۔(انصار ویکلی۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔ ۴ نومبر ۱۹۷۰ئ)اخبارت کے مشمولات میں خبریں۔مضامین۔اداریہ، تبصرے، شعری ادب اور نثری ادب، مراسلات و اعلانات اور اشتہارات شائع ہتے تھے۔رنگ روپ کے نام سے ادبی گوشہ شائع ہوتا تھا۔احمد عثمانی اور رززاق عادل اسے مرتب کرتے تھے۔اخبار کے کئی اہم نمبر نکلے جس میں عید نمبر اور ساحر لدھیانوی نمبر قابل ذکر ہیں۔انصار خوب نکلا مگر آخر کار وہی ہوا جو اکثر اردو اخبارات کا انجام ہوتا ہے۔مالی پریشانیوں کی وجہ سے انصار ویکلی مالیگاؤں کے صحافتی میدان میں چار سال کے مختصر عرصے تک زندہ رہنے کے بعد قصہ ماضی ہوگیا۔انصار ویکلی کی فائل حفیظؔ صاحب کے لائق فرزند ماسٹر اقبال حنیف کے پاس محفوظ ہے۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 20683/70 ہے۔

(۲۵) زاهد (هفت روزه) ۱۹۷۰ء

زاہد ایک ہفتہ واری سیاسی و سماجی اخبار تھا۔ ۱۹۷۰ء میں جاری ہوا۔عبدالرشید کیپٹن (نہال نگر) اس کے مالک، پرنٹر اور پبلشر تھے اور عبدالواحد انصاری اس کے ایڈیٹر تھے۔عام اخباری سائز کے چار صفحات کا اخبار تھا جس میں خبریں، مضامیں، اداریہ، مراسلات اور اعلانات اور اشتہارات ہوتے تھے۔عبدالمجید سرور کے مطابق ''عبدالواحد انصاری مسلم لیگ کے صدر تھے ان کا اخبار مسلم لیگی نظریات کا ترجمان تھا۔بے لاگ تبصرے اور فکر انگیز اداریے اور ملی خبریں اس کی خصوصیت تھی۔''(ص۔۵۰۔نقش پا۔عبدالمجید سرور) عبدالواحد انصاری کی وفات کے بعد زاہد بند ہوگیا۔اخبار کی ایک بھی کاپی دستیاب نہیں ہے۔اس لئے بہت سی معلومات تشنہ ہیں۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 20684/70 ہے۔

(۲۶) بے خطر (ماھنامہ) ۱۹۷۰ء

شہر مالیگاؤں میں اخبارات کی اس بھیڑ میں ''بے خطر'' نامی ایک ماہنامہ اور صحافتی افق پر نمودار ہوا۔ ایک مقامی تذکرے کے مطابق یہ ۱۹۷۰ء میں جاری ہوا۔ (ص۔۱۱۸۔ مالیگاؤں کل اور آج۔ محمد خان لا بیلا) سر کاری ریکارڈ کے مطابق اس رجسٹریشن ۱۹۷۲ء میں ہوا (آر۔این۔آئی) اسے عبدالستار فنا نے جاری کیا۔ (س۔۱۱۸۔ مالیگاؤں کل اور آج۔ محمد خان لا بیلا) جب کہ آر۔این۔آئی میں ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر کی حیثیت سے نخشب مسعود کا نام درج ہے۔ افسوس کہ اس ماہنامہ کی ایک بھی کاپی [illegible]ط نہ ہونے کی وجہ سے اس کے متعلق مزید معلومات حاصل نہیں ہوسکی۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 22734/72 ہے۔

(۲۷) پیپلز (ڈیلی) ۱۹۷۱ء

پیپلز ڈیلی ۱۹۷۱ء میں جاری ہوا۔ پیپلز ڈیلی کے نام سے مالیگاؤں کا یہ پہلا ایسا اخبار تھا جسے ایک مراٹھی زبان کے صحافی گووند مہادیو سونجے جاری کیا۔ (ص۔۴۳۔ نقش پا۔ عبدالمجید سرور۔ص۔۲۲۱۔ آبروئے قلم۔ مالیگاؤں۔) یہ روز نامہ تھا۔ شہر مالیگاؤں میں اس اخبار سے پہلے زبان خلق کچھ ہفتوں تک روز نامہ نکل کر بند ہو گیا تھا۔ اسے مالیگاؤں کا دوسرا روز نامہ اخبار کہا جا سکتا ہے۔ عبدالمجید سرور، اسماعیل اکبر، شفق انصاری، وغیرہ اس کے خاص لکھنے والے تھے۔ اخبار کا اجرا شاندار پیمانے پر ہوا۔ مگر اہل اردو کی نا قدری اور بے التفاتی کے سبب اخبار جلد ہی بند ہو گیا۔ اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہے۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 20747/71 ہے۔

(۲۸) شھریار (ھفت روزہ) ۱۹۷۱ء

شہریار ۱۹۷۱ء میں حمید اختر نے جاری کیا۔ حمید اختر ایک کامیاب شاعر۔ ادیب اور صحافی تھے۔ شہریار ایک سیاسی نوعیت کا اخبار تھا۔ ابتدا میں آزاد تھا مگر آگے چل کا کانگریس پارٹی کا آرگن ہو گیا (ص۔۱۴۲۔ مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ ڈاکٹر الیاس صدیقی۔) اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر نکلتا تھا۔ ٹائٹل خط نستعلیق میں خوبصورت لکھا گیا تھا، آج بھی وہی ٹائٹل قائم ہے۔ اخبار کا نعرہ ''عوامی آواز کا بیباک ترجمان'' ٹائٹل کے اوپر درج ہوتا تھا۔ ساتھ ہی ایک شعر

ترے غرور کو اے آفتاب کیا معلوم

کہ میری خاک کے ذروں میں روشنی کیا

لکھا ہوتا تھا،اب نہیں ہے۔پہلے صفحے پر خبریں دوسرے صفحے پر اداریہ اور مضامین۔تیسرے اور چوتھے صفحے پر مراسلے اور اعلانات اور اشتہارات ہوتے تھے۔شہر یار کے کئی نمبر بھی نکلے عید نمبر وغیرہ نمبر عموماً آٹھ صفحات کے ہوتے تھے۔شہر یار ان خوش نصیب اخبارات میں شامل ہے جنہوں نے لمبی عمر پائی۔گذشتہ ۴۲ برسوں سے آج تک پابندی سے نکلتا ہے۔حمید اختر کے انتقال کے بعد اخبار ان فرزند مسعود اختر سنبھالتے رہے۔آج کل طبیعت کی خرابی کے سبب مسعود اختر کے فرزند جنید اختر نکال رہے ہیں۔اخبار گورنمنٹ کی لسٹ پر ہے۔شہر یار اب بھی جاری ہے مگر پہلی سی وہ بات نہیں ہے۔

(شہر یار۔جلد نمبر ۱۳۔شمارہ نمبر ۱۹۔شہر یار/ ۱۸۔ ۱۹۸۳ئ۔عید نمبر)

RNI میں رجسٹریشن نمبر 20817/71 ہے۔

(۲۹)مالیگاؤں۔ویکلی ۱۹۷۲ء

مالیگاؤں۔ویکلی نام سے R N I میں ایک اخبار رجسٹر ہے جس کا رجسٹریشن نمبر 24050/72 ہے۔مالک اور مدیر کی حیثیت سے محمد غوث شیخ یاسین، ۳۳۳،اسلام پورہ درج ہے۔اخبار جاری ہوا تھا یا نہیں اس بارے میں کوئی جانکاری حاصل نہیں ہوسکی۔تلاش بسیار کے بعد بھی اس اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہوسکی۔اس لیے اس اخبار کے متعلق کوئی تفصیل بیان کرنا فی الحال ممکن نہیں۔

(۳۰)ثبات (ہفت روزہ) ۱۹۷۲ء

ثبات ایک ہفت روزہ اخبار تھا اسے حضرت ادیب مالیگانوی نے شروع کیا تھا۔ابھی ایک ہی شمارہ نکلا تھا کہ احمد نسیم مینا نگری جو ممبئی میں مقیم تھے ممبئی چھوڑ کر مالیگاؤں واپس آ گئے۔احمد نسیم ایک اخبار نکالنا چاہتے تھے۔انہوں نے ادیب صاحب سے ثبات مانگ لیا۔ادیب صاحب اور نسیم صاحب دوست تھے۔ادیب صاحب نے ثبات نسیم صاحب کو سونپ دیا۔اس طرح ثبات نسیم صاحب نکالنے لگے۔ایک مقامی تذکرے کا مطابق یہ ۱۹۷۲ء میں جاری ہوا۔مالک و مدیر سب کچھ نسیم صاحب ہی تھے۔چار صفحات کا اخبار تھا۔شوکت پریس میں چھپتا تھا۔اخبار کے مشمولات میں خبریں،مضامین۔تبصرے،مراسلے،شعری اور ادبی تحریریں اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔اس اخبار کا ایک خاص کالم ''نشانات'' تھا جسے سلطان سبحانی ترتیب دیتے تھے۔تھوڑے دنوں کے بعد بند ہوگیا۔اس سے قبل نسیم صاحب کا ایک اور اخبار ''پسینہ'' اسی تجربے سے گذر چکا

تھا۔اخبار کی ایک بھی کاپی دستیاب نہیں ہونے کے سبب اس کے متعلق جملہ معلومات منظر عام پر آنے سے قاصر ہے۔

(۳۱) ندائے مالیگاؤں (ھفت روزہ) ۱۹۷۳ء

سرکاری ریکارڈ (آر۔این۔آئی) کے مطابق یہ ہفت روزہ ۱۹۷۳ء میں رجسٹر ہوا۔ جسے نہال احمد محمد نے ۱۷۷، نشاط روڈ اسلام پورہ سے رجسٹر کروایا تھا۔اس کا رجسٹریشن نمبر 24185/73 ہے۔مگر عجیب بات یہ ہے کہ اس کا تذکرہ کسی مقامی تذکرے میں نہیں ملتا۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اخبار شروع کرنے کے لیے رجسٹریشن کروایا گیا ہوگا مگر اخبار شروع نہیں ہوسکا۔اس لیے اس اخبار کا تذکرہ مستقبل میں مزید معلومات ملنے تک موقوف کیا جاتا ہے ۔

(۳۲) انوار مطلع (ھفت روزہ) ۱۹۷۳ء

مالیگاؤں کے صحافتی افق پر ایک اور ہفت روزہ انوار مطلع طلوع ہوا۔اسے ۱۹۷۳ء میں محمد حسن مستری نے جاری کیا۔حسن مستری ہی اس اخبار کے مالک و مدیر سب کچھ تھے۔یہ عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔اس کے مشمولات میں خبریں، مضامین، تبصرے، اداریہ، مراسلے، اعلانات اور اشتہارات تھے۔ انوارِ مطلع اپنے وقت کا مشہور اخبار تھا۔انوارِ مطلع نے کئی نمبر بھی شائع کیے جس میں ''اردو صحافت نمبر''، بہت قیمتی ہے مگر افسوس کہ یہ نمبر ناپید ہے۔اس اخبار کے متعلق عبدالمجید سرور اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''یہ آزادی کے بعد کی مسلم لیگ کے نظریات کا ترجمان تھا۔بڑی شان اور امید وبیم سے جاری ہونے والا یہ اخبار ایک موقع پر مالیگاؤں میں مقبولیت کی چوٹی پر پہنچ گیا تھا۔یہ کثیر الاشاعت اخبار تھا۔(ص۔۴۰۔نقش پا۔عبدالمجید سرور۔)ابتدا میں ممبئی کے آج پریس سے چھپ کر مالیگاؤں آتا تھا۔بعد میں ادیب حضرت کے شوکت پریس میں چھپنے لگا۔عبدالمجید سرور، اسماعیل اکبر، حکیم انور (ناسک) اس کے خاص لکھنے والے تھے۔بعد میں احمد نسیم مینا نگری نے اسے سنبھالا۔مشہور آرٹسٹ اور خطاط اکبر مرزا اسی اخبار سے متعارف ہوئے۔انوار مطلع برسوں طمطراق سے بلا ناغہ نکلتا رہا۔مالی دشواریوں اور اندرونی اختلافات کی وجہ سے بند ہوگیا۔افسوس کہ اس اخبار کی ایک بھی کاپی دستیاب نہیں ہوسکی۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 24184/73 ہے۔

(۳۳)آؤھم سب چلیں (ھفت روزہ) ۱۹۷۵ء

۱۹۷۵ء میں آؤ ہم سب چلیں نامی ایک ہفت روزہ جاری ہوا۔اسے شبیر احمد شیخ (ناندیڑی) نے شروع کیا تھا۔(ص۔۱۷۱۔ مالیگاؤں کل اور آج۔محمد خان لابیلا۔ص۔۷۴۔نقش پا۔عبدالمجید سرور۔) یہ اخبار ابھی شروع ہی ہوا تھا کہ اخبار کے مالک و مدیر کا مستقر ناندیڑ تبدیل ہو جانے کے سبب اخبار مالیگاؤں سے نکلنا بند ہو گیا۔صرف چند شمارے ہی نکل سکے وہ بھی نایاب ہیں۔اس لیے اس اخبار کے متعلق مزید معلومات دستیاب نہیں۔

(۳۴) **ندائے بنکر (ھفت روزہ) ۱۹۷۵ء**

مالیگاؤں کے مشہور سماجی خدمت گار اصغر انصاری نے جاری کیا۔یہ اخبار سرکاری لسٹ پر تھا۔(ص۔۵۲۔نقش پا۔عبدالمجید سرور۔) اخبار ۱۹۷۵ء میں شروع ہوا۔مگر تادیر جاری نہ رہ سکا۔یہ اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر مشتمل تھا۔خبریں،مضامین،مراسلے اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہے۔

(۳۵) **ڈسپلین (ھفت روزہ) ۱۹۷۵ء**

ڈسپلین شہر کے ایک تجربہ کار صحافی کلیم احمد دانش نکال رہے ہیں۔نے ۱۹۷۵ء شروع ہوا۔ڈسپلین ایک سیاسی نوعیت کا اخبار ہے یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ شہر کے سوشلسٹ لیڈر نہال احمد کا آرگن ہے۔عبدالمجید سرور لکھتے ہیں کہ ''مرحوم محمد امین چودھری نے اس اخبار کو جاری کیا۔امین چودھری کے انتقال کے بعد جناب کلیم احمد دانش نے اس کے حقوق حاصل کر لیے ہیں''۔(ص۔۵۰۔نقش پا) جب کہ آر۔این۔آئی کے مطابق اس کے مالک، پرنٹر، پبلشر کلیم احمد دانش ہیں۔ڈسپلین عام اخباری سائز کے چار صفحات پر مشتمل ہے۔ابتدا میں اس کا ٹائٹل چھوٹا سا بالکل سادہ تھا۔بعد میں ٹائٹل تبدیل کیا گیا اور وہی تبدیل شدہ ٹائٹل تا حال قائم ہے۔ابتدا میں قیمت ۲۰ پیسے تھی آج کل دو روپے ہے۔

ڈسپلین میں خبریں،اداریہ،مضامین،تبصرے،مراسلے،اعلانات،اشتہارات اور اردو ادب سب کچھ شائع ہوتا ہے۔یہ اخبار اپنی خاص طرز تحریر اور خاص طرز کی رپوٹنگ کے لیے مقبول ہے۔ڈسپلین اپنے مخالفین پر کڑی اور بے باکانہ تنقید کے لیے مشہور ہے۔مگر ان تنقیدوں میں حقائق سے بے نیازی نہیں ہوتی۔مالیگاؤں میں عام طور پر اخبارات میں کرائم رپوٹنگ کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں ہے۔خبروں پر بے لاگ تبصرہ اور خبروں کو جزئیات کے ساتھ پیش کرنا ڈسپلین کا خاصہ ہے۔ڈسپلین کی ایک خاص بات اس کی سرخیاں ہیں جو

قاری کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں۔خبروں اور سرخیوں کے ذریعے سوالات قائم کر کے قاری کا تجسس قائم رکھنا اس اخبار کا خاص طرز ہے۔اسی لیے شہر میں ڈسپلین کو دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے۔وقتاً فوقتاً اس میں اردو ادب بھی شائع ہوتا ہے۔غرض کہ ڈسپلین کامیابی سے بلا ناغہ پابندی وقت کے ساتھ اور اپنے پورے ڈسپلین کے ساتھ جاری ہے۔شہر کے کونے کونے تک وقت پر اخبار کی رسائی میں اس اخبار کا کوئی ثانی نہیں ہے۔اپنے ذاتی پریس عوامی پریس میں چھپتا ہے۔خوبصورت اور بے داغ طباعت کیساتھ گذشتہ ۴۱ برسوں سے جاری ہے۔(ڈسپلین جلد نمبر ۴۔شمارہ نمبر ۶۔۷ جنوری ۱۹۷۹ء ڈسپلین۔جلد نمبر ۵۔شمارہ نمبر ۴۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۷۹ء۔)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 2796/75 ہے۔

(۳۶) **یوتھ آرگن (ہفت روزہ)** ۱۹۷۵ء

یوتھ آرگن ایک ہفت روزہ اخبار ہے۔اسے محمد ابراہیم محمد قاسم نے (نیا اسلام پورہ سے) دوبارہ شروع کیا ہے۔یوتھ آرگن کا پہلا شمارہ ۲۲ جون ۱۹۷۵ء کو منظر عام پر آیا ۔یہ اخبار سیاسی، ادبی، تعلیمی اور ملی نوعیت کا اخبار تھا۔ ۲۰x۱۵ سائز پر نکلتا تھا۔ قیمت اس وقت ۲۵ پیسے تھی اب ۲ روپیہ ہے۔اسے محمد ابراہیم نے عوامی خیالات کی ترجمانی کے مقصد سے جاری کیا۔یوتھ آرگن یہ نام مالیگاؤں کے ان اخبارات میں شامل ہے جن کے نام بارعب اور اخبار کے لیے مناسب ہے۔اخبار کا پرانا ٹائٹل خط ثلث میں لکھا ہوا تھا۔نیا ٹائٹل بالکل سادہ نستعلیق میں کمپیوٹر سے بنایا گیا ہے۔نئے ٹائٹل پر اخبار کا نعرہ تین مختصر جملوں میں ''عوامی ترجمانی کا دعوے دار۔شہر کا سب سے معتبر اخبار۔غیر جانب دار صحافت کا علمبردار'' درج ہے۔پرانا ٹائٹل نعرے سے بے نیاز تھا۔یوتھ آرگن کئی بار مالی پریشانیوں کے سبب بند ہوا پھر جاری ہوا۔ ۲۰۰۹ء میں یوتھ آرگن ایک بار پھر نئے جوش، ہمت اور حوصلے کے ساتھ منظر عام پر آ گیا ہے اور آئندہ پابندی سے جاری رہنے کی امید ہے۔پرانے اخبار میں اداریہ محمد ابراہیم خود تحریر کرتے تھے جو کہ فکر انگیز ہوتا تھا۔یوتھ آرگن میں خبریں، مضامین، تنقید وتبصرہ، ادبی، سائنسی معلومات، شعری ادب، ادبی لطائف، مراسلے، اعلانات اور اشتہارات سب کچھ ہوتے تھے۔پہلے کتابت کے حسن سے آراستہ ہوتا تھا اب کمپیوٹر کی پتھریلی کتابت اور غیر دلکش سیٹنگ کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔نئے یوتھ آرگن میں بھی وہی سب کچھ مواد شائع ہوتا ہے جو پرانے اخبار کا شیوہ تھا۔آج کل یوتھ آرگن میں صفحے کے نیچے کا حصہ منتخب اشعار سے مزین ہوتا ہے۔یوتھ آرگن کے کئی نمبر بھی نکلے جس میں عید میلادالنبی نمبر، یوم آزادی نمبر، یوم جمہوریہ نمبر، مجاہد آزادی، سات شہید نمبر قابل ذکر ہیں۔

یوتھ آرگن کو محمد ابراہیم نے مئی ۲۰۰۹ء میں ڈیلی (روزنامہ) کر دیا تھا۔مگر یہ تجربہ کامیاب نہیں ہوا۔کل ۱۰ شماروں کے بعد بند کرنا پڑا۔محمد ابراہیم نے یوتھ آرگن کے ساتھ ایک اور تجربہ کیا جو کامیاب نہ ہو سکا۔محمد ابراہیم نے حکومتی اداروں کے سمجھانے کے مقصد سے یوتھ آرگن کا انگریزی ایڈیشن شروع کیا۔جس کے لیے انہیں بہت پاپڑ بیلنے پڑے۔ترجمہ نگار دستیاب نہ ہونے کے سبب خود ہی انگریزی میں ترجمہ کرنے لگے مگر یہ سلسلہ زیادہ دنوں تک برقرار نہ رہ سکا۔(یوتھ آرگن۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۳۔ا جنوری ۱۹۸۴۔یوتھ آرگن۔جلد نمبر A/1۔شمارہ نمبر ا۔۳۰ اگست ۲۰۱۵ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 37570/80 درج ہے۔

(۳۷) حیات نو (ہفت روزہ) ۱۹۷۶ء

حیات نو ۱۹۷۶ء میں سرفراز افسر نے جاری کیا۔یہ ہفت روزہ اخبار تھا۔عبدالمجید سرور لکھتے ہیں کہ ''ٹریڈ یونین کے ان اخبارات نے شہر میں اچھا مقام بنایا تھا۔'' (ص ۴۵۔نقش پا۔) سرفراز افسر ٹریڈ یونین سے منسلک تھے اس لیے حیات نو ٹرید یونین کا ترجمان تھا۔اخبار کا نام اور اس کا ٹائٹل دونوں خوبصورت تھے۔اخبار کے ٹائٹل پر نام کے دا ہنی جانب ایک مشعل بردار ہاتھ بنا ہوا تھا جو غالباً بیداری اور انقلاب کی علامت تھا۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر مشتمل تھا۔سردار پریس سے چھپتا تھا۔حکومت مہاراشٹر کے اشتہارات کی فہرست میں تھا۔(ص۔۴۵۔نقش پا۔عبدالمجید سرور۔) قیمت ۲۰ پیسے ہوا کرتی تھی۔پہلے صفحے پر خبریں،دوسرے صفحے پر اداریہ اور مضامین ،تیسرے چوتھے صفحے پر مضامین اور اشتہارات ہوتے تھے۔تمام خبروں اور مضامین کا نقطہ ومحور مزدر،مزدور تحریک اور مارک ازم تھا۔اخبار کافی دنوں تک جاری رہا مگر قائم نہ رہ سکا۔بعد میں اسے شہر کے کچھ نوجوانوں نے مل کر چلانے کی کوشش کی مگر نا تجربہ کاری اور مالی مشکلات پیروں کی زنجیر بن گئے۔آخر کار حیات نو حیات نہ رہ سکا اور بند ہو گیا۔اخبار کتنے عرصہ جاری رہا؟ کب بند ہوا؟ اس کی تفصیلات حاصل نہیں ہو سکیں۔(حیات نو۔جلد نمبر ا۔مشترکہ شمارہ نمبر ۲۷ تا ۲۹۔۸،اپریل ۱۹۷۷ئ۔حیات نو۔جلد نمبر ۳۔مشترکہ شمارہ نمبر ۵،۶،۷۔)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 39958/76 ہے۔

(۳۸) مزدور نمائندہ (ہفتہ روزہ) ۱۹۷۶ء

مزدور نمائندہ ایک ہفتہ روزہ اخبار تھا۔یہ اخبار ٹریڈ یونین کا ترجمان تھا اسی لیے ٹریڈ یونین سینٹر کسمبا روڈ

کے پتے پر رجسٹرڈ تھا اور وہیں سے نکلتا تھا۔اس کے مالک پی۔کے کھیرنار اور مدیر سرفراز افسر تھے۔عام اخباری کاغذ کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔سرفراز افسر کے سردار پریس میں چھپائی کا کام ہوتا تھا۔عبدالمجید سرور لکھتے ہیں کہ''ٹریڈیونین کے ان اخبارات نے شہر میں اچھا مقام بنایا۔''(ص ۴۵۔نقش پا۔عبدالمجید سرور) یہ اخبار کب اور کیوں بند ہوا اس کی تفصیلات تا حال حاصل نہیں ہوسکیں۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 14063/67 ہے۔

(۳۹) **ہم زباں (ہفت روزہ)** ۱۹۷۷ء

ہم زباں ایک سیاسی اخبار تھا۔اس اخبار کا پہلا شمارہ یکم مارچ ۱۹۷۷ء کو شائع ہوا۔پرنٹر،پبلشر اور ہر و پرائٹر رفیق انصاری تھے۔چیف ایڈیٹر سرفراز افسر تھے۔سرفراز افسر اس سے قبل حیات نو اور مزدور نمائندہ یہ دونوں اخبار نکال چکے تھے۔اخبار مزدور حمایتی اور سرمایہ داروں کی مخالفت میں جاری کیا گیا۔اخبار میں خبریں،مضامین تبصرے،ادبی تحریریں،اداریہ اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔اخبار کی خوبصورت کتابت اکبر مرزا کرتے تھے۔اخبار کا ٹائٹل آرائشی خط میں اکبر مرزا نے بنایا تھا۔سردار پریس میں چھپتا تھا۔اس وقت قیمت ۲۵ پیسے تھی۔یہ اخبار صرف دو ماہ کے قلیل عرصے تک جاری رہا پھر بند ہوگیا۔اس کے بعد اخبار کی ملکیت سلطان سبحانی کو سونپ دی گئی۔سلطان سبحانی نے اسے ماہنامہ ادبی رسالے میں تبدیل کر دیا اور مئی۔جون ۱۹۷۷ء میں اس ماہنامہ کا پہلا شمارہ شائع کیا۔(ماہنامہ ہم زباں کا پورا تذکرہ''تذکرۂ رسائل کے باب میں ملاحظ کریں)(ہم زباں۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۱۔یکم مارچ ۱۹۷۷ئ)

(۴۰) **شوق (ہفت روزہ)** ۱۹۷۷ء

ہفت روزہ شوق انصاری اشفاق احمد نے ۱۹۷۷ء میں جاری کیا۔ایک مقامی تذکرے میں شوق کا آغاز ۱۹۷۶ء درج ہے۔(ص۔۱۱۷۔مالیگاؤں کل اور آج۔محمد خان لابیلا) اخبار کا ٹائٹل خوبصورت اور جدید آرائشی خط میں شہر کے مشہور آرٹسٹ اور خطاط اکبر مرزا نے بنایا تھا۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر نکلتا تھا۔سردار پریس میں چھپتا تھا۔پہلے صفحے پر خبریں،دوسرے صفحے پر اداریہ اور خبریں،تیسرے اور چوتھے صفحے پر خبریں،مضامین اور اشتہارات وغیرہ شائع ہوتے تھے۔شوق کے متعلق عبدالمجید سرور لکھتے ہیں کہ''اپنی صحت مند خبروں،تبصروں اور مضامین کے لیے نہ صرف ممتاز ہے بلکہ گھروں میں اس کا انتظار بھی کیا جاتا ہے۔شوق نے اردو صحافت کو ایک اہم، گہرا اور سنجیدہ شعور دینے میں کامیابی حاصل کی ہے''۔(ص۔۴۵۔نقش

پا۔)شوق پورے طمطراق سے تقریباً ۱۵ سال تک بلا ناغہ جاری رہا۔اشفاق انصاری کے انتقال کے بعد عدم جانشینی کے سبب شوق ختم ہوگیا۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 31879/77 ہے۔

(۴۱) میعارزندگی (هفت روزه) ۱۹۷۸ء

میعار زندگی ایک ہفت روزہ اخبار ہے۔اسے عبدالمجید حکیم الدین المعروف عبدالمجید ماجد نے نیاپورہ سے جاری کیا۔۲۰ ستمبر ۱۹۷۸ء کو پہلے شمارے کا اجرا ہوا۔ یہ ایک سیاسی وادبی اخبار ہے۔عام اخبار ی سائز کے چار صفحات پر مبنی ہے۔اخبار کا نام اور ٹائٹل اچھا ہے جسے خط ثلث میں لکھا گیا ہے۔ ہر منگل کا بلا ناغہ پابندی کے ساتھ نکلتا ہے۔اخبار میں اداریہ ماجد صاحب خود تحریر کرتے ہیں ۔ابتدا میں مختار احمد راہی (ادبی مضامین)،سلیم ابن نصیر (سائنسی مضامین) لکھتے تھے۔احسان الرحیم اور شبیر شاکر بھی اس سے منسلک تھے۔اخبار میں بچوں کا صفحہ اور کالم،خواتین کا صفحہ جس میں پکوان اور حنا کاری وغیرہ خبریں،سیاسی وادبی مضامین وغیرہ شائع ہوتے ہیں۔اس طرح عید نمبر اور دیوالی نمبر وغیرہ بھی شائع ہوتے ہیں۔میعار زندگی حکومت کی لسٹ پر ہے۔

آج کل اخبار کے ٹائٹل پر ایڈیٹر کی حیثیت سے کسی مشتاق احمد کمال الدین کا نام نظر آرہا ہے جو ملکیت کی تبدیلی کی طرف واضح اشارہ کرتا ہے۔بہر حال میعار زندگی گذشتہ ۳۷ برسوں سے آج تک جاری ہے۔

(۴۲) طالب علم (هفت روزه) ۱۹۷۸ء

طالب علم اپنی نوعیت کا منفرد اخبار تھا۔مالیگاؤں میں اب تک نکلنے والے اخبارات کی نوعیت سیاسی، ادبی اور دینی ہوا کرتی تھی۔اردو صحافت کے ذریعے طالبان علم کی رہنمائی کا خیال انصاری عزیز الرحمان کے ذہن میں آیا۔اپنے اس خیال کو عملی شکل دینے اور اپنی اس اچھوتے خیال کو پیکر عطا کرنے کے لیے عزیز الرحمان نے طالب علم کے نام سے ایک ہفت روزہ اخبار ۱۹۷۸ء میں جاری کیا۔اس اخبار کا خاص مقصد میٹرک کا امتحان دینے والے طلبہ کی رہنمائی کرنا تھا۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر اخبار نکلتا تھا۔

طالب علم نے اردو صحافت کو ایک نیا رخ عطا کیا۔صحافت کے ذریعے طلبہ کی رہنمائی کا یہ پہلا اور کامیاب تجربہ تھا۔طلبہ میں اس اخبار نے دھوم مچادی۔اس اخبار میں شہر کے ماہر اساتذہ کے ذریعے طلبہ کو میٹرک امتحان میں آنے والے سوالات کے حل کی آسان تیکنک سکھائی جاتی تھی۔اس اخبار نے اتنی شہرت پائی

کہ مالیگاؤں کی حدوں کو پار کر کے پورے مہاراشٹر میں مقبول ہوگیا۔امتحان کے زمانے میں ہر طالب علم کو اس اخبار کا مطالعہ لازمی سمجھا جانے لگا۔طالب علم سے رہنمائی حاصل کر کے نہ صرف مالیگاؤں بلکہ مہاراشٹر بھر کے بہت سے طلبہ نے حکومت کی میرٹ لسٹ میں اپنا نام درج کرایا اور اعلیٰ تعلیم کے لیے رخت سفر باندھا۔غرض کہ اس چھوٹے سے اخبار نے صحافت کا معنی ہی بدل کر رکھ دیا۔اس اخبار کی تقلید میں نہ صرف مالیگاؤں بلکہ مہاراشٹر بھر میں کئی اخبار و رسائل منظر عام پر آئے۔

طالب علم وقت اور حالات کے تقاضے کے تحت ضخیم ہونے لگا۔اور ایک وقت آیا کہ اس نے ایک باقائدہ رسالے یا ڈائجسٹ کی شکل اختیار کر لی۔طالب علم آج بھی جاری ہے۔انصاری عزیز الرحمان کے انتقال کے بعد ان کے فرز[illegible]ط الرحمن اسے پابندی سے نکال رہے ہیں۔مگر تغیر زمانہ اور طلبہ کی ترجیحات کی تبدیلی کے سبب طالب علم کی وہ مقبولیت باقی نہیں رہی۔گذشتہ ۳۸ برسوں سے طالب علم آج بھی جاری ہے۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 31962/78 ہے۔

(۴۳) محافظ صحت (ہفت روزہ) ۱۹۸۰ء

مالیگاؤں میں اب تک کم وبیش ۲ ۴ ۱ اخبارات و رسائل نکل چکے تھے۔کچھ جاری رہے اور کچھ نے دم توڑ دیا۔ان تمام اخبارات و رسائل کی نوعیت سیاسی، سماجی، ادبی اور دینی رہی۔محافظ صحت مالیگاؤں کا پہلا اخبار ہے جو طب اور صحت کے صحت مند عنوان کے تحت جاری ہوا۔

محافظ صحت کا اجرا اگست ۱۹۸۰/۸۱ میں ہوا۔اسے شہر مالیگاؤں مشہور طبیب (حکیم) حکیم محمد ذکریا نے جاری کیا تھا۔اخبار چار صفحات پر اور کبھی چھ صفحات پر مبنی ہوتا تھا۔قیمت ایک روپیہ ہوتی تھی۔حکیم صاحب کے فرزندان ڈاکٹر نعیم اختر، ڈاکٹر سلیم ذکریا اور مختار یونس سر اس میں قلمی معاونت کرتے تھے۔اس اخبار نے کئی خصوصی نمبر بھی شائع کئے جو بارہ صفحات پر مشتمل ہوتے تھے۔حکیم صاحب کی فیمیلی اس کے لیے کافی محنت کرتی تھی۔مگر ساری محنت رائیگاں گئی۔ چار، پانچ سال اخبار جاری رہنے کے بعد اخبار کی مالی صحت خراب ہو گئی۔سرمائے کی کمی اور مالی دشواریوں کے سبب اخبار بند ہوگیا۔

حکیم صاحب کے فرزندان فی الحال بقید حیات ہیں مگر افسوس کے ان کے پاس اپنے اخبار کی ایک بھی کاپی [illegible]ظ نہیں۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 32006/78 ہے۔

(۴۴) العروس (ھفت روزہ) ۱۹۷۸ء

یہ اخبار ۱۹۷۸ء میں جاری ہوا۔اسے شمیم احمد ابن مولانا نے جاری کیا۔عبدالمجید سرور کے مطابق ''یہ اخبار سنی مسلک کا ترجمان تھا''۔(س۔۵۰۔نقش پا۔) یہ اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔اس اخبار کے مشمولات کیا تھے؟ کب بند ہوا؟ بند ہونے کی وجہ کیا تھی؟ وغیرہ سوالات کے جوابات ملنا مشکل ہے۔بہت تلاش کے بعد بھی اس اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہوسکی۔

(۴۵) جواں مرد (ھفت روزہ) ۲۰۰۲ء

''جواں مرد'' نام سن کر چونکنے کی ضرورت نہیں ہے۔یہ ایک اخبار کا نام ہے۔اسے محمد ابراہیم محمد قاسم نے جاری کیا تھا۔پہلا شمارہ ۳ مئی ۲۰۰۲ء کو منظر عام پر آیا۔اس سے قبل محمد ابراہیم نے ایک اور اخبار یوتھ آرگن جاری کیا تھا جو اشاعت منقطع ہونے کے بعد پھر سے جاری ہے۔جواں مرد عام اخباری سائز کا دو صفحات کا اخبار تھا۔جواں مرد ان بد نصیب اخبارات کی فہرست میں شامل ہے جنہوں نے کم عمر پائی اور اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئے۔صرف تین شماروں کے بعد مالی دشواریوں اور افرادی قوت کی کمی کے سبب بند ہوگیا۔اخبار کے مشمولات میں خبریں،تبصرے،اداریہ اور اشتہارات ہوتے تھے۔اخبار کا ٹائٹل خط نستعلیق میں چھوٹا سا اور بالکل سادہ بنا ہوتھا۔ٹائٹل پر اخبار کا نعرہ ''مردانہ صحافت کا شاہکار۔جوانمردوں کا اخبار'' لکھا ہوا تھا۔قیمت ایک روپیہ تھی۔

(جواں مرد۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔ ۳،مئی ۲۰۰۲ئ)

(۴۶) انوار (ھفت روزہ) ۱۹۷۹ء

انوار ۱۹۷۹ء میں جاری ہوا۔عبدالمجید سرور لکھتے ہیں کہ ''اہل سنت والجماعت اور جمیعت العلما کا ترجمان ہے۔اس کے ایڈیٹر شہر کے ممتاز عالم دین مولانا محمد حسین شیدا ہیں۔ماسٹر خلیل احمد صاحب اس کے روح رواں ہیں۔مولانا عبدالحیٔ نسیم قادری قبلہ کے بعد ان لوگوں نے خوش اسلوبی سے انوار کو سنبھال لیا ہے۔شہر کے مشہور صنعت کار الحاج ماسٹر علاؤالدین صاحب قبلہ (سیٹھ مرحوم احمد ایوب تابانی جب تک زندہ رہے، بے لوث سرپرست رہے) اس کے مربی اور سرپرست ہیں۔سرکاری اشتہارات کی فہرست میں شامل یہ ہفتہ وار اخبار آج بھی بلا ناغہ نکل رہا ہے۔(ص۔۴۲۔نقش پا۔)

اخبار کا ٹائٹل سادہ خط نستعلیق میں بنایا گیا ہے۔ٹائٹل پر گنبد خضرا بنا ہوہے۔ٹائٹل کے اوپر اخبار کا نعرہ ''بحر ظلمات میں اقامت دین کا بیباک داعی'' درج ہے۔ٹائٹل خوبصورت ہے۔اخبار عام اخباری سائز کے چار

صفحات پر نکلتا ہے۔ قیمت ۵۰۔ ۲ روپیہ ہے۔انوار گذشتہ ۳۵ برسوں سے بلا ناغہ جاری ہے۔ یہ اخبار اب رضا اکیڈمی کو سونپ دیا گیا ہے۔ فی الحال اکیڈمی ہی اسے نکال رہی ہے۔(انوار۔جلد نمبر ۳۴۔شمارہ نمبر ۳۲۔ ۶ مارچ ۲۰۱۵)

(۴۷) **سٹی زن ٹائمز (ہفت روزہ)** ۱۹۸۰ء

سٹی زن ٹائمز شہر مالیگاؤں کے کانگریسی رہنما حاجی شبیر احمد حاجی غلام رسول کا اخبار تھا۔ یہ اخبار خالص سیاسی نہیں تھا بلکہ سماجی نوعیت کا بھی تھا۔سٹی زن ٹائمز کے متعلق عبدالمجید سرور لکھتے ہیں کہ ''سٹی زن ٹائمز مالیگاؤں کی اردو صحافت کا سنگ میل ہے۔یہیں سے منفی اور تخریب پسند صحافت کے بل مقابل مثبت اور تعمیر کا آغاز تھا''۔ (ص۔ ۴۳۔نقش پا۔)

سٹی زن ٹائمز چار صفحات کا ہفت روزہ اخبار تھا۔سٹی زن ٹائمز کی خاص بات یہ تھی کہ اس کا پہلا صفحہ سیاسی خبروں کے لیے، دوسرا صفحہ دینی اور ادبی مضامین کے لیے، تیسرا صفحہ اور چوتھا صفحہ مراسلات واعلانات اور اشتہارات کے لیے خاص تھا۔اسی اخبار کے ذریعے مالیگاؤں شہر کے مشہور عالم دین مولانا محمد حنیف ملی صاحب نے اپنے قلم کے ذریعے ایک سال تک بلا ناغہ ایک اصلاحی مضمون تحریر کیا۔محمد مصطفی نوری، خیال انصاری، عبدالمجید سرور، احسان الرحیم، عبدالحلیم صدیقی، محمد ہارون عاشق علی، وغیرہ اس کے ذمہ داروں اور لکھنے والوں میں شامل تھے۔عبدالمجید سرور لکھتے ہیں کہ ''مالیگاؤں کا یہ پہلا اخبار ہے جس نے تصویر اور صحافت کا رشتہ واضح کیا۔''(ص۔ ۴۳۔نقش پا۔) سٹی زن نے کافی لمبی عمر پائی۔تقریباً ۳۰ سال تک جاری رہنے کے بعد بند ہو گیا۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 37699/80 ہے

(۴۸) **گائیڈنس (ہفت روزہ)** ۱۹۸۰ء

گائیڈنس ہفت روزہ محمد رمضان عبدالغفار المعروف رمضان ڈاکٹر نے جاری کیا۔اس اخبار کا پہلا شمارہ ۷، اگست ۱۹۸۰ء کو منظر عام پر آیا۔اخبار کا ٹائٹل جدید آرائشی خط میں نہایت خوبصورت تھا۔ٹائٹل شہر کے مشہور آرٹسٹ اور خطاط اکبر مرزا نے بنایا تھا۔اخبار کے متعلق پہلے شمارے کے اداریہ میں اخبار لکھتا ہے کہ ''یہ اخبار خالص سماجی اور آزاد پالیسی لیے ہوئے ہے۔''(گائیڈنس۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۱۔ ۷، اگست ۱۹۸۰۔) اخبار کے مبطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اخبار سیاسی، سماجی، ادبی معلوماتی نوعیت کا تھا۔ پہلا شمارہ ۶ تا ۸ صفحات کا نکلا

باقی شمارے عام اخباری سائز کے چار صفحات کے تھے۔ پرنٹر، پبلشر اور پروپرائٹر حسن عارف تھے اور چیف ایڈیٹر ڈاکٹر رمضان تھے۔ پہلے صفحے پر خبریں۔ دوسرے صفحے پر اداریہ، بقیہ صفحات پر مضامین، تبصرے، شعری ونثری ادب، مراسلے اور اعلانات اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔ نورانی لیتھو پریس میں چھپتا تھا۔ گائیڈنس معیاری اخبار تھا۔ گائیڈنس نے کئی نمبر نکالے جس میں عید نمبر قابل ذکر ہے۔

گائیڈنس کا سارا انحصار سرکاری اشتہارات پر تھا۔ تین ساڑھے تین سال پابندی سے جاری رہا آہستہ آہستہ سرکاری اشتہارات ملنا بند ہو گئے گویا کہ گائیڈنس کا دانہ پانی اٹھ گیا اور گائیڈنس بند ہو گیا۔ گائیڈنس کے بند ہونے میں اسٹاف کی کمی اور ذمہ داران کی ذاتی مصروفیات بھی ایک سبب رہی۔ (گائیڈنس۔ جلد نمبر ۱۔ شمارہ نمبر ۱۔ ۷ا دسمبر ۱۹۸۰ئ۔ گائیڈنس۔ جلد نمبر ۲۔ شمارہ نمبر ۲۰۔ ۷ا دسمبر ۱۹۸۱ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 37449/80 ہے۔

(۴۹) درس وتدریس (پندرہ روزہ) ۱۹۸۰ء

درس وتدریس ایک تعلیمی اخبار تھا۔ درس وتدریس پہلا اخبار تھا جو پندرہ روزہ تھا۔ اسے شہر کے خوش قلم خطاط گل ایوبی نے جاری کیا مگر اس کا سارا کا مکاج تہذیب ہائی اسکول کے مدرس مختار یوسف سر دیکھتے تھے۔ درس تدریس اسکولی طلبہ کی رہنمائی کے لیے شروع کیا گیا۔ ۱۹۸۰ میں منظر عام پر آیا۔ اس اخبار میں طلبہ کی جملہ مسائل کو مدنظر رکھ کر رہنمایانہ مضامین لکھے جاتے تھے۔ اسی طرز پر پہلے سے طالب علم جاری تھا۔ چند شمارے ہی نکل پائے۔ گل ایوبی کی بیرون شہر روزگار کی مصروفیات نے اس اخبار کو بند ہونے کی ڈگار پر لا کھڑا کر دیا اور آخر کار درس وتدریس بند ہو گیا۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 37546/80 ہے۔

(۵۰) چورن (ہفت روزہ) ۱۹۸۰ء

مالیگاؤں میں اردو صحافت کے میدان میں نئے نئے تجربات ہوتے رہے ہیں۔ سیاسی، سماجی، اصلاحی، دینی نوعیت کے علاوہ طبی، تعلیمی اور مزاحیہ اخبارات نے اردو صحافت کو نئی جہت عطا کی ہے۔ اسی طرح کا ایک اخبار چورن تھا۔ اخبار کے نام سے ہی اس کی مزاحیہ ہونے کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ چورن ۱۹۸۰ء میں عزیز الرحمان نے جاری کیا جو پہلے سے طالب علم نامی طلبہ کا اخبار کامیابی سے نکال رہے تھے۔ سرکاری ریکارڈ کے مطابق اخبار کے پرنٹر، پبلشر، اور ایڈیٹر کی حیثیت سے احمد امین ابن اطہر کا نام درج ہے۔ چورن کئی اعتبار

سے انوکھا اخبار تھا۔ اخبار کا ٹائٹل آرائشی خط میں سادہ لکھا ہوا تھا۔ قیمت اس وقت ۶۰ پیسے تھی۔ عام اخباری سائز سے بڑی سائز کے چار صفحات پر نکلتا تھا۔

چورن کی خاص بات یہ تھی کہ اس کے تمام مشمولات کو مزاحیہ طرز سے پیش کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ خبروں کو مزاحیہ انداز سے لکھا جاتا تھا۔ تا کہ پڑھنے والوں کو معلومات کے حصول کے ساتھ ساتھ ہنسایا جا سکے۔ مضامین مزاحیہ ہوتے تھے۔ خبروں اور مضامین کی سرخی کو مزاحیہ لکھا جاتا تھا۔ حد تو یہ تھی کہ اس میں چھپنے والے اشتہارات کو بھی مزاحیہ انداز سے لکھا جاتا تھا۔ اخبار میں کئی مستقل مزاحیہ کالم ہوتے تھے جن میں ''گمت جمت'' اور ''کھٹا میٹھا چورن'' نمایاں تھے۔ چورن کی ایک اور بات بہت مقبول تھی، ہر صفحے کے نیچے پٹی پر شہر کے کسی شخص کے متعلق ایک سوالیہ، مزاحیہ جملہ لکھا ہوتا تھا جو دراصل اس شخص کی خوبی یا خامی کو ظاہر کرتا تھا۔ اسے پڑھ کر قارعین کو بڑا مزہ آتا تھا۔ ہماری نظر میں یہ بات چورن کی خامی تھی۔ اخبار کے ذریعے کسی شخص کی کمی، خامی، جسمانی نقص نہ صرف بیان کرنا بلکہ عام کرنا یا کسی کی غیبت کرنا نہ صرف صحافتی ضابطہ اخلاق کے خلاف ہے بلکہ اسلامی روح کے بھی منافی ہے۔ اخبارات میں ایسی تحریریں شائع کرنے کی اجازت نہیں جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔

چورن کی دیگر اہم خوبیوں میں ایک اس کی کتابت تھی۔ چورن کی ترتیب وتزئین میں کاتبوں کی بہت محنت شامل ہوتی تھی۔ سرخیوں کو نئے آرائشی انداز میں لکھا جاتا تھا نیز اس کی سجاوٹ بھی کی جاتی تھی۔ چورن میں جو آرائشی خطوط میں سرخیاں لکھی جاتی تھیں آج کل پاکستانی رسائل میں وہی خط کا استعمال بڑے اہتمام سے کیا جا رہا ہے۔ چورن مصوری کا نمونہ بھی تھا۔ اشتہارات میں بہت سے ڈرائنگ ''لائن ورک'' میں بنائے جاتے تھے جو کافی دقت طلب کام ہوا کرتا تھا۔ چورن ایک طویل عرصے تک کامیابی سے جاری رہا۔ ذمہ داران کی عدیم الفرصتی اور چند مقدمات کے سبب بند ہو گیا تھا۔ چورن سے پہلے اکبر ٹائمز نے صحافت میں مزاح کی بنیاد ڈال دی تھی۔ مگر چورن نے اسے بام عروج پر پہنچا دیا تھا۔ (چورن۔ جلد نمبر ۵۔ شمارہ نمبر ۴۴۔ ۴ مارچ ۱۹۸۸ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 38923/81 ہے۔

(۵۱) سلسبیل (ہفت روزہ) ۱۹۸۱ء

سلسبیل کا شمارہ ایک اندازے کے مطابق ۸ مارچ ۱۹۸۱ء کو منظر عام پر آیا۔ ایک مقامی تذکرے میں اس کا سال اشاعت ۱۹۸۳ء لکھا گیا ہے۔ (ص نمبر ۱۱۷۔ مالیگاؤں کل اور آج۔ محمد خان لابیلا) اخبار کی جو سب

سے قریبی کاپی دستیاب ہوئی ہے وہ جلد نمبر ا کا شمارہ نمبر ۱۱۔ یکم جون ۱۹۸۱ء ہے۔ اس حساب سے اس اخبار کا سال اشاعت ۱۹۸۱ء اور ماہ اشاعت مارچ ٹھہرتا ہے۔ سلسبیل ایک دینی فکر کا اخبار تھا۔ اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔ اخبار کا ٹائٹل سادہ تھا۔ ٹائٹل پر قرآن کی آیت ''اس (جنت) میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے''، لکھی ہوئی ہوتی تھی۔ سلسبیل یہ نام اسی آیت سے لیا گیا تھا۔ ٹائٹل اخبار کا نعرہ ''دین حق کے پیاسوں کے لئے'' درج تھا۔ اس اخبا میں دینی مضامین۔ دینی مضامین پر تبصرے اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔ اخبار کے مطالعے سے ایسا لگتا ہے کہ یہ تحریکی فکر کا اخبار تھا۔ ایک مقامی تذکرے میں اخبار کے مالک کا نام عبدا ✵ درج ہے (ص۔۱۱۷۔ مالیگاؤں کل اور آج۔ محمد خان لابیلا) مگر اخبار کی کاپیاں جلد نمبر ا شمارہ نمبر ۲۳۔۲۴، جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۳۷۔۳۸۔۳۹، اور جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۲۷۔۲۸ پر پرنٹر، پبلشر، پروپرائٹر اور ایڈیٹر کی حیثیت سے عبدالمجید سرور کا نام ملتا ہے۔ عبدالمجید سرور اس اخبار کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''اسے عبدا ✵ عبداللطیف بھاؤمیاں کی تکیہ سے نکالتے تھے۔ برسوں بلاناغہ جاری رہا۔ بلدیہ کے اشتہارات منظور شدہ تھے۔ مثبت نظریات کا حامی تھا۔ عبدالمجید سرور اسے لکھتے تھے۔ عجیب حالات میں پھنس کر بند ہو گیا۔'' (ص۔۴۹۔ نقش پا)

اخبار کتنے سال تک جاری رہا؟ کب بند ہوا۔ کیوں بند ہوا؟ یہ اور ایسے کئی سوالوں کے جواب ملنا اب مشکل ہے۔ (سلسبیل۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۱۱۔ یکم جون ۱۹۸۱ئ۔ سلسبیل۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۲۳۔۲۴۔ ۳۱، اگست ۱۹۸۱ء۔ سلسبیل۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۲۷۔۲۸۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۸۱ئ۔ سلسبیل۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۳۷۔۳۸۔ ۷ دسمبر ۱۹۸۱ئ)

(۵۲) **الانصاف (ہفت روزہ)** ۱۹۸۲ء

الانصاف ایک سیاسی نوعیت کا اخبار تھا۔ دسمبر ۱۹۸۲ء میں اس کا پہلا شمارہ منظر عام پر آیا۔ اسے محمد ہاشم محمد لقمان المعروف ہاشم انصاری نے جاری کیا۔ عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔ خبریں ہاشم انصاری اور اداریہ اور مضامین عبدالمجید سرور لکھتے تھے۔ اخبار میں سیاسی خبریں، سماجی مضامین، ادبی تحریریں اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔ عبدالمجید سرور لکھتے ہیں کہ ''کانگریسی نظریات کا حامی تھا۔ بلدیہ کے اشتہارات منظور شدہ تھے''۔ (ص۔۴۹۔ نقش پا)

اخبار کا ٹائٹل سادہ، خط نستعلیق میں تھا۔ ٹائٹل کے اوپر ''بنام جہاں دار و جاں آفریں'' لکھا ہوا

تھا۔ٹائٹل کے دونوں جانب چھوٹے اشتہارات شائع ہوتے تھے۔اخبار نے عید نمبر، بقرعید نمبر اور دیوالی نمبر جیسے کئی نمبر بھی نکالے۔کچھ دنوں بعد اخبار کی ملکیت محمود الظفر ابدالی کو منتقل کر دی گئی کیوں کہ جلد نمبر ا شمارہ نمبر ۱۱ میں یہی درج ہے۔اسوقت قیمت ۳۰ پیسے ہوا کرتی تھی۔اخبار آٹھ دس برس تک جاری رہا۔عبدالمجید سرور لکھتے ہیں ''یہ بھی عجیب حالات کا شکار ہوکر بند ہوگیا''۔(ص۔۴۹۔نقش پا)(الانصاف۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۵۔ ۱۴ جنوری ۱۹۳۸۔الانصاف۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۲۵،فروری۔۱۹۸۲)

(۵۴) مالیگاؤں نیوز (هفت روزه) ۱۹۸۲ء

مالیگاؤں نیوز ایک سیاسی، سماجی، دینی، تعلیمی، اورادبی ہفت روزہ تھا۔یہ کانگریس پارٹی کا آرگن تھا۔اسے ۱۹۸۲ء میں محمد یوسف بھورے خان نے آزادنگر سے جاری کیا۔اخبار کے اجرا پر ایک باوقار تقریب منعقد کی گئی جس کی صدارت ادیب الملک حضرت ادیبؔ مالیگانوی نے کی اور رسم اجرا کانگریسی لیڈر شبیر سیٹھ کے ہاتھوں عمل میں آئی۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔قیمت ۵۰۔ ۲ تھی۔اسے یوسف بھورے خان نے شوقیہ جاری کیا۔اداریہ اور خبریں وہ خود لکھتے تھے۔مضامین خیال انصاری، اقبال ملی اور ظہیر قدسی وغیرہ لکھتے تھے۔اخبار میں خبریں، دینی و ادبی مضامین، تبصرے، مراسلے اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔اخبار پانچ سال تک جاری رہا۔تقریباً پانچ سال جاری رہنے کے بعد مالی دشواریوں کے سبب ۱۹۸۷ء میں بند ہوگیا۔تلاش بسیار کے بعد بھی اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہوسکی۔

(۵۵) صحت وسائنس (پندره روزه) ۱۹۸۳ء

صحت وسائنس پندرہ روزہ اخبار تھا۔اسے ڈاکٹر محمد رمضان نے ہزار کھولی سے جاری کیا۔اس سے قبل ڈاکٹر صاحب کو ایک اور اخبار گائیڈنس نکالنے اور بند کرنے کا تجربہ تھا۔اخبار کے نام سے ہی اس کی نوعیت عیاں ہے۔اس موضوع پر اس سے پہلے حکیم ذکریا محافظ صحت نامی اخبار نکال چکے تھے۔یہ اخبار عام اخباری کاغذ کے چار صفحات پر مشتمل تھا۔اداریہ، مضامین اردو ادب، مراسلے، اعلانات، رپورٹس، اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔حفظان صحت کے لیے رہنمائی ہوتی تھی جس سے کئی لوگوں کو فائدہ ہوا۔اس اخبار میں ایک کالم ''رام گڈھ کی چوپال'' بھی شائع ہوتا تھا۔اداریہ ڈاکٹر صاحب خود تحریر کرتے تھے۔آمین ماسٹر مضامین لکھتے تھے۔اس اخبار کے کئی نمبر بھی نکلے۔جیسے یوم جمہوریہ نمبر وغیرہ۔

اخبار کا ٹائٹل شہر کے مشہور آرٹسٹ اور خطاط اکبر مرزا نے بنایا تھا۔یہ ٹائٹل شہر کے چند خوبصورت اور با

معنی ٹائٹل میں سر فہرست ہے۔ٹائٹل آرائشی خط میں بنایا گیا ہے۔ٹائٹل پر انجکشن کی دو بوتلوں میں اخبار کا نعرہ ''مسائل امروز،طب تعلیم اور سائنس کا ترجمان'' درج ہے جو اخبار کی پالیسی اور مقصد کو واضح کرتا ہے۔نیچے ایک انجکشن بنا ہوا ہے جس میں ایڈیٹر کا نام ''ڈاکٹر ایم انصاری لکھا ہوا ہے۔ٹائٹل کو کیپسول اور ڈاکٹری گولی کی علامت سے ظاہر کیا گیا ہے۔اخبار کی کتابت نہایت خوبصورت تھی۔

گائیڈنس ہی کی طرح اس اخبار کی زندگی کا سارا دارومدار عام اشتہارت اور سرکاری اشتہارات تھے۔آہستہ آہستہ سرکاری اشتہارات ملنا بند ہو گئے اور صحت وسائنس کی مالی صحت خراب ہونے لگی۔تین سال کے قلیل عرصے تک جاری رہنے کے بعد صحت وسائنس بند ہو گیا۔(صحت وسائنس۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۱۸۔۲۶ جنوری ۱۹۸۴)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 39927/83 ہے۔

(۵۵) یادگار نشاط (ہفت روزہ) ۱۹۸۳ء

مالیگاؤں میں مشہور ترقی پسند شاعر نشاط شاہدوی کی یاد میں بہت سی یادگاریں قائم کی گئی ہیں جیسے نشاط پرائمری اسکول،نشاط ہائی اسکول،نشاط روڈ،نشاط لائبریری وغیرہ اسی طرح نشاط شاہدوی کی یاد میں ان کے ایک ۔۔۔

اخبار کا ٹائٹل آرائشی خط میں شہر کے مشہور کاتب اور آرٹسٹ اکبر مرزا نے بنایا تھا۔ٹائٹل پر نشاط شاہدوی کا مشہور شعر ردج تھا

نشاط غیرت دل کا یہی تقاضہ ہے
وہ جام توڑ دے جو تشنگی بجھا نہ سکے

اخبار عام اخباری سائز 18/23 سے تقریباً نصف سائز کے چار صفحات پر چھپتا تھا۔اس وقت اخبار کی قیمت ۲۵ پیسے ہوا کرتی تھی۔اخبار مالیگاؤں کے علاوہ دھولیہ،شاہدہ اور بھیونڈی تک جاتا تھا۔

یادگار نشاط کم وبیش دس سال تک کامیابی سے جاری رہا۔ ۱۹۹۲ء میں مالیگاؤں کی اردو صحافت میں لگی مالی دشواریوں کے سبب بند ہو گیا۔

(۵۶) تازیانہ (ہفت روزہ) ۱۹۸۵ء

تازیانہ کا شمار مالیگاؤں کے بہترین اور بارعب ٹائٹل والے اخبارات میں ہے۔تازیانہ مبین احمد خان

غازی نے شروع کیا۔تازیانہ کس سال شروع ہوا یہ بات وثوق سے نہیں کہی جاسکتی کیوں کہ سرکاری ریکارڈ میں اس کا سال ۱۹۷۰ء ہے جب کہ ایک مقامی تذکرے میں سال اشاعت ۱۹۸۵ء درج ہے (ص ۱۱۷۔ مالیگاؤں کل اور آج۔محمد خان لابیلا) تازیانہ کا جلد نمبرا کا شمارہ نمبر ۳۴۔ مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۸۶ء کا دستیاب ہوا ہے۔(تازیانہ۔جلد نمبرا۔شمارہ نمبر ۳۴۔ ۳ ستمبر ۱۹۸۶) اس حساب سے دیکھا جائے تو تازیانہ کا سال اشاعت جنوری ۱۹۸۵ء بنتا ہے۔اس لیے اسی بات کو درست ماننا چاہیے۔

اخبار کا ٹائٹل بالکل سادہ ہے جو خط نسخ میں لکھا گیا ہے۔ٹائٹل اخبارات کی عام روش سے ہٹ کر صفحے کے بائیں جانب چھپا ہوا ہے۔اخبار کی قیمت اس وقت ۳۰ پیسے تھی۔اخبار کے بانی، مالک، مدیر سب کچھ مبین احمد خان غازی تھے۔پہلے صفحے پر شاہ سرخیوں کے ساتھ خبریں ہیں۔دوسرے صفحے پر اداریہ اور مضامین ہیں۔تیسرے اور چوتھے صفحے پر خبریں، مضامین، اشتہارات اور شعری اور نثری تحریریں، مراسلات و اعلانات شامل ہیں۔اخبار کی کتابت خوبصورت ہے۔تازیانہ مبین احمد خان غازی نے اندازاً تین برس تک جاری رکھا بعد میں مالی دشواریوں کے سبب اسے سمیع اللہ انصاری کو تفویض کر دیا گیا۔انصاری صاحب نے اسے تین سال تک جاری رکھا مگر پھر مالی دشواریاں دامن گیر ہوگئیں اور انصاری صاحب کو تازیانہ بند کرنا پڑا۔بعد میں انصاری صاحب نے اپنا ذاتی اخبار ''ہاشمی آواز'' شروع کیا جو فی الحال کامیابی سے جاری ہے (ہاشمی آواز کی باقی تفصیلات آگے آرہی ہیں۔) تازیانہ ایک سیاسی، سماجی اور ادبی نوعیت کا اخبار تھا۔سردار پریس میں چھپتا تھا۔

RNI میں تازیانہ کا رجسٹریشن نمبر 18883/70 ہے۔(تازیانہ۔جلد نمبرا۔شمارہ نمبر ۳۴۔ ۳ ستمبر ۱۹۸۶ئ۔تازیانہ جلد نمبرا۔شمارہ نمبر ۵۱۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۶ئ۔)

(۵۷) **پرنس ویکلی** ۱۹۸۵ء

پرنس ہفت روزہ تھا۔پیرزادہ ظفر قادری نے ۱۹۸۵ء میں نیاپورہ سے جاری کیا۔عبدالرشید قادری اس کے چیف ایڈیٹر تھے۔پرنس ایک سیاسی و ادبی اخبار تھا۔عام اخباری صفحات کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔ قیمت اس وقت ۵۰ پیسے تھی۔ٹائٹل خط ثلث میں لکھا گیا تھا۔سادہ اور خوبصورت تھا۔پرنس میں خبریں، اداریہ، امضامین، تبصرے، مراسلے، اعلانات اور اردو ادب شائع ہوتا تھا۔زبان سادہ اور پر اثر تھی۔اداریہ اور مضامین فکر انگیز ہوتے تھے۔محمد سلطان اس کے خاص لکھنے والے تھے۔(ص۔۵۱۔نقش پا۔عبدالمجید سرور۔)

اخبار کی ایک خوبی اس کی کتابت تھی۔ یوسف جمال اور آصف سبحانی کتابت کرتے تھے۔دونوں

کاتبوں نے کتابت اور تزئین کاری سے اخبار میں جان ڈال دی تھی۔ظفر قادری کی کوششوں سے اخبار سرکاری اشتہارات کے زمرے میں شامل ہو گیا تھا۔

اخبار کے مالک و مدیر پیرزادہ ظفر قادری نے نجی مصروفیات کی بنا پر اخبار کی ملکیت ڈاکٹر عارف انجم کو منتقل کر دی۔ڈاکٹر صاحب نے اخبار کا ٹائٹل نیا بنوایا۔مشہور خطاط گل ایوبی کی خدمات لی گی اور بالکل سادہ مگر پر کشش ٹائٹل خط نستعلیق میں لکھوایا گیا۔یہی ٹائٹل تا حال رائج ہے۔ڈاکٹر صاحب اسے کامیابی سے نکال رہے ہیں اب اس کی نوعیت خالص سیاسی ہو گئی ہے۔(پرنس۔جلد نمبر ۳۔شمارہ نمبر ۴۴۔۴ نومبر ۱۹۸۷ء)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 43795/85 ہے۔

(۵۸) **شامنامہ (روزنامہ)** ۱۹۸۷ء

مالیگاؤں میں اب تک پچاسوں اخبارات و رسائل جاری ہو چکے تھے جن میں اکثریت ہفت روزہ اخبارات کی رہی۔اب مالیگاؤں میں اردو صحافت کی عمر تقریباً ۷۰ سال ہو چکی تھی۔اس دوران زبان خلق اور پیپلز ڈیلی روزنامہ شروع ہوا مگر تا دیر جاری نہ رہ سکا۔اس بیچ کئی دیگر اخباروں نے بھی روزنامہ اخبارارات شروع کئے مگر کامیابی ہاتھ نہ آئی۔اس طرح مالیگاؤں میں روزنامہ اخبار کی ضرورت دن بہ دن بڑھتی گئی مگر اس طویل عرصے میں کوئی بھی روزنامہ اخبار کامیابی سے جاری نہ رہ سکا۔اورنگ آباد میں ایک روزنامہ اخبار ''اورنگ آباد ٹائمز'' جناب عزیز خسرو نکال رہے تھے۔اورنگ آباد ٹائمز میں اکثر کاتب مالیگاؤں کے ہوتے تھے۔عزیز خسرو کو مالیگاؤں سے ایک روزنامہ شروع کرنے کا خیال آیا۔انھوں نے مالیگاؤں میں عبداللطیف جعفری کے توسط سے ایک روزنامہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔شام نامہ کے نام سے ایک روزنامہ عبداللطیف جعفری کی سرپرستی میں جاری کیا۔ایڈیٹر کے لئے ڈاکٹر احمد ریاض کا نام طے ہوا۔۱۹۸۷ء میں شامنامہ کا اجرا ہوا۔شامنامہ مالیگاؤں کا پہلا سب سے کامیاب،لیڈنگ ڈیلی بن گیا۔شامنامہ مالیگاؤں کا پہلا اخبار ہے جو اپنے نام کی نسبت سے شام میں نکلتا ہے۔بقیہ تمام اخبارات صبح کے ہیں۔شامنامہ کا ٹائٹل ڈیجیٹل ہے۔ٹائٹل پر ''مالیگاؤں اور اورنگ آباد کا اولین اردو روزنامہ،بانی عزیز خسرو (مرحوم)'' درج ہے۔ہفتہ میں پانچ روز نکلتا ہے۔جمعہ کے روز بند رہتا ہے۔فی الحال قیمت دو روپیہ ہے۔چار صفحات کا اخبار ہے۔عام طور پر پہلے صفحے پر مقامی اور قومی خبریں شائع ہوتی ہیں۔دوسرے صفحے پر آج کل اداریہ،مقامی اور قومی خبریں اور اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔تیسرے صفحے پر مراسلے۔اعلانات،اور رپوٹس اور اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔آخری صفحے پر چند چھوٹی موٹی خبریں اور زیادہ

تر اشتہارات ہوتے ہیں۔جمعرات کا ایڈیشن آٹھ تا دس صفحات کا ہوتا ہے۔

شامنامہ کی کامیابی کی خاص بات یہ رہی کہ اس کی ابتدا میں اسے بہترین لکھنے والے نصیب ہوئے۔ بال کی کھال نام سے طنز ومزاح کا ایک کالم تھا جو مقبول خاص وعام تھا۔اس کالم کی مقبولیت کا عالم یہ تھا کہ جیسے ہی اخبار ہاتھ میں آتا قارعین پہلے بال کی کھال پڑھتے پھر اخبار کا مطالعہ کرتے۔ڈاکٹر الیاس صدّیقی کے سماجی اور اصلاحی کالم ''جاگ مرے شہر'' نے کالم نگاری کا نیا ریکارڈ قائم کیا۔اس کالم کی مقبولیت نے شامنامہ کو نئی بلندی عطا کی۔مختار یونس،ظہیر قدسی،عبدالحلیم صدیقی جیسے قابل افراد شامنامہ سے جٹ گئے اور شامنامہ اپنی کامیابی کی نئی منزلوں کی طرف بڑھتا رہا۔قلم کاروں میں کچھ کم ہوتے گئے تو کچھ نئے آتے گئے اور شامنامہ کی رونق میں اب تک کوئی کمی نہیں آئی۔شامنامہ کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ یہ ایک طویل عرصے تک ''اداریہ'' سے بے نیاز رہا مگر اس کی مقبولیت میں ذرا بھی کمی واقع نہیں ہوئی۔شامنامہ شہر کا سب سے مشہور ومقبول روزنامہ ہے۔یہ اخبار غیر سیاسی نوعیت کا ہے۔خوبصورت سیٹنگ اور بے داغ طباعت کے ساتھ اقصی آفسیٹ پریس سے چھپتا ہے۔ شامنامہ ان چند اخبارات میں شامل ہے جن کا خود کا باقائدہ آفس اور اسٹاف ہے۔مختصر یہ کہ شامنامہ نے مالیگاؤں میں روزنامہ اخبارات کی کامیاب شروعات کی اور روزنامہ اخبار کی کمی کو پورا کیا۔اس کے بعد کئی روزنامہ جاری ہوئے اور کامیابی سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔

(۵۹) **خیر اندیش (ہفت روزہ) ۱۹۸۷ء**

اب تک مالیگاؤں میں اردو صحافت کے میدان میں سیاسی۔سماجی،دینی،تعلیمی،طبی اخبارات اور رسائل کا ایک طویل سلسلہ قائم ہو چکا تھا مگر اب بھی مایگاؤں کی صحافت میں ایک نیا موڑ آنا باقی تھا۔مالیگاؤں میں اس طویل صحافتی عرصے میں ادب اطفال پر دو رسالے جاری ہو چکے تھے ایک اردو کومک اور دوسرا بچوں کا ساتھی۔مگر بچوں کے ادب پر کوئی اخبار منظر عام پر نہیں آیا تھا۔ایسے میں خیال انصاری کو بچوں میں ذوق مطالعہ کو پروان چڑھانے،طلبہ کی تخلیقات کو منظر عام پر لانے،اور طلبہ کی خفیہ صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لئے ایک خبار جاری کرنے کا خیال پیدا ہوا۔خیال انصاری نے ''خیر اندیش'' کے خوبصورت اور بامعنی ٹائٹل سے ایک اخبار رجسٹر کروایا اور اس کا اجرا کر دیا۔۱۹۸۷ء میں خیر اندیش جاری ہوا۔دیکھتے ہی دیکھتے شہر میں نہ صرف طلبہ بلکہ بڑوں میں بھی مقبول ہو گیا۔خیر اندیش نے اردو صحافت کو ادب اطفال سے مربوط کر دیا۔اور مالیگاؤں میں اردو صحافت کو ایک نیا رخ عطا کیا۔خیر اندیش ایک ہفت روزہ اخبار ہے۔ہر پیر کو پابندی سے نکلتا ہے۔عام اخباری

کاغذ کے چار صفحات پر نکلتا ہے۔اخبار کے مشمولات میں کہانیاں ،نظمیں، گیت، پیروڈی، ہزل، لطائف، اقوال زرین، معمہ، لسانی کھیل، عام معلومات، تاریخ، جغرافیہ، سائنس، جدید ٹیکنالوجی، انعامی مقابلے، ہر چیز شامل ہے۔

خیر اندیش نہ صرف مالیگاؤں بلکہ بیرون شہر صوبہ مہاراشٹر کی تقریباً ہر اردو بستی میں جاتا ہے اور شوق سے پڑھا جاتا ہے۔اخبار کا ٹائٹل ممبئی کے مشہور آرٹسٹ ''شہاب آرٹسٹ'' کے ہاتھوں کا بنا ہوا ہے۔گذشتہ ۲۹ برسوں سے آج تک کامیابی سے، بلا ناغہ جاری ہے۔دن بدن اس کی مقبولیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 49846/87 ہے۔

(۶۰) ھاشمی آواز (ھفت روزہ) ۱۹۸۷ء

ہاشمی آواز ایک ہفت روزہ اخبار ہے۔اسے مالیگاؤں مسلم لیگ کے صدر سمیع اللہ انصاری نے مارچ ۱۹۸۷ء میں جاری کیا۔عبدالمجید سرور لکھتے ہیں بیباک اور خوش طبع مسلم لیگ صدر سمیع اللہ انصاری جو بالطبع صحافی ہیں انہوں نے اس اخبار کو جاری کیا ہے۔(ص۔۵۰۔نقش پا) سمیع اللہ انصاری کو اس سے قبل کئی اخبارات میں کام کا تجربہ تھا۔ہاشمی آواز سے قبل مبین خاں غازی کا ہفت روزہ ''تازیانہ'' بھی نکال چکے تھے۔اپنے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سمیع اللہ انصاری نے اپنا ذاتی اخبار ہاشمی آواز جاری کیا۔اخبار کا نام آپ ﷺ کے خاندان ''ہاشمی خاندان'' کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہاشمی آواز رکھا۔ہاشمی آواز ایک سیاسی، سماجی، ادبی اور تعلیمی نوعیت کا اخبار ہے۔عام اخباری سائز کے چار صفحات کا خبار ہے۔ قیمت دو روپیہ ہے۔سمیع اللہ انصاری کے رہائشی پتے ۹۹، گولڈن نگر سے شائع ہوتا ہے۔اخبار کی پالیسی یہ ہے کہ یہ اخبار مسلم لیگی نظریات کا ترجمان ہے۔حقائق لکھنا، اسلام کی خوبیاں بیان کرنا، اور فلمی اشتہارات شائع نہ کرنا بھی اخبار کی پالیسی میں شامل ہے۔

اخبار کا ٹائٹل آرائشی خط میں شہر کے نامور آرٹسٹ اکبر مرزا نے بنایا ہے۔اخبار کے ٹائٹل پر ایک شعر

آدم کے لئے فخر یہ عالی نسبی ہے
مکی، مدنی، ہاشمی و مطلبی ہے

یہ شعر دراصل اخبار کے ٹائٹل، وجہ تسمیہ اور پالیسی کی غمازی کرتا ہے۔اخبار میں مقامی خبریں، قومی خبریں، مراسلے، اعلانات، رپوٹس، مضامیں، اداریہ سب کچھ شائع ہوتا ہے۔اس اخبار میں کئی مستقل کالم برسوں سے پابندی سے شائع ہو رہے ہیں۔جن میں ''چاچا بھتیجہ'' کافی مشہور ہے۔اس کالم کے ذریعے کسی ایک سماجی

مسئلے کو چاچا بھتیجے کے مکالمے کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔اور نتیجہ قاری پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہ کالم مختصر، دلچسپ اور اثر انگیز ہے۔ یہ کالم خود سمیع اللہ انصاری لکھتے ہیں۔ اخبار کا اداریہ بھی خود سمیع اللہ انصاری ہی لکھتے ہیں۔انتخاب سخن کے نام سے جاری ایک شعری انعامی مقابلہ ہے جس میں قارعین کو دیے گئے عنوان پر اشعار بھیجنے ہوتے ہیں اور اچھے اشعار کو اول تا چہارم انعام کے اعلان کے ساتھ شامل اشاعت کیا جاتا ہے۔ یہ مقابلہ ابتدا سے تا حال بلا ناغہ، پابندی سے اور کامیابی سے جاری ہے۔ایک اور دلچسپ کالم ''سوال آپ کے جواب آصف مرزا کے'' ابتدا سے تا حال پابندی سے جاری ہے۔اسے آصف اقبال مرزا لکھتے ہیں۔ایک اور کالم ''چھوٹی سی بات'' کافی مشہور ہوا جو فی الحال بند ہے۔دیگر قلمی معاونین میں ڈاکٹر افتخار، اقبال قریشی وغیرہ شامل ہیں۔اخبار ۲۹ برسوں سے بلا ناغہ، پابندی اور خوبصورت سیٹنگ کے ساتھ کامیابی سے جاری ہے۔

(ہاشمی آواز۔جلد نمبر ۲۹، شمارہ نمبر ۳۔ ۱۷ مارچ ۲۰۱۵ئ)

(۶۱) صوت الحق (ماھنامہ) ۱۹۸۷ء

ایک ماہنامہ دینی رسالہ ہے۔ ۱۹۸۷ء میں جاری ہوا۔ یہ رسالہ مالیگاؤں میں قائم ''جامعہ محمدیہ منصورہ'' کا ترجمان ہے۔یہیں سے نکلتا ہے۔آج اس رسالے کی نوعیت '' کالج میگزین'' کی ہے۔ابتدا میں اس کی نوعیت اخبار کی تھی۔ عام اخباری سائز کے کاغذ پر شائع ہوتا تھا۔اخبار کے ٹائٹل پر اخبار کا نعرہ '' حق کا داعی، جامعہ محمدیہ کا ترجمان'' درج ہے۔ابتدا میں پندرہ روزہ اخبار تھا بعد میں ماہنامہ مجلہ ہو گیا۔اخبار مولانا مختار احمد ندوی نے جاری کیا تھا اس کی مجلس ادارت میں شمش پیرزادہ اور اور رفیق احمد سلفی کا نام شامل تھا۔اخبار آٹھ صفحات پر نکلتا تھا۔جس میں اداریہ، دینی مضامین ،طبی مضامین اور اعلانات وغیرہ شائع ہوتے تھے۔مولانا عبد النور راغب سلفی ،مولانا نور العین، شیخ انیس وغیرہ بھی مدیر بنائے گئے۔بعد میں یہ اخبار ''مجلہ صوت الحق'' میں تبدیل ہو گیا۔ یہ ماہنامہ آج بھی جاری ہے۔مولانا مختار احمد ندوی کے انتقال کے بعد اسے انہی کی یادگار بنا دیا گیا ہے۔اب رسالے کی سائز کا نکلتا ہے۔خوبصورت اور دیدہ زیب طباعت اور رنگین سرورق کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔مولانا ابو رضوان محمدی کی ادارت میں رسالہ کافی مقبول ہوا۔ مولانا ابو رضوان محمدی کے فکر انگیز اداریے اور پر مغز مضامین قارئین کی توجہ کا مرکز رہا کرتے تھے۔آج کل اس کے مدیر اظہار الحق بشیر احمد خان المدنی ہیں۔ارشد مختار کی نگرانی میں کامیابی سے جاری ہے۔بہترین کاغذ اور خوبصورت چھپائی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔صوت القرآن ،صوت الحدیث، اداریہ، فقہ و فتاوی اور دینی مضامین اس میں شائع ہوتے

ہیں۔صوت الحق نہ صرف بیرون شہر بلکہ بیرون ملک بھی پڑھا جاتا ہے۔ برسوں سے بلا ناغہ، پابندی اور کامیابی سے جاری ہے۔ قیمت فی شمارہ ۱۵ روپے ہے۔(صوت الحق ۔جلد نمبر ۲۔شمارہ نمبر ۲۴۔۲۰ جنوری ۱۹۸۳ئ۔مجلہ صوت الحق ۔جلد نمبر ۳۰۔شمارہ نمبر ۰۸ اگست ۲۰۱۵ئ۔مجلہ صوت الحق ۔جلد نمبر ۳۰۔شمارہ نمبر ۱۰۔اکتوبر ۲۰۱۵ئ۔مجلہ صوت الحق ۔جلد نمبر ۳۰۔شمارہ نمبر ۱۲۔دسمبر ۲۰۱۵ئ)

(نوٹ: صوت الحق کی ابتدائی نوعیت اخبار کی تھی بعد میں یہ رسالے کی صورت میں تبدیل ہو گیا۔اس لیے اس کا تذکرہ اخبارات کے ذیل میں کیا گیا ہے۔)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 46970/87 ہے۔

(۶۲) ویورس ٹائمز (ہفت روزہ) ۱۹۸۷ء

ویورس ٹائمز کا پہلا شمارہ ۱۵، اپریل ۱۹۸۷ء کو منظر عام پر آیا۔محمد مصطفی نوری اس اخبار کے پرنٹر، پروپرائٹر، اور ایڈیٹر سب کچھ تھے۔عبدالمجید سرور لکھتے ہیں کہ ''مصطفی نوری نے سٹی زن ٹائمز سے علاحدہ ہو کر ویورس ٹائمز نامی ہفت روزہ جاری کیا تھا''۔(ص۔۸۴۔نقش پا)ادارہ تحریر میں گہر انصاری، انصاری احسان الرحیم اور مولانا عبدالقیوم کے نام شامل تھے۔اخبار کا ٹائٹل خط نسخ میں خوبصورت بنایا گیا تھا۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر چھپتا تھا۔ ہر چند کہ مصطفی نوری اس سے قبل سٹی زن ٹائمز سے منسلک رہے مگر ویورس ٹائمز چلانا آسان کام نہیں تھا۔تھوڑے ہی دنوں میں ویورس ٹائمز کی کشتی ڈوبنے لگی اس لئے اس ڈوبتی کشتی کی پتوار مشہور صحافی احتشام انصاری کے تجربہ کار ہاتھوں میں دے دی گئی۔احتشام انصاری کچھ دنوں تک تو اسے ڈوبنے سے بچانے میں کامیاب تو ہو گئے مگر ہمیشہ کے لیے بچا نہ سکے۔اور ویورس ٹائمز احتشام انصاری کی دیگر صحافتی مصروفیات کے سبب بند ہو گیا۔(ویورس ٹائمز۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۱۔۱۵، اپریل ۱۹۷۸ئ)

(۶۳) شناخت (ہفت روزہ) ۱۹۸۷ء

شناخت ایک خالص سیاسی نوعیت کا اخبار تھا۔اسے ۱۹۸۷ء میں عبدالستار رضاؔ نے جاری کیا۔اس اخبار کے دستیاب شماروں سے یہی اندازہ لگتا ہے۔اخبار کا ٹائٹل سادہ خط نستعلیق میں بنایا گیا تھا۔ٹائٹل پر چیف ایڈیٹر کی حیثیت سے انصاری احسان الرحیم کا نام لکھا ہوا ہے۔ پریس لائن میں ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر اور پروپرائٹر کی حیثیت سے عبدالستار رضا کا نام ہے۔عبدالمجید سرور لکھتے ہیں کہ '' ایک غریب و محنت کش شاعر اور صحافی عبدالستار رضا المعروف فناؔ صاحب نے شناخت جاری کیا تھا۔آزاد مسلم خیالات کا حامل ہفت روزہ

تھا‘‘۔(ص۔۵۲۔نقش پا۔) اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔سیاسی خبریں،ان پر تبصرے،ادریہ،مراسلے اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔اس وقت قیمت ۵۰ پیسے تھی۔اندازاً پانچ چھ سال تک جاری رہا۔ مالی پریشانیاں حائل ہوگئیں۔اخبار اپنی شناخت کھو بیٹھا اور اخبار بند ہوگیا۔(شناخت۔جلد نمبر ۴۔شمارہ نمبر ۱۱۔۱۲۔۲۹،اپریل۱۹۹۱ئ۔شناخت۔جلد نمبر ۴۔شمارہ نمبر ۱۳۔۹ مئی ۱۹۹۱ء)

(۶۴) **آواز مالیگاوں(روزنامہ)** ۱۹۸۸ء

آواز مالیگاؤں ایک روزنامہ اخبار تھا۔اس سے قبل مالیگاؤں میں کئی روزنامہ اخبارات کامیابی سے جاری تھے۔اس دوران کانگریسی رہنما حاجی شبیر احمد حاجی غلام رسول نے ایک اور روزنامہ اخبار جاری کردیا۔ اخبار کی دستیاب کاپی کے حساب سے اس اخبار کا سال اشاعت ۱۹۸۸ء ہوتا ہے۔اخبار کا ٹائٹل نہایت خوبصورت خط دیوانی میں بنایا گیا تھا۔ٹائٹل مشہور خطاط گل ایوبی نے بنایا تھا۔خط دیوانی میں کسی اخبار کا یہ اب تک پہلا ٹائٹل ہے۔ٹائٹل پر اخبا کا نعرہ ’’ملک وملت کا پرخلوس خادم اور حق وصداقت کا نقیب‘‘ لکھا ہوتا تھا۔ اخبار کی نوعیت سیاسی،سماجی تھی۔عام اخباری کاغذ کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔خبریں،اداریہ،مضامین، مراسلے، اعلانات اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔ چیف ایڈیٹر کی حیثیت سے عبدالمجید سرور کا نام شامل اشاعت تھا۔اخبار کے شمارہ نمبر ۲۰۶ میں ادیب مالیگانوی فکروفن کے عنوان سے ایک گراں قدر مضمون عبدالمجید سرور نے لکھا تھا۔اخبار کامیابی سے نکلتا رہا۔بعد میں افرادی قوت کی کمی کے چلتے بند ہوگیا۔(آواز مالیگاؤں ۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۲۰۶۔۲۴ جولائی ۱۹۸۹)

(۶۵) **ایجوکیشن نیوز سروس** ۱۹۸۸ء

ایک مقامی تذکرے کے مطابق اسے ۱۹۸۸ء میں شاہد خان نے جاری کیا۔(ص۔۱۱۸۔مالیگاؤں کل اور آج۔محمد خان لابیلا۔) یہ اخبار نام سے تعلیمی نوعیت کا معلوم ہوتا ہے۔مگر اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہونے کے سبب اس اخبار کے متعلق تمام تر معلومات پردہ غیب میں ہے۔تلاش بسیار کے بعد بھی اس کی کوئی معلومات حاصل نہیں ہوسکی۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 46957/88 ہے۔

(۶۶) **تبصرہ(ہفت روزہ)** ۱۹۸۹ء

تبصرہ کی ایک کاپی دستیاب ہوئی ہے،یہ کاپی جلد نمبر ۷ کا شمارہ نمبر ۱۷۔۱۸ ہے۔اس کاپی کا تجزیہ

کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تبصرہ کا سال اشاعت ۱۹۸۹ء ہے۔ ایک مقامی تذکرے میں سال اشاعت ۱۹۹۰ء بتایا گیا ہے۔(ص۔نمبر ۱۱۷۔ مالیگاؤں کل اور آج۔محمد خان لابیلا) تبصرہ مالیگاؤں کے مشہور صحافی، شاعر، نثر نگار، اور کاتب عبدالحفیظ المعروف اطہرؔ الخیری نے جاری کیا۔اطہرؔ الخیری مدرسہ بیت العلوم کے اولین فارغین میں تھ

ے۔دینی مزاج کی شخصیت تھے اس لئے ان کے اخبار میں دینی مزاج حاوی تھا۔تبصرہ عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا،جس میں خبریں،تبصرے،اسلامی معلوماتی مضامین،اداریہ،ادبی تحریریں،اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔اخبار کی زبان اور میعار اعلیٰ تھا۔

اخبار کا ٹائٹل خط رقعہ میں بنایا گیا تھا۔مالیگاؤں کے اخبارات کا یہ پہلا ٹائٹل خط رقعہ میں ہے۔ٹائٹل بہت خوبصورت تھا۔ساتھ میں انگریزی میں بھی اخبار کا نام لکھا ہوا تھا۔اخبار کے کئی نمبر بھی نکلے جیسے عید الضحیٰ نمبر وغیرہ مگر یہ نمبر بھی چار صفحات کے ہی تھے۔اس وقت اخبار کی قیمت ایک روپیہ تھی۔اندازاً سات، آٹھ سال جاری رہا، پھر مالی دشواریوں کے سبب بند ہو گیا۔(تبصرہ۔جلد نمبر ۷۔شمارہ نمبر ۱۷، ۱۸۔عید الضحیٰ نمبر۔۲۹، اپریل ۱۹۹۶)

(۶۷) **حالات کی زنجیر (ہفت روزہ)** ۱۹۹۱ء

حالات کی زنجیر ایک ہفت روزہ اخبار تھا۔اخبار کا اجرا ایک آل انڈیا مشاعرے میں دھولیہ کے ستار شاہ کے ہاتھوں ۲، نومبر ۱۹۹۱ء کو صابر ستار ٹاؤن ہال میں ہوا۔اخبار کی قیمت ۲ روپیہ تھی۔عام اخباری سائز کے ۱۲ صفحات پر شائع ہوتا تھا۔اخبار کے مالک و مدیر جاوید انور تھے۔اخبار میں سیاسی خبریں۔مضامین،تعلیمی مضامین ، دینی مضامین، اداریہ ادبی تخلیقات، مراسلے و اعلانات اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔اداریہ اور ادبی صفحہ جاوید انور خود لکھتے تھے۔خبروں کا مراٹھی سے ترجمہ اور کتابت جمیل پینٹر کرتے تھے۔تبصرہ اور افسانے وغیرہ شمس الضحیٰ اسرائیل لکھتے تھے۔لئیق ناگپوری مضامین لکھتے تھے۔منصور اکبر اس اخبار کے ہاکر تھے۔اخبار میں گوشۂ خواتین، بھی شائع ہوتا تھا۔اخبار خوب نکلا۔مگر تین چار سال میں حالات کی زنجیر پیروں کی بیڑیوں میں تبدیل ہوگئی۔مالی خسارے کے سبب اخبار ۱۹۹۳ء یا ۱۹۹۴ء میں بند ہوگیا۔اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہے۔

(۶۸) **مالیگاوں افق ویکلی** ۱۹۹۲ء

مالیگاؤں افق ویکلی اقبال حیات خان المعروف اقبال قریشی سر نے ۱۹۹۲ء میں جاری کیا۔ پرنٹر، پبلشر،

پروپرائٹراور ایڈیٹر سب کچھ اقبال سر تھے۔اخبار کا ٹائٹل بالکل سادہ تھا۔عام اخباری سائز کے چا صفحات پر شائع ہوتا تھا۔اس وقت قیمت ۷۵ پیسے تھی۔آصف قبال مرزا اور انصاری مشیر احمد کتابت کرتے تھے۔نورانی پریس سے چھپتا تھا۔پہلے صفحے پر مقامی خبریں شائع ہوتی تھیں۔دوسرے صفحے پر اداریہ اور مضامین ہوتے تھے۔اداریہ اقبال سر خود تحریر کرتے تھے۔بقیہ صفحات پر خبریں،مراسلے،اعلانات،مضامیناور اشتہارات چھپتے تھے۔

برسر کار رہتے ہوئے اخبار نکالنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔اخبار کے لئے اقبال سر کو کافی محنت کرنی پڑتی تھی۔افق مالیگاؤں کی صحافت میں اپنا مقام بنانے میں کامیاب ضرور ہوا مگر میدان صحافت میں تادیر قائم رہنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔تقریباً تین برس کے قلیل عرصہ تک جاری رہنے کے بعد اقبال سر کی ذاتی مصروفیات اور سرمائے کی قلت کے سبب افق بند ہوگیا۔(مالیگاؤں افق ویکلی۔جلد نمبر ۲۔شمارہ نمبر ۳۰۔۲۰ جون ۱۹۹۴ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 57094/92 ہے۔

(۶۹) بلند اقبال (ھفت روزہ) ۱۹۹۳ء

بلند اقبال ۱۹۹۳ء میں اقبال احمد محمد صابر المعروف اقبال پہلوان (امن چوک) نے خوشامد پورہ سے جاری۔یہ ایک سیاسی وادبی اخبار تھا۔عام اخباری کاغذ کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔یونس عیسیٰ اس کے سرپرست تھے۔اقبال پہلوان اس کے مالک اور غازی امان اللہ اس کے مدیر تھے۔عبدالمجید سرور اور عتیق شکاری خبریں لکھتے تھے۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات نکلتا تھا۔اس وقت قیمت ۱ روپیہ تھی۔اخبار سیاسی ضرورت کے تحت جاری ہوا۔جس میں سیاسی خبریں،تبصرے،اور ادبی نگارشات بھی شائع ہوتی تھیں۔اداریہ غازی امان اللہ لکھتے تھے۔اخبار اپنی خاص قسم کی خبروں اور سرخیوں کے لئے مشہور تھا۔

اخبار کا ٹائٹل آرائشی خط میں بنای گیا تھا۔ٹائٹل بڑا تھا۔ٹائٹل پر ایک شعر درج ہوتا تھا۔آخری صفحے پر عموماً اشتہارات شائع ہوتے تھے۔

جہاں میں سرخرو ایسا بلند اقبال ہوتا ہے
کہ اپنے خون سے جس نے لکھی ہو داستاں اپنی

ٹائٹل کے بائیں طرف ایک چھوٹا سا اشتہار ہوتا تھا۔اقبال پہلوان نے اخبار شوقیہ شروع کیا تھا۔بقول غالب ''شوق ہر رنگ رقیب سروساماں نکلا'' اخبار کے مالک وناشر کی ذاتی مصروفیات حائل ہوگیئں اور بلند اقبال

بند ہو گیا۔(جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۲۔۱۵ فروری ۱۹۹۳ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۵۔۸ مارچ ۱۹۹۳ئ)

(۷۰) **سرکھشا مہا سنگھ (ہفت روزہ)** ۱۹۹۳ء

سرکھشا مہا سنگھ ۲۶ جنوری ۱۹۹۳ء کو جاری ہوا۔اخبار کے مالک و مدیر انصاری محمد اسماعیل محمد ابراہیم ہیں۔ حاجی مستان مرزا نے دلت اور پچھڑے لوگوں کی آواز حکومت تک پہنچانے کے لئے ایک سیاسی پارٹی ''دلت مسلم سرکھشا مہا سنگھ'' بنائی تھی۔یہ اخبار اسی پارٹی سے متاثر ہو کر پارٹی کے ترجمان کے طور پر شروع ہوا۔اخبار سیاسی، سماجی، دینی، علمی اور ادبی نوعیت کا ہے۔ہر پیر کو پابندی شائع ہوتا ہے۔عام اخباری سائز کے دو صفحات پر شائع ہوتا ہے۔اخبار میں خبریں، مضامین، اداریہ اور اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔اخبار میں کوئی مستقل کالم اور ادبی صفحہ نہیں ہوتا۔البتہ اس اخبار کے کئی نمبر مثلاً عید نمبر، بقرعید نمبر، ۲۶ جنوری نمبر۔۱۵، ا گست نمبر وغیرہ شائع ہوئے ہیں جو ۱۰ تا ۱۲ صفحات پر مشتمل تھے۔اخبار مالیگاؤں کی صحافت میں کوئی خاص مقام تو نہیں بنا سکا مگر پابندی سے بلا ناغہ آج تک جاری ہے۔

(۷۱) **نعمانی ٹائمز (ہفت روزہ)** ۱۹۹۳ء

نعمانی ٹائمز مشہور شوشل ورکر صدیقی عبدالخالق محمد یونس نے جاری کیا۔اخبار کی نوعیت سیاسی و سماجی تھی۔ خالق صدیقی نے مولانا عبدالحمید نعمانی کی پکار رنگ سوسائٹی کی صنعتی خدمات سے متاثر ہو کر اپنے اخبار کو مولانا نعمانی سے منسوب کرتے ہوئے اخبار کا نام ''نعمانی ٹائمز'' رکھا۔

اخبار کی پہلی اشاعت میں مولانا نعمانی پر ایک گراں قدر مضمون بھی شائع کیا جسے مولانا جاوید احمد ملی نے تحریر کیا تھا۔اخبار کا مقصد سیاسی اور سماجی اصلاح تھا۔خالق صدیقی ایک بے باک صحافی ہیں یہی وجہ رہی کہ انہوں نے اپنے اخبار میں بے باکی سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے تھے۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر مشتمل ہوتا تھا جس میں مقامی خبریں، بے لاگ تبصرے، اداریہ، سماجی مضامین اور اردو ادب شائع کیا جاتا تھا۔اخبار کی قیمت پہلے ۷۵ پیسے ہوا کرتی تھی۔نورانی پریس اور سٹی زن پریس میں چھپتا تھا۔اخبار کئی سال تک پابندی سے نکلتا رہا۔مگر اپنے مالک و مدیر کی سیاسی مصروفیات کے سبب بند ہو گیا۔اخبار دوبارہ جاری ہونے کی امید ہے مگر فی الحال بند ہے۔خالق صدیقی تحفظ ملت، سرکھشا مہا سنگھ، شہریار اور دیگر اخبارات سے منسلک ہیں۔

(۷۲) **معظم مجاھد (ہفت روزہ)** ۱۹۹۴ء

معظم مجاہد ایک ہفت روزہ تھا۔مجاہد آزادی سید عباس علی قاضی اس کے بانی وسرپرست تھے،ایسا ٹائٹل پر لکھا ہوا ہے۔عبدالمجید سرور لکھتے ہیں''مجاہد آزادی مرحوم عباس علی قاضی کے چھوٹے فرزند سید شبیر علی قاضی اسے نکالتے ہیں۔''(ص۔۵۲۔نقش پا۔)۱۹۹۴ء میں جاری ہوا۔خبار کا ٹائٹل خط ثلث میں خوبصورت بنایا گیا ہے۔اس وقت اخبار کی قیمت ۶۰ پیسے تھی۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔جلد نمبر ا کا شمارہ نمبر دستیاب ہوا ہے جس میں اخبار کی کتابت ٹھیک ٹھاک ہے۔مالیگاؤں کی کتابت والی بات کم ہے۔پہلا صفحہ خبریں ہیں۔دوسرے صفحے پر اداریہ،خبریں اور رپوٹس ہیں۔بقیہ صفحات پر مضامین،خبریں،رپوٹس اور مراسلے ہیں، چوتھے صفحے پر کچھ اشتہارات ہیں۔اخبار میں اشتہارات کم ہیں۔

معظم مجاہد سادو سال کے مختصر عرصے تک جاری رہنے کے بعد سرمائے کی کمی کے سبب بند ہوگیا۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 66353/94 ہے۔

(۷۳)میٹھا میوہ (ہفت روزہ) جون ۱۹۹۴ء

میٹھا میوہ نام سن کر کسی مغالطے میں آنے کی ضرورت نہیں۔یہ ایک اخبار کا ہی نام ہے۔اسے لئیق ناگپوری نے جاری کیا۔اخبار اک ٹائٹل آرائشی خط میں بنایا گیا تھا۔ٹائٹل پر اخبار کا نعرہ''کڑوے کسیلے دور کا ترجمان'' لکھا ہوتا تھا۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔اخبا میں اداریہ، خبریں، مضامین، مراسلے اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔نورانی پریس میں چھپتا تھا۔اداریہ لئیق ناگپوری خود لکھتے تھے۔چند برسوں کے بعد بند ہوگیا۔(میٹھا میوہ۔جلد نمبر ۲۔شمارہ نمبر ۲۵۔۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ئ)

(۷۴)الطاہرات (ہفت روزہ) ۱۹۹۴ء

الطاہرات خواتین کا اخبار تھا۔مالیگاؤں میں اردو صحافت کا باقائدہ آغاز ہوئے تقریباً چھ دہائیوں کا طویل عرصہ گذر چکا تھا مگر ابھی تک کسی کی نظر خواتین کے لئے باقائدہ اخبار شروع کرنے کی طرف نہیں گئی۔اس معاملے میں ایک مکمل سکوت طاری تھا۔آخر کا اس کام کو ایک خاتون کو ہی اپنے ہاتھوں میں لینا پڑا۔ایسے میں ثمینہ صالحاتی امتیاز احمد میدان عمل میں آئیں اور خواتین کے لئے ایک ہفت روزہ اخبار بنام''الطاہرات'' جاری کیا۔الطاہرات مالیگاؤں کی تاریخ میں ایسا پہلا اخبار تھا جو خواتین کے لئے اور ایک خاتون کے ذریعے شروع ہوا۔اس سے پہلے چھ دہائیوں تک اور اس کے بعد دو دہائیوں تک خواتین کے لیے یا خواتین کے ذریعے صحافت کا میدن بالکل خالی رہا اور آج بھی خالی ہے۔

الطاہرات ایک ہفت روزہ اخبار تھا۔ اخبار کا ٹائٹل خوبصورت بنایا گیا تھا۔ ٹائٹل پر اخبار کا نعرہ ’’خواتین کا دینی واصلاحی ترجمان‘‘ لکھا ہوتا تھا جو اخبار کی پالیسی کا غماز تھا۔ اخبار کے کم بیش ۶۔۷ شمارے ہی نکلے جس میں اکثر مشترکہ شمارے تھے۔ اخبار میں خواتین کے لئے اسلامی معلوماتی مضامین، اصلاحی مضامین، اور اسلامی نظمیں شائع ہوتی تھیں۔ اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔ اخبار کی لکھائی کتابت سے بے نیاز ہوتی تھی سارا زور مقصد پر ہوتا تھا۔ نیا پورہ سے شائع ہوتا تھا۔ نورانی پریس میں چھپتا تھا۔ قیمت ایک روپیہ تھی۔ اخبار کا پورا زور اصلاحی اور معلوماتی مضامین پر ہوتا تھا اس لئے اس میں اداریہ کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اخبار اچھا تھا مگر اخبار نکالنے کا بار گراں کسی خاتون کے نازک کاندھے زیادہ دیر تک اٹھانے سے قاصر تھے اس لئے اس کا منطقی نتیجہ اخبار بند ہونے کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس اخبار کے بعد ۲۰۱۵ء ایک طویل عرصے کے بعد خواتین کے لیے ایک رسالہ ’’گلشن خواتین‘‘ جاری ہوا جو محض چند شماروں کے بعد ہی بھی بند ہو گیا۔ اور تا حال صحافت نسواں کے میدان میں ایک مکمل سناٹا طاری ہے۔

(الطاہرات۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۲۰۔۲۱۔ مشترکہ۔ ۲۱۔۲۸، اکتوبر ۱۹۹۴ء۔ الطاہرات۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۲۶۔۲۷۔ مشترکہ۔ ۲ تا ۹ دسمبر ۱۹۹۴ء)

(۷۵) **بزم اطفال (ہفت روزہ)** ۱۹۹۵ء

بزم اطفال ۱۹۹۵ء میں جاری ہوا۔ بزم اطفال نام سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بچوں کے ادب پر مبنی ہے۔ اسے سلیم رحمانی نے اسلامپورہ سے جاری کیا۔ ایچ۔ ایم۔ یاسین ملی، نازاں ضیاالرحمان، اور رضوان حارث اس کے خاص معاونین تھے۔ چاروں نوجوان اپنے اخبار کے لئے خوب محنت کرتے تھے۔ بزم اطفال بچوں کے لئے ایک مکمل اخبار تھا جس میں بچوں کی دلچسپی اور معلومات کی تمام چیزیں شائع ہوتی تھیں۔ کہانیاں، نظمیں، گیت، حمد، نعت، معلوماتی، مضامین، معمہ، ڈرائنگ، کرافٹ، لسانی کھیل، لطائف، کوئز، اور تعلیمی اور معلوماتی مقابلے غرض کہ بچوں کے موضوع کا کوئی گوشہ خالی نہیں رہا جو اس میں شائع نہیں ہوتا تھا۔ بزم اطفال مصوَر تھا۔ بزم اطفال کے کئی نمبر نکلے مثلاً سالگرہ نمبر، کہانیاں نمبر وغیرہ۔ بعد میں بزم اطفال کی ملکیت تبدیل ہوگئی۔ سلیم رحمانی اس کے مالک ومدیر بن گئے۔ کچھ برسوں کے بعد بزم اطفال سونی ہوگئی۔

(۷۶) **اخبار اسلاف (پندرہ روزہ)** ۱۹۹۵ء

اسلاف ایک پندرہ روزہ دینی اخبار ہے۔ ۱۹۹۵ء جاری ہوا۔ یہ جمعیت اہل حدیث کا ترجمان ہے۔

جمعیت اہل حدیث کے صوبائی امیر ڈاکٹر سعید احمد فیضی اس کے سر پرست اور ذمہ دار ہیں۔اسلاف کا پرانا ٹائٹل شہر مشہور کاتب اور آرٹسٹ احمد حنیف نے بنایا تھا سال رواں میں یہ ٹائٹل تبدیل کر کے کمپیوٹر کے ذریعے سادہ ٹائٹل چھپ رہا ہے۔اخبار کے ٹائٹل پر پہلے قرآن کی ایک آیت لکھی ہوئی ہوتی تھی آج کل ایک دوسری آیت لکھی ہوئی ہے جو اخبار کی پالیسی اور فکر کو ظاہر کرتی ہے۔اسلاف ابتدا میں آٹھ صفحات پر شائع ہوتا تھا۔آج کل چھ صفحات پر شائع ہوتا ہے۔پہلے اسلاف کے اداریے نہایت فکر انگیز ہوا کرتے تھے جو اکثر مولانا ابو رضوان محمدی یا جاوید احمد نور الہدیٰ کے زور قلم کا نتیجہ ہوتے تھے ۱۹۹۰ء میں اس اخبار کے ایک اداریے نے ایک فائنانس کمپنی ''الفہد'' کے غیر شرعی اور دھوکے باز ہونے کے متعلق اداریہ لکھ کر بہت سے لوگوں کا کروڑوں روپے کا نقصان ہونے بچالیا اور نہ صرف بہت شہرت پائی بلکہ صحافت کا ادا کر دیا۔ہر بات تحقیق سے لکھنا اور بے باکی سے لکھنا اسلاف کا طرہ امتیاز ہے۔اس اخبار کے کئی کالم پوسٹ مارٹم اور ہائی لائٹ وغیرہ کافی پسند کیے جاتے ہیں۔اخبار کے مدیر پہلے فضل الرحمان محمدی ہوا کرتے تھے آج کل حافظ عبد التوب ادارتی ذمہ داریاں سنبھال رہے ہیں۔اس کے مشمولات میں اداریہ، جماعتی خبریں، مضامین، فقہ و فتاویٰ وغیرہ ہیں۔نئے گیٹ اپ اور نئی سیٹنگ کے ساتھ اخبار اسلاف اپنی نئی منزلوں کی طرف کامیابی کے ساتھ گامزن ہے۔(اخبار اسلاف۔جلد نمبر ۲۰۔شمارہ نمبر ۱۳۔۲۰ دسمبر۔۲۰۱۵ئ)

(۷۷) **نشان افق (ہفت روزہ) ۱۹۹۵ء**

نشان افق ۱۹۹۵ء میں سید روشن علی قاضی نے جاری کیا۔ایک سیاسی اخبار تھا۔اخبار کے سر پرست کی حیثیت سے ٹائٹل پر ''مجاہد آزادی سید عباس علی قاضی'' درج ہے۔اخبار کا ٹائٹل آرائشی خط میں شہر کے مشہور کاتب اور آرٹسٹ اکبر مرزا نے بنایا تھا۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر نکلتا تھا۔اس اخبار متعلق عبد المجید سرور لکھتے ہیں ''یہ بڑی حد تک نیشنلسٹ اور مسلم نظریات کا اخبار تھا۔''(ص نمبر ۵۲۔نقش پا) پہلے صفحے پر مقامی خبریں، دوسرے صفحے اداریہ ادب پارے، اور خبریں، تیسرے اور چوتھے صفحے غیر مقامی خبریں، اشتہارات، مراسلے اور اعلانات شائع ہوتے تھے۔بدر کا باڑہ سے شائع ہوتا تھا۔نورانی پریس میں چھپتا تھا۔سال دو سال جاری رہنے کے بعد نشان افق مالیگاؤں کے صحافتی افق سے غائب ہو گیا۔اب اس کا کوئی نشان مالیگاؤں کے صحافتی افق پر باقی نہیں ہے۔(جلد نمبر ۷۔شمارہ نمبر ۲۰۔۲۲ ستمبر ۱۹۹۵)

(۷۸) **روزنامہ ۱۹۹۵ء**

مالیگاؤں میں اب تک صرف ایک ہی روزنامہ اخبار ''شامنامہ'' جاری تھا۔اس لئے شامنامہ کی مقبولیت دن بدن بڑھتی جارہی تھی ۔مالیگاؤں میں ابھی بھی روزنامہ اخبارات کی کمی محسوس کی جارہی تھی۔ایسے میں عبدالرشید قادری کو ایک روزنامہ اخبار جاری کرنے کی دھن سوار ہوئی۔۱۹۹۵ء میں رشید قادری نے ایک روزنامہ اخبار بنام ''روزنامہ'' جاری کیا۔اخبار کا نام ہی اس کی نوعیت کا اعلان ہے۔اخبار کا ٹائٹل شہر کے مشہور خطاط گل ایوبی نے خط نستعلیق میں بالکل سادہ مگر خوبصورت بنایا تھا۔بعد میں یہ ٹائٹل تبدیل کر دیا گیا۔ٹائٹل پر ''مالیگاؤں کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا اردو اخبار'' درج ہے۔یہ اخبار کا نعرہ نہیں بلکہ اخبار کا دعویٰ معلوم ہوتا ہے۔ٹائٹل کے بائیں جانب ایک چوکھٹے میں اسلامی معلومات لکھی جاتی ہیں۔ابتدا میں اخبار کی قیمت ۵۰ پیسے تھی اب دو روپے ہے۔اس اخبار کے متعلق عبدالمجید سرور لکھتے ہیں کہ ''یہ اخبار صحت منداور تعمیری نظریات کا حامل ہے اور بازار کے رائج الوقت نظریات کے مقابلے میں اسلامی نظریات کے تحت نکلاتا ہے جو انسانی زندگی کو بناؤ کی طرف لے جانے والے ہیں۔'' (ص۔۴۶۔نقش پا) یہ روزآنہ صبح کے وقت قارعین کے ہاتھوں میں ہوتا تھا۔اور تازہ خبریں پڑھنے کے لئے لوگ روزنامہ کا انتظار کرتے ہیں۔روزنامہ ابتدا میں صرف دو صفحات کا اخبار تھا۔بعد میں چار صفحات پر چھپنے لگا۔روزنامہ اپنے مخصوص انداز کی خبروں اور تبصروں کے لئے جانا جاتا ہے۔اس اخبار میں خبریں، اداریہ،مضامین،مراسلے اور کئی مستقل کالم چھپتے ہیں۔سال رواں میں اخبار کے مالک ومدیر جناب عبدالرشید قادری کا انتقال کے بعد ان کے فرزند اسے روزنامہ اسی کامیابی کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

(روزنامہ۔جلد نمبر ۳۔شمارہ نمبر ۳۳۵۔۸،دسمبر ۱۹۹۸ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 66127/96 ہے۔

(۷۹) تحفظ ملت (ہفت روزہ) ۱۹۹۵ء

تحفظ ملت ایک سیاسی ہفت روزہ ہے۔لقمان انصاری اس کے مالک ومدیر ہیں۔اخبار کے مالک ومدیر کے مطابق ۲۶،جنوری ۱۹۹۳ء کو پہلا شمارہ شائع ہوا۔جب کہ اخبار کی کاپی جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۲۳۶،اکتوبر ۱۹۹۵ء کو شائع ہوا اس حساب سے اس کے پہلے شمارے کی تاریخ فروری ۱۹۹۵ء بنتی ہے۔اخبار کا پرانا ٹائٹل آرائشی خط میں خوبصورت بنایا گیا تھا۔ٹائٹل پر ایڈیٹر لقمان انصاری اور سرپرست نگراں شیخ رشید شیخ شفیع لکھا ہوا تھا۔نئے ٹائٹل میں سرپرست کا نام حزف کر دیا گیا ہے۔تحفظ ملت مالیگاؤں کا واحد

اخبار ہے جو بھیوندی اور مالیگاؤں

دونوں جگہوں پر پڑھا جاتا ہے۔اسی لیے اس میں بھیوندی کی خبریں اور بھیونڈی کو قلم کاروں کی تحریریں بھی پڑھنے کو ملتی ہیں۔اخبار عام اخباری سائز کے آٹھ صفحات پر شائع ہوتا ہے۔قیمت چار روپیہ ہوتی ہے۔اخبار میں خبریں،مضامین،ادبی تحریریں اور اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔لقمان انصاری اداریہ خود لکھتے ہیں۔اکثر عبدالخالق صدیقی کا ایک مضمون شامل اشاعت ہوتا ہے۔اصغر علی انصاری،علی انجم رضوی،عبدالعزیز مقادم وغیرہ اس کے خاص لکھنے والے ہیں۔تحفظ ملت بڑے سلیقے سے کامیابی کے ساتھ بلا ناغہ جاری ہے۔

(تحفظ ملت۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۳۶۔۲،۱ اکتوبر ۱۹۹۵ئ۔تحفظ ملت۔جلد نمبر ۲۱۔شمارہ نمبر ۴۴۔۱۶ جنوری ۲۰۱۵ء تحفظ ملت۔جھلد نمبر ۲۱۔شمارہ نمبر ۴۲۔۳ جنوری ۲۰۱۵ئتحفظ ملت۔جلد نمبر ۲۲۔شمارہ نمبر ۲۔۱۳،فروری ۲۰۱۵ء۔تحفظ ملت۔جلد نمبر ۲۲۔شمارہ نمبر ا۔۳،فروری ۲۰۱۵ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 57861/2014 ہے۔

(۸۰) **عوامی عدالت (ہفت روزہ)** ۱۹۹۵ء

عوامی عدالت ایک سیاسی اخبار تھا۔انصاری محمد سلیم خورشید احمد المعروف سلیم اپسرا نے جاری کیا۔اخبار کے دستیاب شمارے جلد نمبر ا کے شمارہ نمبر ۲۲۔۳،اکتوبر ۱۹۹۵ء کے حساب سے اس کا سال اشاعت مارچ ۱۹۹۵ء بنتا ہے۔اخبار کا ٹائٹل خوبصورت تھا۔ٹائٹل آرائشی خط میں نہایت خوبصورت بنایا گیا تھا۔ٹائٹل پر ایڈیٹر کا نام انصاری سلیم احمد لکھا ہوا تھا۔اخباری عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔اخبار میں خبریں،اداریہ،مضامین اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔اس وقت قیمت ایک روپیہ تھی۔عبدالحلیم صدیقی اس اخبار کے خاص ذمہ دار تھے۔اخبار تھوڑے دنوں تک نکل کر بند ہو گیا۔

(عوامی عدالت۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۲۲۔۳،اکتوبر ۱۹۹۵ء)

(۸۱) **السالک ٹائمز (ہفت روزہ)** ۱۹۹۶ئ

یہ ایک ہفت روزہ اخبار تھا۔اسے اسرار احمد نے اسلامپورہ سے جاری کیا تھا۔۱۹۹۶ء میں منظر عام پر آیا۔اس اخبار کے متعلق عبدالمجید سرور لکھتے ہیں ’’محمد سلطان اسے لکھتے تھے۔نورانی پریس میں چھپتا تھا۔‘‘ (ص۔۴۸۔نقش پا)اس اخبار کے متعلق زیادہ جانکاری حاصل نہیں ہوسکی۔نہ ہی اخبار کی کوئی کاپی دستیاب ہے ۔اس لئے اس کے متعلق مزید معلومات لکھنا ممکن نہیں۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 68255/98 ہے۔

(۸۲) پاسبان تعلیم (تعلیمی ہفت روزہ) ۱۹۹۷ء

پاسبان تعلیم ایک تعلیمی اخبار تھا۔اس کا پہلا شمارہ اندازاً اکتوبر ۱۹۹۷ء میں منظر عام پر آیا۔اسے شبیر شاکر نے جاری کیا تھا۔اس سے قبل اس نوعیت کے دو اخبارات طالب علم اور درس وتدریس جاری ہو چکے تھے۔ پاسبان تعلیم اسکولی طالبان علم کو اسکولی تعلیم میں آنے والے مسائل میں رہنمائی کرنا تھا۔اس اخبار میں شہر اور بیرون شہر کے ماہر اساتذہ کے رہنمایانہ مضامین شائع کئے جاتے تھے۔اداریہ خود شبیر شاکر تحریر کرتے تھے۔ان کے علاوہ معلوماتی مضامین اور اسکولوں کی رپورٹ وغیرہ شامل اشاعت ہوتی تھیں۔اخبار کے ٹائٹل پر چیف ایڈیٹر کے طور پر ڈاکٹر ہارون فراز کا نام ہوتا تھا۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔اخبار اچھا تھا مگر مالک کی گونا گوں مصروفیات کے سبب زیادہ دن جاری نہ رہ سکا۔سال دو سال میں بند ہو گیا۔
(پاسبان تعلیم ۔جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۷۔ ۲۶، اگست ۱۹۹۷ئ۔ پاسبان تعلیم ۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۸۔ ۲، ستمبر ۱۹۹۷ئ)

(۸۳) بین السطور (ہفت روزہ) ۱۹۹۸ء

بین السطور ایک ہفت روزہ اخبار تھا جو ۱۹۹۸ء میں جاری کیا گیا۔اخبار کے ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر، پروپرائٹر جمیل انصاری المعروف جمیل پینٹر تھے۔چیف ایڈیٹر ایڈوکیٹ خلیل انصاری تھے۔اخبار کا ٹائٹل سادہ لیکن بڑا تھا۔اخبار کے ٹائٹل کے اوپر اخبار کا نعرہ ''سیاسی، سماجی، تعلیمی، وثقافتی ہفت روزہ'' لکھا ہوتا تھا۔یہ گمان غالب ہے کہ یہ پہلا ایسا ہفت روزہ اخبار ہے جو ۱۲ صفحات پر شائع ہوا ہے۔اور جس کی قیمت ۵۰۔۲ روپے تھی۔اس ضخیم اخبار میں اداریہ، خبریں، تعلیم مضامین، اسکولوں کی رپوٹس، اسلامی معلوماتی مضامین، اہم ٹیلیفون نمبر، جنرل نالج اور اشتہارات غرض کے سب کچھ اشاعت پزیر ہوتے تھے۔اخبار چھپائی، اور مواد ہر دو اعتبار سے میعاری تھا۔اخبار کی سیٹنگ خوبصورت تھی۔کئی برسوں تک کامیابی سے جاری رہنے کے بعد بند ہو گیا۔اگر جاری رہتا تو سب سے منفرد ہفت روزہ ہوتا۔(بین السطور ۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۲۔ ۱۵، دسمبر ۱۹۹۸)

(۸۴) نوید امن (ہفت روزہ) ۱۹۹۸ء

نوید امن کا پہلا شمارہ اکتوبر ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا۔اس اخبار کے مالک اور ایڈیٹر رضوی محمد سلیم تھے۔

اخبار کے سر پرست ساتھی نہال احمد (سابق ایم۔ایل۔اے) تھے۔صرف دوصفحات کا تھا۔اس میں خبریں، مضامین،ادبی تحریریں،اوراشتہارات شائع ہوتے تھے۔

اخبارکا ٹائٹل سادہ اور پرکشش تھا جسے خط ثلث میں بنایا گیا تھا۔ٹائٹل کےاوپر ساتھی نہال احمد کا نام لکھا ہوا تھا۔اخبار زیادہ دن جاری نہ رہ سکا مالی پریشانیوں اور ناتجربہ کاری کے چلتے بند ہو گیا۔(نوید امن۔جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر۔٦۔٨ دسمبر ١٩٩٨ئ)

(٨٥)سن آف مالیگاؤں (ھفت روزہ)١٠٠٢ء

سن آف مالیگاؤں ایک سیاسی،سماجی اور ادبی اخبار تھا۔اس کے مالک و مدیر ایک باصلاحیت نوجوان منصور اکبر تھے۔اس اخبار کا پہلا شمارہ اندازاً جون ١٠٠٢ء میں شائع ہوا۔اخبار کا ٹائٹل خوبصورت تھا۔ٹائٹل پر م

الیگاؤں کے قلعہ کی تصویر چھپی ہوئی تھی۔ٹائٹل بڑا تھا۔ٹائٹل کے اوپر اخبار کا نعرہ ''صحت مند صحافت کا ضامن و اعلیٰ قدروں کا ترجمان'' لکھا ہوا ہوتا تھا۔اخبار عام اخباری سائز کے چار کے صفحات پر شائع ہوتا تھا۔خبریں، مضامین،ادبی تخلیقات سب کچھ شائع ہوتا تھا۔اخبار اپنے ملک و مدیر کی سیماب صفت مزاج کے چلتے زیادہ دن زندہ نہ رہ سکا۔چند شماروں کے بعد بند ہو گیا۔(سن آف مالیگاؤں۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ٥۔٢٨ جولائی ١٠٠٢ئ)

(٨٦) تحصیل علم (اردو ھفت روزہ) ٣٠٠٢ء

تحصیل علم ایک تعلیمی ہفت روزہ اخبار تھا۔اسے اے۔ٹی۔ٹی ہائی اسکول کے مایہ ناز اور قابل استاد انصاری عبدالرشید محمد صدیق المعروف عبدالرشید صدیقی سر نے جاری کیا۔اخبار کا پہلا شمارہ ٦،جنوری ٣٠٠٢ء کو جاری ہوا۔خبار کا ٹائٹل خوبصورت بنایا گیا تھا۔جس میں قلم کو علامتی طور پر شامل کیا گیا تھا۔ٹائٹل پر اخبار کا نعرہ ''طلبہ میں صحت مند جدید تعلیمی رجحانات کا محرک'' لکھا ہوا تھا۔اخبار کی قیمت ٢،روپیہ تھی۔اخبار ١٨/٢٣ کی نصف سائز کے آٹھ صفحات پر شائع ہوتا تھا جو کہ بچوں کو مدنظر رکھ کر شائع کیا گیا تھا۔اخبار کی سیٹنگ اور گیٹ اپ نہایت خوبصورت تھے۔تحصیل علم ایک مکمل تعلیمی،معلوماتی،اور طلبہ میں تحریک پیدا کرنے والا اخبار تھا۔اس اخبار میں وہ سب کچھ تھا جو طلبہ کی خواہش ہو سکتی تھی۔اخبار کو اداریہ،اور مختلف کالم سے سجایا گیا تھا۔جس میں درس قرآن،درس حدیث،حکایات کے ساتھ ساتھ چند مخصوص کالم جہاں نما،تعلیمی

مقابلہ،سوالات،سوال آپ کے جواب ہمارے،پہیلی مقابلہ،شعری مقابلہ،ذہنی ورزش،جھروکہ،کھیل کے میدان سے،سنگ میل، جنرل نالج،بچوں کی عدالت،قلمی دوستی،لطائف،کریئر گائیڈنس،آنچل،وغیرہ تھے۔گویا کہ سمندر کو کوزے بند کر دیا گیا تھا۔تحصیل علم میں وہ سب کچھ تھا جو طلبہ میں جوش،ذوق مطالعہ،اور تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینے کے لئے ضروری تھا۔تحصیل علم بڑے جوش سے نکالا گیا۔طلبہ میں کافی مقبول ہونے لگا مگر اچانک اسے نظر بد لگ گئی اور ۱۰ شماروں کے بعد اخبا کی اشاعت منقطع ہوگئی۔پھر دوبارہ جاری نہ ہوسکا۔ اخبار اگر جاری رہتا تو تعلیمی صحافت میں کامیابی کا ایک مینارہ نور ہوتا۔(تحصیل علم۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا تا ۱۰۔۶،جنوری ۲۰۰۳ءتا ۱۰ مارچ ۲۰۰۳ئ)

(۸۷)ڈسپلین (روزنامہ) ۲۰۰۴ء

مالیگاؤں شہر کے سیاسی افق پر بیسیوں ہفت روزہ اخبارات جاری تھے۔کچھ روزنامہ اخبارات نے روزنامے کی کمی کو بھی کچھ حد تک پورا کر دیا تھا۔شہر کی بڑھتی آبادی اب بھی کسی روزنامہ اخبار کی متقاضی تھی۔ایسے میں کلیم احمد دانش نے شہر کی اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ۹،اگست ۲۰۰۴ء کو ڈسپلین روزنامہ جاری کر دیا۔کلیم احمد دانش عوامی آواز اور ہفت روزہ ڈسپلین نکال رہے تھے۔روزنامہ ڈسپلین نے نہ صرف قارعین بلکہ صحافتی حلقوں میں بھی ہلچل پیدا کر دی۔اخبار کا ٹائٹل کمپیوٹر سے بنایا گیا ہے۔فی الحال قیمت ۲۔روپیہ ہے۔اخبار کا پہلا شمارہ آٹھ صفحات پر شائع ہوا۔ڈسپلین عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ڈسپلین باقائدہ ، پابندئ وقت کے ساتھ نکلتا ہے اور شہر ہر کونے تک پہنچتا ہے۔ڈسپلین مخصوص نظریہ کا حامل اخبار ہے۔اپنی مخصوص طرز کی رپوٹنگ،کاٹ دار اداریہ،مخصوص انداز کے تبصرے اور بے باکی کے لیے مشہور ہے۔اخبار میں خبریں،مضامین،مراسلے،اعلانات،تبصرے،ادبی تحریریں اور اشتہارات سب کچھ شائع ہوتے ہیں۔ڈسپلین کا شمار شہر کے اہم لیڈنگ ڈیلی میں ہوتا ہے۔گذشتہ ۱۲ برسوں سے بلاناغہ جاری ہے۔(ڈسپلین روزنامہ۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔۹،اگست ۲۰۰۴ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 8011/2006 ہے۔

(۸۸)نشان ھند (ھفت روزہ) ۲۰۰۴ء

نشان ہند ایک سیاسی،ادبی،اور سماجی اخبار تھا۔پہلا شمارہ ۱۶،اگست ۲۰۰۴ کو منظر عام پر آیا۔اسے محمد یوسف (منا) جیلانی نے جاری کیا۔اس اخبار کے مالک و مدیر سب کچھ محمد یوسف ہی تھے۔اخبار کا ٹائٹل سادہ

نستعلیق میں کمپیوٹر سے بنا گیا تھا۔اخبار کے ٹائٹل پر اخبار کا نعرہ ''فروغ قومی یکجہتی وتہذیبی اور ثقافتی قدروں کا آئینہ دار'' لکھا ہوتا تھا۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔جس میں خبریں ،اداریہ، مضامین بچوں کا گوشہ،خواتیں کا گوشہ بنام باب خواتین،مراسلے اوراشتہارات وغیرہ شائع ہوتے تھے۔اخبار خوبصورت تھا۔ قیمت ۵۰۔ا روپیہ تھی۔کامیابی سے جاری رہا۔اخبار کے ایک سال مکمل ہونے پر ایک گراں قدر سالگرہ نمبر رسالے کی شکل میں نکالا گیا، جسے مرحوم آزاد انصاری کے نام سے منسوب کیا گیا۔اس نمبر میں مقامی اورغیر مقامی شخصیات پر گراں قدر مضامیں،معلوماتی مضامین،اردو ادب پرمضامین اورشعرا کی تخلیقات شائع کی گئیں۔اخبار بلا ناغہ پابندی سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا کہ اچانک اخبار کے مالک ومدیرمحمد یوسف کی بیرون شہر ہجرت برائے معاش اورترک مستقر کے سبب بند ہوگیا۔اگر جاری ہوتا تو اچھے اخبارات میں شمار کیا جاتا۔(نشان ہند۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔۱۶،اگست ۲۰۰۴۔نشان ہند ۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۲۔ ۲۳،اگست ۲۰۰۴۔نشان ہند۔جلد نمبر ۲۔شمارہ نمبر ۱۴۔۱۱،نومبر ۲۰۰۵ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 15270/2004 ہے۔

(۸۹)ثنا ٹائمز(ہفت روزہ)۲۰۰۵ء

ثنا ٹائمز ایک سیاسی وسماجی ہفت روزہ تھا۔اخبار کا ٹائٹل سادہ تھا۔اردو اورانگریزی دونوں زبانوں میں ٹائٹل لکھا ہوتا تھا۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔۔قیمت ا روپیہ تھی۔اخبار کا پہلا شمارہ ۱۴ مئی ۲۰۰۵ءکو شائع ہوا۔ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر اسلم خان تھے۔اخبار اداریہ میں اپنی پالیسی کے متعلق لکھتا ہے''اچھائیوں کو اجاگر کرنے ،برئیوں کو قلع قمع کرنیکا نیک جذبہ اٹھنے والے صحافیوں کا گروہ مالیگاؤں کے اخبارات کی بھیڑ میں صحافت مند قدروں کو لیکر قلیم جہاد کرنے میدان میں اترا ہے۔(اداریہ ص۔۲۔ثنا ٹائمز۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا)اخبار میں خبریں،اداریہ،گوشہ اطفال وغیرہ شائع ہوتے تھے۔اخبار شارپ آفسیٹ پریس سردار نگر میں چھپتا تھا اور سروے نمبر ۲۱۹، یعقوب نگر سے شائع ہوتا تھا۔اخبار کچھ روز جاری رہا اور سال بھر کے اندر ہی بند ہوگیا۔(ثنا ٹائمز۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔۸،مئی سے ۱۴ مئی ۲۰۰۵)

(۹۰)شارپ ٹائمز(ہفت روزہ)۲۰۰۶ء

یہ ایک سیاسی وسماجی ہفت روزہ اخبار تھا۔اسے شارپ آفسیٹ پریس کے مالک عبدالمالک محمد شریف نے جاری ۲۰۰۶ءمیں سردار نگر جاری کیا تھا۔اخبار عام اخباری سائز کت چار صفحات کا تھا۔خود کیپریس

میں چھپتا تھا۔اخبار میں خبریں،مضامین،مراسلے وغیرہ شائع ہوتے تھے۔ان دونوں بند ہے۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 21603/2006 ہے۔

(۹۱) نشان نذیر (ہفت روزہ) ۲۰۰۸/۲۰۰۹ء

نشان نذیر ایک ہفت روزہ سیاسی اخبار تھا۔اسے نذیر احمد سراج الدین نے جاری کیا تھا۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔قیمت ا روپیہ تھی۔جعفر نگر سے شائع ہوتا تھا۔اداریہ شکیل ہمدانی لکھتے تھے۔خبریں اور دیگر تحریری کام اشفاق صدیقی،احتشام انصاری اور شکیل کیفی کرتے تھے۔اخبار میں کوئی خصوصی گوشہ

اور کالم نہیں ہوتا تھا۔نذیر صاحب اسے شوقیہ نکالتے تھے۔دوسال کے بعد افرادی قوت کی کمی کے سبب بند ہو گیا۔اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہے۔

(۹۲) ترجمان شریعت (ہفت روزہ) ۲۰۰۸ء

ترجمان شریعت ایک دینی اصلاحی ماہنامہ اخبار ہے۔اخبار فروری ۲۰۰۸ء میں جاری کیا گیا۔اخبار کا ٹائٹل کمپیوٹر سے خط نستعلیق میں سادہ بنایا گیا ہے۔اخبار عام اخباری کاغذ کے چار صفحات پر شائع ہوتا ہے۔قیمت ۲ روپیہ ہے۔اخبار کے ایڈیٹر مولانا ہلال احمد مولانا محمد عثمان ہیں۔اخبار کی پریس لائن میں پرنٹر،پبلشر اور پروپرائٹر کا نام عبداللہ ہلال احمد شائع ہوا ہے۔پہلے صفحے پر درس قرآن،دیگر صفحات پر درس حدیث اور مختلف دینی موضوعات پر مضامین شائع ہوتے ہیں۔اخبار کامیابی سے بلا ناغہ شائع ہو رہا ہے۔(ترجمان شریعت۔جلد نمبر ۷۔شمارہ نمبر ۳۔یکم مارچ ۲۰۱۵ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 29949/2008 ہے۔

(۹۳) نوید شمش (ہفت روزہ) ۲۰۰۹ء

نوید شمش ایک ہفت روزہ اخبار ہے۔اخبار کے ٹائٹل پر درج نعرہ ''تعمیر ملک وملت،تعلیم،وتربیت،اور تبلیغ وتصوف کا ترجمان'' اخبار کی فکر اور مقصد کا واضح کرتا ہے۔اخبا کا پہلا شمارہ ۲۷ فروری ۲۰۰۹ء کو شائع ہوا۔اخبار کا ٹائٹل کمپیوٹر سے بنایا گیا تھا بعد میں ٹائٹل میں تھوڑی تبدیلی کر دی گئی۔اخبار کے مالک و مدیر مولوی امتیاز اقبال اور معاون مدیر مولوی راشد اسعد اور مختار جمالی ہیں۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا ہے۔آج کل اخبار میں دینی،مضامین،اداریہ،تعلیم وتربیت،قرآن کا پیغام،درس

حدیث، بزم خواتین، اور دعوت وتبلیغ جیسے عنوانات پر مضامین شائع ہوتے ہیں، آج کل اخبار چھ صفحات پر شائع ہورہا ہے۔ اخبار گزشتہ چھ سالوں سے پابندی سے بلاناغہ شائع ہورہا ہے۔ (نوید شمش۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ا۔ ۲۷، جولائی ۲۰۰۹ئ، نوید شمش۔ جلد نمبر ۶۔ شمارہ نمبر ۴۳۔ ۲۰ مارچ ۲۰۱۵ئ۔ نوید شمش۔ جلد نمبر ۶۔ شمارہ نمبر ۴۵۔ ۳، اپریل ۲۰۱۵ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 29309/2009 ہے۔

(۹۴) محاز مالیگاؤں (ھفت روزہ) ۲۰۰۹ء

محاز ہفت روزہ ۲۰۰۹ء میں جاری ہوا۔ اخبار کے سر پرست کمال الدین شمس الدین اور ایڈیٹر مشتاق احمد کمال الدین ہیں۔ اخبار کا ٹائٹل سادہ خط ثلث میں ہے۔ اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ قیمت ۲ روپیہ ہے۔ اخبار کے مشمولات میں خبریں، کالم دینیات صفحہ، مراسلات واعلانات، ادبی تخلیقات اور اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔ اخبار اداریہ سے بے نیاز ہے۔ گذشتہ چھ برسوں سے پابندی سے جاری ہے۔

(محاز مالیگاؤں۔ جلد نمبر ۶۔ شمارہ نمبر ۳۵۔ ۲۰، مارچ ۲۰۱۵ئ۔ محاز مالیگاؤں۔ جلد نمبر ۶۔ شمارہ نمبر ۳۷۔ ۳، اپریل ۲۰۱۵ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 29418/2009 ہے۔

(۹۵) شب قرطاس (ھفت روزہ) ۲۰۰۹ء

شب قرطاس سیاسی ہفت روزہ تھا۔ پہلا شمارہ ۹ جون ۲۰۰۹ء کو شائع ہوا۔ اخبا کا ٹائٹل خط ثلث میں بنایا گیا تھا۔ اخبار کے مالک و مدیر رفیق احمد مشتاق احمد المعروف خیال اثر تھے۔ اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوا۔ قیمت ۵۰۔ ا روپیہ تھی۔ پہلے صفحے پر ''یہ پہلا قدم ہے۔۔۔ منزل نہیں'' کے عنوان سے ایک پر مغز اداریہ شائع ہوا تھا جو ایڈیٹر کے بیدار ذہن کی عکاسی کرتا تھا۔ دوسرا صفحہ اردو ادب کے لئے بنام 'ادب گذار'' مختص تھا۔ جس میں غزلیات اور ایک افسانہ شائع کیا گیا۔ تیسرے صفحے پر ادبی مضامین اور چوتھے صفحے پر ایک کالم ''فلمی ہلچل'' نام سے اور مختصر خبریں شائع ہوئیں۔ فلموں کے متعلق کالم پہلی مرتبہ کسی اخبار نے شروع کیا تھا۔ اخبار اچھا تھا مگر یہ مالیگاؤں کی تاریخ کا سب سے بدنصیب اخبار تھا جسکی زندگی محض ایک شمارے کی تھی۔ بقول غالب ''اڑنے ہی پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے''۔ نامعلوم وجوہات کی بنا پر اخبار بند ہوگیا۔ (شب قرطاس۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ا۔ ۳ تا ۹ جون ۲۰۰۹ئ)

(۹۶) جمن ٹائمز (روزنامہ) ۲۰۱۰ء

روزنامہ جمن ٹائمز ایک سیاسی اور سماجی اخبار تھا۔ پہلا شمارہ ۵ مئی ۲۰۱۰ء کو شائع ہوا۔ اخبار کے مالک و مدیر سب کچھ اسماعیل جمن تھے۔ اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔ اخبار کا ٹائٹل خط ثلث میں سادہ بنایا گیا تھا۔ خبریں، اداریہ، مضامین، اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔ جمن ٹائمز تھوڑے دن جاری رہا اور بند ہو گیا۔ کیوں کہ مالیگاؤں میں جاری شامنامہ اور روزنامہ جیسے اخبارات کے مدمقابل کھڑے رہنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ (جمن ٹائمز۔ جلد نمبر ۱۔ شمارہ نمبر ۱۔ ۵ مئی ۲۰۱۰ئ)

(۹۷) ترجمان اردو (روزنامہ) ۲۰۱۰ء

شہر مالیگاؤں میں کامیابی سے جاری روزنامہ اخبارات میں ایک ترجمان اردو ہے۔ ۲۰۱۰ء میں جاری ہوا۔ محمد یوسف نورالہدیٰ اس کے مالک و مدیر ہیں۔ اخبار کا ٹائٹل سادہ، خط نستعلیق میں کمپیوٹر سے بنایا گیا ہے۔ عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ قیمت ۲ روپیہ ہے۔ اخبار میں مقامی و بیرونی خبریں، مضامین تبصرے، ادبی تخلیقات اور اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔ اخبار اداریہ سے بے نیاز ہے۔ ترجمان اردو ان

اخبارات میں ہے جس کا انتظار کیا جاتا ہے۔ گذشتہ چھ برسوں سے نہایت کامیابی سے جاری ہے۔ (ترجمان اردو۔ جلد نمبر ۹۔ شمارہ نمبر ۵۴۔ ۶، اپریل ۲۰۱۵ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 37324/2010 ہے۔

(۹۸) احرار (ہفت روزہ) ۲۰۱۰ء

یہ ایک سیاسی ہفت روزہ اخبار تھا۔ محمد صابر گوہر اس کے ملک و مدیر تھے۔ ۲۰۱۰ء میں جاری ہوا۔ عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔ اس کے مشمولات میں خبریں، مضامین، اداریہ مراسلے، اعلانات اور اشتہارات شامل تھے۔ یہ کانگریسی نظریات کا ترجمان تھا۔ چند برس جاری رہا اور بند ہو گیا۔

RNI کے مطابق اس کا رجسٹریشن نمبر 46064/2010 ہے۔

(۹۹) محبان اردو (ہفت روزہ) ۲۰۱۰ء

محبان اردو ایک ہفت روزہ اخبار ہے۔ اسے اردو کی محبت میں ایم اسماعیل نے جاری کیا۔ اخبار ۲۰۱۰ء میں جاری کیا گیا۔ عام اخباری سائز کے دو صفحات پر نکلتا ہے۔ اس میں سیاسی خبریں، سماجی

مضامین، دینی مضامین، ادبی تخلیقات شائع ہوتی ہیں۔اخبار کا ٹائٹل سادہ بنایا گیا ہے۔آج کل اخبار کی ملکیت تبدیل ہوگئی ہے۔

(۱۰۰) **بهارسنت (هفت روزه)** ۲۰۱۰ء

بہار سنت ایک دینی قسم کا اخبار ہے ۔جون ۲۰۱۰ء میں جاری ہوا۔اخبار کا ٹائٹل خط ثلث میں خوبصورت بنایا گیا ہے۔ٹائٹل پر" زیر سرپرستی عطائے حضور مفتی اعظم داعی کبیر علامہ محمد زاکر علی نوری صاحب قبلہ (امیر سنی دعوت اسلامی) ایسا درج ہے۔پرنٹر، پبلشر سراج احمد قادری سہراب احمد، پروپرائٹر نور محمد رضوی محمد الیاس اور

ایڈیٹر عطاالرحمن نوری شیخ فضل الرحمن ہیں۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ قیمت ۲ روپیہ ہے۔دینی معلوماتی مضامین، اداریہ اور اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔اخبار کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اخبار سنی دعوت اسلامی کا ترجمان ہے۔اخبار فی الحال جاری ہے۔(بہار سنت۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۵۔۴، اگست ۲۰۱۰ئ)

(۱۰۱) **بزم شاهین (هفت روزه)** ۲۰۱۰ء

بزم شاہین ایک معلوماتی ہفت روزہ اخبار تھا۔اسے ادب اطفال کے لئے مشہور "اطفال فیملی" کے فرزند انصاری محمد شاہین نے جاری کیا۔یکم، اگست ۲۰۱۰ء کو پہلا شمارہ منظر عام پر آیا۔اخبار کا ٹائٹل آرائشی خط میں مختصر اور خوبصورت بنایا گیا تھا۔ٹائٹل کے دونوں جانب چھوٹے اشتہارات ہوتے تھے۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر چھپتا تھا۔اخبار کی سیٹنگ خوبصورت تھی۔ قیمت ا روپیہ تھی۔اس اخبار کے مطالعے سے ایسا لگتا ہے اخبار کی غالب نوعیت ادب طفال کی تھی۔اخبار کے مشمولات میں بچوں کی کہانیاں، لطائف، ہزل، نظمیں، معمہ، سوڈوکو، پکوان، کھیل کی خبریں، اقوال زریں، اداریہ اور سب سے نمایاں اشتہارات ہوتے تھے۔یہ اخبار بچوں کی مکمل تعلیمی تفریح کا سامان تھا۔

اخبار کچھ دنوں تک چلتا رہا پھر ذمہ داروں کی ذاتی مصروفیات اور مالی خسارے کے سبب بند ہو گیا۔(بزم شاہین۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۲۔۷، اگست ۲۰۱۰ئ۔بزم شاہین۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۲۔۱۴، اگست ۲۰۱۰ئ۔بزم شاہین۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۴۔۲۱، اگست ۲۰۱۰ئ)

(۱۰۲) **آواز صداقت (هفت روزه)** ۲۰۱۰ء

آوازصداقت ایک سیاسی وسماجی اخبار تھا۔اس اخبار کے مالک و مدیر سب کچھ شیخ احمد منا المعروف منا وائر مین تھے۔اخبار کا پہلا شمارہ ۱۷،نومبر ۲۰۱۰ءکو شائع ہوا۔اخبار کا ٹائٹل سادہ،خط نستعلیق میں کمپیوٹر سے بنایا گیا تھا۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔پہلے صفحے پر مقامی خبریں۔دوسرے صفحے پر اداریہ، تیسرے صفحے خبریں،مراسلے،اعلانات،اسکولی رپوٹس اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔اخبار کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخصوص سیاسی پارٹی کا حمایتی تھا۔اس اخبار میں با قائدہ کوئی مستقل کالم نہیں تھا مگر ادبی تحریریں شامل اشاعت ہوتی تھیں۔اخبار کے اڈیٹر کا صحافتی شعور بیدار تھا مگر اخبار زندہ رکھنے کے لئے صرف بیدار صحافتی شعور اور شوق کافی نہیں۔اخبار کچھ دنوں تک جاری رہا۔بعد میں مالی مشکلات پیروں کی زنجیر ہوگئیں۔اور آوازصداقت گھٹ کر رہ گئی۔(آوازصداقت۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔۱۷،نومبر ۲۰۱۰ئ۔آواز صداقت۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۷۔۹فروری۲۰۱۱ئ۔آوازصداقت۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۷۔۱۱، جولائی ۲۰۱۴ء)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 36248/2010 ہے۔

(۱۰۳) **صدائے وقت (ھفت روزہ)** ۲۰۱۰ء

صدائے وقت ایک سیاسی،سماجی،اور ادبی ہفت روزہ اخبار تھا۔اس کے مالک و مدیر صلاح الدین ایوبی تھے۔اخبار کا ٹائٹل آرائشی خط میں کمپیوٹر سے خوبصورت بنایا گیا تھا۔ٹائٹل پر قلم بردار ہاتھ غالباً تعلیمی بیداری کی علامت تھا۔قیمت ۵۰ پیسے فی شمارہ تھی۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔صدائے وقت کا پہلا شمارہ جولائی ۲۰۱۰ءکو منظر عام پر آیا۔اخبار کی سیٹنگ اور گیٹ اپ خوبصورت تھا۔چیف ایڈیٹر کی حیثیت سے حاجی شاہد انجم کا نام شامل تھا۔مقامی خبریں،مضامیں،تبصرے،ادبی تخلیقات ،اداریہ،مراسلے، اعلانات،رپوٹس اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔ابتدا میں صدائے وقت پسند کیا گیا مگر آہستہ آہستہ سرکیولیشن کا مسئلہ سر اٹھانے لگا۔مالی دشواریاں حائل ہونے لگیں اور سال دو سال میں ہی صدائے وقت صدائے صدائے خاموش ہوگئی۔(صدائے وقت۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۲۔ ۲۲۲ جولائی ۲۰۱۰ئ۔صدائے وقت۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۱۸۔۱۱،نومبر ۲۰۱۰ئ)

(۱۰۴))**بیداری (ھفت روزہ)** ۲۰۱۱ء

یہ ایک سیاسی ہفت روزہ اخبار ہے۔اس کے مالک و مدیر عبدالحلیم صدیقی ہیں۔بیداری کا ٹائٹل آرائشی

خط میں خوبصورت بنایا گیا ہے۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا ہے۔خبریں،مضامین،اداریہ اور اشتہارات شائع ہوتے ہیں اخبار ۲۰۱۱ء میں منظر عام پر آیا۔ابتدا میں بلاناغہ نکل رہا تھا۔آج کل نظر نہیں آرہا ہے۔اخبار کچھ خاص شہرت اور مقبولیت حاصل نہ کرسکا۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 41157/2011 ہے۔

(۱۰۵) کارپوریشن ٹائمز (ہفت روزہ) ۲۰۱۳ء

کارپوریشن ٹائمز ایک سیاسی،سماجی،ادبی ہفت روزہ تھا۔اخبار کے مالک و مدیر شیخ شکیل شیخ حسن المعروف حکیم وارثی تھے۔حکیم وارثی نے عوام کی ترجمانی کے مقصد سے اخبار شروع کیا تھا۔اخبار کا پہلا شمارہ ۱۴، اکتوبر ۲۰۱۳ء کو جاری کیا۔اخبار کا ٹائٹل بالکل سادہ خط نستعلیق میں کمپیوٹر سے بنایا گیا تھا۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔قیمت ۲ روپیہ تھی۔اخبار ہر پیر کو شائع ہوتا تھا۔

اس اخبار میں سیاسی خبریں،تعلیمی مضامین،دینی معلوماتی مضامین،ادبی تخلیقات اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔اداریہ جمیل انصاری اور خبریں حکیم وارثی خود لکھتے تھے۔اخبار کے دو خصوصی نمبر ۱۲ ربیع الاول نمبر اور عید نمبر شائع ہوئے۔اخبار حکیم وارثی نے شوقیہ جاری کیا۔ابتدا میں خوب پزیرائی ہوئی مگر آہستہ آہستہ صحافتی میدان کی مشکلات سامنے آنے لگیں۔اخبار کے ۳۷ شمارے پابندی سے بلاناغہ شائع ہوئے۔مالی مشکلات نے اگلی اشاعت کی راہیں مسدود کردیں اور اخبار بند ہوگیا۔مستقبل میں اخبار جاری ہونے کے امکانات نہیں ہیں۔

(کاپوریشن ٹائمز۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمر ا۔۱۴،اکتوبر ۲۰۱۳ئ۔کارپوریشن ٹائمز۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۱۴۔۱۵ جنوری، ۲۰۱۴ئ۔کارپوریشن ٹائمز۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۴۲۔۲۸ جولائی ۲۰۱۴ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 53831/2013 ہے۔

(۱۰۶) صدائے انجمن (پندرہ روزہ) ۲۰۱۳ء

صدائے انجمن ایک انوکھا اخبار ہے۔انجمن ترقی تعلیم،مالیگاؤں کے زیر انصرام جاری اے۔ٹی۔ٹی ہائی اسکول نے اپنے طلبہ کے لیے مخصوص یہ اخبار شروع کیا تھا۔یہ اخبار پرائیوٹ سرکیولیشن کے لئے ہے۔اسے اے۔ٹی۔ٹی کیمپس کے معلمین ومعلمات کے زیر نگرانی،ہیڈ ماسٹر اے۔ٹی۔ٹی ہائی اسکول نے جاری کیا ہے۔عابد حسین محمد صادق داریہ لکھتے تھے۔۱۵ ستمبر ۲۰۱۳ء کو پہلا شمارہ جاری کیا گیا۔قیمت ٦ روپے تھی۔عام

اخباری سائز 18x23 کے نصف سائز کے آٹھ صفحات پر نکلتا تھا۔ قیمت ۳ روپیہ تھی۔ اخبار کا ٹائٹل خوبصورت بنایا گیا تھا۔ ٹائٹل پر علامہ اقبال کا مصرعہ ''علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یا رب'' لکھا ہے اور ٹائٹل پر ایک شمع بھی روشن ہے۔ اخبار کے مقاصد بیان کرتے ہوئے اداریہ میں لکھا ہے کہ ''طلبہ میں دینی، عصری، تاریخی، جغرافیائی، سماجی، سیاسی، معاشی، سائنسی، تیکنکی، ادبی، نیز جدید ترین علوم وفنون سے متعارف کرانا مقصود ہے۔ طلبہ میں مطالہ کی عادت، اخلاقی اقدار کی نشوونما کے ساتھ ساتھ اچھی خوبیاں اور اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کرنا تاکہ طلبہ میں اخلاص، ایمانداری، اعلیٰ ظرفی، جذبہ امداد باہمی، احساس ذمہ داری، اور محنت کی عظمت جیسی خوبیوں سے اپنی زندگی کو مزین کر سکیں''۔ (صدائے انجمن۔ ص۔ ۱۔ اداریہ۔ جلد نمبر ۱۔ شمارہ نمبر ۱۔) اخبار میں کے صفحات کی تقسیم اس طرح تھی کہ پہلے صفحے پر اداریہ، دوسرے صفحے پر اسکول کی تدریسی وغیر تدریسی سرگرمیاں کی رپوٹس، اساتذہ کی تخلیقات کے لئے ''بزم اساتذہ''، طلبہ کی تخلیقات کے لئے ''بزم طلبہ''، اخلاقی اور اصلاحی کہانیوں کے لئے ''مینارۂ نور'' جنرل نالج کے لئے ''قوس قزح'' ''اردو ادب کی شاہکار تخلیقات کے لئے ''دریچۂ ادب''، کوئز کمپٹیشن کے لئے ''رفتار زمانہ'' نامی کالم طے ہیں۔ لعل وگہر کے نام سے ''اقوال زرین، معمہ، گوشۂ تفہیم اشعار وغیرہ کالم بھی اہم تھے۔ صدائے انجمن کی صدا پانچ، چھ شمارروں سے زیادہ نہیں سنی گئی، صدائے خاموش ثابت ہوئی۔ (صدائے انجمن۔ جلد نمبر ۱۔ شمارہ نمبر ۱۔ ۱۵ ستمبر ۲۰۱۳ئ۔ صدائے انجمن۔ جلد نمبر ۱۔ شمارہ نمبر ۳۔ ۱۶ نومبر تا ۳۰ نومبر ۲۰۱۳ئ۔ صدائے انجمن۔ جلد نمبر ۱۔ شمارہ نمبر ۲۔ ۱۶ تا ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۳ئ)

(۱۰۷) دیوان عام (روزنامہ) ۲۰۱۳ء

دیوان عام کا شمار مالیگاؤں کے اہم روزنامہ اخبارات میں ہوتا ہے۔ زاہد اختر رفیق احمد اس کے مالک ومدیر ہیں۔ زاہد اختر نے سماج کو اسکا عکس دکھانے اور اصلاح معاشرہ کے مقصد سے دیوان عام جاری کیا۔ اخبار کا ٹائٹل بالکل سادہ بنایا گیا ہے۔ اخبار کا نام اشفاق صدیقی کا تجویز کردہ ہے۔ اخبار کے دیگر مقاصد میں نئے قلم کاروں کو ترجیح دینا اور نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ دیوان عام ان چند اخبارات میں شامل ہے جنھوں نے انتہائی قلیل عرصے میں عوامی مقبولیت حاصل کی۔ دیوان عام کا پہلا شمارہ ۸، دسمبر ۲۰۱۳ء جو منظر عام پر آیا۔ اخبار عام اخباری کی سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ قیمت ۲ روپیہ ہے۔ ۲۰۰۰ کی تعداد میں چھپتا ہے۔ اخبار میں خبریں، مضامین، ادبی تخلیقات، مراسلے، اعلانات، اشتہارات اور اداریہ شائع ہوتا ہے۔ ٹائٹل کے بائیں بازو میں تصویر انٹرنیٹ سے نامی کالم شائع ہوتا ہے۔ مجاہد اس کے خاص رپورٹر

ہیں۔خبریں اور مضامین لکھنے کی ذمہ داری سلیم جہانگیر سنبھالتے تھے اب نہیں ہیں۔اخبار کے خاص خاص کالم منظر۔پس منظر اور رائے عامہ ہیں۔دیوان عام مالیگاؤں کے مشہور روزنامہ اخبارات میں ہے جس کا عوام کو انتظار رہتا ہے۔دیوان عام کافی دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے۔دیوان عام کی خاص پالیسی یہ ہے کہ اس میں فلمی اشتہارات شائع نہیں کئے جاتے یہی وجہ ہے کہ اخبار کو کبھی کبھی مالی دشواریوں کا سامنا ہوتا ہے مگر اخبار گذشتہ کامیابی سے بلا ناغہ شائع ہو رہا ہے۔(دیوان عام۔جلد نمبر ۲۔شمارہ نمبر ۸۷۔۶،اپریل ۲۰۱۵ئ۔دیوان عام۔جلد نمبر ۲۔شمارہ نمبر ۶۶۔ ۲۲ مارچ ۲۰۱۵ئ۔دیوان عام۔جلد نمبر ۲۔شمارہ نمبر ۱۱۷۔ ۲۴ مئی ۲۰۱۵ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 544440/2013 ہے۔

(۱۰۸) چورن ٹائم (ہفت روزہ) ۲۰۱۴ء

چورن ٹائم ایک مزاحیہ ہفت روزہ اخبار تھا۔اخبار سیاسی،سماجی،ادبی،معلوماتی،طنز و مزاح کا ای نوعیت کا تھا۔اخبار کا پہلا شمارہ ۷،ستمبر ۲۰۱۴ء کو جاری ہوا۔قیمت دو روپیہ تھی۔مالیگاؤں کی صحافتی تاریخ میں اس سے قبل دو مزاحیہ اخبارات کامیابی سے جاری رہ چکے تھے۔ایک اکبر ٹائمز اور دوسرا چورن۔چورن ٹائم انہی اخبارات کی صدائے بازگشت تھا۔اخبار کی مالک و مدیر طاہر انجم صدیقی تھے۔طاہر انجم ایک اچھے شاعر اور افسانہ نگار ہیں۔چورن ٹائم کے ذریعے طاہر انجم صحافتی تفریح پیش کرنا چاہتے تھے۔اخبار کا ٹائٹل خط ثلث میں خوبصورت بنایا گیا تھا جسے احمد شفیق نے بنایا تھا۔ٹائٹل پر اخبار کا نعر لکھا ہوا تھا جو دراصل اخبار کی پالیسی بھی ظاہر کرتا تھا۔اخبار کا نعرہ تھا'ذہنی بدہضمی میں مفید''۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر خوبصورت سیٹنگ کے ساتھ شائع ہوتا تھا۔اخبار کی سرخیاں اور خبریں مزاحیہ انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔اس اخبار سے کئی بڑے نام جیسے سراج دلار،ڈاکٹر اقبال برکی،آصف سبحانی وغیرہ جڑے ہوئے تھے۔اخبار میں کئی کالم تھے جیسے کھٹا میٹھا چورن (طاہر انجم صدیقی)ایسا بھی ہوتا ہے (ڈاکٹر اقبال برکی) ابو جھکاس،چل نکل لے یہاں سے،اس کالم کا آدمی

(طاہر انجم صدیقی) ابن صفی کے پیچھے پیچھے (طاہر انجم صدیقی) افرا تفریح گاہیں (سراج دلار) مسٹر م لیگاؤں کے قطعات (طاہر انجم صدیقی) ایک سنجیدہ صفحہ وغیرہ۔اخبار خوب نکلا۔اخبار نکالنا طاہر انجم کا پیشہ نہیں شوق تھا۔اخبار جیسے جیسے آگے بڑھنے لگا ویسے ویسے مالی خسارے کے بادل گھنے ہونے لگے۔چورن ٹائم کا خراب ٹائم شروع ہو گیا۔اخبار سے جڑے بڑے بڑے نام بھی اخبار کو بند ہونے سے نہ بچا سکے۔آخر کار تیس شمارہ کی پاری

کھیل کر چورن ٹائم کا ٹائم ختم ہو گیا۔آخری شمارہ نمبر ۳۱، ۵، اپریل ۲۰۱۵ء شائع ہوا اور اخبار بند کر دیا گیا۔چورن ٹائم وہ شہرت اور مقبولیت نہ پا سکا جو اس قبل اکبر ٹائمز اور چورن نے کے حصے میں آئی تھی۔(چورن ٹائم۔جلد

نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔ ۷، ستمبر ۲۰۱۴ئ۔چورن ٹائم۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۳۰۔ ۲۹ مارچ ۲۰۱۵ئ۔چورن ٹائم۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۳۱۔ ۵، اپریل ۲۰۱۵ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 60398/2014 ہے۔

(۱۰۹) **حق کی روشنی (ہفت روزہ)** ۲۰۱۴ء

حق کی روشنی ایک ہفت روزہ دینی اخبار ہے۔حق کی روشنی کا پہلا شمارہ ۱۸، دسمبر ۲۰۱۴ء کو شائع ہوا۔یہ اخبار شہر کے مشہور عالم دین حضرت مولا[illegible]ط الرحمان قاسمی کی یاد میں جاری کیا گیا ہے۔نوجوان عالم دین مولانا عمرین[illegible]ط رحمانی اس کے سرپرست ہیں۔اخبار کے ٹائٹل پر اخبار کا نعرہ ''ملت اسلامیہ کا ترجمان'' درج ہے۔اخبار کا رجسٹریشن اسرار احمد عبدالجلیل کے نام سے ہے۔اخبار کا ٹائٹل بالکل سادہ کمپیوٹر سے بنایا گیا ہے۔اخبار میں اداریہ مولانا عمرین خود لکھتے ہیں۔دیگر مشمولات میں مختلف دینی موضوعات پر مضامین شائع ہو تے ہیں

۔اخبار کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں ایک گوشہ بچوں کے لئے اور ایک گوشہ خواتین کے لئے مختص کیا گیا ہے گو یا کہ اخبار کو ایک ''فیمیلی اخبار'' بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا ہے قیمت ۲ روپیہ ہے۔اخبار باقائدگی سے شائع ہو رہا ہے۔(حق کی روشنی۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔ ۱۸، دسمبر ۲۰۱۴ء ۔ حق کی روشنی۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۱۴۔ ۱۹، مارچ ۲۰۱۵ئ۔حق کی روشنی جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۱۶۔ ۲، اپریل ۲۰۱۵ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 59864/2014 ہے۔

(۱۱۰) **سنسنی کھوج (ہفت روزہ)** ۲۰۱۴ء

سنسنی کھوج ایک سیاسی اخبار تھا۔اس اخبار کے نام کا بھی ایک دلچسپ واقعہ ہے۔اخبار کے مالک و مدیر نے اخبار کے رجسٹریشن کے لئے ''سنسنی خیز'' نام بھیجا تھا۔مگر سرکاری محکمے میں غیر اردو داں افسر نے اسے سنسنی کھوج سمجھ کر اسی نام سے اخبار رجسٹر کر کے لیٹر بھیج دیا اس طرح سنسنی خیز، سنسنی کھوج بن گیا۔سنسنی کھوج کا

پہلا شمارہ ۲۷، اگست ۲۰۱۴ء کو منظر عام پر آیا۔ اخبار کے مالک و مدیر رفیق احمد مشتاق احمد المعروف خیال اثر تھے۔ اخبار کا ٹائٹل کمپیوٹر سے بنایا گیا تھا۔ ٹائٹل پر اخبار کا نعرہ ''سنسنی خیز خبروں کی حقیقی کھوج کا آئینہ دار'' لکھا ہوتا تھا۔ ٹائٹل کے بائیں بازو میں قرآن کی آیت یا حدیث مبارک ایک چوکھٹے میں شائع ہوتی تھی۔ اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر مبنی تھا۔ اس اخبار میں سیاسی خبریں، مضامین، مراسلے اور اشتہارات وغیرہ شامل اشاعت ہوتے تھے۔ ایک کالم آنکھوں کے کیمرے سے شائع ہوتا تھا جس میں ایڈیٹر کا آنکھوں دیکھا حال مختصراً شائع کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ ایک کالم میری الجھن بھی شائع ہوتا تھا۔ اخبار نکالنا خیال اثر کا پیشہ نہیں شوق تھا۔ اخبار زیادہ دن نہیں نکل سکا۔ اس قبل خیال اثر کا ایک اور اخبار ''شب قرطاس'' (۲۰۰۹ئ) صرف ایک شمارے کے بعد ہی نامعلوم وجوہات کی بنا پر بند ہو چکا تھا۔ سنسنی کھوج کی عمر پہلے اخبار سے زیادہ رہی۔ اندازاً چھ ماہ تک، دس بیس شماروں کے بعد خیال اثر کی دیگر صحافتی اور سیاسی مصروفیات کے چلتے بند ہو گیا۔ مستقبل میں دوبارہ جاری ہونے کی امید ہے۔ (سنسنی کھوج۔ جلد نمبر ۱۔ شمارہ نمبر ۱۔ ۲۷، اگست ۲۰۱۴ئ۔ سنسنی کھوج۔ جلد نمبر ۱۔ شمارہ نمبر ۴۔ ۱۷، ستمبر ۲۰۱۴ئ۔ سنسنی کھوج۔ جلد نمبر ۱۔ شمارہ نمبر ۷۔ ۸، اکتوبر ۲۰۱۴ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 577913/2014 ہے۔

(۱۱۱) ستارہ ادب (ہفت روزہ) ۲۰۱۴ء

ستارۂ ادب نام سے مغالطہ ہوتا ہے کہ یہ ایک ادبی اخبار ہوگا مگر حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ ستارۂ ادب ایک سیاسی اخبار تھا۔ جنوری ۲۰۱۴ء میں جاری ہوا۔ رئیس احمد محمد کلن عرف رئیس ستارہ اس کے مالک و مدیر تھے۔ اخبار کا ٹائٹل کمپیوٹر سے بنایا گیا تھا۔ ٹائٹل کے بائیں جانب قلم درخشاں نامی کالم شائع ہوتا تھا۔ اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔ اداریہ کو چھوڑ کر مقامی خبریں، مراسلے اور اعلانات اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔ اخبار ادبی مشمولات اور مستقل کالم سے بے نیاز تھا۔ ڈیڑھ دو سال کے قلیل عرصے تک جاری رہا۔ مالک کی گوناگوں مصروفیات اور مالی دشواریوں کا شکار ہو کر ستارۂ ادب غروب ہو گیا۔

(ستارۂ ادب ۔جلد نمبر ۲۔ شمارہ نمبر ۱۵۔ ۱۱، مئی ۲۰۱۵ئ۔ ستارۂ ادب ۔جلد نمبر ۲۔ شمارہ نمبر۔ ۱۶۔ ۱۸ مئی، ۲۰۱۵ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 61363/2014 ہے۔

(۱۱۲) نشاط نیوز (روزنامہ) ۲۰۱۴ء

نشاط نیوز ایک سیاسی، سماجی، ادبی روزنامہ اخبار ہے۔ اگست ۲۰۱۴ء میں منظر عام پر آیا۔ اخبار کے سرپرست اور چیف ایڈیٹر سعید حمید ہیں، ایڈیٹر محمود اختر سراج احمد، ایسوسی ایٹ ایڈیٹر فردوس جہاں اور نیوز ایڈیٹر احسان الرحیم ہیں۔ اخبار کا ٹائٹل سادہ، خط نستعلیق میں کمپیوٹر سے بنایا گیا ہے۔ پہلے صفحے پر مقامی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ دوسرا صفحہ پر اداریہ، فرمان خداوندی، حدیث نبوی ﷺ، زرین شعاعیں۔ ایوان نشاط، دینی مضامین اور اعلانات، دینی تعلیمی، سماجی سرگرمیوں کے لئے مختص ہے۔ تیسرے صفحے پر قومی مختصر خبریں، ادبی معمہ اور اشتہارات ہوتے ہیں۔ چوتھے صفحے پر خبریں اور اشتہارات ہوتے ہیں۔ نشاط نیوز نے نہایت قلیل عرصے میں اپنی جگہ بنالی ہے۔ اخبار گذشتہ کامیابی سے بلاناغہ جاری ہے۔ (نشاط نیوز۔ جلد نمبر ۲۔ شمارہ نمبر ۱۸۲۔ ۶، اپریل ۲۰۱۵ئ)

RNI میں اس رجسٹریشن نمبر 53100/2013 ہے۔

(۱۱۳) شفانامہ (ہفت روزہ) ۲۰۱۵ء

شفا نامہ نام سنتے ہی کسی طبی اخبار کا گماں ہوتا ہے۔ شفا نامہ ایک طبی پندرہ روزہ اخبار تھا۔ مالیگاؤں کے مشہور موسیقار محمد رمضان عبدالشکور (فینس) کے لائق فرزند ڈاکٹر ساجد رمضان نے شروع کیا تھا۔ شفا نامہ کا پہلا شمارہ ۱۶۔ ۳۱ مارچ ۲۰۱۵ء کو منظر عام پر آیا۔ اخبار کا ٹائٹل سادہ نستعلیق میں کمپیوٹر سے بنایا گیا تھا۔ ٹائٹل پر اخبار کا نعرہ ''جسمانی، معاشی، اور معاشرتی بیماریوں کی اصلاح کا نقیب'' درج تھا، جس سے اخبار کی نوعیت کا بھی پتہ چلتا تھا۔ عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔ قیمت ۲ روپیہ تھی۔ اخبار میں ادریہ، طبی خبریں، جدید وقدیم طبی معلومات، تعلیم وتدریس پر مضامین، اصلاحی مضامین اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔ ٹائٹل کے بائیں جانب اسلامی معلومات کا چوکھٹا ہوتا تھا۔ شفا نامہ کی ابتدا اچھی رہی مگر جیسے جیسے آگے بڑھتا گیا سرکیولیشن کے مسائل سے دو چار ہوتا گیا۔ آہستہ آہستہ مالی دشواریاں رکاوٹ بنتی گئیں اور کم وبیش دو سال کے مختصر عرصے میں ہی شفا نامہ بند ہو گیا۔ (شفا نامہ۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ا۔ ۱۶ سے ۳۱ مارچ ۲۰۱۵ئ۔ شفانامہ۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۲ یکم اپریل سے ۱۵ اپریل ۲۰۱۵ئ۔ شفانامہ۔ جلد نمبر ۳۔ شمارہ نمبر ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۶ جنواری سے ۳۱ جنوری ۲۰۱۵ء۔ شفا نامہ جلد نمبر ۳۔ شمارہ نمبر ۱۹۔ ۱۶ سے ۲۸ فروری ۲۰۱۵ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 62480/2015 ہے۔

(۱۱۴) گلشن روزگار (ماھنامه) ۲۰۱۵ء

مالیگاؤں میں صحافت کے میدان میں اب تک بے شمار اخبارات ورسائل نمودار ہوئے۔کچھ جاری رہے، کچھ بند ہو گئے اور کچھ نئے منظر عام پر آ گئے۔ان اخبارات ورسائل کی نوعیت الگ الگ رہی۔اکثر کی نوعیت سیاسی وسماجی اور دینی رہی مگر کچھ اخبارات اپنی جداگانہ نوعیت رکھتے تھے مثلاً صحافت برائے،خواتین، صحافت برائے،اطفال،صحافت برائے تعلیم وغیرہ۔ایسی ہی جداگانہ نوعیت کا ایک اخبار''گلشن روزگار'' ہے۔گلشن روزگار صحافت برائے روزگار،اس نوعیت کا مالیگاؤں کا اولین اخبار ہے۔اسے شہر کے مشہور شاعر، ادیب،مورخ اور نثر نگار ڈاکٹر الیاس صدیقی کے لائق فرزند اعجاز احمد صدیقی نے جاری کیا جو جمہور ہائی اسکول میں انگریزی کے ٹیچر ہیں۔ڈاکٹر الیاس صدیقی اس کر سرپرست بھی ہیں اور اکثر داریہ بھی تحریر کرتے ہیں۔اخبار کا ٹائٹل خط ثلث میں بنایا گیا ہے،اخبار ابتدا میں چار صفحات پر شائع ہوتا ہے۔فی الحال قیمت ۴ روپیہ ہے۔اخبار کا پہلا شمارہ اپریل ۲۰۱۵ء کو شائع ہو۔اس اخبار میں تعلیم یافتہ نوجوانوں کو روزگار کے مواقعوں اور مختلف میدانوں میں خالی اسامیوں کی رہنمائی کی جاتی ہے۔نیز سروس میں کامیابی کے لئے رہنمائی کی جاتی ہے۔دسویں اور بارہویں کے بعد مختلف کورس میں داخلے کے لئے رہنمائی کی جاتی ہے۔اخباری میں رہنمایانہ ادریہ لکھا جاتا ہے۔ایک کالم آپ کے البم کے لئے شائع ہوتا ہے جس میں احادیث، پتے کی بات،تحریکی اقوال،اور عمدہ اشعار شائع کئے جاتے ہیں۔اخبار میں تعلیمی اداروں کے اشتہارات بھی شائع ہوتے ہیں۔یہ اخبار نہ صرف طلبہ بلکہ والدین کے لئے بھی یکساں مفید ہے۔اخبار کی افادیت کی وجہ سے اخبار مشہور ہے۔ نہایت کامیابی سے جاری ہے۔اللہ روزگار کے اس گلشن کو ہمیشہ آباد رکھے اور اس کا فیض باقی رکھے (آمین) (گلشن روزگار۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۳ ۔ ۱۳ جون ۲۰۱۵ء ۔گلشن روزگار جلد نمبر ۲۔شمارہ نمبر ا۔ا،اپریل ۲۰۱۶ئ)

RNI کے مطابق اس کا رجسٹریشن نمبر 62820/2015 ہے۔

(۱۱۵) اتحاد ٹائمز (هفت روزه) ۲۰۱۵ء

اتحاد ٹائمز ایک ہفت روزہ اخبار ہے۔مالیگاؤں میں اخبارات کی بھیڑ میں ایک نیا اخبار اتحاد ٹائمز ۲۹ مئی ۲۰۱۵ء کو منظر عام پر آیا۔اس کے مالک ومدیر خان ہشام ظہور خان ہیں،سرپرست ظہور خان (سینئر

ٹی۔وی رپورٹر) ہیں۔اخبار کا ٹائٹل سادہ ہے۔خط نستعلیق میں کمپیوٹر سے بنایا گیا۔ٹائٹل پر اخبار کا نعرہ ''تخریب نہیں تعمیر۔انتشار نہیں ،اتحاد'' لکھا ہے جو اخبار کی فکر کی غمازی کرتا ہے۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہو رہا ہے۔اخبار میں مقامی خبریں،مضامین،مراسلے اور اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔اخبار کا انداز بے باکانہ ہے۔اخبار کا گیٹ اپ اور سیٹنگ دیگر مقامی اخبارات کی روایت سے جدا ہے۔اخبار ابھی نیا نیا ہے جیسے جیسے آگے بڑھے گا۔وقت اور حالات سے نبرد آزما ہوگا۔اس اخبار کی عمر کتنی ہوگی یہ کہنا قبل از وقت ہوگا کیوں کے اس اخبار کے سرپرست ایک کہنہ مشق اور تجربہ کار صحافی ہیں۔اخبار زیادہ دنوں تک جاری رہنے کی امید ہے۔(اتحاد ٹائمز۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔۲۹ مئی ۲۰۱۵ئ)

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 63442/2015 ہے۔

(۱۱۶) **جرأت ایمان (پندرہ روزہ)** ۲۰۱۵ء

یہ روشن خیال داؤدی بوہرہ جماعت کا ترجمان ہے۔جولائی ۲۰۱۵ء میں منظر عام پر آیا۔اس جماعت کا اس کا ایک اخبار جرأت جاری تھا جو اطہر الخیری کے انتقال کے بعد بند کردیا گیا اور اس کی جگہ جرأت ایمان جاری کیا گیا۔یہ اخبار عام اخباری سائز سے چھوٹی سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ٹائٹل بالکل سادہ خط نستعلیق میں کمپیوٹر سے بنایا گیا ہے۔ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر و پروپرائٹر راجا افتخار حسین حسین علی ہیں۔اخبار میں مختلف موضوعات پر مضامین شائع ہوتے ہیں۔اخبار اداریہ سے بے نیاز ہے۔(جرأت ایمان۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۹۔ا،اکتوبر ۲۰۱۵ء)

(۱۱۷) **بنکر ایکسپریس (روزنامہ)** ۲۰۱۵ء

مالیگاؤں روزنامہ اخبارات کی بھیڑ میں ۸؍اکتوبر ۲۰۱۵ء کو ایک نیا اخبار بنکر ایکسپریس منظر عام پر آیا۔اخبار کا ٹائٹل خط نستعلیق میں خوبصورت بنایا گیا ہے۔''سب کی خبر۔۔۔سب کا اخبار۔۔۔اپنا اخبار۔۔۔'' یہ اخبار کا نعرہ ہے۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا ہے۔اخبار کا گیٹ اپ اور سیٹنگ خوبصورت ہے۔خبریں ،مضامین،معلوماتی مضامین،مراسلے،تبصریا شتہارات اور اداریہ شائع ہو رہا ہے۔آؤ کتابت سیکھیں،اہم موبائل نمبر،آؤ انگریزی سیکھیں اور الفاظ معنی وغیرہ مستقل کالم ہیں۔ایڈیٹر کے طور پر عبدالعزیز کا نام شائع ہوتا ہے۔اشفاق صدیقی اور پینٹر سلیم اس میں شامل ہیں۔بنکر ایکسپریس کی خاص بات یہ ہے کہ اس اخبار نے کم وقت میں شہر کی اردو صحافت میں اپنا مقام بنایا ہے۔اخبار نہایت کامیابی کے ساتھ بلاناغہ

جاری ہے۔(بنکر ایکسپریس۔جلدنمبر ا۔شمارہ نمبر ۱۲۔ ۲۰/اکتوبر ۲۰۱۵ئ)

(۱۱۸)**مالیگاؤں ایکسپریس (روزنامہ)**۲۰۱۶ء

شہر مالیگاؤں میں روزناموں کی بھیڑ میں مئی ۲۰۱۶ء میں اور ایک رونامہ'' مالیگاؤں ایکسپریس'' منظر عام پر آیا۔اس اخبار کے مالک و مدیر شہر کے تجربہ کا صحافی اور ہفت روزہ تحفظ ملت کے مالک و مدیر لقمان انصاری ہیں۔اخبار کا ٹائٹل کمپیوٹر سے مگر خوبصورت بنایا گیا ہے۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہو رہا ہے۔قیمت ۲ روپیہ ہے۔اخبار میں مقامی خبریں۔اداریہ۔آپ کی بات (مراسلے) اعلانات،مضامین، ادبی تخلیقات اور اشتہارات شائع ہو رہے ہیں۔اخبار بلا ناغہ پابندی سے شائع ہو رہا ہے اور قبول عام اختیار کرتا جارہا ہے۔(مالیگاؤں ایکسپریس۔جلدنمبر۔ا۔شمارہ نمبر ۱۶۶۔۱۹،اکتوبر ۲۰۱۶ئ)

(۱۱۹) **اعلان عام (ہفت روزہ)**۲۰۱۶ئ

شہر مالیگاؤں میں ہفت روزہ اخبارات کی تعداد میں ہر روز اضافہ ہوتا رہتا ہے۔آئے دن نئے اخبارات جاری ہوتے ہیں۔حال ہی میں ایک نیا اخبار بنام''اعلان عام'' جاری ہوا۔یہ ایک سیاسی اخبار ہے۔ اخبار کے مالک و مدیر صلاح الدین ایوبی ہیں۔اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات کا ہے۔قیمت ۲ روپیہ ہے۔پہلے شمارے میں اخبار کا ٹائٹل خط ثلث میں بنایا گیا تھا چند شماروں کے بعد تبدیل کر دیا گیا۔اب اخبار کا نیا ٹائٹل آرائشی خط میں سادہ مگر خوبصورت بنایا گیا ہے۔اخبار میں سیاسی خبریں،مراسلے،اعلانات اور اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔اخبار اداریہ سے بے نیاز ہے۔اخبار میں کوئی مستقل کالم نہیں ہے۔اس اخبار کے ابھی چند ہی شمارے شائع ہوئے ہیں اس لئے اسکے مستقبل کے تعلق سے کچھ بھی رائے قائم کرنا جلد بازی ہوگی۔(اعلان عام ۔جلدنمبر ا۔شمارہ نمبر ۵۔ ۱۴اپریل ۲۰۱۶ء)

(۱۲۰)**میدان صحافت (سہ روزہ)**۲۰۱۶ء

میدان صحافت ایک سیاسی سہ روزہ اخبار ہے۔یہ اخبار غالباً مالیگاؤں کا پہلا ایسا اخبار ہے جو سہ روزہ ہے۔حال ہی میں میدان صحافت میں وارد ہوا ہے۔اخبار کا اجرا ۳،اپریل ۲۰۱۶ء کو اس کا ممبئی کی بلند حوصلہ ڈاکٹر روشن جہاں شیخ کے ہاتھوں ایک پر شکوہ استقبالیہ تقریب میں ہوا۔(روشن جہاں،جس نے اپنی معذوری کو اپنی طاقت بنا کر ایم۔بی۔بی۔ایس میں نمایاں مقا حاصل کر کے ایک روشن مثال قائم کی ہے۔یہ تقریب ان کی ڈاکٹری میں کامیابی پر منعقد کی گئی تھی۔)اخبار کا ٹائٹل خط نستعلیق اور خط رقعہ میں کمپیوٹر سے بنایا گیا ہے۔عام

اخباری سائز کے چار صفحات پر چھپ رہا ہے۔ قیمت ۲ روپیہ ہے۔ اخبار میں مقامی وقومی خبریں، مضامین، اداریہ اور اشتہارات شائع ہو رہے ہیں۔ اس کے ایڈیٹر، مالک، طابع اور ناشر شہزاد اختر ہیں۔ شارپ آفسیٹ میں چھپ رہا ہے۔ ابھی ابتدائے عشق کی منزل پر ہے آگے دیکھیں گے کیا ہوتا ہے۔ (میدان صحافت۔ جلد نمبر ا ۔شمارہ نمبر ۲۔ ۷، اپریل ۲۰۱۶ء)

(۱۲۱) جاگ مرے شہر (ہفت روزہ) ۲۰۱۶ء

مالیگاؤں میں اکثر نئے نئے اخبارات منظر عام پر آتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں ایک نئے ہفت روزہ خبار کا اضافہ ہوا ہے۔ پہلا شمارہ ۱/اپریل ۲۰۱۶ء کو منظر عام پر آیا ہے۔ اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہو رہا ہے۔ اخبار کے مالک و مدیر شاہ محمد عمران محمد حسین ہیں۔ قیمت فی شمارہ ۲ روپیہ ہے۔ اخبار میں خبریں، اداریہ، مضامین، مراسلے اور اشتہارات شائع ہو رہے ہیں۔ اخبار کے ابھی چند شمارے ہی منظر عام پر آئے ہیں۔ اخبار ابھی ابتدائے عشق کی منزل پر ہے۔ (جاگ مرے شہر۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۳۔ ۱۵/اپریل ۲۰۱۵ء)

(۱۲۲) صدائے اہلسنت (ہفت روزہ)

یہ ایک دینی اخبار تھا۔ شہر کی جانی پہچانی شخصیت صوفی غلام رسول نے جاری کیا۔ ہفت روزہ ہے۔ اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ آج کل بند ہے۔ (نقش پا۔ ص۔ ۴۲)

(۱۲۳) المغیث (ہفت روزہ)

ایک ہفت روزہ اخبار تھا۔ اسے مشہور خوش نویس عمر ضیاء نے جاری کیا تھا۔ عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔ اہلسنت کے نظریات کا ترجمان تھا۔ شہزاد ملک بی۔ اے اور محمد سلطان اس کے لکھنے والوں میں تھے۔ پہلے سردار پریس پھر نورانی پریس میں چھپنے لگا۔ اخبار کچھ دنوں میں ہی بند ہو گیا۔ اس اخبار کا ہندی ایڈیشن بھی نکلتا تھا۔ (نقش پا۔ ص۔ ۴۲)

(۱۲۴) پرکاش (ہفت ورزہ)

یہ ایک سیاسی ہفت روزہ تھا۔ جسے ایک غیر اردوداں جئے نارائن شرما نے شروع کیا تھا۔ حفیظ انصاری اسے مرتب کرتے تھے۔ اخبار زیادہ دن تک جاری نہ رہ سکا۔ البتہ ان کا مراٹھی اخبار ''سور چکر'' اب بھی کامیابی سے جاری ہے۔ (نقش پا۔ ص۔ ۴۴)

(۱۲۵)سوپر اسٹیج (ھفت روزہ)

اسے نسیمہ سید نے جاری کیا۔ یہ اخبار اپنی نوعیت کا انوکھا اور اکلوتا اخبار تھا۔اس میں سلائی کے متعلق رہنمائی کی جاتی تھی۔نسیمہ آپا کی سلائی کلاس کی مصروفیتوں کے سبب یہ اخبار بند ہوگیا۔(نقش پا۔ص۔۴۴)

(۱۲۶) موسم ٹائمز (ھفت روزہ)

یہ جنتا دل سیکولر پارٹی کا ہفت روزہ اخبار تھا۔نہال احمد کے نظریات اور مفاد کا ترجمان تھا۔نہال احمد کی بیگم ساجدہ میڈم اس کی مالک تھیں۔شکیل کیفی اس کے مدیر تھے۔ادارہ تحریر میں ایڈوکیٹ خلیل احمد شامل تھے ۔جلد ہی بند ہوگیا۔(نقش پا۔ص۔۴۶)

(۱۲۷)معیشت (ھفت روزہ)

یہ ایک ہفت روزہ اخبار تھا۔اسے جمیل احمد انصاری (جمیل پینٹر) نے جاری کیا تھا۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔جلد ہی بند ہوگیا۔(نقش پا۔ص۴۶)

(۱۲۸)شوشل ٹائمز (ھفت روزہ)

یہ ایک سیاسی ہفت روزہ اخبار تھا۔اسے شیخ شکیل (حکیم وارثی) نے جاری کیا تھا۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔چند شماروں کے بعد بند ہوگیا۔(نقش پا۔ص۔۴۷)

(۱۲۹) المیزان ٹائمز (ھفت روزہ)

یہ ایک سیاسی ہفت روزہ اخبار تھا۔اسے رفیق عزیزی نے جاری کیا تھا۔رفیق صاحب مشہور صحافی لطیف جعفری کے برادر زادے اور مشہور شاعر مجید کوثر کے صاحب زادے ہیں۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔چند شماروں کے بعد بند ہوگیا۔(نقش پا۔ص۔۴۷)

(۱۳۰) باخبر (ھفت روزہ)

یہ ایک سیاسی ہفت روزہ اخبار تھا۔اسے الیکشنی ہنگامے کے دوران اعجاز عمر نے جاری کیا تھا۔ چند شماروں کے بعد بند ہوگیا۔(نقش پا۔ص۔۴۸)

(۱۳۱)مبشر (ھفت روزہ)

یہ ایک سیاسی روزنامہ اخبار تھا۔محمد یوسف نورالہدیٰ اس کے مالک و مدیر سب کچھ تھے۔ریاض احمد، جمیل انصاری (پینٹر) اور محمد سلطان اس کے لکھنے والوں میں شامل تھے۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر

چھپتا تھا۔تھوڑے دن جاری رہنے کے بعد بند ہو گیا۔محمد یوسف ان دنوں ترجمان اردو روزنامہ بڑی کامیابی سے نکال رہے ہیں ۔(نقش پا۔ص۔۴۷)

(۱۳۲) ملی بیداری (ھفت روزہ)

یہ ایک ہفت روزہ اخبار تھا۔اسے عبدالرشید مسالے والے نے جاری کیا تھا۔عام اخباری سائز چار صفحات پر نکلتا تھا۔مولانا حنیف ملی جیسے اہل قلم کا تعاون حاصل تھا۔نامعلوم پیچیدگیوں کے سبب بند ہو گیا۔ (نقش پا۔ص۔۵۰)

(۱۳۳)علمی ترجمان (ھفت روزہ)

اسے انصاری عارف مصطفی نے جاری کیا تھا۔ ہفت روزہ تھا۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔جلد ہی بند ہو گیا۔(نقش پا۔ص۔۵۰)

(۱۳۴) کونٹیکٹ پوائنٹ (ھفت روزہ)

یہ ایک ہفت روزہ اخبار تھا اسے نہال احمد نے جاری کیا تھا۔چند شماروں کے بعد بند ہو گیا۔ (نقش پا۔ص۔۵۰)

(۱۳۵)رفتار شکن (ھفت روزہ)

اسے عبدالرشید قادری نے جاری کیا تھا۔تعمیری اور اسلامی صحافت کا علمبردار تھا۔کافی عرصہ جاری رہا۔ پھر بند ہو گیا۔بعد میں اسے اعجاز انجم نے ناسک سے جاری کیا۔(نقش پا۔ص۔۵۰)

(۱۳۶)آواز جمھور (ھفت روزہ)

اسے مالیگاؤں کے مشہور کہانی نگار،افسانہ نگار،شاعر اور بچوں کے صحافی خیال انصاری نے جاری کیا تھا۔چند شماروں کے بعد بند ہو گیا۔بعد میں خیال صاحب نے بچوں کے لئے ایک اخبار خیر اندیش جاری کیا جو آج تک کامیابی سے جاری ہے۔(نقش پا۔۵۲)

(۱۳۷) رھنمائے بنکر (ھفت روزہ)

یہ ایک سیاسی ہفت روزہ اخبار تھا۔اسے انصاری محمد عثمان نے جاری کیا۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر نکلتا تھا۔مالی خسارے کے سبب جلد ہی بند ہو گیا۔(نقش پا۔ص۔۲)

(۱۳۸) اطفال مشرق (ھفت روزہ)

یہ ایک بچوں کا ہفت روزہ اخبار تھا۔اسے عثمان افشار نے جاری کیا تھا۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔مسلسل تین سال جاری رہنے کے بعد بند ہوگیا۔(نقش پا۔س۔۵۴)

(۱۳۹) ہندوستان (روزنامہ)

یہ ایک سیاسی روزنامہ اخبار تھا۔اس کے مالک و مدیر روزنامہ ہندستان (ممبئی) کے مالک و مدیر سرفراز خان آرزو تھے۔سراج دلار،عزیزالرحمن،آصف سبحانی اس کے ذمہ داروں میں تھے۔بعد میں محمد سلطان،اشفاق احمد صدیقی،احسان الرحیم،جاوید ہاشمی اور محمد یوسف منّا بھی ذمہ داروں میں شامل کئے گئے۔چند برس نکل کر بند ہوگیا۔(نقش پا۔ص۔۵۴)

(۱۴۰) جدید ملت (ہفت روزہ)

یہ ایک سیاسی ہفت روزہ اخبار ہے۔اسے ڈاکٹر عارف انجم نکالتے ہیں۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا ہے۔یہ اخبار پہلے سہ پہر کا تھا اب صبح کا ہوگیا ہے۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر نکلتا ہے۔کامیابی سے جاری ہے۔ڈاکٹر صاحب ایک اور اخبار پرنس بھی نکالتے ہیں۔

(۱۴۱) مالیگاؤں (ہفت روزہ)

یہ ایک سیاسی ہفت روزہ اخبار تھا۔اسکے مالک مدیر احمد شبراتی تھے۔کانگریسی نظریات کا اخبار تھا۔عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔چند شماروں کے بعد بند ہوگیا۔(نقش پا۔ص۔۴۴)

(۱۴۲) آج کا ارجن (ہفت روزہ)

یہ ایک سیاسی ہفت روزہ اخبا تھا۔اسے شکیل تہذیبی نے جاری کیا تھا۔یہ اخبار کب جاری ہوا؟ کب بند ہوا؟ کیوں بند ہوا؟ غیرہ کوئی بھی تفصیل حاصل نہیں ہوسکی۔اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہے۔

(۱۴۳) امیج (ہفت روزہ)

یہ ایک سیاسی ہفت روزہ اخبار تھا۔اس کے مالک و مدیر پہلے نخشب مسعود تھے بعد میں ملکیت تبدیل ہوگئی اور اخبار شیخ یونس عیسیٰ اور ان کے فرزندان نکالتے تھے۔فی الحال بند ہے۔

(۱۴۴) سرخ ستارہ (ہفت روزہ)

یہ ایک سیاسی ہفت روزہ تھا۔اس کے ملک و مدیر شیخ محمد اسمٰعیل تھے۔اخبار کب شروع ہوا؟ کب بند ہوا؟ کیوں بند ہوا؟ وغیرہ تفصیلات حاصل نہیں ہوسکیں۔اخبار کی کوئی کاپی بھی دستیاب نہیں ہے۔

(ص۔۱۱۸۔مالیگاؤں کل اور آج)

(۱۴۵)آوازوطن (ھفت روزہ)

ایک مقامی تذکرے میں اس کا صرف اتنا ہی ذکر ہے کہ اسے ماسٹر محمد صدیق نکالتے تھے۔بقیہ کوئی تفصیل حاصل نہیں اس اخبار کی کوئی بھی کاپی دستیاب نہیں ہے۔(ص۔۱۱۷۔مالیگاؤں کل اور آج)

(۱۴۶)مالیگاؤں ۱۹۶۳ء

مالیگاؤں نامی اخبار کے متعلق ایک مقامی تذکرے میں محض اتنی تفصیل ملتی ہے کی یہ اخبار ۱۹۶۳ء کا ہے اور اسے محمد خورشید نکالتے تھے۔باقی باتیں تشنہ تحقیق ہیں۔اخبار کی کوئی کاپی موجود نہیں ہے۔

(ص۔۱۱۷۔مالیگاؤں کل اور آج)

(۱۴۷)ھماری یلغار۱۹۹۶ء

یہ اخبار ۱۹۹۶ء کا ہے۔اسے کون نکالتا تھا۔کب بند ہوا؟ کیوں بند ہوا؟ وغیرہ تفصیلات تشنہ ہیں۔اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہے۔

(۱۴۸) رھنمائے بنکر

ایک مقامی تذکرے میں صرف اتنا لکھا ہے کہ اسے انصاری محمد عثمان نے جاری کیا تھا۔باقی تفصیلات حاصل نہیں۔اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں۔

(۱۴۹)جواھر

اس اخبار کے متعلق ایک مقامی تذکرے نے صرف اتنی معلومات فراہم کی ہے کہ یہ بدرالدجی نکالتے تھے۔اس کرعلاوہ کوئی تفصیل حاصل نہیں ہوسکی۔(۱۱۸۔مالیگاؤں کل اور آج)

(۱۵۰)بنکر

یہ اخبار مبین احمد خان غازی نکالتے تھے۔ایسی معلومات مالیگاؤں کل اور آج میں درج ہے۔باقی تفصیلات حاصل نہ ہوسکیں۔اخبار کی ایک بھی کاپی [illegible] نہیں ہے۔(۱۸۸۔مالیگاؤں کل اور آج)

(۱۵۱)ینگ اسٹار

ایک مقامی تذکرے میں درج ہے کہ یہ اعتضاد احمد خان غازی اس کے مدیر تھے۔باقی کو تفصیل حاصل نہیں۔اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں۔(ص۔۱۲۲۔آبروئے قلم)

(۱۵۲) مالیگاؤں ٹائمز

اسے اقبال قریشی سر نے جاری کیا تھا۔ اخبار کی کوئی تفصیل حاصل نہیں ہوسکی۔ نہ ہی اخبار کی کوئی کاپی حاصل ہوسکی۔

(۱۵۳) بے دھڑک ٹائمز

ایک مقامی تذکرے کے مطابق اسے مظہر کلیمی نے جاری کیا تھا۔ اخبار کی مزید تفصیلات دستیاب نہیں ہوسکیں۔ اخبار ایک بھی کاپی دستیاب نہیں ہے۔ (۱۱۸۔ مالیگاؤں کل اور آج)

(۱۵۴) اطفلستان

ایک مقامی تذکرے کے مطابق اسے سعید احمد انصاری نے جاری کیا تھا۔ یہ اخبار تھا یا رسالہ یہ بھی معلوم نہیں ہوسکا۔ البتہ نام کی مناسبت سے یہ بچوں کا رسالہ معلوم پڑتا ہے۔ (۱۱۸۔ مالیگاؤں کل اور آج)

(۱۵۵) تیسرا محاذ (ہفت روزہ)

یہ ایک خالص سیاسی اخبار تھا۔ مالیگاؤں میں سیاسی سطح پر ایک سیاسی پارٹی تیسرا محاذ کے نام سے وجود میں آئی۔ یہ اخبار اسی تیسرا محاذ کا آرگن تھا۔ اس کے مالک مفتی محمد اسمٰعیل قاسمی تھے۔ اخبار کی پوری ذمہ داری عبدالحلیم صدیقی نبھاتے تھے۔ بعد میں سیاسی اختلافات کے سبب عبدالحلیم صدیقی اس سے کنارہ کش ہوگئے۔ عام اخباری سائز کے چار صفحات کا اخبار تھا۔ الیکشن کے خاتمے کے ساتھ ہی اخبار کا بھی خاتمہ ہوگیا۔

(۱۵۶) آئینۂ شہر (ہفت روز)

یہ ایک سیاسی ہفت روزہ اخبار تھا۔ کانگریسی لیڈر شیخ آصف اس کے مالک تھے۔ یہ کانگریس پارٹی کا آرگن تھا۔

شیخ ایوب اس کے کرتا دھرتا تھے۔ اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔ خبریں، مضامین، تبصرے، مراسلے اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔ اخبار زیادہ دنوں تک چل نہیں سکا اور بند ہوگیا۔

مالیگاؤں میں بہت سے اخبارات ورسائل ایسے ہیں جن کا صرف نام ملتا ہے مگر ان کے متعلق کوئی سراغ نہیں ملتا نیز ان اخبارات ورسائل کی معلومات بھی تشنۂ تحقیق ہیں۔ ان اخبارات ورسائل کے نام کے متعلق محض زبانی روایات ہیں کوئی ٹھوس شواہد نہیں ہیں۔ اس لیے ان اخبارات ورسائل کا مکمل تذکرہ قلمبند کرنا مشکل ہے مگر ان کا تذکرہ نہ کرنا یا چھوڑ دینا بہتر نہیں معلوم ہوتا۔ اس بات کا امکان ہے کہ مستقبل میں کوئی محقق ان کے دیگر

معلومات تک رسائی حاصل کر لے۔اس مقصد کے مدنظر ذیل میں ان اخبارات ورسائل کا تذکر بھی شامل کیا جارہاہے۔

(۱۵۷)شان هند

(۱۵۸)صبح نامه

(۱۵۹)خیالات

اسے مولانا عبدالحمید نعمانی نے اعظم گڑھ سے چھپوا کر مالیگاؤں سے شائع کیا۔اس کے متعلق مزید تفصیلات دستیاب نہیں ہیں۔یہ رسالہ تھا یا اخبار تھا معلوم نہیں ہوسکا۔اس کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہے۔مولانا عبدالحمید نعمانی نے ۱۹۳۵ء میں مالیگاؤں سے پہلا اخبار ''بیداری'' جاری کیا تھا۔

(۱۶۰)آبگینے

اسے مالیگاؤں سے حفیظؔ انصاری نے جاری کیا۔۱۹۷۰ میں حفیظؔ مالیگانوی نے انصار ویکلی بھی جاری کیا تھا۔یہ رسالہ تھا یا اخبار تھا معلوم نہیں ہوسکا۔نہ ہی اس کی کوئی کاپی دستیاب ہوسکی۔

(۱۶۱)انسیٹ

اس نام کو ایک اخبار جاری ہوا تھا۔اس اخبار کے متعلق مزید تفصیلات حاصل نہیں ہوسکیں۔

(۱۶۲) کوثر ٹائمز

کوثر کا ٹائمز کس نے اور کب جاری کیا؟ معلوم نہیں ہوسکا۔

(۱۶۳)برهان ٹائمز

یہ بوہرہ جماعت کا اخبار تھا۔کب جاری ہوا؟ کیوں جاری ہوا؟ کب بند ہوا؟ تمام سوالات کا جواب حاصل نہیں ہوسکا۔

(۱۶۴)شفق ٹائمز

اسے شفق انصاری نے جاری کیا تھا۔اخبار کب جاری ہوا معلوم نہ ہوسکا۔اخبار کب بند ہوا یہ بھی معلوم نہیں۔

(۱۶۵)ارتقا

اسے محمد عمر عبداللہ اور اشفاق ماسٹر نے جاری کیا تھا۔اس اخبار کی بقیہ تفصیلات دستیاب نہیں ہیں نیز

اخبار کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہے۔

(۱۶۶)سرمایہ

ایک زبانی روایت کے مطابق سرمایہ نامی ایک اخبار تھا۔کب جاری ہوا؟ کس نے جاری کیا؟ اور کب بند ہوا؟ تمام تفصیلا حاصل نہیں۔

(۱۶۷)اپنا رنگ منچ

یہ اخبار کب اور کس نے جاری کیا پتہ نہیں۔اخبار کی کاپی بھی دستیاب نہیں۔

(۱۶۸) جدید اردو رپورٹر

یہ اخبار کسی راشد نامی شخص نے جاری کیا تھا۔اب اس کی کوئی تفصیل معلوم نہیں۔

(۱۶۹)نقیب

(۱۷۰)اسکول ٹائمز

یہ اخبار کس نے اور کب جاری کیا؟ نہیں معلوم۔ہاں اخبار کے نام سے اس کی نوعیت کا اندازا ضرور ہوتا ہے۔

(۱۷۱)جنتا ٹائمز

اس اخبار کی بھی کوئی تفصیل دستیاب نہیں۔اخبار کی کوئی کاپی بھی دستیاب نہیں۔

(۱۷۲)عصری آگھی

یہ اخبار کب جاری ہوا اور کب بند ہوا؟ معلوم نہیں۔

(۱۷۳)اردو اسٹیج

اس اخبار کے متعلق سرکاری ریکارڈ میں دستیاب معلومات کے مطابق اس کے مالک ڈاکٹر افتخار احمد تھے۔ یہ اخبار پندرہ روزہ تھا۔اس کا رجسٹریشن نمبر ۳۵۶۳۶/۷۹ تھا۔اخبار کبھی جاری ہوا یا نہیں؟ معلوم نہیں ہوسکا۔

RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 35636/79 ہے۔

(۱۷۴)شھر آرزو

سرکاری ریکارڈ کے مطابق یہ ایک ماہنامہ تھا۔اس کے مالک و مدیر عبدالمجید عثمان غنی ہیں۔رجسٹریشن کا

پتہ ۱۱؍ ہزار کھولی ہے۔ یہ اخبار جاری ہوا یا نہیں پتہ نہیں۔

(۱۷۵) ندائے مالیگاؤں

سرکاری ریکارڈ کے مطابق اس کا رجسٹریشن نمبر ۷۳/ ۲۴۱۸۵ ہے۔ یہ ایک ہفت وزہ تھا۔ اس کے مالک و مدیر نہال احمد محمد تھے۔ ۱۷۷، نشاط روڈ، اسلامپورہ مالیگاؤں کے پتے پر رجسٹر ہے۔ اخبار جاری ہوا یا نہیں یہ معلوم نہیں ہوسکا۔

(۱۷۶) اقرا جدید تعلیم

سرکاری ریکارڈ میں رجسٹر ہے۔ رجسٹریشن سال ۲۰۱۵ء ہے۔ آج تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ اخبار شروع ہوا یا نہیں معلوم نہیں ہوسکا۔

(۱۷۷) آواز مالیگاؤں

یہ ایک ہفت روزہ اخبار ہے۔ جلد ہی جاری ہوا ہے۔ مگر کب بند ہوا معلوم نہیں ہوسکا۔

(۱۷۸) خبر نامہ

زبانی روایت ہے کہ اس نام سے ایک اخبار تھا۔ کس نے جاری کیا؟ کب جاری کیا۔ کب بند ہوا؟ نہیں معلوم۔

(۱۷۹) علم کی بارش

یہ ایک تعلیمی اخبار تھا۔ کب جاری ہوا؟ کب اور کیوں بند ہوا؟ یہ بات معلوم نہیں وہ سکی۔

(۱۸۰) آئینۂ تعلیمی مرکز

مالیگاؤں میں جاری ایک اسکول کا ذاتی اخبار ہے۔ اس اخبار کا نام پہلے تعلیمی مرکز تھا بعد میں آئینۂ تعلیمی مرکز کردیا گیا۔ اخبار عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ سلیم احمد رحمانی اس کے ایڈیٹر ہیں۔ اس اخبار میں طلبہ اور اساتذہ کی تخلیقات اور اسکول کی کارکردگی کی رپورٹ شائع ہوتی ہے۔ اسکول کے طلبہ اخبار شوق سے خرید کر پڑھتے ہیں۔ کامیابی سے بلاناغہ شائع ہوتا ہے۔

(۱۸۱) آواز شہر (ہفت روزہ)

یہ ایک سیاسی ہفت روزہ اخبار تھا۔ اس کے مالک و مدیر سلیم احمد شاہ عرف منا تھے۔ عام اخباری سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا۔ خبریں، مضامین، مراسلے اور اشتہارات شائع ہوتے تھے۔ چند شماروں کے بعد

بند ہو گیا۔

(۱۸۲) لوک عدالت

یہ ایک ہفت روزہ سیاسی اخبار تھا۔ اسے شارپ آفسیٹ پریس کے مالک عبدالمالک محمد شریف نے سردانگر سے جاری کیا تھا۔ چند شماروں کے بعد بند ہو گیا۔

باب نمبر:۷ Chapter No.:7

تذکرہ رسائل

(۱) مفید الانام (ماہنامہ) ۱۹۱۲ء

یہ ایک ماہنامہ تھا جس میں مذہبی اور اصلاحی مضامین کے ساتھ ساتھ انجمن ہدایت الاسلام کی کار گزاریوں کی رپوٹیں شائع ہوتی تھیں۔حاجی عبدالحمید ڈائمنڈ والے رسالے کے سرپرست تھے اور یعقوب میاں جی (بدرالدجیٰ کے والد اور غزل سنگر شاہد اختر کے دادا) اس کے مدیر تھے۔رسالے کی کوئی کاپی دستاب نہیں ہے حفیظ مالیگانوی نے ''نقوش'' کی دوسری جلد میں رسالہ مفیدالانام سے ایک اقتباس دیا ہے۔(نقوش۔حفیظ مالیگ نوی۔جلد دوم،غیر مطبوعہ) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ ۱۹۱۲ء میں جاری تھا۔یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ کب جاری ہوا؟ کتنے شمارے شائع ہوئے اور کب بند ہوا؟

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۵۱۴۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۲) میعارسخن (ماہنامہ) ۱۹۲۳ء

یہ ایک ماہانہ شعری گلدستہ تھا جس کا پہلا شمارہ جنوری ۱۹۲۳ء میں شائع ہوا عموماً ۲۴ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔بعض شمارے ۳۲ صفحات کے بھی نکلے۔رسالے میں مدیر کا نام نہیں ہے۔البتہ یہ تحریر ہے کہ سرپرست محمد ابراہیم عارجؔ تھے اور عبدالطیف لطفؔ مالیگانوی کے زیر اہتمام شائع ہوتا تھا۔ابتدا میں مطبع مصطفائی ممبئی سے طبع ہوتا رہا۔چند شماروں کے بعد مطبع آگرہ،آگرہ میں چھپنے لگا۔کل انیس شمارے شائع ہوئے۔آخری شمارہ جولائی ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا۔اس کے بعد بند ہوگیا۔رسالے میں صرف غزلیں اور نظمیں ہی اشاعت پزیر ہوتی تھیں، نثری تخلیقات نہیں ہوتی تھیں۔ (مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۵۱۴۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۳) اسفتخارسخن (ماہنامہ) ۱۹۲۳ء

یہ بھی ایک ماہوار شعری گلدستہ تھا۔فروری ۱۹۲۳ء میں پہلے شمارے کی اشاعت ہوئی۔رسالہ ۲۳ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔سرپرست منشی عبدالوہاب طالب مہتمم عبدالخالق خلیق اور مدیر نبی بخش مالیگانوی تھے۔مطبع جہانگیری ممبئی میں طبع ہوتا تھا۔اس کے بہت کم شمارے شائع ہوئے۔جون ۱۹۲۳ء میں آخری شمارہ منظر عام پر آیا اس کے بعد سلسلہ طباعت منقطع ہوگیا۔چند صفحات ادبی اور تنقیدی مضامین کے لیے مختص رہتے تھے۔ (مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۵۱۴۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

باب نمبر:۷ Chapter No.:7

تذکرہ رسائل

(۱) مفید الانام (ماهنامه) ۱۹۱۲ء

یہ ایک ماہنامہ تھا جس میں مذہبی اور اصلاحی مضامین کے ساتھ ساتھ انجمن ہدایت الاسلام کی کار گزاریوں کی رپوٹیں شائع ہوتی تھیں۔حاجی عبدالحمید ڈائمنڈ والے رسالے کے سرپرست تھے اور یعقوب میاں جی (بدرالدجیٰ کے والد اور غزل سنگر شاہد اختر کے دادا) اس کے مدیر تھے۔رسالے کی کوئی کاپی دستاب نہیں ہے حفیظ مالیگانوی نے ''نقوش'' کی دوسری جلد میں رسالہ مفیدالانام سے ایک اقتباس دیا ہے۔(نقوش۔حفیظ مالیگنوی۔جلد دوم،غیر مطبوعہ) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ ۱۹۱۲ء میں جاری تھا۔یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ کب جاری ہوا؟ کتنے شمارے شائع ہوئے اور کب بند ہوا؟

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۵۱۴۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۲) میعارسخن (ماهنامه) ۱۹۲۳ء

یہ ایک ماہانہ شعری گلدستہ تھا جس کا پہلا شمارہ جنوری ۱۹۲۳ء میں شائع ہوا عموماً ۲۴ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔بعض شمارے ۳۲ صفحات کے بھی نکلے۔رسالے میں مدیر کا نام نہیں ہے۔البتہ یہ تحریر ہے کہ سرپرست محمد ابراہیم عارجؔ تھے اور عبدالطیف لطفؔ مالیگانوی کے زیراہتمام شائع ہوتا تھا۔ابتدا میں مطبع مصطفائی ممبئ سے طبع ہوتا رہا۔چند شماروں کے بعد مطبع آگرہ،آگرہ میں چھپنے لگا۔کل انیس شمارے شائع ہوئے۔آخری شمارہ جولائی ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا۔اس کے بعد بند ہوگیا۔رسالے میں صرف غزلیں اور نظمیں ہی اشاعت پزیر ہوتی تھیں، نثری تخلیقات نہیں ہوتی تھیں۔ (مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۵۱۴۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۳) اسفتخارسخن (ماهنامه) ۱۹۲۳ء

یہ بھی ایک ماہوار شعری گلدستہ تھا۔فروری ۱۹۲۳ء میں پہلے شمارے کی اشاعت ہوئی۔رسالہ ۲۳ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔سرپرست منشی عبدالوہاب طالب مہتمم عبدالخالق خلیق اور مدیر نبی بخش مالیگانوی تھے۔مطبع جہانگیری ممبئ میں طبع ہوتا تھا۔اس کے بہت کم شمارے شائع ہوئے۔جون ۱۹۲۳ء میں آخری شمارہ منظر عام پر آیا اس کے بعد سلسلہ طباعت منقطع ہوگیا۔چند صفحات ادبی اور تنقیدی مضامین کے لیے مختص رہتے تھے۔ (مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۵۱۴۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۴)بھار(سہ ماھی/دو ماھی) ۱۹۲۳ء

یہ رسالہ اراکین بزم عزیزی نے جاری کیا تھا۔ یہ ایک گلدستہ تھا۔ ابتدا میں سہ ماہی تھا۔ بعد میں دو ماہی ہوگیا۔ مارچ ۱۹۲۳ء میں جاری ہوا۔ مولانا یوسف عزیز سرپرست تھے اور محمد صدیق مسلمؔ مالیگانوی مدیر تھے۔ کل سات شمارے ہی نکل پائے ۔مطبع آگرہ اخبار آگرہ، خورشید پریس میرٹھ اور علوی پریس بھوپال میں طبع ہوتا تھا۔ آخری شمارہ جنوری ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا۔ اس گلدستے میں طرحی مصرعوں پر شعرا کے کلام کے ساتھ ساتھ قند فارسی کے عنوان سے فارسی کالم بھی شائع ہوتا تھا۔ ادبی اور تنقیدی مضامین بھی شائع ہوتے تھے۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۵۱۵۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۵)تاجدار (ماھنامہ) ۱۹۲۴ء

یہ ایک شعری گلدستہ تھا۔ پہلا شمارہ جنوری ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا۔ مولانا عبدالمجید وحیدؔ اس کے مدیر تھے۔ مولانا عبدالمجید وحیدؔ نے ان رسالوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

''مالیگاؤں میں شعر وسخن کے چار صحیفے ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۵ء تک بڑے ہی آب وتاب سے جاری ہوکر دور دور تک شائع ہوئے لیکن یکے بعد دیگرے تین چار برس کے اندر سب بند ہوگئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ پہلا افتخار سخن، دوسرا میعار سخن، تیسرا بہار اور چوتھا تاجدار۔۔۔۔'' (مولانا عبدالمجید وحید۔ تاریخ شہر مالیگاؤں۔ دوسرا ایڈیشن ۱۹۵۷ء۔ص۔۴۔ بحوالہ مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۵۱۵۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۶)رسالہ ادب (قلمی) ۱۹۲۴ء

یہ ایک قلمی رسالہ تھا۔ ۱۹۲۴ء میں جاری ہوا۔ اس کا اجرا ''دائرۂ ادبیہ'' کے اراکین نے کیا تھا۔ محمد صدیق مسلم نے دائرہ ادبیہ کی سالانہ رپورٹ میں دائرۂ ادبیہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد ''دستی رسالے ادب کا اجرا'' بھی بیان کیا ہے نیز یہ کہ ادب کے تین نمبر نکل چکے ہیں۔ (محمد صدیق مسلم۔ قومی رپورٹ۔ المومن۔ کلکتہ۔ جنوری ۱۹۲۵ء ص۔ ۳۴) اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ قلمی رسالہ ۱۹۲۴ء میں جاری ہوا۔ افسوس اس زمانے کے شماروں کا پتہ نہ چل سکا۔ بعد میں جب مالیگاؤں کے طلبہ دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے پہنچے تو وہاں بھی انھوں نے اسی نام کا قلمی رسالہ جاری کیا۔ مولانا محمد عثمان اس میں پیش پیش تھے لیکن اس دور کے شمارے بھی نہ مل سکے۔

۱۹ دسمبر ۱۹۳۳ء کو تیسری بار اس کا اجرا مالیگاؤں سے ہوا۔ مولانا عبدالحق رازیؔ اس کے مدیر

تھے۔انہیں کے بیان کے مطابق رسالہ تیار ہونے کے بعد مختلف لائبریریوں میں مطالعے کے لئے رکھا جاتا تھا۔اس کے بعض شمارے یو۔پی تک گئے۔آخری شمارہ اپریل ۱۹۳۵ء میں اشاعت پزیر ہوا۔رسالے میں دائرۂ ادبیہ سے وابستہ تمام اراکین کی نظم ونثر شامل رہتی تھی۔

(مالیگاؤں میں اردونثر نگاری۔ص ۵۱۵۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۷) **خورشید (ماھنامه)** ۱۹۴۷ء

قصرالادب کے زیراہتمام اس ماہنامہ رسالے کا پہلا شمارہ دسمبر ۱۹۴۷ء میں شائع ہوا۔ادارۂ تحریر میں ادیبؔ مالیگانوی اور شورشؔ انصاری کا نام شامل تھا۔چونکہ متعلقہ حکام کی اجازت کے بغیر رسالہ نکلا تھا اس لئے دو تین شماروں کے بعد بند کرنا پڑا۔(مالیگاؤں میں اردونثر نگاری۔ص ۵۱۶۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۸) **پیغام** ۱۹۵۰ء

اس ادبی رسالے کا پہلا شمارہ مرکز اردو نیا پورہ کی جانب سے اکتوبر ۱۹۵۰ء کو شائع ہوا۔رسالے کے نگراں حضرت اخترؔ مالیگانوی اور مالک ومدیر محمد عمر جوشؔ تھے۔ادارۂ تحریر میں رومان انصاری اور شؔ انصاری کے نام شامل ہیں۔پہلا شمارہ جو دستیاب ہے ۳۲ صفحات کا ہے۔یہ پتہ نہ چل سکا کہ کتنے شمارے شائع ہوئے۔

(مالیگاؤں میں اردونثر نگاری۔ص ۵۱۶۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۹) **جمال**

رئیسؔ مالیگانوی (شاعراعراض) کی ادارت میں یہ ادبی رسالہ ۱۹۶۱ء میں جاری ہوا۔مزید تفصیلات نہ مل سکیں۔(مالیگاؤں میں اردونثر نگاری۔ص ۵۱۶۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۱۰) **بچوں کا ساتھی (ماھنامه)** ۱۹۶۲ء

یہ ایک ماہانہ رسالہ تھا جسے مالیگاؤں کے بچوں کے ادیب،افسانہ نگار اور ناول نگار غلام صابر غلام رسول (محمد مصطفی زیدی) نے شروع کیا تھا۔بچوں کا ساتھی نام سے ہی اس رسالے کی نوعیت کا پتہ چل جاتا ہے۔بچوں میں مطالعے کا شوق پیدا کرنا اور بچوں میں تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینے کے مقصد سے شروع کیا گیا اس رسالے کے متعلق ڈاکٹر الیاس صدیقی لکھتے ہیں کہ ''بچوں کے لیے ایک ماہنامہ ''بچوں کا ساتھی جاری کیا،جس میں ان کے علاوہ دیگر مقامی فنکاروں کی تخلیقات بھی شائع ہوتی تھیں۔ادیب مالیگانوی کے شوکت پریس میں چھپتا تھا۔ان کی حوصلہ افزائی بھی شامل رہتی تھی۔بارہ شماروں کے بعد بند ہو گیا۔

(ص ۲۹۹۔ مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ ڈاکٹر الیاس صدیقی۔)

مالیگاؤں کے اکثر اخبارات ورسائل کی طرح مالی دشواریوں کے سبب بچوں کا ساتھی بچھڑ گیا۔ اور اردو ادب اطفال ایک اہم رسالے سے محروم ہوگیا۔

رسالہ رجسٹرڈ تھا RNI میں اس کا رجسٹرڈ نمبر 9371/64 ہے۔

(۱۱) آب حیات

اس کا ڈکلیریشن ۱۹۶۵ء میں مبین احمد خان غازی نے حاصل کیا تھا۔ اس کا ایک شمارہ مبین غازی اور دوسرا ڈاکٹر افتخار احمد۔ ڈاکٹر صاحب نے اسے بچوں کے لئے ترتیب دیتے تھے۔ آج پریس ممبئی سے چھپ کر آتا تھا۔ محض تین شمارے شائع ہوئے۔ (مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ ص ۵۱۷۔ ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۱۲) ہیرا (ماہنامہ) ۱۹۶۵ء

آب حیات کی اشاعت منقطع ہوجانے کے بعد ڈاکٹر افتخار احمد نے بچوں کا یہ دوسرا ماہنامہ جاری کیا۔ مولانا یاور حسین کتابت کرتے تھے۔ ادیبؔ مالیگانوی، عزیزؔ ادیبی اور رعنا ادیبی وغیرہ کی بچوں کے لئے لکھی گئی نظمیں بھی شائع ہوتی تھیں۔ اس کے پانچ شمارے شائع ہوئے۔ خسارے کے سبب بند ہوگیا۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ ص ۵۱۷۔ ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۱۳) طفلستان (ماہنامہ)

طفلستان نام سے ہی اس رسالے کی نوعیت معلوم ہوجاتی ہے۔ یہ رسالہ اندازاً ۱۹۶۶ء میں جاری ہوا۔ اسے نہال احمد محمد حنیف نے محلہ موتی پورہ سے جاری کیا تھا۔ یہ رسالہ ۱۶ صفحات پر شائع ہوتا تھا جس کی قیمت فی شمارہ ۱۰ پیسے ہوا کرتی تھی۔ رسالے میں کہانیاں، نظمیں، لطائف اور بچوں کی دلچسپی کا سارا مواد شائع کیا جاتا تھا۔ قلمکاروں میں سعید عقابؔ اور بختیار سعید کا نام شامل تھا۔ بختیار سعید اور حسین سر تصویری کہانیاں ترتیب دیتے تھے۔ کتابت اطہرؔ الخیری اور سعید عقابؔ کرتے تھے۔ شوکت پریس میں چھپتا تھا۔ نہال احمد نے اسے شوقیہ طور پر شروع کیا تھا۔ ٹیم ورک کے فقدان اور افرادی قوت کی کمی کے سبب محض آٹھ/دس شماروں میں ہی شوق کی تکمیل ہوگئی۔

(۱۴) اردو کومک (دوماہی) ۱۹۶۶ء

اردو کومک ایک دوماہی بچوں کا رسالہ تھا، اسے مالیگاؤں میں ادب اطفال کے لئے مشہور ''اطفال فیملی''

کے فرزندان آصف بختیار سعید اور ایم یوسف انصاری برادران نے بچوں کی تعلیمی تفریح، اور اخلاقی اقدار کو پروان چڑھانے کے نیک مقاصد کے تحت جاری کیا تھا۔ اردو کومک مالیگاؤں کا پہلا دو ماہی رسالہ ہے۔ یہ ۱۹۶۶ء میں شروع ہوا۔ ابتدا میں دو ماہی تھا بعد میں ماہانہ کر دیا گیا۔ اس رسالے کے لیے بہت محنت کی جاتی تھی۔ سال بھر اس کا ''لے آؤٹ'' (خاکہ) طے کیا جاتا تھا۔ یہ رسالہ کم وبیش ۶۴ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔ اس رسالے میں اداریہ، باتصویر کہانیاں، نظمیں، کہانی، ہزل، دلچسپ مشغلے۔ سوال وجوابِ، لطائف، عجائبات کے متعلق معلومات اور سبق آموز کہانیاں شائع کی جاتی تھیں۔ طلبہ کو فلمی گانوں سے دور رکھنے کے لیے وقت کے مشہو ر ہندی گانوں کی پیروڈی کی جاتی تھی۔ غرض کے یہ رسالہ بچوں کی مکمل تعلیمی وذہنی تفریح کا بہترین ذریعہ تھا۔ اس وقت مالیگاؤں میں ادبی اور سیاسی اخبارات نکلتے تھے مگر کسی نے بچوں کے لیے اخبار یا رسالہ نکالنے کی طرف توجہ نہیں دی۔ بیرون شہر سے بچوں کے رسالے کھلونا اور ٹافی وغیرہ آتے تھے مگر مالیگاؤں سے ادب اطفال پر کوئی رسالہ جاری نہیں ہوا تھا۔ اطفال برادران اس رسالے کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے دن رات محنت کرتے تھے۔ کتابت، تزئین اور مصوری آصف بختیار صاحب کی فنی کاوشوں کا نتیجہ ہوتی تھی۔ اطفال برادران نے اسی وقت سے اپنے آپ کو ادب اطفال کے لیے وقف کر دیا۔ رسالہ نکالنا اطفال برادران کا پیشہ نہیں تھا بلکہ یہ محض شوق اور ادبی خدمت کے طور پر اردو کامک نکالتے تھے۔ اردو کومک نے مالیگاؤں میں اپنا ایک الگ مقام بنایا۔ اسی لیے اس رسالے کی نہ صرف مالیگاؤں شہر بلکہ بیرون شہر، پورے ہندوستان میں جہاں جہاں اردو پڑھی جاتی تھی اردو کومک وہاں وہاں جاتا تھا۔

اردو کومک اپنے عروج کے بعد جلد ہی زوال کا شکار ہو گیا۔ اور اپنے پیچھے ادب اطفال کے میدان میں ایک خلا چھوڑ گیا۔ اردو کومک رجسٹرڈ تھا۔ RNI میں اس کا رجسٹریشن نمبر 14087/66 تھا۔ یہ انصاری حفیظ الرحمن کے نام پر تھا۔ نہایت خوشی کی بات یہ ہے کہ اردو کومک کے کئی شمارے آج بھی [illegible]ط ہیں۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ ص ۵۱۷۔ ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۱۵) نوید نو (سہ ماہی) ۱۹۷۱ء

نوید نو ۱۹۷۰ء میں شروع ہوا۔ سرکاری ریکارڈ میں رسالے کے رجسٹریشن کا سال ۱۹۷۱ء درج ہے۔ یہ رسالہ خالص ادبی نوعیت کا تھا۔ اخبار کے مالک ڈاکٹر غلام حیدر رفعت صدیقی تھے۔ اسیر آمیدی اس مدیر تھے۔ معاونین میں شبیر ہاشمی، غلام مصطفی اثر صدیقی تھے۔ مشہور افسانہ نگار سلطان سبحانی، سلیم شہزاد، اثر صدیقی، امین

صدیقی اور رائے حبیب الرحمن وغیرہ قلمی معاونت کرتے تھے۔ پرانے شعرا کا تذکرہ، تعارف اور کلام شبیر ہاشمی لکھتے تھے۔ شہر اور بیرون شہر کے شعرا وادبا کی تخلیقات شائع ہوتی تھیں۔

کہتے ہیں کہ رسالے کا اجرا بڑی شان سے کیا گیا۔ تقریب اجرا میں شرکت کے لیے اردو ادب کی نامور شخصیات نے شرکت کی جن میں ڈاکٹر انور سدید، ڈاکٹر وزیر آغا، ڈاکٹر لطف الرحمن، ڈاکٹر وارث علوی۔ اور محمد علوی وغیرہ کا نام قابل ذکر ہے۔ یہ رسالہ ۸۰ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔ قیمت ۵ یا ۱۰ روپیہ ہوتی تھی۔ مالیگاؤں کے مشہور آرٹست اکبر مرزا کی خوبصورت کتابت اور رشید آرٹسٹ کے خوبصورت ٹائٹل سے رسالہ مزین ہوتا۔ رسالے کو اردو دنیا میں خوب ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور خوب پزیرائی ہوئی۔ اس رسالے کا ادبی معیار نہایت بلند تھا۔ مگر رسالہ جس جوش وخروش سے شروع ہوا اسی تیزی سے مالی دشواریوں نے اسے ٹھنڈا کر دیا۔ صرف بارہ شماروں کے بعد ۱۹۷۳ء میں بند ہو گیا۔ اور اردو دنیا ایک بلند پایہ ادبی رسالے سے محروم ہو گئی۔

RNI کے مطابق اس کا رجسٹریشن نمبر 20841/71 تھا۔ ایڈیٹر، پبلشر اور پرنٹر کے طور پر اسیر امیدی اور مالک کے طور پر شبیر ہاشمی کا نام درج ہے۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ ص ۵۱۸۔ ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۱۶) **جلیس (ماهنامه)** ۱۹۷۳ء

ماہنامہ جلیس ادبی رسالہ تھا۔ جولائی ۱۹۷۳ء میں جاری ہوا۔ عموماً ساٹھ صفحات کا ہوتا تھا۔ مدیر رائے حبیب الرحمن اور نائب مدیر عذرا حبیب تھیں۔ ادارۂ تحریر مین سید اصغر علی۔ احمد نسیم مینا نگری اور اکبر رحمانی جلگانوی بھی شامل تھے۔ چھ شماروں کی اشاعت کے بعد دسمبر ۱۹۷۳ء میں بند ہو گیا۔

رسالہ جلیس تعمیر پسند ادب کا ترجمان تھا۔ اس کے اکثر فنکار ومعاونین فکر اسلامی سے متاثر تھے، لیکن دوسرے مکتب خیال کے قلم کاروں کی تخلیقات بھی شامل ہوتی تھیں۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ ص ۵۱۸۔ ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۱۷) **نشانات (دوماهی)** ۱۹۷۴ء

اس دوماہی معیاری رسالے کے مالک وناشر سید عارف اور مدیر سلطان سبحانی تھے۔ عموماً ۶۴ صفحات کا ہوتا تھا۔ کبھی کبھی ۸۰ صفحات بھی ہو جاتے تھے۔ کتابت اکبر مرزا کرتے تھے۔ ستمبر ۱۹۷۴ء میں پہلا شمارہ شائع ہوا اور گیارہ شاعتوں کے بعد بند ہو گیا۔

رسالے میں ترقی پسند ادبا کی تخلیقات کے ساتھ ساتھ جدید ادب کے فن پاروں کو بھی جگہ دی جاتی تھی۔ شہر کے بہت سارے قلم کاروں کو اس کے وسیلے سے دور دور تک خود کو متعارف کروانے کا موقع ملا۔ یہ شہر کا پہلا ادبی رسالہ تھا جس نے ہندو پاک کے میعاری رسالوں کی صف میں جگہ بنائی۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۵۱۸۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۱۸) **جواز (ماهنامه)** ۱۹۷۷ء

جواز ایک ماہنامہ ادبی رسالہ تھا جسے مشہور شاعر سید عارف نے ۱۹۷۷ء میں شروع کیا۔سید عارف اس کے مالک، مدیر سب کچھ تھے۔سلیم شہزاد اور نشاط انور کو اس کا معاون مدیر بنایا گیا۔کتابت جمال ہاشم، غیاث الرحمن اور اطہر الخیری وغیرہ کرتے تھے۔سردار پریس اسلام پورہ میں چھپتا تھا۔رسالے کا سرورق رشید آرٹسٹ، بختیار سعید، اور ساجد رشید وغیرہ بناتے تھے۔جواز کے میعار اور خوبصورتی اس کے سرورق سے ہی عیاں تھی۔ جواز کا سرورق خاص اہمیت کا حامل ہوتا تھا۔ہر شمارے کا سرورق الگ۔، جداگانہ، ملٹی کلر اور جدید آرٹ کا نمونہ ہوتا تھا۔سرورق پر بہت محنت کی جاتی تھی۔دروبست کے عنوان سے فہرست ہوتی تھی۔دستاویز کے نام سے گراں قدر

اور فکر انگیز اداریہ ہوا کرتا تھا۔جواز اردو ادب میں شعری اور نثری ادب کا خوبصورت سنگم تھا۔نہ صرف مالیگاؤں بلکہ بیرون شہر سے پوری ادبی دنیا کے بڑے شعرا و ادبا کی تخلیقات شائع ہوتی تھیں جن میں فضیل جعفری، رشید حسن خاں، علی امام نقوی، مناظر عاشق ہرگانوی، ساجد رشید، شہر یار، ساقی فاروقی، مدحت الاختر وغیرہ مقامی قلم کاروں میں سید عارف، احمد عثمانی۔سلیم شہزاد، عتیق احمد عتیقؔ وغیرہ جیسے بہت سے لوگوں کی تخلیقات شائع ہوتی تھیں۔ان تخلیقات میں نظمیں، غزلیں، مضامین۔تنقید و تبصرہ اور اردو ادب کے متعلق نئے مباحث وغیرہ شامل ہوتے تھے۔جواز نے پوری ادبی دنیا میں دھوم مچادی تھی۔مالیگاؤں جیسے چھوٹے سے قصبے سے اتنا خوبصورت اور میعاری رسالہ نکالنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔سید عارف اور ان کے رفقائے کار نے جواز کو ظاہری اور باطنی ہر دو سطحوں پر اردو ادب کے اوج ثریا پر پہنچا دیا تھا۔جواز اپنی منفرد اور نمایاں اوصاف کی وجہ سے اردو دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

مگر افسوس کہ چند برسوں کے بعد جواز اپنے زوال کی طرف سفر کرنے لگا۔آپسی اختلافات اور مالی خصارے کے سبب اردو دنیا کا یہ سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔تیس شماروں کے بعد ۱۹۹۰ء میں بند ہو گیا۔

جواز کے شمارے آج بھی دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۵۱۹۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

RNI میں جواز کا رجسٹریشن نمبر 31536/77 ہے۔

(۱۹) ھم زباں (ماھنامه) ۱۹۷۷ء

سید عارف سے علاحدگی کے بعد سلطان سبحانی نے ترقی پسند قدروں اور صحت مند جدید رجانات کا علم بردار رسالہ ہم زباں جاری کیا۔سرورق پر اگر چہ ماہنامہ چھپا ہوا ہوتا تھا لیکن ہر تین مہینے پر شائع ہوتا تھا۔مئی ۱۹۷۷ء میں پہلا شمارہ منظر عام پر آیا۔ ہر شمارہ ۸۰ صفحات کا ہوتا تھا اور سردار پریس میں طبع ہوتا تھا۔سلطان سبحانی اس کے لئے بڑی محنت کرتے تھے۔گیارہ شماروں کی اشاعت کے بعد جنوری ۱۹۸۰ء میں اشاعت منقطع ہوگئی۔ (مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۵۱۹۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۲۰) گلاب کی مھک (ماھنامه) ۱۹۷۹ء

گلاب کی مہک بچوں کا رسالہ تھا۔اسے عبدالسلام (ڈاکٹر عبدالسلام قادری) نے جاری کیا تھا۔نہایت حیرت کی بات ہے کہ جب عبدالسلام نے یہ رسالہ شروع کیا اس وقت وہ آٹھویں جماعت میں زیر تعلیم تھے۔ مطالعہ کے شوق نے انہیں رسالہ شروع کرنے کا خیال پیدا کر دیا۔اور عبدالسلام نے بچوں کے لئے بچپن میں ہی گلاب کی مہک شروع کر دیا۔رسالے کے لئے ایم یوسف انصاری رہنمائی حاصل تھی۔عقیل انصاری کتابت کرتے تھے۔شبیر آصف بھی معاونت کرتے تھے۔رسالے میں بچوں کے لئے کہانیوں، معلوماتی مضامین، لطائف، اشعار انعامی مقابلے وغیرہ ہوتے تھے۔رسالہ کم وبیش ایک سال تک جاری رہا پھر ایک سال کے لئے بند ہوگیا۔چھ ماہ بعد دوبارہ شروع کیا گیا مگر تعلیمی مصروفیات کے سبب آٹھ ماہ بعد دوبارہ بند ہوگیا۔میٹرک کے بعد ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے منصورہ (مالیگاؤں) میں داخلہ لیا۔وہاں ان کی ملاقات محمد یعقوب (ڈاکٹر محمد یعقوب) نامی ایک طالب علم سے ہوئی جو انہی کی طرح رسالہ نکالنے کا خواہش مند تھے۔عبدالسلام نے اپنے بند رسالے کے حقوق محمد یعقوب کو دے دیے۔اب یعقوب نے تعلیم جاری رکھتے ہوئے گلاب کی مہک لوگوں تک پہنچانے کا بیڑا اٹھایا۔محمد یعقوب نے گلاب کی مہک کو نئے انداز سے شروع کیا۔اب گلاب کی مہک پہلے سے الگ تھی۔اب اس میں صرف معمہ شائع کیا جاتا تھا۔تعلیمی مصروفیات کی بنا پر سال بھر میں گلاب کی مہک پھر بند ہوگیا۔عبدالسلام اور یعقوب دونوں فی الحال کامیاب ڈاکٹر ہیں اور مالیگاؤں میں ہی دواخانہ چلاتے ہیں۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۵۱۹۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۲۱) روایت (سہ ماھی) ۱۹۸۰ء

سلیم شہزاد اور سلطان شاہد نے جنوری ۱۹۸۰ء میں ہارون بزمی کے اردو اسٹیج کو ایک سہ ماہی ادبی رسالے کی شکل دینے کی کوشش کی مگر ایک شمارہ ہی شائع ہو سکا۔تب ان دونوں حضرات کی مشترکہ کوششوں سے جنوری میں ہی سہ ماہی روایت وجود میں آیا۔اس کے مدیر اظہر مقصود تھے۔بدقسمتی سے سلسلۂ اشاعت تین شماروں سے آگے نہ بڑھ سکا۔(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۵۲۰۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۲۲) صوت الحق (ماھنامہ) ۱۹۸۱ء

صوت الحق کا پہلا شمارہ ۵، فروری ۱۹۸۱ء کو شائع ہوا۔ابتدا میں یہ پندرہ روزہ تھا اور اخباری سائز پر ڈیڑھ سال تک نکلتا رہا۔اس لئے اس کا تذکرہ اخبارات کے تذکرے میں کیا گیا ہے۔

(۲۳) گلشن (پندرہ روزہ) ۱۹۸۱ء

گلشن معہد ملت مالیگاؤں کا علمی، ادبی، دینی جریدہ تھا۔یہ جریدہ مفکر ملت حضرت مولانا عبدالحمید نعمانی کی یاد میں جاری کیا گیا تھا۔(گلشن کا ظاہر اخبار کی طرح تھا، اخباری سائز کے کاغذ پر چھپتا تھا مگر ٹائٹل پر "علمی ادبی، دینی جریدہ" لکھا ہوتا تھا اس لئے اس کا شمار رسالے کے طور پر کیا گیا ہے اور اس کا ذکر رسالے کے ذیل میں کیا گیا ہے۔) ۱۵ مارچ ۱۹۸۱ء کو گلشن کا اجرا ہوا۔اس مدیر مسئول مولانا عبدالاحد ازہری تھے۔ادارۂ تحریر میں مولانا محمد حنیف ملی، مولانا ادریس عقیل ملی وقاسمی اور مولانا جاوید احمد ملی کا نام شامل تھا۔ٹائٹل خط ثلث میں خوبصورت بنایا گیا تھا۔عام اخباری سائز کے سات آٹھ صفحات پر شائع ہوتا تھا۔رسالے میں مختلف دینی موضوعات پر مضامین شائع ہوتے تھے۔دینی نظمیں اور اشعار بھی شائع ہوتے تھے۔رسالے کی آرائش اور سیٹنگ خوبصورت تھی۔کتابت بھی خوبصورت تھی۔کتابت روح الحسن شہرت الہ آبادی کرتے تھے۔رسالہ آٹھ سال کامیابی سے جاری رہا۔مارچ ۱۹۸۹ء میں بعد بند ہو گیا۔

(گلشن۔جلد نمبر ۳۔شمارہ نمبر ۱۷۔۱۵، نومبر ۱۹۸۳ئ۔گلشن۔جلد نمبر ۷۔شمارہ نمبر ۱۵۔۱۶۔۱۵، اکتوبر ۱۹۸۷ئ)

(۲۴) مودت (پندرہ روزہ) ۱۹۸۲ء

مودت ایک پندرہ روزہ رسالہ تھا۔یہ رسالہ شیعہ اثنا عشری کا ترجمان تھا۔۱۹۸۲ء میں الحاج یاور حسین

جعفری نے جاری کیا۔ یاور حسین جعفری اس کے مالک تھے اور مدیر بھی۔ معاونین میں مولانا تفضّل مہدی، لطیف جعفری، سید غلام حسنین رضوی۔ اور مشتاق حسین جعفری کا نام شامل تھا۔ اس وقت قیمت تین روپیہ تھی۔ اخبار کا ٹائٹل خط ثلث میں بنایا گیا تھا۔ ٹائٹل پر سورہ شوریٰ آیت نمبر ۲۳ درج تھی۔ ٹائٹل خوبصورت تھا۔ ٹائٹل پر رسالے کا نعرہ ''تعلیمات محمد و آل محمد کا بے باک ترجمان'' درج تھا۔ رسالہ خوبصورت ترتیب و تزئیں کے ساتھ شائع ہوتا تھا۔ احمد امین اطہر کتابت کرتے تھے۔ رسالے میں مختلف موضوعات پر مضامین کے علاوہ حمد ،نعت، قطعات اور نظمیں وغیرہ بھی اشاعت پزیر ہوتی تھیں۔ اس رسالے کا ایک ''عید میلاد النبی'' نمبر بھی بڑے اہتمام سے شائع ہوا تھا۔ جو جلد نمبر ا کا شمارہ نمبر ۴ اور ۵ پر مبنی تھا۔ یہ شمارہ ۴۸ صفحات کا تھا۔ یہ رسالہ بھی مالی خصارے کا بوجھ برداشت نہ کرسکا اور صرف دو سال بعد بند ہو گیا۔ (مودت۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۴۔ ۵۔ عید میلاد النبی نمبر۔)

(۲۵) توازن (سہ ماھی) ۱۹۸۴ء

سہ ماہی توازن عتیق احمد عتیقؔ کا نہایت وقیع اور میعاری رسالہ تھا۔ یکم مارچ ۱۹۸۴ء کو اس کا پہلا شمارہ شائع ہوا۔ تب سے تک باقائدگی سے جاری رہا۔ یہ شہر کا واحد ادبی رسالہ تھا جو دست بردز مانہ سے [illegible]ارہ گیا ہے ۔مناظر عاشق ہرگانوی رسالے کے ترتیب کار اور معاون تھے۔

عتیق احمد عتیقؔ کا یہ رسالہ دنیا کی ہر اس سرزمیں تک جاتا تھا جہاں اردو کے لکھنے والے موجود ہیں۔ رسالے کے ساتھ ساتھ شہر مالیگاؤں کا نام بھی عالم اردو کی ہر اہم بستی تک پہنچ چکا ہے۔ رسالے کا ادبی قد نہایت بلند تھا۔ عتیق صاحب ضعیف العمری کے بعد بھی تادم حیات رسالے کے لیے تنہا محنت کرتے تھے اور رسالے کی معنوی اور صوری اعتبار سے خوب سے خوب تر بنانے کی انتھک جدوجہد میں لگے رہتے تھے۔ عتیق صاحب کے انتقال کے ساتھ ہی عدم جانشینی کے سبب توازن بند ہو گیا۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ ص ۵۲۰۔ ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۲۶) نامہ بر ڈائجسٹ (ماھنامہ) ۱۹۹۳ء

اس ماہنامے کا اجرا فروری ۱۹۹۳ء میں عمل میں آیا۔ مشہور مصنف و مورخ شبیر حکیم اس کے مالک، ناشر اور مدیر تھے۔ کل بارہ شمارے ہی شائع ہو سکے۔ ان میں بھی بعض مشترکہ شمارے تھے۔ جنوری، فروری ۱۹۹۴ء میں آخری شمارہ شائع ہوا۔ رسالے کی ترتیب و تزئین شبیر احمد حکیم خود کرتے تھے۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۵۲۰۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۲۷)**نعمت قرآن**(**ماھنامه**)۱۹۹۳ء

یہ ایک خالص دینی ماہنامہ تھا جو ۲ مارچ ۱۹۹۳ء کو جاری ہوا۔محمد عین الہدیٰ شیخ رسالے کے مدیر، مالک وناشر تھے اور مولوی خلیل احمد محمد یونس قریشی نائب مدیر کی ذمہ داریاں سنبھالتے تھے۔رسالے کے ادارہ تحریر میں اور قلمی معاونین میں مولانا عبدالاحد ازہری مولانا عبدالکریم پاریکھ (ناگپور) ڈاکٹر پیر محمد رحمانی، عبدالرزاق عبداللطیف پٹیل (پنویل) کے ساتھ ساتھ دیگر علماء بھی شامل تھے۔رسالے میں دینی اور مذہبی مضامین بڑی تعداد میں اشاعت پزیر ہوئے۔کل ۳۴ شمارے شائع ہوئے۔آخری شمارے پر یکم دسمبر ۱۹۹۵ء کی تاریخ ہے۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۵۲۱۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۲۸)**العدل**(**ماھنامه**)۱۹۹۳ء

مجلس علم وادب، بیلباغ کے زیر اہتمام یہ علمی ماہنامہ مولانا محمد حنیف ملی کی ادارت میں اکتوبر ۱۹۹۳ء میں جاری ہوا، موصوف رسالے کے مالک وناشر تھے۔مولانا جاوید احمد ملی نائب مدیر تھے۔دیگر معاون قلمکاروں میں مولانا اقبال احمد ملی، مولانا نہال احمد ملی۔مولانا نعیم الظفر ندوی وغیرہ شامل تھے۔رسالے کی ترتیب میں مولانا محمد ایوب قاسمی، مولانا عبدالحمید جمالی اور ماسٹر شکیل احمد انصاری معاونت کرتے تھے۔

عموماً دینی اور مذہبی مضامین کی اشاعت ہوتی تھی لیکن ملت اسلامیہ کو پیش آمدہ مسائل کا احاطہ کیا جاتا تھا۔اس لئے اصلاح معاشرہ، اصلاح افراد اور بیداری مسلمان کے تعلق سے بہت سارے مضامین اشاعت پزیر ہوئے۔کل ۱۳ شمارے شائع ہوئے۔آخری شمارہ اکتوبر نومبر دسمبر ۱۹۹۴ء کا مشترکہ شمارہ ہے۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۵۲۱۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۲۹) **جل پری** ۱۹۹۷ء

تفریحی وتربیتی ادب اطفال کا ترجمان ''جل پری'' ستمبر ۱۹۹۷ء میں جاری ہوا۔مدیر، مالک، طابع، ناشر ڈاکٹر افتخار احمد اور معاون مدیر کے طور پر نازاں ضیا الرحمن کا نام ہے۔رسالے کے بانی ایم یوسف انصاری تھے۔تقریباً ۳۰ شمارہ شائع ہوئے۔ڈاکٹر افتخار احمد کی خصوصی دلچسپی، توجہ اور محنت کے سبب رسالے کا معیار بلند تھا اور کافی مقبول بھی۔سال ۲۰۰۰ء سے اشاعت منقطع ہے۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص ۵۲۱۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۳۰)فاتح عالم (ماهنامه) ۲۰۰۱ء

مالیگاؤں میں اب تک دینی رسالے، ادبی رسالے، بچوں کے رسالے وغیرہ جاری ہوئے مگر سیاسی رسالے کا میدان خالی رہا۔اس میدان میں سب سے پہلے یکم اکتوبر ۲۰۰۱ءکوعبدالحلیم صدیقی نے فاتح عالم نام سے ایک سیاسی ماہنامہ جاری کیا۔رسالہ ۸۰ صفحات کا تھا جس کی قیمت ۱۵ روپے تھی۔فاتح عالم کا ٹائٹل رنگین اور خوبصورت ہوتا تھا۔مجلس ادارت، مجلس مشاورت اور سرپرستان ادرہ میں شہر اور بیرون شہر کے بیسیوں بڑے نام شامل تھے۔یہ رسالہ مالیگاؤں اور خاندیش کی ترجمانی کے لئے خاص تھا۔رسالے میں مختلف سیاسی اور سماجی موضوعات پر مضامین شائع ہوتے تھے۔رسالے کا دوسرا شمارہ سرفروشان وطن نمبر نکالا گیا۔اس نوعیت کا رسالہ جاری کرنے کا یہ پہلا تجربہ تھا۔مالیگاؤں میں یہ تجربہ کامیاب نہ ہوسکا چند شماروں کے بعد فاتح عالم بند ہوگیا۔

(فاتح عالم۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۲۔یکم ستمبر ۲۰۰۱ئ)

(۳۱)گلشن اطفال (بچوں کا ماهنامه) ۲۰۰۷ء

گلشن اطفال بچوں کا ماہنامہ رسالہ ہے۔اس رحمانی سلیم احمد نے جنوری ۲۰۰۷ءمیں جاری کیا۔رحمانی سلیم احمد ٹی۔ایم ہائی اسکول میں مدرس ہیں۔رحمانی سلیم اس سے قبل بچوں کے لئے بزم اطفال نامی اخبار بھی جاری کر چکے ہیں جو فی الحال بند ہے۔رسالہ ۶۰ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے جس کی قیمت ۲۰ روپے ہے۔رسالے کا سرورق رنگین اور دیدہ زیب ہوتا ہے جس پر عام طور پر بچوں کی تصویریں شائع ہوتی ہیں۔گلشن اطفال میں اداریہ، کہانیاں، نظمیں، حکایات، لسانی کھیل، ذہنی ورزش اور آپ کے خطوط شائع ہوتے ہیں۔گلشن اطفال نہایت کامیابی سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔کئی نمبر شائع ہو چکے ہیں جیسے سالگرہ نمبر اور کہانی نمبر رحمانی سلیم احمد کے معاونین میں ایچ۔ایم یاسین ملی (جوائنٹ ایڈیٹر) اور نازاں ضیا الرحمان کا نام شامل ہے۔آرٹسٹ آصف بختیار سعید اور شکیل انوار صدیقی کا نام شامل ہے۔رسالہ کامیابی سے جاری ہے۔

(گلشن اطفال۔جولائی ۲۰۱۵ئ۔گلشن اطفال۔اگست ۲۰۱۵ئ۔گلشن اطفال۔ستمبر ۲۰۱۴ئ۔گلشن اطفال۔نومبر ۲۰۱۵ئ)

(۳۲)بیباک (ماهنامه) ۲۰۰۶ء

یہ ایک ادبی ماہنامہ ہے۔اسے ہفت روزہ اخبار ''بیباک'' کے مدیر ہارون بی۔اے نے جاری کیا

ہے۔ ہارون صاحب نے درازیٔ عمر کے سبب صحافتی اور ثقافتی سرگرمیوں سے رضا کارانہ سبکدوشی اختیار کر لی ہے۔ فی الحال رسالے کے مدیر مشہور افسانہ نگار احمد عثمانی ہیں۔ اداریہ احمد عثمانی خود تحریر کرتے ہیں۔ رسالے میں تمام شعری اور نثری اصناف شائع ہوتی ہیں۔ مقامی اور بیرونی قلمکاروں کی تخلیقات شائع ہوتی ہیں۔ رسالہ بلا ناغہ شائع ہو رہا ہے۔ مالیگاؤں کی ادبی صحافت کا یہ آخری رسالہ ہے۔ تا دیر جاری رہنے کی امید ہے۔

(۳۳) محبان علم (ماھنامہ)

محبان علم نام سے ہی اس کی نوعیت کا اندازا ہوتا ہے۔ اسے عزیز اعجاز نے جون/۲۰۰۸ء میں جاری کیا۔ رسالے کا ٹائٹل خط نستعلیق میں کمپیوٹر سے بنایا گیا تھا۔ ابتدا میں ٹائٹل پر ایک شعر درج تھا جو بعد میں نعرے میں تبدیل ہو گیا۔ ٹائٹل پر بعد میں نعرہ ''علم، ادب وتمدن اور ثقافت کی پائندہ روایتوں کا ضامن'' لکھا ہوتا تھا۔ یہ رسالہ بنیادی طور پر بچوں کے ادب سے متعلق تھا۔ رسالے کی قیمت فی شمارہ ۵ تا ۷ روپے تھی۔ چھوٹی سائز کے ۴۰ تا ۵۰ صفحات پر شائع ہوتا تھا۔ رسالے میں کہانیاں، مضامین، نظمیں، تصوری کہانیاں، لطائف، افسانے، معمہ، شعری مقابلے، عام معلومات مختصر یہ کہ بچوں کے کام اور دلچسپی کی کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو اس رسالے میں شامل نہ تھی۔ رسالہ بڑے شان سے جاری ہوا مگر آپسی اختلافات کی نذر ہو گیا۔ بعد میں اسے ڈاکٹر نہال نے جاری کیا مگر رسالہ دوبارہ بھی بند ہو گیا۔ رسالے میں کہیں بھی جلد نمبر اور شمارہ نمبر درج نہیں ہے۔ رسالہ نہایت مفید تھا اگر جاری رہتا تو ایک مثال ہوتا۔ (محبان علم۔ جون/۲۰۰۸ء)

(۳۴) گلشن نعمانی (ماھنامہ)

گلشن نعمانی ایک دینی رسالہ ہے۔ یہ رسالہ ''مہاراشٹر کی عظیم دینی درسگاہ معہد ملت کا علمی وفکری ترجمان' ہے یہ نعرہ ٹائٹل پر لکھا ہے۔ اسے بانی معہد ملت، محسن قوم حضرت مولانا عبدالحمید نعمانی کی یاد میں جاری کیا گیا ہے اسی لیے رسالے کا ٹائٹل بھی انہیں سے منسوب ہے۔ رسالہ دسمبر ۲۰۱۳ء میں جاری ہوا۔ رسالے کے سرپرست قاضی عبدالاحد ازہری ہیں۔ مدیر اعلیٰ مولانا ادریس عقیل ملی اور مدیر مسئول مشہور عالم دین مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی ہیں۔ رسالے کا سرورق رنگین ہوتا ہے۔ رسالہ کی ترتیب وتہذیب عمدہ ہے۔ بڑے سلیقے سے بلا ناغہ شائع ہو رہا ہے۔ اس رسالے میں مختلف دینی موضوعات پر مضامیں شائع ہوتے ہیں۔ اداریہ مولانا عمرین صاحب خود لکھتے ہیں۔ عام شمارے ۵۶ صفحات پر اور خاص شمارے اس سے زائد صفحات پر شائع ہوتے ہیں۔ رسالہ چھوٹی سائز کا ہے۔ مولانا ولی رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جیسے اہل قلم کے مضامین اکثر شامل

اشاعت ہوتے ہیں۔(گلشن نعمانی۔جلد نمبر ۲۔شمارہ نمبر ۶۔جنوری ۲۰۱۵ئ۔گلشن نعمانی۔جلد نمبر۔۲۔شمارہ نمبر ۱۰۔مئی ۲۰۱۵ئ۔گلشن نعمانی۔جلد نمبر ۳۔شمارہ نمبر ۴؍۳۔اکتوبر؍نومبر ۲۰۱۵ئ)

(۳۵)**رفتار ادب (دوماہی)** ۲۰۱۴ء

مالیگاؤں میں صحافت کی شروعات دینی و ادبی صحافت سے ہوئی۔جواز،نشانات،ہم زباں،نوید نو اور توازن کے بعد ادب کی رفتار دھیمی ہو گئی تھی۔مالیگاؤں سے کوئی موقر ادبی رسالہ منظر عام پر نہیں آیا۔ادبی صحافت کی اس دھیمی ہوتی رفتار کو محسوس کرتے ہوئے شہر کے مشہور نعت گو شاعر واحد انصاری نے ادبی صحافت کی رفتار بڑھانے کی غرض سے ایک ادبی رسالہ نکالنے کا تہییہ کیا۔رفتار ادب کے نام سے مئی تا جون ۲۰۱۴ء میں دوماہی رسالہ شروع کیا۔۵۶ صفحات پر مشتمل پہلا شمارہ حمد و نعت نمبر نکالا۔جس میں حمد و نعت کے متعلق مقامی اور غیر مقامی قلم کاروں کے مضامین اور حمد اور نعتیہ کلام شائع کیا۔کل چھ شمارے شائع ہوئے۔تیسرا اور چوتھا نیز پانچواں اور چھٹا شمارہ مشترک شائع ہوا۔ان شماروں میں مضامین،افسانے اور شعری ادب شائع ہوا۔رسالہ دیکھنے میں کافی خوبصورت تھا۔سرورق رنگین اور دل کش ہوتا تھا۔قیمت فی شمارہ ۲۰ روپے تھی۔رسالے کا ٹائٹل اچھا بنایا گیا تھا۔ٹائٹل پر رسالے کا نعرہ ’’صالح افکار اور روشن عصری قدروں کا ترجمان‘‘ لکھا ہوا تھا۔رسالہ بڑے جوش سے نکالا گیا مگر غیر متقل مزاجی اور مالی دشواریوں کے سبب چھ شماروں کے بعد ہی رفتار ادب کی رفتار رک گئی۔اور ایسی رکی کہ رفتار ادب دوبارہ جاری نہ ہو سکا۔واحد انصاری مالک اور مدیر تھے اور ارشاد انجم سرکولیشن مینیجر تھے۔

(۳۶) **محبان ادب (ماہنامہ)** ۲۰۱۴ء

محبان ادب ایک ادبی رسالہ تھا جسے مالیگاؤں سے انجمن محبان ادب کے صدر ہارون اختر نے جاری کیا تھا۔مالیگاؤں میں نثری ادب کے لئے ۱۰ برسوں سے مصروف انجمن محبان ادب کی سویں نشست کے یادگار موقع پر ہارون اختر نے اب تک پیش کئے گئے اہم افسانوں کو رسالے کی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ کیا اور ماہنامہ محبان ادب کی شروعات کر دی۔ہارون اختر کا محبان ادب شاخ نازک بنایا گیا آشیانہ تھا۔صرف دو شماروں کی مختصر بازی پر سمٹ گیا۔پہلا شمارہ انجمن محبان ادب نمبر،اگست ۲۰۱۴ء کو شائع ہوا۔اور دوسرا اور آخری شمارہ ستمبر۔اکتوبر ۲۰۱۴ء کو شائع ہوا۔پہلے شمارے میں مضامین و مقالات،منتخب افسانے چند افسانوں پر تجزیہ اور شعری تخلیقات بھی شامل ہیں۔یہ شمارہ ۸۰ صفحات پر مبنی ہے۔دوسرے شمارے میں مضامین،افسانے،کہانی، خبریں اور شعری تخلیقات شائع ہوئی ہیں۔تمام تخلیقات مقامی قلم کاروں کی ہیں۔(محبان ادب۔جلد نمبر ۱۔شمارہ

نمبر ا۔اگست ۲۰۱۴ئ۔محبان ادب۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۲۔ستمبر۔اکتوبر ۲۰۱۴ئ)

(۳۷) گلشن خواتین (ماھنامہ) ۲۰۱۵ء

گلشن خواتین مالیگاؤں میں صحافت برائے نسواں سے تعلق رکھتا ہے۔رسالہ کا ٹائٹل خط نستعلیق میں کمپیوٹر سے بنایا گیا تھا۔رسالہ کی سجاوٹ اچھی طرح سے کی گئی ہے۔رسالے کے ماتھے پر زیر نگرانی حضرت مولانا یاسین ملی صاحب ایسا لکھا تھا۔مدیر محمد ارسلان سیفی تھے۔رسالے کا نعرہ ''دینی ،ادبی ،اصلاحی مجلہ'' لکھا تھا۔مجلس معاونت میں ام اریبہ صاحبہ(مدھیہ پردیس)رضیہ رفعت صاحبہ(تعلیم البنات) طاہراتی زاہدہ صاحبہ(کلیۃ الطاہرات) باقیاتی طاہرہ صاحبہ(اصلاح البنات دھولیہ) اورفاطمہ صاحبہ (ثنا العلوم) کے نام شامل تھے۔دیگر سر پرستوں میں مفتی محمد اسماعیل قاسمی صاحب،مولانا زبیر احمد ملی صاحب، پروفیسر ہلال احمد صاحب، پروفیسر خورشید حضرت صاحب،مولانا عمرین[illegible]ظ رحمانی صاحب،مولانا عرفان الدین قاسمی صاحب اورساجد حمید سر کا نام شامل تھا۔رسالہ عام اخباری سائز کے نصف کاغذ کے ۱۶ صفحات پر چھپتا تھا۔رسالے کے مقاصد اداریہ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے''ہم لوگوں نے دعوت و اصلاح کا ہدف خواتین اسلام کو بنایا ہے'' (گلشن خواتین ۔جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ا۔یکم جون ۲۰۱۵ئ)رسالہ کے مشمولات میں اداریہ،اصلاحی مضامین،اذکار ووظائف،اصلاحی افسانے ، پکوان ،مہندی ڈیزائن،نظمیں،حمد اورغزل وغیرہ تھے۔رسالہ جو طمطراق اوردعوے کے ساتھ جاری ہوااسی عجلت کے ساتھ ختم ہو گیا۔اس رسالے کے محض تین چار ہی شمارے نکل سکےاوررسالہ قصہ ماضی بن گیا۔اس رسالےاس قبل خواتین کے لئے ایک اخبار بھی جاری ہوا مگر وہ بھی چند شماروں سے آگے نہ بڑھ سکا۔رسالے میں شامل بڑے نام بھی اسے بچا نہ سکے۔مالیگاؤں میں صحافت برائے خواتین کا میدان فی الحال بالکل خالی ہے۔

(گلشن خواتین ۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔ا،جون ۲۰۱۵ئ)

(۳۸) مدرس مالیگاؤں (ھفت روزہ) ۲۰۱۵ء

مدرس ایک ہفت روزہ تعلیمی رسالہ ہے۔اکتوبر ۲۰۱۵ء میں جاری ہوا۔ٹائٹل بالکل سادہ ہے۔ بیادگار ماسٹر محمد یوسف حبیب (مرحوم) جاری کیا گیا ہے۔رسالے کے ایڈیٹر انصاری عارف حسین ہیں۔رسالہ عام اخباری سائز کے نصف کاغذ کے ۱۲ صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ قیمت ۵ روپیہ ہے۔یہ رسالہ طلبہ کو امتحان میں تیاری اوراسکولی نصاب کا مطالعہ کرنے میں رہنمائی کیلئے جاری کیا گیا ہے۔رسالے میں رہنمایانہ مضامین،منتخب

اشعار، اقوال زرین اور کوئز وغیرہ شائع ہوتے ہیں۔ رسالہ بلاناغہ پابندی سے جاری ہے۔ ابتدائے عشق کی منزل پر ہے۔ (مدرس۔ جلد نمبر ۱۔ شمارہ نمبر ۱۰۔ ۱۴ تا ۲۰ دسمبر ۲۰۱۵ئ)

(۳۹) معلم ٹائمز (ماھنامہ) ۲۰۱۵ء

معلم ٹائمز ایک تعلیمی رسالہ ہے۔ پہلا شمارہ ۹ر دسمبر ۲۰۱۵ء کو منظر عام پر آیا۔ اسے محمد حسین محمد بشیر شیدا قادری نے جاری کیا ہے۔ رسالہ ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے جس کی قیمت ۲۰ روپے فی شمارہ ہے۔ شیدا صاحب اس کے مالک و مدیر ہیں۔ شیدا صاحب میدان صحافت کے پرانے شہسوار ہیں۔ ایک طویل عرصے تک ہفت روزہ ''انوار'' کے مدیر رہے ہیں۔ رسالے میں مختلف تعلیمی موضوعات پر مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اس رسالے کے ابھی چند شمارے ہی شائع ہوئے ہیں۔ رسالہ ابھی ابتدائے عشق کی منزل پر ہے۔

(۴۰) خوشبو (ماھنامہ)

یہ ایک بچوں کا ماہنامہ تھا۔ ڈاکٹر نہال احمد اس کے مالک و مدیر تھے۔ اس میں بچوں کی دلچسپی کی تمام چیزیں شائع ہوتی تھیں۔ رسالہ چند سال جاری رہ کر بند ہوگیا۔

قلمی رسالے

مالیگاؤں شہر میں ابتدا میں قلمی رسالے جاری ہوئے۔ پریس آنے کے بعد قلمی رسالوں کا دور ختم ہوا۔ تمام اخبارات و رسائل پریس میں چھپنے لگے۔ اس طرح صحافت میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اس کے باوجود کچھ قلمی رسالے شائع ہوئے۔ یہ قلمی رسالے اسکولوں کے ہوا کرتے تھے۔ اسے طلبہ بڑے شوق سے نکالتے تھے۔ مالیگاؤں میں بہت سے قلمکار انہی قلمی رسالوں کی دین ہیں جن میں مالیگاؤں کے کئی بڑے قلمکاروں کے نام شامل ہیں۔ یہ قلمی رسالے اگرچہ بہت زیادہ دن نہ نکل سکے مگر ان کی افادیت مستقل اخبارات و رسائل سے کم نہیں ۔ اس لیے بہتر معلوم ہوتا ہیکہ ان کا تذکرہ بھی کر دیا جائے۔ ان رسالوں کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہے۔ زبانی معلومات حاصل ہوئیں ہیں انہیں معلومات کو درج کیا جارہا ہے۔

(۱) ادب

یہ رسالہ پہلے مولانا محمد عثمان نے دیوبند میں دوران تعلیم جاری کیا تھا۔ ۱۹۳۲ء میں مالیگاؤں سے جاری کیا۔ مالیگاؤں کی مختلف لائبریریوں میں مطالعہ کے لیے رکھا جاتا تھا۔ مولانا عبدالحمید نعمانی کی سرپرستی میں 19 ر دسمبر ۱۹۳۳ء سے ۱۹۳۵ء تک جاری رہا۔

(۲) نامعلوم

۱۹۳۳ء میں عابد انصاری، اسحق ناصر، ادیب مالیگانوی اور حمید اختر چاروں مل کر اسے نکالتے تھے۔ اس میں شعری اور نثری دونوں ادب شائع ہوتے تھے۔ رسالے کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

(۳) رہبر

یہ اسکول کا رسالہ تھا۔ حسین انور اس کے مدیر تھے۔ اس رسالے میں ۱۹۴۲ء تا ۱۹۴۳ء مین حسین انور کے مضامین شائع ہوئے ہیں۔

۱۹۶۲ء میں یہ رسالہ جاری تھا۔ اسی رسالے میں محمد اسحق ایوبی کا مضمون ''انسانی طبیعت پر آب و ہوا کے اثرات'' شائع ہوا ہے۔

(۴) شگوفے

اسے مارچ ۱۹۶۱ء میں محمد صدیق نے جاری کیا تھا۔ نومبر ۱۹۶۱ء میں محمد صدیق انصاری کے ایک اور قلمی رسالے کا ذکر ملتا ہے جس کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ شگوفے مارچ ۱۹۶۱ء سے اکتوبر ۱۹۶۱ء کے درمیان جاری رہا اور بند ہوگیا۔

(۵) اردو ادب

اسے ۱۹۶۳ء میں محمد صدیق انصاری نے جاری کیا تھا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ محمد صدیق انصاری کے رسالے شگوفے اور دوسرا رسالہ (جس کا نام معلوم نہیں ہوسکا) ۱۹۶۳ء سے قبل بند ہوگئے تھے۔

(۶) آفتاب

اسے مختار یونس اور رفیع احمد نے مل کر دوران تعلیم جاری کیا تھا۔ مختار یونس اور رفیع احمد دونوں کا شمار مالیگاؤں کے بہترین مزاح نگاروں میں ہوتا ہے۔

(۷) خوشبو

اسے مختار یونس نے دوران تعلیم جاری کیا تھا۔

(۸) جگنو

یہ اسکول کا رسالہ تھا۔ سلطان سبحانی اس کے ایڈیٹر تھے۔ اس رسالے کے مدیر، کاتب اور آرٹسٹ خود سلطان سبحانی تھے۔ اس میں سلطان سبحانی نے خوب لکھا۔ سلطان سبحانی کا شمار آج ہند پاک کے نامور افسانہ

نگاروں میں ہوتا ہے۔

(۹) فردوس

اسے ادبی انجمن'' پاسبان ادب'' نے جاری کیا تھا۔اس رسالے میں ڈاکٹر مختار احمد انصاری ،عرفان عارف،صدیق انصاری اور سلطان سبحانی کی تخلیقات شائع ہوتی تھیں۔داکٹر صاحب خود اس کیا کتابت کرتے تھے۔

(۱۰) شاھین

اسے شعبان جامعی ، ہارون احمد (مولانا)اور الیاس خورشید نے مل کر دوران تعلیم جاری کیا تھا۔

(۱۱) گلگشت

یہ قلمی رسالہ تھا۔اسے مشہور افسانہ نگار سلطان سبحانی کی دختران صبا نگار اور شگفتہ نسرین دونوں مل کر جے۔اے۔ٹی گرلز ہائی اسکول سے شروع کیا۔سال اشاعت ۱۹۹۰ء ہے۔رسالہ ۳۲ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا جس کی کتابت اور رتیب وتزئین دونوں بہنیں خود کرتی تھیں۔صرف دو شمارے ہی جاری ہو سکے۔دونوں شمارے سلطان سبحانی کے پاس موجود ہیں۔

(۱۲) منزل

یہ رسالہ اینگلو اردو ہائی اسکول کا تھا۔رسالہ قلمی تھا۔الیاس خورشید ایک سال تک اس کے مدیر تھے۔

باب نمبر: Chaptre.۸

تذکرہ صحافی حضرات

(۱) مولانا عبدالمجید وحید

(پیدائش۔۲۵،ذی الحجہ ۱۳۰۳ھ بمطابق ۱۴،ستمبر ۱۸۸۶ئ۔وفات۔۳۰۔ستمبر ۱۹۵۹)

شہر مالیگاؤں کے پہلے مورخ ابوالعمید مولوی عبدالمجید وحید اشرفی نعمانی کے والد کا نام مولانا حافظ قاری محمد نصراللہ عرف بابو حافظ تھا۔والد ضلع اعظم گڑھ اور والدہ ولید پور کی تھیں۔۱۸۵۷ء کے ہنگاموں کے بعد ہی ترک وطن کر کے مالیگاؤں آ گئے۔بابو حافظ نے بھوپال اور راندیر میں تعلیم حاصل کی۔مدرسہ نظامیہ ممبئ میں چار برس تک درس دیتے رہے۔ ان کا انتقال ۱۹۰۲ء میں ہوا۔مولانا عبدالمجید کی پیدائش مالیگاؤں میں ہوئی۔مدرسہ بیت العلام میں تعلیم حاصل کی۔مولانا محمد اسحاق مقصد نے ابتدائی جماعتوں کے بعد اعلی تعلیم سے بہرہ ور کیا۔تعلیم مکمل کرنے کے بعد علم دین کی اشاعت میں مصروف ہو گئے اور درس وتدریس کا سلسلہ اپنے مکان محلہ قلعہ سے شروع کیا۔مالیگاؤں میں ہی انتقال ہوا۔

مولانا وحید کی شخصیت عہد آفرین تھی۔انہوں نے وہ زمانہ پایا جب شہر کی گلی گلی میں شعروادب کی محفلیں منعقد ہو رہی تھیں۔فی البدیہہ مشاعرے ہو رہے تھے۔طرحی مصرعوں پر طبع آزمائیاں ہو رہی تھیں۔

مولانا نے مالیگاؤں میں سب سے پہلے اردو صحافت کی بنیاد رکھی۔''تاجدار'' نام سے قلمی شعری گلدستہ شروع کیا۔پہلا شمارہ جنوری ۱۹۲۴ء میں جاری ہوا۔یہ گلدستہ ماہانہ تھا جس میں شعرا کے کلام شائع ہوتے تھے۔کل پانچ شماروں کے بعد تاجدار بند ہو گیا۔

(ص۔۵۱۵۔مالیگاأں میں اردو نثر نگاری۔ڈاکٹر الیاس صدیقی۔بحوالہ۔ص۔۶۔تاریخ شہر مالیگاؤں۔دوسرا ایڈیشن۔۱۹۰۸ئ۔مولانا عبدالمجید وحید۔)

یہ رسالہ دستیاب نہیں ہے اس لئے اس متعلق مزید تفصیلات کی گنجائش نہیں۔مگر یہ بات مسلم ہے کہ یہ رسالہ مولانا عبدالمجید وحید کی ادارت میں نکلتا تھا۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۔۶۱۔۶۸۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۲) منشی محمد عمر اثر

پیدائش:۱۸۹۰ء وفات:۱۹۲۹ء

محمد عمر اثر کے والدین یوپی کے رہنے والے تھے۔وہیں ان کی پیدائش ۱۸۹۰ء میں ہوئی۔دوسال کی عمر میں والدین کے ساتھ مالیگاؤں آ گئے۔تعلیم وتربیت میونسپل اسکول میں ہوئی۔ساتویں جماعت پاس کرنے کے بعد یہیں کے ایک پرائمری اسکول میں مدرس ہوگئے۔دس سال تک تدریسی خدمات انجام دینے کت بعد آبائی پیشے پارچہ بافی سے وابستہ ہوگئے۔اشعار خوب کہتے تھے۔اورزبان وبیان کی حلاوت ان کی خاص صفعت تھی۔تیز مزاجی کی وجہ سے احباب کا حلقہ محدود تھا۔

منشی اثر کے آثار سے پتہ چلتا ہے کہ وہ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ نثر نگار بھی تھےاور مضمون نگار بھی تھے۔ان کہ دو مضامین رسالہ ادب اور افتخار سخن میں شائع ہوئے ہیں۔

(۳) مولانا یوسف عزیز

پیدائش:۱۸۹۱ء وفات: ۲۸،اکتوبر ۱۹۵۷ء

مولانا یوسف عزیز اپنے زمانے یں تعلیم وتعلم کی دنیا میں سب سے زیادہ ہر دل عزیز تھے۔ان کیوالد ۱۸۵۸ء میں مئوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ (یوپی) سے پہلے بھیونڈی آئے۔اس کے بعد مالیگاؤں منتقل ہو گئے۔ یہیں مولانا یوسف عزیز کی پیدائش ہوئی۔صدر مدرس مدسہ بیت العلوم مولانا محمد اسحاق مقصد سے قرآن وحدیث اورفقہ کی کتابیں پڑھیں۔مولوی سراج الدین مرحوم سے فارسی سیکھی۔اورایسا ملکہ حاصل کیا کہ فارسی میں شعر کہنے لگے۔اراکین مدرسہ بیت العلوم نیآپ کوایک ہونہار طالبعلم سمجھ کرتین روپیہ ماہانہ پر مدرس رکھا تھا۔

۱۹۲۳ء میں مولانا کی سرپرستی میں بزم عزیزی قائم ہوئی۔اسی سال ان کی سرپرستی میں شعری گلدستہ ''بہار'' جاری ہوا۔اس رسالے مین مقامی اور بیرونی شورا کے کلام شائع ہوتے تھے۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر ص ۴۷۔۶۷۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۴) مولانا عبدالحمید نعمانی

پیدائش ۱۸۹۲ء وفات: ۱۹۸۳ء

مولانا نعمانی نہایت فعال اور سیماب سفعت شخصیت کے مالک تھے۔نثر،شاعری،صحافت،صنعت ،سیاست کوئی میدان مولانا کی خدمات سے خالی نہیں،انہوں نے تقریباً نودبرس کی عمر پائی اور آخری سانس تک ''گھر کی رونق کسی نہ کسی ہنگامے'' پر موقوف رہی۔

مولانا نعمانی کا آبائی وطن مبارک پور ضلع اعظم گڑھ ہے۔ان کی دادا مہاجر کی حیثیت سے مالیگاؤں میں

وارد ہوئے تھے۔مولانا کے والد حاجی عظیم اللہ عرف پیارے حاجی اگرچہ پڑھے لکھے نہ تھے مگر بچوں کی تربیت میں کافی سرگرم رہتے تھے۔روزآنہ کچھ بچوں کو لے کر دین کی موٹی موٹی باتیں بتایا کرتے تھے۔مولانا نعمانی کی بسم اللہ بھی یہیں سے ہوئی۔انہوں نے ناظرہ قرآن اپنے والد کی نگرانی میں ختم کیا اور اپنے بڑے بھائی عبدالمجید سے فارسی اردو دینیات کی تعلیم حاصل کی۔کچھ دنوں بعد مدرسہ بیت لعلوم میں داخل ہو گئے۔۱۹۲۷ء میں جن گیارہ علما کو علامۂ وقت مولانا شبیر احمد عثمانی کے دست مبارک سے سند فراغت عطا ہوئی ان میں مولانا نعمانی بھی شامل تھے۔

قیام ممبئی کے دوران مولانا شوکت علی کے مشہر اخبار''خلافت میں عربی خبروں کے مترجم اروکالم نویس کی حیثیت سے خدمت کا موقع ملا۔مولانا کو ہندوستان کت سرکاری عربی ترجمان''الثقافتہ الھند''کیا درۂ تحیر میں رہ کر کام کرنے کا موقع ملا۔وہاں سے انہوں نے مولانا آزاد کے ترجمان القرآن کا مقدمہ عربی میں لکھ کر زبان وقلم کے ماہر عربی ادیبوں کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔آل انڈیا ریڈیو دہلی کی عربی سروس سیحیثیت مترجم اور نیوز ریڈرمنسلک ہرکر اپنالوہامنوا چکے تھے۔''خلافت'' سے وابستگی کے بعد انہوں نے بے شمار مضامینا ورافسانوں کے ترجمے کئے،اداریے لکھے،عصری مسائل پر مضامین قلمبند کئے۔مولانا جمیل بیہم کی کتاب''المراۃ فی التاریخ والشرائع''اور فلسفتہ الخلافتہ العثمانیہ''کع اردو جامہ عطا کیا۔اس کے بعد بعض مصلحتوں کی بنا پر''خلافت'' سے علاحدگی اختیار کر کے معین الدین حارث کے ساتھ''اجمل''نکالنے لگے۔

اجمل کا شاید ہی کوئی شمارہ ہوگا جو مولانا کے رشحات قلم سے خالی ہوگا۔انہوں نے بے شمار طبع زاد مضامین لکھے۔نسائیات پر ایک منفرد کتاب کا ترجمہ کیا،مصر کے مشہور ادیب لطفی منفلوطی کے اصلاحی افسانوں کے تراجم کئے۔عربی کے میعاری رسالوں سے استفادہ کر کے اردو قارعین کو عرب دنیا کی سرگرمیوں سے واقف کرایا۔ مولانا کے چھوٹے چھوٹے مضامین کا کوئی شمار نہیں۔

۱۹۳۵ء میں مالیگاؤں میں اردو صحافت کی باقائدہ بنیاد ڈالی۔''بیداری'' نام سے ایک ہفت روزہ اخبار جاری کیا۔جو ممبئی میں چھپتا تھا اور مالیگاؤں سے شائع ہوتا تھا۔اس اخبار کے ذریعے مولانا نے مالیگاؤں میں صحافت کا سنگ بنیاد رکھا۔اس کی توسیع کے لئے مولانا ممبئی چھوڑ کر مالیگاؤں تشریف لائے۔یہ کچھ دنوں تک روزنامہ بھی رہا۔چھپائی کی مشکلات سے چھٹکارہ پانے کے لئے اپنا ذاتی بیداری پریس قائم کیا۔

۱۹۲۲ء میں دائرۂ ادبیہ کا قیام کیا۔اس کے ناظم مولانا نعمانی اور نائب ناظم یوسف عزیز تھے۔اسی

ادارے کے تحت ''ادب'' نام سے قلمی رسالہ جاری کیا گیا۔ جسے مولانا عثمان اوران کے رفقا نے اس سے قبل دیوبند میں جاری کیا تھا۔(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۔۷۷۔۸۱۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۵)مولانا محمد عثمان

پیدائش:۱۹۰۵ء وفات: یکم فروری ۱۹۸۴ء

مولانا محمد عثمان ابن عبداللہ کی ولادت مالیگاؤں میں ہوئی۔ ان کے آباواجداد کا تعلق موضع سعادت گنج ضلع بارہ بنکی (یوپی) سے تھا۔ ابتدائی تعلیم کے لئے پرائمری اسکول میں داخل کئے گئے،لیکن ان کے دینی شوق کو دیکھتے ہوئے والد نے انہیں مدرسہ بیت العلوم میں داخل کر دیا۔ غربت اور تنگدتی کے سبب مولانا ایک ہی وقت مدرسہ جاتے تھے۔ اور دوپہر بعد ہینڈلوم پر ساڑیاں بن کر اہل خانہ کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ انہوں نے حفظ بھی کیا۔ مولانا کی علمی استعداد اور ذہانت وشوق کو دیکھتے ہوئے انہیں طالب علمی کے زمانے میں ہی دوسرے طلبہ کو تعلیم دینے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ۱۹۲۷ء میں مولانا کو سند فراغت علامہ شبیر احمد عثمانی کے ہاتھوں عطا ہوئی۔

قلمی رسالہ ''ادب'' جسے عثمان مولانا عثمان نے دیوبند میں جاری کیا تھا، مالیگاؤں میں سے اس کا اجرا کرنے میں پیش پیش رہے۔ یہ رسالہ تیار ہونے کے بعد عوامی مطالعہ کیلئے مختلف کتب خانوں میں رکھ دیا جاتا تھا۔ مولانا عبدالحق رازی کی روایت کے مطابق اس کے بعض شمارے یوپی بھی گئے۔

اس رسالے میں مولانا عثمان کے بہت سے مضامین شائع ہوئے جن میں خصوصیت سے ''عربی مدارس اوران کا نظام تعلیم'' آٹھ قسطوں میں دستیاب ہے۔ ایک شمارے میں انہوں نے ضلع نظام آباد کے دورے کا حال بڑے دلچسپ انداز میں قلم بند کیا ہے۔ ترجمان انصار (بنارس) اور المومن (کلکتہ) میں بھی مولانا کے مضامین شائع ہوئے۔(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۔۱۰۰۔۱۰۳۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۶) مولانا عبدالحق رازی

پیدائش:۱۹۰۶ء وفات:۱۹۹۸ء

مولانا عبدالحق رازی کا اصل نام نبی بخش تھا۔ تجارت کرتے تھے۔ مولانا مالیگاؤں میں پیدا ہوئے اور تعلیم حاصل کرنے کے لئے مدرسہ بیت العلوم میں داخل ہوئے۔ کچھ دنوں مولانا محمد اسحاق مقسد سے درس لیا لیکن فراغت حاصل کئے بغیر دیوبند روانہ ہوگئے۔ جہاں سے ۱۹۳۴ء میں سند فراغت حاصل کی ان کے ساتھ ہی مولانا مرتضیٰ حسن بھی سند فراغت لے کر لوٹے۔ دونوں حضرات کی مالیگاؤں واپسی پر زبردست استقبال کیا

گیا۔اورایک ہی دن میں دومقامات پر مبارک بادی کے جلسوں کا اہتمام کیا گیا۔

جب مولانا مالیگاؤں تشریف لائے تو قلمی رسالہ ادب کا اجرا ہو چکا تھا۔مولانا عبدالحمید نعمانی کے اصرار پر انہیں ادارت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ادب کت تقریباً ہر شمارے میں مولانا کے مضامین شائع ہوئے۔ ۱۹۳۳ء سے ۱۹۳۵ء کے درمیان مولانا کے گیارہ علمی مضامین اور ایک افسانہ شائع ہوا ہے۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۔۱۰۴۔۱۰۶۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۷)ادیب مالیگانوی

پیدائش:۱۹۰۹ء وفات:۱۳مئی ۱۹۸۷ء

ادیب صاحب کا نام محمد بشیر اور والد کا نام امین الدین ہے۔آبائی وطن الہ آباد تھا۔ان کی پیدائش مالیگاؤں میں ہوئی۔فائنل (ساتویں) پاس کرنے کے بعد سیکنڈ ایر ٹیچرس ٹرینگ کا کورس ۱۹۴۰ء مین احمد آباد سے پاس کیا۔وہ ۱۹۲۷ءاے ۱۹۶۰ء تک درس وتدریس کے مقدس پیشے سے وابستہ رہے۔اسی دوران دس سال تک صدر مدرس بھی رہے۔

ادیب صاحب نے قصر الادب کے زیر اہتمام ادبی رسالہ ''خورشید'' جاری کیا۔پہلا شمارہ دسمبر ۱۹۴۷ء میں جاری ہوا۔ادارۂ تحریر میں ادیب صاحب اور شورش مالیگانوی کا شامل تھا۔چونکہ متعلقہ حکام کی اجازت کے بغیر رسالہ نکال تھا اس لئے دو تین شماروں کے بعد بند ہو گیا۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۔۱۱۵۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۸) حمید اختر

پیدائش: ۱۹۱۴ء وفات:۲۸ جون ۱۹۷۹ء

نام عبدالحمید اور تخلص اختر ہے۔ان کے والد ابراہیم انا سیٹھ یارن مرچنٹ تھے۔حمید اختر شہر کے مشہور مولوی اور شاعر مولوی عبدالسلام صمصام کے نواسے تھے۔آبائی وطن مئو ناتھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ تھا۔عفوان شباب میں ہی والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا۔فکر معاش میں گرفتار ہو گئے اور ممبئی پہنچ گئے۔

۱۹۳۳ء محمد عابد انصاری، اسحق ناصر، ایب مالیگانوی اور حمید اختر چاروں مل کر قلمی رسالہ ماہنامہ نکالتے تھے۔جس میں شاعروں کی غزلوں کے سایھ ساتھ نو آموز اور نومشق ادیبوں کے افسانے اور مضامیہن بھی ہوتے تھے۔حمید اختر اور عابد انصاری کو ان دونوں کو باہر کے ادیبوں اور مدیران سے خط وکتابت کا شوق

تھا۔اسی خط کتابت کی وجہ سے آغا حشر کاشمیری کے شاگرد رشید خواجہ حمید اللہ صابر بنارسی نے حمید اختر کو ممبئی بلا لیا اور ماہنامہ ''تمثیل'' کا جوائنٹ ایڈیٹر بنا دیا۔خوا جہ صاحب فلموں میں ایکٹنگ کرتے اور مکالمے لکھتے تھے۔اپنی مصروفیات کی وجہ سے تمثیل کے لئے وقت نہ دے پاتے تھے۔اس لئے ساری ذمہ داری حمید اختر کو سنبھالنا پڑتی تھی۔ایک عرصے تک وہ خلافت،انقلاب،عکاس اور شیاما جیسے اخبارات و رسائل میں کالم نگار مدیر اور نائب مدیر کی حیثیت سے کام کرتے رہے،لیکن خاندان کی کفالت کی کوئی صورت نہ نکل سکی۔ممبئی میں اٹھارہ برس غذرنے کے بعد ۱۹۵۵ء میں مالیگاؤں واپس لوٹے۔

ہفت روزہ ''عوامی آواز'' میں مرزا عکاس کائناتی کے نام سے طنزیہ و مزاحیہ خاکے،تبصرے اور نظمیں لکھنے لگے۔بعد میں اپنا خود کا ہفت روزہ اخبار ''شہریار'' جاری کیا جو آگے چل کر کانگریس پارٹی کا آرگن بن گیا۔شہریار آج تک جاری ہے۔ان کے فرزند مسعود اختر آج شہریار جاری رکھے ہوئے ہیں۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۔۱۴۲۔۱۴۳۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۹) حفیظ مالیگانوی

پیدائش:۱۹۲۰ء　　وفات:۱۱،اگست ۱۹۸۲ء

نام محمد حنیف ابن عبدالکریم اور تخلص حفیظ ہے۔مدرسہ بیت العلوم سے عربی،فارسی کی تعلیم حاصل کی لیکن معاشی مجبوریوں کی سبب تعلیم مکمل نہ کر سکے۔صنعت پارچہ بافی سے وابستہ ہوئے۔مندی کی بنا ہر لوم کرائے پر اٹھا دیے۔حفیظ صاحب نے تعلیم کی کمی کو مطالعے سے پورا کیا۔انہوں نے بیت العلوم کے علمی ماحول کا گہرا اثر قبول کیا۔طالب علمی کے زمانے سے ہی شعر کہنے لگے تھے۔ابتدا میں حضرت مسلم مالیگانوی سے اصلاح سخن لی۔بعد میں علامہ محوی صدیقی کے دامن فیض سے وابستہ ہوئے۔

حفیظ صاحب صحافت سے وابستہ ہو گئے۔ہفت روزہ شورش اور انوار مطلع ان کے رشحات قلم سے زینت پاتے تھے۔کچھ دنوں تک ہفت روزہ زبان خلق (یہ کچھ عرصہ روزنامہ بھی رہا) کے ایڈیٹر بھی رہے۔نومبر ۱۹۷۰ء میں اپنا ذاتی اخبار انصار ویکلی جاری کیا۔اور کئی وقیع نمبر اور گراں قدر نمبر نکالے لیکن یہ دو برس تک جاری رہ کر مالی پریشانیوں کے سبب بند ہو گیا۔

(مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۔۱۶۳۔۱۶۶۔ڈاکٹر الیاس صدیقی)

(۱۰) عائشہ حکیم

پیدائش: ۱۳ جنوری وفات: ۲۲ جون ۱۹۸۵ء

عائشہ حکیم کو کئی اعتبار سے اولیت کا شرف حاصل ہے۔ وہ شہر کی پہلی خاتون گریجویٹ تھیں۔ پہلی خاتون ایم۔ ایل۔ اے ہوئیں۔ پہلی خاتون نثر نگار تھیں۔ اور شہر کی پہلی خاتون تھیں جنہوں نے حصول تعلیم کیلئے شہر سے باہر قدم نکالا۔

عائشہ حکیم نے اینگلو اردو ہائی اسکول، مالیگاؤں سے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد اسماعیل یوسف کالج ممبئی میں داخلہ لیا۔ جہاں سے ۱۹۴۹ء میں اردو فارسی سے بی۔ اے کیا اور اول درجہ حاصل کیا۔ وہیں سے ۱۹۵۱ء میں ایم۔ اے کیا۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ مالیگاؤں واپس آ گئیں اور ۱۹۵۲ء میں اپنی مادر علمی اینگلو اردو ہائی اسکول میں درس و تدریس سے وابستہ ہوئیں اور اس اسکول کی پہلی معلمہ ہونے کا اعزاز پایا۔ پانچ سال سروس کرنے کے بعد ۵۸۔۱۹۵۷ء میں بی۔ ایڈ کی ٹریننگ حاصل کی اور ۹ جون ۱۹۵۸ء کو مالیگاؤں ہائی اسکول میں ہیڈ مسٹریس مقرر ہوئیں۔ اس وقت اسکول نہایت بے سروسامانی کی حالت میں تھا۔ ہارون بی۔ اے اور محمد حسین انور نے اگرچہ اس سے قبل ایک ایک سال تک صدر مدرس کے فرائض انجام دیئے لیکن اسکو کو تیز رفتار ترقی کی طرف گامزن نہ کر سکے۔ عائشہ حکیم کی کوششوں نے اسکول کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا۔

۱۹۷۲ء میں تقدیر انہیں میدان سیاست میں کھینچ لائی۔ مہاراشٹر اسمبلی کے الیکشن میں انہیں شہر کے سب سے طاقت ور سیاست داں نہال احمد مولوی محمد عثمان کے مقابلے میں شاندار فتح نصیب ہوئی۔

ممبئی میں تعلیم کے دوران انہوں نے ادبی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔ کالج کے ادبی رسالے پام میں ان کے کئی مضامین اور افسانے شائع ہوئے۔ مختصر عرصہ انہوں نے میدان صحافت میں بھی گذارا۔ کالج کی تعلیم کے دوران ہی ''سنگیت'' نام کا ماہنامہ جاری کیا جو فلموں پر تنقید کیا کرتا تھا۔ مسعود احمد صدیقی اس کے مدیر ہو کرتے تھے۔ ان کے ملک سے باہر چلے جانے کے بعد پوری ذمہ داری عائشہ حکیم پر آ پڑی۔ انہوں نے دو تین شمارے اور نکالے اور مالی دشواریوں کی بناء پر رسالہ بند کر دیا۔

دیکھا جائے تو عائشہ حکیم کا شمار مالیگاؤں کی پہلی خاتون صحافی کے طور پر کیا جا سکتا ہے اگرچہ سیاسی اور تعلیم مصروفیات کے سبب انہیں مالیگاؤں کی صحافت میں کام کرنے کا موقع نہ مل سکا۔

(۱۱) سعید عقاب

پیدائش:۲۱اپریل ۱۹۲۷ء وفات:۵،جنوری۱۹۹۹ء

پورا نام سعید عقاب احمد محمد صدیق ہے۔ پہلے سعید احمد انصاری قلمی نام استعمال کیا۔ پھر سعید عقاب لکھنے لگے۔ پیدائش دھولیہ میں ہوئی۔ وہیں گروڑ ہائی اسکول سے ۱۹۴۷ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۱ء میں ندوۃ العلماء لکھنو میں ایک سال تک اسلامی فلسفہ پڑھا۔ انہیں کی روایت ہے کہ سید سلیمان ندوی ان کے استاد رہ چکے ہیں۔ سٹی ہائی اسکول دھولیہ سے ہندی (پروین) کا امتحان بھی پاس کیا۔ بعدازاں پاورلوم پر بحیثیت مزدور کام کرنے لگے لیکن شعروشاعری کے شوق کی وجہ سے ملازمت میں استقلال نہ ہوا۔

سعید عقاب نے شاعری اور نثر نگاری کے ساتھ ساتھ میدان صحافت میں بھی قدم رکھا۔ شہر کئی اخبارات میں لکھتے تھے۔ اخبارات میں خبریں اور مضامین لکھتے تھے۔ اکثر اخبارات میں نام نہیں شائع ہوتا تھا۔

(۱۲) شبیر احمد حکیم

پیدائش: ۲۷ فروری

پورا نام شبیر احمد ابن عبدالرحیم حکیم ہے۔ ان کے والد خان صاحب عبدالرحیم مرحوم کو شہر کے ایم۔ایل۔اے ہونے کا شرف حاصل ہے۔ وہ اپنی دینی، فلاحی، صنعتی۔ اور تعلیمی ترقی کے کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ شبیر حکیم کی پیدائش مالیگاؤں کی ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول اور اینگلو اردو ہائی اسکول سے حاصل کی۔ ۱۹۴۵ء میں دھولیہ سینٹر سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد اسماعیل یوسف کالج ممبئی سے انٹر سائنس کیا۔ ان کی خواہش ڈاکٹری پڑھنے کی تھی لیکن چند مارکس کی کمی کے سبب داخلے سے محروم رہے۔ قانون پڑھنے کے لئے گورنمنٹ لاء کالج چرچ گیٹ ممبئی میں داخلہ لیا مگر تعلیم مکمل نہ کر سکے۔ گھر میں پاورلوم کا بڑا کاروبار تھا اس وقت ان کے کارخانے میں سلک ساڑیاں بنی جاتی تھیں۔ ممبئی سے واپس آکر اسی کارابار سے منسلک ہوگئے۔ ایک طویل عرصے تک اس وابستہ رہے۔ بعد میں آئس فیکٹری چلا رہے ہیں۔ موصوف شہر کی سب سے قدیم اردو لائبریری کے جنرل سکریٹری ہیں۔

موصوف ایک اچھے نثر نگار تھے۔ کہانیاں لکھیں۔ ترجمے کئے۔ مالیگاؤں کی تاریخ رقم کی۔ صنعت پارچہ بافی پر ایک کتاب لکھی۔ فروری ۱۹۹۳ء میں ایک ماہنامہ بنام ''نامہ بر ڈائجسٹ'' شروع کیا۔ لیکن یہ رسالہ کل بارہ شمارے سے آگے نہ بڑھ سکا۔ جنوری، فروری ۱۹۹۴ء میں آخری شمارہ شائع ہوا۔

(۱۳) شعبان جامعی

پیدائش: ۴،فروری

پورا نام محمد شعبان ابن عبدالغنی ہے۔ پیدائش مالیگاؤں میں ہوئی۔ ۱۹۴۹ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔اس کے بعد جامعہ ملیہ دہلی سے ڈپلومہ ان بیسک ایجوکیشن حاصل کیا۔اسی نسبت سے اپنے نام کے ساتھ جا معی لکھتے ہیں۔جولائی ۱۹۵۲ء سے میونسپل پرائمری اسکول میں ملازمت اختیار کی۔۱۹۸۷ء میں سبکدوش ہوئے۔

مالیگاؤں سے ہفت روزہ ''ہم سب'' کا اجرا ہوا تو اس کی تحریروں کا بڑا حصہ موصوف کے ہی زورقلم کا نتیجہ ہوتا تھا۔ ۱۹۶۳ء میں مالیگاؤں کے بھیانک فساد کی جو رپورٹ انہوں نے ''ہم سب'' میں لکھی تھی۔وہ ادبی نثر کا اعلیٰ نمونہ ہے۔مختلف اخبارات نے اسی رپورٹ کو نقل کیا حتیٰ کہ ندائے ملت (لکھنو) میں بھی من وعن شائع ہوئی۔ہم سب کے بند ہونے کے بعد خاموش رہے۔بعد میں گلشن میں چند تعلیمی مضامین لکھے۔

(۱۴) **الیاس خورشید**

پیدائش: ۲ نومبر ۱۹۲۹ء

الیاس خورشید کا تعلق اطفال فیمیل سے ہے۔جس کے دو دیگر فنکاروں میں ان کے برادران ایم یوسف انصاری اور آصف بختیار سعید ہیں۔ان کا پورا نام محمد الیاس ابن محمد یعقوب ہے۔ پیدائش مالیگاؤں میں ہوئی۔ ۱۹۴۹ء میں اینگلو اردو ہائی اسکول مالیگاؤں سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔اسی سال میونسپل اسکول میں برسر ملازمت ہو گئے۔بعد ازاں پونہ ٹرینگ کالج سے ۱۹۵۵ء میں معلمی کی پہلی سند اور ۱۹۶۰ء میں دوسری سند حاصل کی۔جون ۱۹۶۹ء کو صدر مدرس بنائے گئے۔اور یکم دسمبر ۱۹۸۷ء کو ۳۸ سال کی بےداغ سروس کے بعد خدمات سے سبکدوش ہوئے۔

طالب علمی کو زمانے سے ہی لکھنے کا شوق تھا۔اینگلو اردو ہائی اسکول میں ''منزل'' نام کا قلمی رسالہ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں جاری کیا۔موصوف اس کے ایک سال تک مدیر رہے۔اس کے بعد شعبان جامعی اور ہارون احمد مولانا کے ساتھ مل کر قلمی رسال؛ہ ترتیب دینے لگے۔اس کی کتابت یہ لوگ خود کرتے تھے۔یوسف رحمانی سر ورق کی مصوری کرتے تھے۔رسالہ تیار ہونے کے بعد مختلف لائبریریوں میں بغرض مطالہ رکھ دیا جاتا تھا۔یہ سلسلہ برسوں جاری رہا۔آج اس کا کوئی شمارہ دستیاب نہیں ہے۔

(۱۵) **عبدالمجید سرور**

پیدائش:۱۶،ستمبر ۱۹۳۰ء

پورا نام عبدالمجید ابن عبدالحی اور تخلص سرور ہے۔ مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔ابھی چار مہینے کے تھے کہ والد کا سایہ سر اٹھ گیا۔والدہ تنہا ذمہ دار تھیں۔لیکن کچھ دنوں کے بعد وہ بھی اللہ کو پیاری ہوگئیں۔سرور صاحب کے ماموں حاجی محمد صدیق رف صدیق نانا نے سہارا دیا۔مدرسہ بیت العلوم سے ناظرہ قرآن پڑھا۔اینگلو اردو ہائی اسکول میں داخلہ لیا۔لیکن تعلیم مکمل نہ کرسکے۔دو برس ندوۃ العلمائ (لکھنو) میں درس لیا۔اس کے بعد کچھ دنوں تک مدستہ الاصلاح سرائے میر اعظم گڑھ (یوپی) میں رعلیم حاصل کرنے کی کوشش کی مگر وہ بھی ادھوری رہی۔ مالیگاؤں واپس آکر صحافت اور سیاست کو مشغلہ بنایا۔سیاست میں ناکامی مقدر بنی۔جماعت اسلامی سے متاثر ہوئے مگر قدم بہ قدم چل نہ سکے۔پارچہ بافی سے وابستگی ہوئی لیکن کامیابی نصیب نہ ہوئی۔

صحافت کے میدان میں ان کی شخصیت سب سے زیادہ متنازعہ رہی۔شہر کے سیاست دانوں کی سیاسی لڑائیاں سرور صاحب کے قلم سے لڑی جاتی تھیں۔جس کے ساتھ ہوتے اس کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملادیتے۔پھر جب اس سے مخالفت کی نوبت آجاتی تھی تو زمین کے سات طبق کھود ڈالتے۔اس طرز عمل سے ان کے ذاتی وقار کو توٹھیس پہنچی ہی تھی،قلم کے ناموس پر بھی حرف آتا چلا گیا۔

مجاہد آزادی محمد عمر جوش کے ہفت روزہ آزاد مالیگاؤں سے صحافتی سفر کا آغاز کیا۔اس میں وہ مسلسل چھ ماہ تک سوشلزم کے خلاف قلم چلاتے رہے۔۱۹۵۸ء میں اپنا ذاتی اخبار تیور جاری کیا۔لیکن بے شمار مقدمات کے سبب بند کرنا پڑا۔۱۹۶۸ء میں اپنا دوسرا ذاتی اخبار سرور ٹائمز جاری کیا۔جو وقفے وقفے سے جاری رہنے کے بعد بند ہوگیا۔

ان کا قلم بہت سے مقامی اخبارات کے لئے بیساکھی کا کام دیتا تھا۔ان میں اکبر ٹائمز،سٹی زن ٹائمز، نشان افق،معظم مجاہد،شاہین،میعار زندگی،(تمام ہفت روزہ) اور روزنامہ آواز مالیگاؤں شامل ہیں۔آواز مالیگاؤں کے وہ چیف ایڈیٹر رہے۔جماعت اسلامی سے متاثر اخبارات نوائے مشرق اور السبیل میں بھی موصوف کا بڑا حصہ رہا۔۷۷۔۱۹۷۶ء میں اورنگ آباد ٹائمز کے سب ایڈیٹر رہے۔نقش پا کے نام سے انہوں نے مقامی صحافت کی تاریخ لکھی ہے۔

(۱۶)**ہارون بی۔اے**

پیدائش:۱۶،نومبر ۱۹۳۱ء

مالیگاؤں میں اردو صحافت میں بے باک ایک اہم اخبار کا نام ہے۔ ہارون بی۔اے اس کے عرصہ دراز تک ایڈیٹر رہے۔ بے باک کا ایک صفحہ ادب نما اہمیت کا حامل ہے۔ شہر کے بہت سے قلمکاروں نے جب قلم پکڑنا سیکھا تو بیباک نے انہیں ادب نما میں جگہ دے کر حوصلہ افزائی کی۔اس سے ان فنکاروں میں خود اعتمادی پیدا ہوئی اور لکھنے کے شوق میں اضافہ ہوا۔ بعد میں ان فنکاروں کی تخلیقات ملک کے مقتدر اخبارات ورسائل میں بھی اشاعت پزیر ہوئیں۔ نیز بیرونی فنکاروں کے لئے بھی بیباک نے اپنے دروازے کھلے رکھے۔

ہارون بی۔اے کا پورا نام محمد ہارون ابن محمد صابر ہے۔ پیدائش مالیگاؤں کی ہے۔ان کے والد سابق ایم۔ایل۔اے مرحوم صابر عبدالستار ایک ثروت مند اور نامور آدمی تھے۔ ہارون صاحب نے اینگلو اردو ہائیاسکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور ممبئی چلے گئے۔ وہاں انہوں نے ۱۹۵۴ء سینٹ زیویرس کالج سے بی۔اے کیا۔ ۱۹۵۷ء گورنمنٹ بی۔ایڈ کالج سے بی۔ایڈ کیا۔ ان کا ارداہ قانون کی تعلیم حاصل کر کے وکالت کرنے کا تھا۔ مگر قدرت نے ان کے لئے اور ہی فیصلہ کر رکھا تھا۔ ممبئی سے لوٹنے کے بعد مالیگاؤں ہائی اسکولمیں بحیثیت صدر مدرس تقرری ہوئی۔ وہ اس اسکول کے پہلے ہیڈ ماسٹر تھے۔ دو سال بعد جب عائشہ حکیم کی تقرری ہوئی تو ہارون صاحب جے۔اے۔ٹی گرلز ہائی اسکول میں آ گئے۔ یہاں انہوں نے چار سال تک صدر مدرس کے فرایض انجام دیے۔ پھر سروس ترک کر کے آبائی پیشے پارچہ بافی سے وابسطہ ہو گئے۔

۵۶۔۱۹۵۷ء میں ہم سب کا اجرا ہوا۔اس کے مالک ہارون احمد (عرف مولانا) اور چیف ایڈیٹر ہارون بی۔اے تھے۔ ۱۹۶۹ء میں بیباک جاری کیا جو اب تک کامیابی سے جاری ہے۔ ہم سب اور بیباک کے صفحات ہارون بی۔اے کی تحریریں بھری پڑی ہیں۔ ادب نما میں اکثر ان کی تحریریں ادبی ہنگامے اٹھاتی ہیں۔ لیکن ان کی وجہ سے گھر کی رونق بھی رہتی ہے۔

(۱۷) ایم۔یوسف انصاری

پیدائش: ۲۹، مارچ ۱۹۳۲ء

ہندوستان میں جب بھی بچوں کے ادیبوں کی تاریخ لکھی جائے گی۔ ایم یوسف انصاری کا نام اس میں شامل رہے گا۔ ایم یوسف انصاری نے اطفال نام کا قلمی رسالہ جاری کیا تھا۔اس سے کے بعد اطفال لائبریری اور اطفال بک ڈپو کے قیام (۱۹۵۷ئ) نے اس خاندان کو ''اطفال فیمیلی'' کے نام سے شہرت دی۔

ایم یوسف انصاری مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام محمد یعقوب ہے۔ ابتدائی تعلیم مکمل

کرنے کے بعد پرائمری اسکول میں مدرس ہوئے۔دوران ملازمت اردو فارسی سے ایم۔اے کیا۔صدر مدرس کے عہدے پر رہتے ہوئے ۱۹۹۰ء میں سبکدوش ہوئے۔

(۱۸) **احمد نسیم مینا نگری**

پیدائش: ۲،فروری ۱۹۳۲ء وفات: ۲۵،فروری ۱۹۹۱ء

احمد نسیم مینا نگری کی ساری زندگی عملی جدوجہد کا ایک مثالی نمونہ تھی۔کبھی کامیابی کبھی ناکامی۔مگر وہ ہمیشہ اس مصرے پر عمل کرتے رہے چلے چلئے کہ چلنا ہی دلیل کامرانی ہے۔۔۔

ان کا پورا نام نسیم احمد خان ابن مردان خان ہے۔مشرقی خاندیش کے مقام مینا نگر (دھرن گاؤں) میں پیدا ہوئے۔کم عمری میں مالیگاؤں آئے۔میٹرک تک تعلیم پائی۔اور جامعہ اردو سے ادیب کامل کا امتحان پاس کیا۔ذاتی محنت سے انگریزی، ہندی اور مراٹھی سیکھ لی۔شعور سنبھالنے کے بعد ممبئی میں سوت اور کپڑے کے کمیشن ایجنٹ کے طور پر کام کرنے لگے۔کچھ دنوں بعد مالیگاؤں لوٹ آئے۔یہاں آنے کے بعد صحافت اور سیاست سے منسلک ہو گئے۔ایک زمانے میں مسلم لیگ کے قریب تھے۔لیکن بعد میں کانگریس میں شمولیت اختیار کر لی اور آخر عمر تک ساتھ نبھاتے رہے۔سیاست میں ناکام ثابت ہوئے۔حقیقت یہ ہے کہ سیاست ان کا میدان نہیں تھا۔وہ ایک مخلص صاف گو، نرم طبع، آدمی تھے۔مکاری اور عیاری کا شائبہ بھی موجود نہ تھا۔

احمد نسیم کی صحافتی سرگرمیوں کا آغاز مرحوم امین عشرت کے اخبار تہذیب سے ہوا۔اس کے بعد اپنا ذاتی اخبار نوائے مشرق جاری کیا۔لیکن کاروباری مُدروفیات کے سبب لطیف عزیز کے نام ملکیت تبدیل کر دی۔ممبئی پہنچنے کے بعد ہفت روزہ ''طلوع'' جاری کیا۔جس کے چیف ایڈیٹر اصغر علی عابدی تھے۔مالیگاؤں سے ''پسینہ'' جاری کیا۔اور آخر میں آٹھویں دہائی میں پندرہ روزہ ''ثبات'' جاری کیا۔

(۱۹) **یوسف فیض**

پیدائش: ۲۳،مارچ ۱۹۳۳ء

پورا نام محمد یوسف ابن محمد عمر ہے۔مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔پرائمری تعلیم مکمل کرنے کے بعد اینگلو اردو ہائی اسکول سے ۱۹۵۳ء میں، میٹرک کا امتحان پاس کیا۔اس کے بعد اسماعیل یوسف کالج ممبئی میں ایف وائے سائنس میں داخلہ لیا لیکن تعلیم نامکمل چھوڑ کر واپس آ گئے۔اور اپنے آبائی پیشے پارچہ بافی سے وابستہ ہو گئے۔جماعت اسلامی کے ہفت روزہ اخبار نوائے مشرق میں وہ '' تیڑھی لکیر'' نام کا ایک مستقل کالم لکھتے

تھے۔س طرح یوسف بے کارواں کے نام سے طنزیہ اورمزاحیہ کالم لکھتے تھے۔ان کے موضوعات عموماً سیاسی اور معاشرتی ہوتے تھے۔لیکن چوٹ زیادہ تر اشتراکیت پر ہوتی تھی۔ان تحریروں میں مزاح کم اور طنز کی کارفرمائیاں زیادہ ہوتی تھیں۔کبھی کبھی طنز اتنا شدید ہوجاتا تھا کہ سیدھے نشتر زنی معلوم ہونے لگتا تھا۔

(۲۰) سرفراز افسر

پیدائش:۱۹۳۴ء وفات:۹،فروری ۱۹۹۲ء

پورا نام سرفراز احمد ابن محمد اسماعیل ہے۔مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم کے بعد اینگلو اردو ہائی اسکول میں داخلہ لیا لیکن غربت وافلاس کے سبب تعلیم مکمل نہ کرسکے۔پاورلوم پر مزدوری کرنے لگے، پھر میکانک ہوئے۔پرانے سامانوں کی تجارت کرتے کی،سائیکل کی دکان چلائی،مزدور یونین قائم کی،اخبار جاری کیا۔سردار پریس جاری کیا اور آخر میں جب انتقال ہوا تو بطور آر۔ٹی۔او ایجنٹ کام کررہے تھے۔

سرفراز افسر نے ۱۹۷۶ء مین اپنا ذاتی اخبار''مزدور نمائندہ'' جاری کیا جو بعد میں مالی پریشانیوں کے سبب بند ہوگیا۔اس کے بعد ایک دوسرا اخبار حیات نو جاری کیا یہ اخبار بھی مالی خسارہ برداشت نہ کرسکا۔اسے کچھ دنوں کے لئے کچھ نوجوانوں نے ہاتھ میں لیا مگر سنبھال نہ سکے اور بند ہوگیا۔اسی طرح ایک اخبار عوامی نمائندہ بھی جاری کیا اس اخبار کا بھی منطقی انجام وہی ہوا۔ہم زباں کے نام سے ایک رسالہ سلطان سبحانی نے جاری کیا تھا جو بارہ شماروں کے بعد بند ہوگیا اسے بھی پہلے سرفراز افسر نے اخبار کی صورت میں جاری کیا تھا۔بعد میں سلطان سبحانی کو دے دیا۔غرض سرفراز افسر نے کئی اخبارات نکالے مگر کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔

(۲۱) لطیف عزیز

پیدائش: یکم جون ۱۹۳۶ء

پورا نام عبدالطیف عبدالعزیز ہے۔پیدائش مالیگاؤں کی ہے۔ان کے والد ماسٹر عبدالعزیز ایاز لطفی شاعر بھی تھے۔پرانے سوشلسٹ تھے۔لطیف عزیز نے ۱۹۴۵ء میں اینگلو اردو ہائی اسکول سے میٹرک کا امتحان دیا مگر ناامیدی ہاتھ آئی۔اس وقت پہلی بار مالیگاؤں اس امتحان کا مرکز بنا تھا۔اس ناکامی کے بعد تعلیم ترک کردی اور گھر کے پاورلوم کے کاروبار میں جٹ گئے۔

لطیف عزیز نے ۱۹۶۰ء میں احمد نسیم مینا نگری سے نوائے مشرق لے کر دوبارہ جاری کیا۔نوائے مشرق فکر اسلامی کا ترجمان تھا۔یہ اخبار ہفت روزہ تھا۔دوسال جاری رہنے کے بعد بند ہوگیا۔۱۹۷۰ء میں اپنا ذاتی

اخبار السبیل جاری کیا۔ یہ بھی ہفت روزہ تھا۔ یہ اخبار ۱۹۷۹ء تک جاری رہا اور بند ہوگیا۔ اس اخبار میں اداریہ اور مضامین خود لطیف عزیز ہی لکھتے تھے۔

(۲۲) لطیف جعفری

پیدائش: ۳۱،۱، ۷ ۱۹۳ء

پورا نام عبداللطیف ابن عبدالعزیز ہے۔ محلہ چونا بھٹی کی پیدائش ہے۔ ان کے آباواجداد کا تعلق لکھنؤ سے تھا۔ جعفری صاحب نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۶۱ء سے یکم مئی ۱۹۹۴ء تک مقامی بلدیہ میں ملازم رہے اور سنیئر کلرک کی حیثیت سے سبکدوش ہوئے۔

ان کی صحافتی سرگرمیوں کا آغاز امین عشرت کے اخبار ''تہذیب'' سے ہوا۔ جعفری صاحب اس میں اداریہ اور خبریں تحریر کرتے تھے ساتھ ہی ساتھ کتابت بھی کرتے تھے۔ نیز دوسرے مقامی اخبارات میں بھی ان کی سرگرمیاں جاری رہیں۔ ان اخبارات میں شورش، مطلع، انوار مطلع، اور عوامی آواز شامل ہیں۔ ۵ راگست ۱۹۶۳ء میں اپنا ذاتی ہفت روزہ اخبار ''کیفی'' جاری کیا۔ جس کا مقصد محض ادبی خبریں اور مضامین شائع کرنا تھا۔ ابتدائی چند شمارے اسی نہج پر نکلے بعد میں ۲ رستمبر ۱۹۶۳ء کو مالیگاؤں میں پھوٹ پڑنے والے بھیانک فساد کی وجہ سے کیفی بھی سیاسی خبریں شائع کرنے لگا۔

اگست ۱۹۸۴ء میں روزنامہ شامنامہ کے اجرا کے بعد جعفری صاحب شامنامہ سے منسلک ہوگئے۔ اس میں خبروں اور اداریوں کے علاوہ کبھی کبھی تخلیقی مضامین بھی لکھتے ہیں۔ شامنامہ میں ایک مرتبہ تانبا کانٹا کے نام سے سوت کا دام لکھتے تھے۔ اس طرح بازار بھاؤ کے نام سے شہر سبزی مارکیٹ کا دام بھی لکھتے تھے۔ فی الحال شامنامہ سے ہی وابستہ ہیں۔

(۲۳) آصف بختیار سعید

پیدائش: یکم جنوری ۱۹۳۹ء

بختیار سعید مالیگاؤں شہر میں صحافت برائے ادب اطفال کیلئے جانا جاتا ہے۔ بختیار سعید یہ نام مالیگاؤں کے مشہور مصنف، شاعر اور ادیب حضرت مسلم مالیگانوی نے رکھا تھا۔ بختیار سعید نے جے۔ جے اسکول آف آرٹس ممبئی سے جی۔ ڈی آرٹ کا کورس مکمل کرنے کے بعد ۱۹ ردسمبر ۱۹۶۳ء کو میونسپل اسکول میں ڈرائنگ ٹیچر کی حیثیت سے ملازمت شروع کی۔ بعد میں برسرکار رہتے ہوئے ایم۔ اے اور ڈی۔ ایڈ کے امتحانات میں بھی

کامیابی حاصل کی۔ ۳۳؍برس درس وتدریس کی خدمات انجام دینے کے بعد دسمبر ۱۹۹۶ء میں سبکدوش ہو گئے۔

بختیار کی کہانیاں اور نظمیں دہلی کے پھلواری ، نئے تحفے ، پھول ، نئے زاویے، پیام تعلیم ، امنگ، نرالی دنیا، اور عینی میں شائع ہوئیں۔ ریاض جرولی کے مزاحیہ ہفتہ وار رسالے ''منشی جی'' میں ایک سال تک بچوں کے صفحے کی ادارتی زمہ داریاں نبھائیں۔ اس رسالے میں ایک صفحہ خود ان کے لئے مختص تھا۔ ڈاکٹر افتخار احمد نے ''ہیرا'' نامی رسالہ بچوں کے لئے جاری کیا تو بختیار سعید اس میں بھی شامل رہے۔ ۱۹۶۶ء میں اطفال فیملی نے بچوں کا رسالہ ''اردو کومک'' جاری کیا تو بختیار سعید اس میں بھی پیش پیش رہے۔ یہ رسالہ مسلسل تین سال تک جاری رہا۔

(۲۴) مولانا محمد حنیف ملی

پیدائش: جنوری ۱۹۴۰ء وفات: ۱۱؍فروری ۲۰۰۰ء

مولانا محمد حنیف ملی کی پیدائش مالیگاؤں کی ہی ہے۔ والد عبدالرحیم دستی کرگھے پر کام کر کے گذر بسر کرتے تھے۔ مولانا حنیف ملی نے ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول میں حاصل کی۔ ساتویں جماعت پاس کر کے اے۔ ٹی۔ ٹی ہائی اسکول میں آٹھویں میں داخلہ لیا۔ دو مہینے بعد والد صاحب نے انہیں اسکول سے نکال کر معہد ملت میں داخل کروا دیا۔ انہوں نے ۱۹۳۵ء سے ۱۹۵۷ء تک معہد ملت میں ہی تعلیم حاصل کی عالمیت کا کورس مکمل کر کے سند فضیلت حاصل کی۔ اس کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ اور دو برس بعد فارغ ہوئے۔ مالیگاؤں واپس آکر معہد ملت میں ہی بحیثیت مدرس خدمت انجام دینے لگے۔

مولانا مالیگاؤں میں اردو صحافت میں بھی ایک مقام رکھتے ہیں۔ ہفت روزہ سٹیزن ٹائمز میں ہر ہفتہ ایک اصلاحی اور سبق آموز مضمون لکھتے رہے۔ یہ سلسلہ مسلسل تین سال تک بلا ناغہ جاری رہا۔ مولانا آزاد کے متعلق چند مضامین ہفت روزہ بیباک میں شائع ہوئے۔ معہد ملت کا ترجمان ''گلشن'' کا اجرا ہوا تو مولانا کو اس کے ذمہ داروں میں شامل کیا گیا۔ گلشن بعد میں بند ہو گیا۔ اس طرح روزنامہ آواز مالیگاؤں میں بھی مضامین شائع ہوتے رہے۔

(۲۵) مختار یونس

پیدائش: یکم جون ۱۹۴۱ء ۱۵؍اپریل ۱۹۹۷ء

پورا نام مختار احمد ابن محمد یونس ہے۔ ۱۹۶۱ء میں مالیگاؤں ہائی اسکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور اسماعیل یوسف کالج ممبئ میں داخلہ لیا۔لیکن بیماری کے سبب واپس لوٹنا پڑا۔ ۱۴؍اگست ۱۹۶۳ء میں میونسپل پرائمری اسکول میں تقرری ہوئی۔ ۴ سال بعد جون ۱۹۶۷ء میں مالیگاؤں ہائی اسکول میں ملازمت اختیار کی جو اخیر عمر تک قائم رہی۔ انتقال کے وقت وہ سپر وائزر تھے۔ انہوں نے سیاسیات میں بی۔اے اور اردو فارسی سے ایم۔اے کیا۔ بی۔ایڈ کی ٹرینگ ممبئ میں حاصل کی۔

مختار یونس جب پونچویں جماعت میں تھے۔ ان کے استاد مرحوم سلیمان انصاری نے جو خود بھی اچھے نثر نگار تھے، مضمون لکھنے کے لئے ان کی بڑی حوصلہ افزائی کی۔ پرائمری اسکول کے دوران ہی انہوں نے اپنے دوست مزاح نگار رفیع احمد کے ساتھ مل کر ''آفتاب'' نام کا قلمی رسالہ ترتیب دیا تھا اور ہائی اسکول کی طالب علمی یک زمانے میں ''خوشبو'' نام کا قلمی رسالہ نکالا۔ ان کے زیادہ تر مضامین مختار یونس کے تحریر کردہ تھے۔

۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۰ء کے درمیان ان کی کہانیاں مسلسل روز نامہ ہندوستان میں شائع ہوئیں۔ ہفتر وزہ البیان میں طنزیہ اور مزاحیہ کالم لکھتے تھے، جس پر نام نہیں ہوتا تھا۔ عبدالرحمان شیخ کے اخبار ''داعی'' اور اقبال قریشی کے ہفت روزہ ندائے مالیگاؤں میں مزاحیہ مضامین شائع ہوئے۔ ہفت روزہ ''چورن'' میں کھٹا میٹھا چورن ، محافظ صحت میں کیریاں اور کامریڈ محمد اسماعیل عبدالغفور کے اخبار ''لال ستارہ'' میں گستاخیاں'' کے نام سے کالم لکھتے تھے۔ روزنامہ ہندوستان ممبئ میں ایک سال تک انہوں نے ایک دلچسپ کالم ''چوں کہ چنانچہ'' لکھا۔ اچانک انتقال کے ساتھ سب کچھ ختم ہوگیا۔

(۲۶) رائے حبیب الرحمن

۶؍مارچ ۱۹۴۲ء

رائے حبیب الرحمن کی پیدائش مالیگاؤں کی ہی ہے۔ پورا نام حبیب الرحمن ابن محمد صدیق ہے۔ انگریزی ادب سے ایم۔اے کیا۔ بعد میں اسماعیل یوسف کالج میں داخلہ لیا۔ شہر اور بیرون شہر کے بہت سے اخبارات ورسائل میں ان کے مضامین اور کہانیاں شائع ہوئیں۔ ۱۹۶۶ء میں اپنا ذاتی رسالہ ماہنامہ جلیس جاری کیا۔ اس رسالے کے چیف ایڈیٹر خود تھے۔ صرف چھ شماروں کے بعد جلیس بند ہوگیا۔

(۲۷) سلطان سبحانی

پیدائش: یکم؍جون ۱۹۴۲ء

پورا نام محمد سلطان ابن عبدالسبحان ہے۔ایک محنت کش اور غریب گھرانے میں پیدا ہوئے۔گھریلو حالات اچھے نہ ہونے کے سبب ساتویں جماعت ادھوری چھوڑ کر پارولوم پر مزدوری کرنے لگے۔بعد میں سلسلۂ تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔

سلطان سبحانی کا شمار ہندوپاک کے مشہور افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔اچھے نثر نگار ہوے کیساتھ ساتھ اچھے شاعر ، مضمون نگار اور تنقید نگار ہیں۔اسکول کے زمانے میں ہی قلمی ایک قلمی رسالہ ''جگنو'' جاری کیا۔خود ہی لکھتے بھی اور کتابت بھی کرتے تھے۔سید عارف نے ''جواز'' جاری کرنے کا فیصلہ کیا تو ان کی نظر انتخاب سلطان سبحانی پر ٹھہری۔سلطان سبحانی کو جواز کی ادارتی ذمہ داریاں سونپی گئی۔گیارہ شماروں کے بعد جواز بند ہوگیا۔سید عارف سے علاحدہ ہوکر اپنا خود کا ادبی رسالہ ''ہم زباں'' جاری کیا۔ہم زباں بھی گیارہ شماروں کے بعد بند ہوگیا۔دوبارہ رسالہ نکالنے کا خیال ہوا تو ''نشانات'' کے نام سے ایک ادبی ماہنامہ جاری کیا یہ رسالہ بھی گیارہ شماروں کے بعد بند ہوگیا۔

(۲۸) احمد عثمانی

۷؍جون ۱۹۴۳ء

احمد عثمانی قصبہ دانا پور، تعلقہ بھوکردن، ضلع جالنہ میں پیدا ہوئے۔والد کا نام عبداللہ ہے۔اپنے بچپن میں والدین کے ساتھ رائچور (کرناٹک) چلے گئے۔جہاں ان کے والد نے کینال پر سپر وائزر کی ملازمت اختیار کی۔یہاں ''صاغب'' لوگوں کے بچوں کے ساتھ سات سال کی عمر میں احمد عثمانی بھی ایک مدرسہ میں تعلیم حاسل کرنے لگے۔کچھ دنوں بعد ان کے والد نت اررونگ آباد میں سکونت اختیار کرلی۔کسی بات پر ناراض ہو کر احمد عثمانی گھر سے فرار ہوگئے اور اپنے بھائی کے پاس ناسک آگئے۔۱۹۵۸ء میں انہوں نے آٹھویں جماعت کا امتحان براہِ راست دیا۔جسمیں ایجوکیشن نژقوب خان نے ان کی مدد کی۔نیشنل ہائی اسکول میں نویں جماعت میں داخلہ لیا مگر تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔کچھ وقت گذارنے کے بعد انہوں نے مالیگاؤں کا رخ کیا اور مالیگاؤں ہائی اسکو؛ل میں نویں جماعت میں داخل ہوئے۔یہاں انہیں عائشہ حکیم جیسی ادب نواز اور ڈاکٹر پیر محمد رحمانی جیسی غریب نواز شخصیت کی رہنمائی ملی۔اسکول میں ادبی ماحول ملا جس سے ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر ہونے اور جلا پانے کا موقع ملا۔بعد میں انہوں نے ڈی۔ایڈ اور بی۔اے بھی کیا۔شہر کی میونسپل پرائمری اسکول میں مدرس ہوگئے۔وہیں سے سبک داش ہوئے۔

احمد عثمانی کا تعلق شہر کی ادبی صحافت سے ہے۔ انصار ویکلی، وعوامی آواز، شناخت اور ہم سب راہی وغیرہ اخبارات کی ترتیب میں ان کا حصہ رہا۔ شہر سے نکلنے والے موقر ادبی رسالے ''جواز'' میں اجرا سے آخر تک منسلک رہے۔ انہوں نے کئی کتابوں پر تبصرے بھی قلم کئے جو مختلف رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان کے تین افسانوی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

(۲۹) مجید کوثر

پیدائش: یکم/ ۵ ۱۹۴ء

پورا نام عبدالمجید ابن عبدالعزیز ہے۔ محلہ چونا بھٹی مالیگاؤں کی پیدائش ہے۔ موصوف مشہور صحافی اور قلم کار لطیف جعفری کے برادر خورد ہیں۔ تعلیم کی ابتدا پرائمری اسکول سے ہوئی لیکن معاشی الجھنوں کی وجہ سے سلسلہ تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ بعد میں جے۔ اے۔ ٹی نائٹ اسکول سے ۱۹۷۴ء میں ایس۔ ایس۔ سی کا امتحان پاس کیا۔ دن میں محنت مزدوری کرتے اور رات میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔

مجید کوثر ایک اچھے افسانہ نگار اور شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ میدان صحافت سے بھی وابستہ رہے۔ مقامی اخبارات زبان خلق، بیباک، اور مزدور نمائندہ میں ان کی کے افسانے شائع ہوئے۔ ہفت روزہ مزدور نمائندہ کے ترتیب کاروں میں سلطان سبحانی اور کریم رحمانی (جلگاؤں) کے ساتھ مجید کوثر بھی تھے۔

(۳۰) سجاد عزیز

پیدائش: ۱۳/ مارچ۔ ۱۹۴۵ء

پورا نام سجاد احمد عبدالعزیز (عابد انصاری) ہے۔ ان کے والد بھی اچھے شاعر اور نثر نگار تھے۔ سجاد عزیز اپنے وقت کے ذہین طلبہ میں شمار کئے جاتے تھے۔ ساتویں جماعت کے پبلک امتحان (فائنل) میں وہ اردو میڈیم کے طلبہ وطا لبات میں اول رہے۔ اس کے بعد مالیگاؤں ہائی اسکل میں داخلہ لے کر ۱۹۶۳ء میں ایس۔ ایس۔ سی کا امتحان پاس کیا۔ اسماعیل یوسف کالج میں سائنس میں داخلہ لیا لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ بعد میں اندور سے انٹر سائنس کا امتحان پاس کیا اور تعلیم سلسلہ منقطع کر دیا۔

اسکول کے زمانے میں وہ بچوں کے ''نقش دیوار'' کے ایڈیٹر تھے۔ اس میں خود ان کی تحریریں بھی شامل رہتی تھیں۔ یہ اولین تربیت گاہ سجاد عزیز اور ان جیسے تخلیق کاروں کے حق میں بڑی مفید ثابت ہوئی۔

سجاد عزیز ایک بہتریں افسانہ نگار ہونے کے ساتھ ساتھ ادبی صحافت سے بھی وابستہ رہے۔ احمد نسیم مینا

نگری کے پندرہ روزہ ''ثبات'' کے ادبی صفحہ '''نشانات'' کی ادارت سجاعزیز سنبھالتے تھے۔ جواز کی ترتیب اور تزئین میں بھی سجادعزیز کابڑا حصہ رہا۔

(۳۱) غلام محمدزیدی

پیدائش: ۳؍دسمبر ۱۹۴۷ء

ان کا پورا نام غلام محمد ابن حاجی غلام رسول ہے۔ ان کے والدمشہور خطاط اور کاتب تھے۔ جنہیں ''حسن رقم'' کا خطاب دیا گیا تھا۔ غلام محمد نے ایس۔ ایس۔ سی تک تعلیم پائی۔ پہلے ریسٹورنٹ کے ذریعے روزی کا بند وبست کیا۔ اس کے بعد پاورلوم سے وابستہ ہوگئے۔ آج کل آفسیٹ پریس تیار کرنے کا کام کررہے۔

غلام محمد زیدی پہلے پہل کہانیاں لکھتے تھے۔ بعد میں افسانہ نگاری اور ناول نگاری کی طرف مائل ہو گئے ۔شہر اور بیرونِ شہر کے رسالوں میں ان کی کہانیاں اور دیگر تخلیقات شائع ہوئیں۔ پھر ادب اطفال کی صحافت کی طرف متوجہ ہوئے۔ بچوں کے لئے ایک ماہنامہ ''بچوں کا ساتھی'' رسالہ جاری کیا۔ جس میں ان کیعلاوہ دیگر مقامی فنکاروں کی تخلیقات شائع ہوتی تھیں۔ ادیب مالیگانوی کت شوکت پریس میں چھپتا تھا۔ ادیب صاحب کی حوصلہ افزائی بھی شامل رہتی تھی۔ کل بارہ شماروں کے بعد بند ہوگیا۔

(۳۲)شبیر احمد ہاشمی

پیدائش: یکم جون ۱۹۴۸ء

شبیر احمد ہاشمی کی پیدائش مالیگاؤں کی ہے۔ انہوں نے ایس۔ ایس۔ سی اور ڈی۔ ایڈ کرنے کے بعد میونسپل اسکول میں ملازمت اختیار کی اور وہیں سے سبکدوش ہوئے۔

شبیر ہاشمی کو بچپن سے کہانیاں پڑھنے اور لکھنے کا شوق تھا۔ ان کی بہت سی کہانیاں اور تخلیقات شہر اور بیرون شہر کے اخبارات ورسائل میں شائع ہوئی ہیں۔

مالیگاؤں میں ۱۹۷۱ء میں ایک ادبی رسالہ '' نویدنو' جاری ہوا۔ اس رسالے کی تزئین وترتیب میں شبیر ہاشمی نے بڑی محنت کی۔ نویدنو بارہ شماروں کے بعد بند ہوگیا۔ اس کے بعد انہوں نے سلطان سبحانی کے رسالے'' ہم زباں'' میں ترتیب وتہذیب میں تعاون دیا۔ روزنامہ آواز مالیگاؤں میں ادبی صفحے کی ادارت کی ذمہ داری سنبھالی۔

(۳۳) عقیل احمدانصاری

پیدائش: یکم جون/ ۱۹۴۸ء

پورا نام عقیل احمد ابن سراج احمد ہے۔ ان کے والد پاورلوم کے میکنک تھے۔ عقیل احمد کی پیدائش مالیگاؤں میں ہوئی۔ ۱۹۶۷ء میں مالیگاؤں ہائی اسکول سے ایس۔ایس سی کرنے کے بعد انہوں نے امتحانات کی کئی منزلیں سر کیں۔ ۱۹۷۲ء میں اردو سے بی۔اے کیا۔ دو بار ایم اے کیا۔ پہلی بار سیاسیات سے ۱۹۷۶ء اور دوسری بار ۱۹۸۷ء میں اردو سے۔ ڈی۔ایڈ اور بی۔ایڈ دونوں کی اسناد ان کے پاس ہیں۔ مہاراشٹر بھاشا سبھا پونہ سے ہندی میں پنڈت کی ڈگری حاصل کی گریجویشن کے برابر ہے۔ ۱۹۳۸ء میں ہومیو پیتھی طریقۂ علاج کا ڈپلومہ حاصل کیا۔ ۱۵/ جولائی ۱۹۷۱ء سے پرائمری اسکول میں مدرسی کر رہے ہیں۔

عقیل احمد نصاری کا میدان بچوں کا ادب ہے۔ وہ صحافت برائے ادب اطفال کے میدان کے کھلاڑی ہیں۔ ان کی بے شمار کہانیاں مقامی اور بیرونی رسائل کی زینت رہی ہیں جن میں ٹافی، غنچہ، نور، باغو بہار، کھلونا، پیام تعلیم، اور مقامی رسائل میں بچوں کا ساتھی، ہیرا، گلاب کی مہک، اردو کومک، خیر اندیش، بزم اطفال وغیرہ ہیں۔

(۳۴) خیال انصاری

پیدائش: یکم/ جون ۱۹۴۹ء

اصل نام نور الہدیٰ والد کا نام محمد شعبان، قلمی نام خیال انصاری ہے۔ پیدائش مالیگاؤں کی ہے۔ گیارہویں میٹرک کا امتحان ۱۹۶۴ء میں پاس کیا۔ اس کے بعد گھر کے کاروبار میں منہمک ہو گئے۔ اور تعلیمی سلسلہ منطع کر دیا۔

خیال انصاری کا اصل میدان یوں تو صحافت برائے ادب اطفال سے ہے مگر وہ دیگر صحافتی اخبارات سے بھی منسلک رہے۔ ہفت روزہ سٹی زن ٹائمز میں نائب مدیر کی حیثیت سے کام کیا۔ سٹی زن ٹائمز میں ادبی صفحہ کی ذمہ داری سنبھالی۔ ۱۹۷۸ء میں اپنا ذاتی اخبار برائے اطفال ''خیر اندیش'' جاری کیا۔ جو بلا ناغہ آج تک جاری ہے۔ ۲۲/ مئی کو مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی سے انہیں ادب اطفال کی خدمت کے لئے تمغہ دیا گیا۔ اس طرح انہیں صحافتی خدمات کے حوالے سے سابق صدر جمہوریہ شنکر دیال شرما کے ہاتھوں ایوارڈ دیا گیا۔ انہوں نے کچھ عرصہ آواز جمہور نامی اخبار بھی نکالا۔ یہ اخبار ہفت روزہ تھا۔ زیادہ دنوں تک نہ چل سکا۔ جلد ہی بند ہو گیا۔

(۳۵) نخشب مسعود

پیدائش: یکم جون/ ۱۹۵۲ء

نام نخشب مسعود اور والد کا نام عبدالسمیع ہے۔ درس وتدریس کے پیشے سے وابستہ تھے۔ شاعری بھی کرتے ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں مالیگاؤں ہائی اسکول سے ایس۔ ایس۔ سی پاس کیا۔ پھر ڈی۔ ایڈ کرنے کے بعد ۱۹۷۲ء میں پیشۂ معلمی سے وابستہ ہو گئے۔

نخشب مسعود کا اصل میدان صحافت برائے ادب اطفال ہے۔ بچوں کے لئے لکھی گئی ان کی کہانیاں مقامی اور بیرونی اخبارات ورسائل میں شائع ہوئیں ہیں۔

نخشب مسعود نے کئی اخبارات میں کام بھی کیا۔ بے خطر نام سے ایک ہفت روزہ اخبار جاری کیا۔ مگر چند دنوں میں ہی بند ہو گیا۔

(۳۶) عتیق احمد عتیقؔ

پیدائش: ۱۹۲۳ء

ان کا پورا نام محمد حنیف اور والد کا نام عبدالجبار ہے۔ پیدائش مالیگاؤں کی ہے۔ دینی مدرسہ میں تعلیم پائی ۔ دوسال تک عربی زبان سیکھی۔ مدرسہ بیت العلوم میں تجوید کی سند پائی۔

۱۹۸۲ء میں ایک سہ ماہی ادبی رسالہ ''توزن'' جاری کیا۔ جس میں گراں قدر اداریے تحریر کیے۔ سہ ماہی توازن ان کی شناخت بن گیا۔ توازن دنیا میں ہر اس جگہ جاتا تھا جہاں اردو بولنے اور پڑھنے والے موجود تھے۔ عتیق صاحب کے انتقال کے ساتھ ہی توازن بند ہو گیا۔

(۳۷) رمضان بھائی (فیمس)

پیدائش: ۲/ستمبر ۱۹۲۹ء

پورا نام محمد رمضان عبدالشکور ہے۔ ۱۹۴۳ء میں انہوں نے ساتویں کا امتحان دیا اور پورے سینٹر میں اول رہے۔ گھریلو حالات خراب ہونے کے سب تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ پاورلوم پر مزدوری کرنے لگے۔ دس سال محنت مزدوری کرنے کے بعد اپنا ذاتی ایک لوم خریدا۔ وہ اس لوم پر خود محنت کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ محنت رنگ لانے لگی۔ اب ان کا شمار شہر خوشحال صنعت کاروں میں ہوتا ہے۔

مالیگاؤں میں فن موسیقی میں انکا کوئی ثانی نہیں۔ ۱۹۴۶ء میں کلاسیکل موسیقی کا امتحان ''وشارد'' پاس کیا۔ غزل گائیکی ان کا خاص میدان ہے۔ بہترین کمپوزر ہیں۔ ایک زمانے تک جے۔ اے۔ ٹی ڈی۔ ایڈ لاکج

میں موسیقی کے ٹیچر رہے اور وہیں سے سبک دوش ہوئے۔ رمضان بھائی ایک اچھے موسیقار کے ساتھ ساتھ شاعر، نثر نگار اور ترجمہ نگار بھی ہیں۔

شہر کے اخبارات سٹیزن ٹائمز، بیباک، شامنامہ وغیرہ میں ان کے اصلاحی مضامین اور ٹائمز آف انڈیا سے ترجمے چھپتے رہے ہیں۔ اسی طرح ایک طبی اخبار جو شفا نامہ (پندرہ روزہ) ان کے بیٹے ڈاکٹر ساجد رمضان نے جاتی کیا تھا، اس میں تقریباً شمارے میں ان کے اصلاحی مضامیں شائع ہوئے ہیں۔ آج کل یہ سلسلہ بند ہے۔

(۳۸) ایم۔ اے زاھد

پیدائش: ۲۳؍مارچ ۱۹۳۶ء

پورا نام مشتاق احمد ابن حافظ عبدالجبار ہے۔ مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔ ساتویں جماعت پاس کر کے سلسلہ تعلیم منقطع کر دیا اور پاورلوم پر مزدوری کرنے لگے۔

حضرت ادیب مالگانوی نے ان کا نام زاہد رکھا تھا۔ مقامی اور بیرونی اخبارات ورسائل میں پچاسوں مضامین لکھے۔ زیادہ تر مضامین بتول اور ذکریٰ میں شائع ہوئے۔ ڈیڑھ سال تک مقامی اخبار ہفت روزہ ’’ میعار زندگی‘‘ میں بھی ایڈٹ کیا جس میں کچھ سیاسی مضامین بھی لکھے۔

(۳۹) مولانا عبدالاحد ازھری

پیدایش: ۱۹۴۱ء

پیدائش مالیگاؤں کی ہے۔ تعلیم کی ابتدا پرائمری اسکول سے ہوئی۔ پانچویں کے بعد مہد ملت میں داخلہ لیا۔ جو ۱۹۵۳ء میں نیا نیا قائم ہوا تھا۔ مولانا کو اس دینی دسگاہ کیا ولین طالب علم ہونے کا شرف حاصل ہے۔ مولانا نے یہیں سے عالمییت کا کورس مکمل کر کے حفظ قرآن بھی مکمل کیا۔ اس کے بعد دارالعلوم دیو بند کا رخ کیا۔ دو برس وہاں زیر تعلیم رہے۔ اور درس نظامی کے بعض اونچی کتابیں پڑھیں۔ واپس آنے پر استاد مولانا وبدالحمید نعمانی نے کر مہد ملت میں ہی تدریسی خدمت پر لگا دیا۔ دوڈھائی سال کے بعد مولانا نعمانی نے انہیں جامعہ ازہر قاہرہ (مصر) بھیج دیا۔ ۱۹۶۵ء تک جامعہ ازہر کے دینیات کے شعبہ عقیدہ وفلسفہ میں دوسال تعلیم کی اور وہاں سے بی۔ اے کے مساوی ڈگری لے کر وطن واپس لوٹے۔ اور دوبارہ تدریسی خدمات سے وابستہ ہوگئے۔ جنوری ۱۹۷۳ء میں قضا کی ٹریننگ کر لئے پھلواری شریف پہنچے، مولانا منت اللہ رحمانی اور مولانا مجاہد

الاسام قاسمی کے زیر سرپرستی قضااور فصل کی ٹریننگ حاصل کی ۔ جون ۱۹۷۳ءکومعہد ملت میں دارالقضاء کی بنیاد رکھی گئی اور مولانا کوقاضی شریعت کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہیں ۔

۱۵/مارچ ۱۹۸۱ءکومعہد ملت کوترجمان پندرہ روزہ گلشن کا اجرا ہوا۔ مولانا اس کے چیف ایڈیٹر بنائے گئے ۔ یہ اخبار آٹھ برسوں تک جاری رہا۔ مولانا نے اس میں اداریےرقم کرنے کے ساتھ ساتھ مضامین بھی لکھے مولانا کوتعلق دینی صحافت سے رہا۔ بہت سے اصلاحی مضامین لکھے۔ گلشن بند ہونے کے ساتھ ہی مولانا کو دینی صحافتی سفر بھی ختم ہوگیا۔

(۴۰) اسحٰق خضر

پیدائش: یکم ستمبر ۱۹۴۱ء

پورا نام محمد اسحٰق ابن محمد حسن منشی ہے۔ تخلص خضرؔ ہے۔ مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مالیگاؤں ہائی اسکول میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۰ء میں ایس ۔ایس ۔سی کا امتحان کامیاب کیا۔ ۱۹۶۲ء میں اسمٰعیل یوسف کالج میں جوگیشوری (ممبئی) سے انٹر سائنس کامیاب کیا۔ پھر مالیگاؤں واپس آ کر ایم ۔اے۔جی کالج میں بی ۔اے میں داخلہ لیا۔لیکن انگریزی ادب سے گریجویشن کی تکمیل ۱۹۴۶ءمیں ایچ ۔پی ۔ٹی کالج (ناسک) سے کی ۔انگریزی ادب سے ہی پوسٹ گریجویشن سینٹ زیویرس کالج ممبئی سے ۱۹۸۶ءمیں کیا۔ اور ۱۹۶۹ء میں ایس ۔ٹی کالج ممبئی سے بی ۔ایڈ کی ٹریننگ حاصل کی ۔

اسحٰق خضر ایک اچھے شاعر اور ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ میدان صحافت کے شہسوار بھی رہے۔ مقامی اور بیرونی اخبارات اور رسائل میں ان کی تخلیقات شائع ہوتی رہی ہیں جن جن کا تعلق ادبی صحافت سے ہے۔ مالیگاؤں کا مشہور ہفت روزہ بیباک میں ادبی صفحہ ''ادب نما'' کے ترتیب کار ہیں ۔طویل عرصے سے یہ خدمت انجام دے رہے ہیں ۔ بیباک ابھی بھی جاری ہے اور اسحٰق خضرؔ کی خدمات بھی ۔

(۴۱) محمد حسن فاروقی

پیدائش: ۲/دسمبر ۱۹۴۱ء

محمد حسن فاروقی ایولہ میں پیدا ہوئے ۔ان کے والد عبدالرشید صاحب اینگلو اردو ہائی اسکول (موجودہ اے ۔ٹی ۔ٹی ہائی اسکول) کے ایک معزز اور محترم استاد تھے۔ طویل عرصے تک جمہور ہائی اسکول اینڈ جونیئر کالج مالیگاؤں میں معاون مدرس، پھر سپروائزر اور پھر پرنسپل ہو کر سبک دوش ہوئے ۔

حسن فاروقی کا تعلق ادبی اور سیاسی صحافت دونوں سے ہے۔ابتدا میں ''جلگاؤں ٹائمز'' میں بحیثیت نائب مدیر ذمہ داریاں سنبھالیں۔اس کے بعد اکبر رحمانی جلگانوی نے تعلیمی رسالہ'' آموزگار'' جاری کیا ابتدا میں حسن فاروقی اس کے بھی نائب مدیر رہے۔ایک زمانے تک وہ اقبال قریشی کے ساتھ مل کر'' مالیگاؤں ٹائمز'' بھی نکالتے رہے۔حسن مستری کے ہفت روزہ اخبار''مطلع'' کے اکثر داریے موصوف کے ہی زر و قلم کا نتیجہ ہوتے تھے۔ماہنامہ''جلیس'' مالیگاؤں میں کئی انشائیے شائع ہوئے۔

(۴۲) الیاس صدیقی

یکم مارچ ۱۹۴۵ء

نام محمد الیاس والد کا نام محمد حنیف اور تخلص وسیم ہے۔مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔الیاس صدّیقی کی تعلیم لیاقت بہت ہے۔ان کی طرح سند یافتہ کم ہی ملتے ہیں۔مارچ ۱۹۶۳ء میں مالیگاؤں ہائی اسکول سے ایس۔ایس۔سی کیا۔پونہ یونیورسٹی سے ۱۹۶۹ء میں بی۔اے کیا۔مارچ ۱۹۷۳ء میں بی۔ایڈ کیا۔مئی ۱۹۷۳ء میں پونہ یونیورسٹی سے ایم۔اے پاس کیا۔۱۹۸۵ءاور ۱۹۸۹ء میں وکالت کا امتحان ایل۔ایل۔بی اور ایل۔ایل۔ایم کامیاب کیا۔اور فروری ۲۰۰۰ء میں مالیگاؤں میں اردو نثری نگاری کے عنوان سے ایک گراں قدر تحقیقی مقالہ لکھا جسے پونہ یونیورسٹی نے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری عطا کی۔موسیقی سے دل چسپی نے موسیقی کے امتحان ،مدھیما اوّل تک پہنچا دیا۔

ابتدا میونسپل پرائمری اسکول میں ملازمت سے ہوئی۔اس کے بعد جمہور ہائی اسکول میں مدرس اور پھر سپروائزر مقرر ہوئے اور اسی عہدے سے سبکدوش ہوئے۔الیاس صدّیقی ایک اچھے نثر نگار۔شاعر،مورخ اور صحافی ہیں۔موصوف کی صحافتی زندگی اصلاحی کالم نگاری سے منسوب ہے۔انہوں نے شہر کئی اخبارات میں مستقل کالم لکھے اور شہر میں کالم نگاری میں ایک ریکارڈ قائم کیا۔ ہفت روزہ السبیل میں مستقل کالم'' زندہ دل کے قلم سے'' لکھا۔مقامی روزنامہ'' شامنامہ'' میں جاگ مرے شہر'' کا نام سے مستقل اصلاحی کالم لکھ کر ایک نیا ریکارڈ بنا دیا۔اس کالم میں انہوں نے تعلیمی،سماجی،معاشرتی،اصلاحی،ادبی،صنعتی،اور سیاسی عنوانات پر کل ۲۵۸ مستقل کالم لکھے۔مقامی اخبار ہفت روزہ'' ملی بیداری'' میں سیاسی اور ملی افادیت کے سنجیدہ اور مزاحیہ مضامین لکھے۔فی الحال صحافتی سرگرمیاں بند ہیں۔

(۴۳)ڈاکٹر اشفاق انجم

پیدائش: جون ۱۹۴۸ء

ڈاکٹر اشفاق انجم کا پورا نام اشفاق احمد جلیل احمد ہے۔ مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں مالیگاؤں ہائی اسکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۷۳ء میں ایم۔ ایس۔ جی کالج مالیگاؤں سے بی۔ اے کیا۔ ایک سال بعد بی۔ ایڈ بھی کرلیا۔ جون ۱۹۷۴ء میں جے۔ اے۔ ٹی ہائی اسکول میں مدرس ہوئے۔ دوران ملازمت اردو فارسی سے ایم۔ اے کیا۔ ۱۹۷۸ء میں گجرات یونیورسٹی احمد آباد میں ''شعرائے مالیگاؤں'' کے عنوان سے ایک گراں قدر تحقیقی مقالہ لکھ کر پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۷۹ء میں ایم۔ ایس۔ جی کالج میں شعبہ اردو و فارسی کے لکچرار مقرر ہوئے۔ اور وہیں سے سبکدوش ہوئے۔

موصوف کا اصل میدان ادب ہے۔ وہ اچھے شاعر، ادیب، ناقد اور مورخ بھی ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ صحافت کے میدان سے بھی وابستگی رہی۔ ہفت روزہ عوامی آواز میں مستقل کالم تحریر کئے۔ بعد میں یہ میدان چھوٹ گیا۔

(۴۴) ڈاکٹر ھارون فرازؔ

پیدائش: یکم جون ۱۹۴۸ء

نام محمد ہارون محمد یوسف ہے۔ مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ تک تعلیم حاصل کی۔ پونا یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی 'جمیل کی شاعری' کے عنوان سے ایک گراں قدر مقالہ تحریر کیا۔

موصوف ڈیڑھ سال تک ہفت روزہ سٹی زن ٹائمز، مالیگاؤں میں اداریے تحریر کئے۔ یہ اداریے شاہد یوسفی کے نام سے لکھتے تھے۔ موصوف کو ان کی اداریہ نگاری کی بنیاد پر مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی نے صحافتی ایواڈ سے نوازا۔ ڈاکٹر صاحب ایک اچھے شاعر اور مضمون نگار بھی تھے۔ ان کے انتقال کے ساتھ ہی تمام ادبی اور اور صحافتی سرگرمیاں ختم ہوگئیں۔

(۴۵) سراج دلار

پیدائش: یکم جون ۱۹۴۸ء

پورا نام سراج احمد محمد مصطفیٰ ہے۔ مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔ بی۔ اے۔ بی۔ ایڈ تک تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۷۳ء میں میونسپل پرائمری اسکول میں مدرس ہوئے۔ اور وہیں سے سبکدوش ہوئے۔ سراج دلار کا میدان دراصل ڈرامہ نگاری ہے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ ایک اچھے مضمون نگار اور ایک اچھے مزاح نگار بھی

ہیں۔یہی مزاح نگاری انہیں میدان صحافت تک لے آئی۔ ہفت روزہ چورن مالیگاؤں اور ہفت روزہ پرنس مالیگاؤں میں مزاحیہ کالم نگاری کی۔ ہفت روزہ ہاشمی آواز میں اتر پردیس کے ایک کردار کو بنیاد بنا کر مزاح نگاری کرتے رہے۔روزنامہ شامنامہ میں مضامین لکھے۔سرفراز خان آرزو نے جب اپنے اخبار روزنامہ ہندوستان کے مالیگاؤں ایڈیشن کا اجرا کیا تو سراج دلار کو ادارہ تحریر میں شامل کیا۔اس اخبار میں انہوں نے بہت سے سیاسی اور سماجی موضوعات پر مضامین لکھے۔چورن، پرنس اور ہندوستان کے بعد سراج دلار کی صحافتی سرگرمیاں بند ہوگئیں۔

(۴۶) غلام مصطفی اثر صدّیقی

پیدائش: ۱۹۴۸ء

پورا نام غلام مصطفی ابن محمد صدیق ہے۔تخلص اثرؔ ہے۔ایک ثروت مند گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔ ۱۹۷۰ء میں ایم۔ایس۔جی کالج مالیگاؤں سے بی۔ایس۔سی تک تعلیم حاصل کی۔اور گھر کے پاور لوم کے کاروبار میں جٹ گئے۔

مالیگاؤں سے ۱۹۷۱ء میں ایک ادبی رسالہ ''نوید نو'' اسیر امیدی برہانپوری کی ادارت میں جاری ہوا تو اثر صدّیقی نے اس میں افسانے لکھے۔نوید نو کے تیسرے شمارے سے اثر صدّیقی نے ادارتی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ ۱۹۷۴ء میں بارہ شماروں کے بعد نوید نو بند ہوگیا اور اثر صدّیقی کا ادبی صحافتی سفر ختم ہوگیا۔

(۴۷) خالد فیضی

پیدائش: ۷/جون ۱۹۴۸ء

پورا نام خالد اختر عبدالرحیم فیضی ہے۔مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔والد صاحب میونسپلٹی میں ملازم تھے۔اب سبکدوش ہو چکے ہیں۔خالد فیضی نے انگریزی زبان میں بڑا درک حاصل کیا۔انہوں نے انگریزی ادب سے ایم۔اے کیا اور بی۔ایڈ کرنے کر بعد تہذیب ہائی اسکول میں ٹیچر ہوگئے اور وہیں سے سبکدوش ہوئے۔خالد فیضی کا تعلق مضمون نگاری کے میدان سے ہے۔انہوں نیا بتدا میں دینی اور ثقافتی موضوعات ہر مضامین لکھے۔ان میں سے چند عنوانات یہ ہیں۔عقیدہ اور اسکا سرچشمہ،تہذیب ہر مذاہب کے اثرات،فن تعمیر پر مذاہب کے اثرات، مساوات مرد وزن،کیا اسلامی نظام فرسودہ ہے؟ مہر،نکاح نامہ ایک تجزیہ، یادوں کے سہارے،اقتدار کا نشہ،وغیرہ ۔ان کے زیادہ تر مضامین اخبار اسلاف اور ماہنامہ صوت الحق میں شائع

ہوئے۔ان کا ایک گراں قدر تحقیقی مضمون صوت الحق (مالیگاؤں) میں شائع ہوا۔ جسے پاکستان کے ایک رسالے نے صوت الحق کے حوالے سے شائع کیا۔ان کا ایک مضمون برمنگھم (لندن) کے ایک رسالے میں بھی شائع ہوا۔کئی مضامیں روزنامہ ہندوستان میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔آج کل مضمون نگاری کا سلسلہ بند ہے۔سبکدوشی کے بعد مکمل فیمیلی لائف گذارر ہے ہیں۔

(۴۸) ڈاکٹرافتخاراحمد

پیدائش: یکم رجون ۱۹۴۹ء

ڈاکٹر افتخار احمد کا پرا نام افتخار احمد ابن محمد حسین ہے۔مالیگاؤں کی پیدائش ہے۔اے۔ٹی۔ٹی ہائی اسکول میں ۱۹۶۶ء میں ایس۔ایس۔سی کا امتحان پاس کیا۔پھر انٹر سائنس کرنے کے بعد ممبئ میں ہومیو پیتھک میڈیکل کالج سے ایل۔سی۔ایچ کیا۔واپس لوٹ کر پریکٹس جاری کی جو آج تک جاری ہے۔ڈاکٹر صاحب کا اصل میدان تو طب ہے لیکن ادب اطفال اور ادب بالغاں کو بھی اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔موصوف نے ۱۹۵۶ء میں بچوں کا رسالہ ''آب حیات'' جاری کیا۔ یہ آج پریس ممبئ سے چھپ کر آتا تھا۔اس کے تین شمارے ہی شائع ہوئے اور بند ہو گیا۔ڈاکٹر صاحب نے ہمت نہیں ہاری اور دوبارہ ایک نئے عظم و حوصلے کے ساتھ ایک دوسرا رسالہ ''ہیرا'' جاری کیا جو ادیب مالیگانوی کے شوکت پریس میں چھپتا تھا۔ یہ رسالہ بھی پانچ شماروں کے بعد مالی خسارے کت سبب بند ہو گیا۔ان رسالوں میں ڈاکٹر صاحب نے بہت سی کہانیاں لکھیں ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے ستمبر ۱۹۹۷ء میں تیسری مرتبہ رسالہ جاری کیا۔اس مرتبہ جل پری کا نام سے ایک ماہنامہ جاری کیا۔جل پری کی زندگی بقیہ رسالوں سے کچھ زیادہ رہی۔تقریباً بارہ شماروں کے بعد جل پری بھی مالی خسارے کے سبب بند ہو گیا۔ یہ تھی ڈاکٹر صاحب کی ادبی صحافت کی کہانی۔ڈاکٹر صاحب کی صحافتی سرگرمیاں برائے ادب اطفال کا اگر چہ کہ خاتمہ ہو گیا مگر مقامی اخبارات میں اصلاحی مضامین لکھنے کا سلسلہ تا حال جاری ہے۔ڈاکٹر صاحب روازآنہ شہر کے معروف اخبار روزنامہ میں پابندی سے ایک چھوٹا سا اصلاحی مضمون لکھتے ہیں۔اس کے علاوہ ہاشمی آواز اور دیگر کئی اخبارات میں مضامین لکھتے ہیں۔ یہ سلسلہ پابندی سے جاری ہے۔

(۴۹) مولانا ادریس عقیل ملی

پیدائش: ۲راگست ۱۹۴۹ء

مولانا محمد ادریس عقیل ملی نے چوتھی جماعت تک تعلیم پرائمری اسکول میں حاصل کرنے کے بعد معہد

ملت میں داخل ہوئے۔ عا لمیت، فضیلت اور تجوید وقرأت کی سند فراغت ۱۹۴۶ء میں حاصل کی۔ حفظ قرآن مجید کی تکمیل ۱۹۶۹ء میں کی۔ اور دارالعلوم دیوبند سے نصاب عا لمیت وفضیلت کی تکمیل کے بعد ۱۹۷۰ء میں فراغت کی سند پائی۔ جامعہ اردو علی گڑھ کا امتحان ادیب پاس کیا۔

مولانا زمانۂ طالب علمی سے ہی عربی مضامین کے ترجمے کرتے تھے۔ نیز فراغت کے بعد تخلیقی مضامین بھی لکھنے لگے۔ ان کے تراجم اور مضامین مقامی اخبارات کے ساتھ ساتھ گلشن، ندائے ملت (لکھنو) نقیب (پٹنہ) اور ممبئی کے روزناموں میں اشاعت پذیر ہوئے۔ گلشن میں بیس کے قریب تخلیقات شائع ہوئیں۔ گلشن میں مولانا نے ایک مستقل کالم ''دبستانِ حکمت'' شروع کیا جس میں اسلامی تاریخ اور ادبی کتابوں سے دلچسپ اور سبق آموز واقعات انتخاب کر کیا یڈٹ کرتے تھے۔ اور انہیں شائع کرتے تھے۔ مولانا ملت کے ترجمان پندرہ روزہ گلشن کے اداہ تحریر میں بھی شامل رہے۔ مولانا کا تعلق دینی صحافت سے کافی گہرا رہا۔ گلشن کے بند ہونے کے بعد تمام تخلیقی سرگرمیاں بند ہیں۔

(۵۰) **عبدالودود ایم۔ ایس۔ سی**

پیدائش: ۲۷ ی/اپریل ۱۹۵۱ء

پورا نام عبدالودود ابن عبدالاحد ہے۔ مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ بی۔ ایڈ تک تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۷۹ء میں تہذیب ہائی اسکول میں ملازمت اختیار کی اور وہیں سے وظیفہ یاب ہوئے۔ انہوں نے مقامی اخبارات میں طنزیہ ومزاحیہ مضامین لکھے۔ ساتھ ہی ساتھ اخبارات میں مراسلہ نگاری کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ ان میں وہ حق بیان کے فرضی نام سے لکھتے تھے۔ بعد میں دینی مضامین لکھنے لگے۔ ان اکثر دینی مضامین ماہنامہ صوت الحق اور اخبار اسلاف میں شائع ہوئے۔ اخبار اسلاف میں ایک گراں قدر اکالم '' اسلام اور سائنس'' شروع کیا تھا بعد میں یہ کالم دوبارہ جاری کیا ہے۔ اس میں اسلام اور دسائنس کا تقابلی مطالعہ پیش کر رہے ہیں۔ عبدالودود ایم۔ ایس۔ سی مالیگاؤں میں اس نوعیت کے غالباً پہلے کالم نگار او مضمون نگار ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ مالیگاؤں کے پہلے سائنسی صحافی ہیں۔

(۵۱) **مختار یوسف**

پیدائش: ۲۲/اپریل ۱۹۵۳ء

پورا نام مختار احمد محمد یوسف ہے۔ بی۔ اے۔ بی ایڈ تک تعلیم حاصل کی۔ تدریسی خدمات کا آغاز

مالیگاؤں ہائی اسکول سے کیا۔ چند برس منماڑ اور رتنا گری میں سروس کی۔ یکم جون ۱۹۷۸ء سے تہذیب ہائی اسکول میں مدرس ہوئے اور وہیں سے وظیفہ یاب ہوئے۔

انہوں نے کالم نگاری اور مضمون نگاری کی ابتدا ہفت روزہ زبان خلق سے کی۔ تین سال تک زبان خلق میں ایک مزاحیہ کالم ''تلخ وشیریں'' لکھتے رہے۔ ۱۹۸۰ء میں مشہور خطاط گل ایوبی کے ساتھ ایک تعلیم اخبار پندرہ روزہ ''درس وتدریس'' جاری کیا۔ جو زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکا۔ چند شماروں کے بعد بند ہو گیا۔

(۵۲) محمد سلطان

پیدائش: یکم جون ۱۹۵۲ء

محمد سلطان کا آبائی وطن ناندگاؤں ہے۔ پیدائش مالیگاؤں کی ہے۔ ۱۹۷۵ء میں سٹی کالج مالیگاؤں سے انگریزی ادب سے بی۔اے کیا۔ اس کے بعد بھارتیہ ودیا بھون ممبئی۔ جرنلزم کا کورس کرنے گئے مگر علالت کے سبب کورس پورا نہ کر سکے۔ دعوت ٹرسٹ (دہلی) نے صحافت کی تربیت کے لیے منتخب کیا جو چھ مہینوں میں پوری ہوئی۔ محمد سلطان نے محض مراٹھی اخبارات کے مبالعہ سے مراٹھی سیکھی اور اس میں ایک مقام حاصل کیا۔

محمد سلطان بنیادی طور پر صحافی ہیں۔ انہوں نے صحافت کا آغاز مراٹھی ڈیلی ''وارتا'' سے کیا۔ پھر مالیگاؤں واپس آ کر مراٹھی روزنامہ ''سوریہ چکر'' سے منسلک ہو گئے۔ پھر دہلی چلے گئے۔ واپس لوٹنے کے بعد اورنگ آباد ٹائمز میں صحافتی خدمات انجام دینے لگے۔ بعد ازاں عبدالسمیع بوبیرے کے روزنامہ ''شام'' (ممبئی) میں کام کرنے لگے۔ ممبئی سے لوٹنے کے بعد مالیگاؤں سے پہلے ہفت روزہ پرنس پھر ہفت روزہ رفتار شکن کا اجرا کیا۔ ساتھ ہی ساتھ بہت سارے مقامی اخبارات میں بھی لکھتے رہے۔ ان میں المغیث، شہریار، صدائے اہلسنت، نشان افق، معظم مجاہد، تحفظ ملت، اکبر ٹائمز، روزنامہ صبح نامہ وغیرہ۔ روزنامہ جاری ہوا تو اس سے بھی منسلک رہے۔ مقامی اخبارات تحفظ ملت، پرنس، اور اکبر ٹائمز میں علامہ گلدان کے نام سے مزاحیہ مضامین لکھے۔

انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ قلم پکڑنے کا سلیقہ لطیف عزیز (ایڈیٹر۔السبیل) سے سیکھا۔ دعوت دہلی کے [illegible]ظ الرحمن صاحب سے خبریں لکھنا، قومی آواز دہلی کی محترمہ نور جہاں ثروت سے مضمون نگاری اور فیچر نگاری سیکھی۔ مراٹھی زبان سیکھنے اور آگے بڑھنے کا حوصلہ مشہور صحافی جئے نارائن شرما اور دتا وڑگے سے پایا۔ ان کے نتقال کے بعد مالیگاؤں کی صحافت نئے ایک انمول رتن کھو دیا جس کا خلا تا حال باقی ہے۔

پورا نام عبدالرشید ابن عبدالقادر ہے۔مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔آبائی وطن اورنگ آباد ہے۔۱۹۷۱ء میں اے۔ٹی۔ٹی ہائی اسکول سے میٹرک پاس کیا۔۱۹۵۷ء میں بی۔اے کیا۔۱۹۷۸ء میں انگریزی ادب سے ایم۔اے کیا۔

اخبارات میں مراسلے لکھتے رہے۔ ہفت روزہ پرنس کا اجرا ہوا تو اس میں طنزیہ اور مزاحیہ مضامین لکھنے لگے۔بعد میں اورنگ آباد ٹائمز سے وابستہ ہو گئے اور انگریزی اور مراٹھی زبان سے ترجمہ کر کے خبریں بنانے لگے۔ہفت روزہ 'رفتار شکن'' (مالیگاؤں) میں اداریہ اور مضامین لکھے۔۱۹۹۵ء میں اپنا ذاتی اخبار''روزنامہ'' جاری کیا۔تادم حیات اس میں اداریہ اور خبریں لکھتے رہے۔اسی سال ان کا انتقال ہوا ہے۔مگر اخبار ان فرزند نے جاری رکھا ہے۔

(۵۳)ڈاکٹر اقبال برکی

پیدائش: یکم جون ۱۹۵۷ء

پورا نام اقبال احمد ابن محمد مصطفی ہے۔مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔۱۹۷۹ء میں بی۔اے، ۱۹۸۲ء میں بی۔ایڈ۔۱۹۸۶ء میں ایم۔اے اور ۱۹۹۷ء میں پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔اے۔ٹی۔ٹی ہائی اسکول میں ۱۹۸۷ء میں مدرس ہوئے اور وہیں سے سبکدوش بھی ہوئے۔

اقبال برقی بنیادی طور پر کہانی کار ہیں۔وہ بچوں کے لئے کہانیاں اور افسانے لکھتے ہیں۔انہوں نے روزنامہ''آواز مالیگاؤں''میں ایک مزاحیہ کالم''چھیڑ خوباں سے چلی جائے''شروع کیا۔جس میں مزاحیہ اور طنزیہ مضامین لکھے۔اس کالم میں ڈاکٹر پیر محمد رحمانی کے عجیب وغریب طریقہ ہائے علاج کو موضوع بنا کر''ابن بقراط کے تعاقب میں لکھا۔سکندر بخت کے فرضی نام سے کالم لکھے۔بعد میں پورا زور ادب اطفال کی تخلیق میں لگا دیا اور صحافتی دنیا سے مکمل دست بردار ہو گئے۔

(۵۴)شکیل کیفی

پیدائش: یکم جون ۱۹۵۷ء

پورا نام شکیل احمد ابن محمد ہے۔۱۹۷۴ء میں اے۔ٹی۔ٹی ہائی اسکول سے ایس۔ایس۔سی کرنے کے بعد سٹی کالج میں داخلہ لیا مگر تعلیم پوری نہیں کر سکے۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت میں داخلہ ہفت روزہ''یوتھ آرگن'' سے ہوا۔۱۹۹۵ء میں سرفراز خان آرزو

کے اخبار راوز نامہ ''ہندستان'' کا مالیگاؤں سے اجرا ہوا تو اس سے منسلک ہو گئے۔اس میں سیاسی اور سماجی مضامین لکھتے رہے۔بعد میں ہفت روزہ ''موسم ٹائمز'' میں بھی ذمہ داریاں نبھائیں۔انتقال کے ساتھ ہی تمام سرگرمیاں بند ہو گئیں۔

(۵۵) عبدالرشید صدیقی

پیدائش:۱۸/مارچ ۱۹۵۸ء

مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔۱۹۸۹ء میں اردو سے ایم۔اے اور ۱۹۹۴ء میں معاشیات سے ایم کیا۔ ۱۹۸۳ء میں بی۔ایڈ کی ٹریننگ لی۔جون ۱۹۸۵ء سے اے۔ٹی ہائی اسکول میں مستقل ملازمت اختیار کی اور تادم آخر اہیں سے منسلک رہے۔موصوف ایک اچھے مضمون نگار۔افسانہ نگار اور کہانی نگار ہیں۔ہفت روزہ بیباک میں کئی مہینوں تک ''خواب خلیل خان'' کے نام سے مستقل کالم لکھے۔۲۰۰۳ء میں ایک تعلیمی اخبار ''تحصیل علم'' جاری کیا۔اخبار دس شماروں کے بعد بند ہو گیا۔

(۵۶) خلیل فریدی (ابن شفیع)

پیدائش: یکم جون ۱۹۵۸ء

پورا نام خلیل احمد محمد شفیع ہے۔مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔۱۹۷۵ء میں مالیگاؤں ہائی اسکول سے ایس۔ایس۔سی کا امتحان پاس کیا۔۱۹۸۰ء میں انگریزی ادب سے بی۔اے اور ۱۹۸۲ء میں انگریزی ادب سے ایم۔اے کیا۔خلیل فریدی ایک اچھے افسانہ نگار، ناول نگار، مضمون نگار اور کالم نگار ہیں۔

۱۹۹۵ء میں روزنامہ ''ہندوستان'' میں پوسٹ ماٹم کے نام سے ایک کالم لکھنا شروع کیا۔جس میں سیاسی اور سماجی موضوعات پر مضامین لکھے۔اس کے بعد اخبار اسلاف میں ہائی لائٹ اور پوسٹ مارٹم کا نام سے مستقل کالم لکھے۔یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔خلیل فریدی اب زیادہ تر مضامین یورپ کے رد میں لکھتے ہیں۔ان کا لکھنے کا اسلوب سب سے جداگانہ اور نرالہ ہے۔ان کا کالم بڑی دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے۔انہوں نے کالم نگاری کے میدان میں ایک نمایاں مقام پیدا کیا ہے اور اس میدان میں سب سے طویل عرصے تک اور سب سے زیادہ کالم لکھنے کا ایک ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔

(۵۷) رئیس احمد شمس الضحیٰ

پیدائش:۲/اپریل ۱۹۵۹ء

مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔ گیارہویں آرٹس تک تعلیم حاصل کی۔ میدان صحافت میں آمد مراسلہ نگاری سے ہوئی۔ مختلف مقامی اخبارات میں مراسلے لکھتے تھے۔ پھر ایک چھوٹے سے واقعہ سے متاثر ہوکر ہفت روزہ ہاشمی آراز میں ''چھوٹی سی بات'' نام سے کالم لکھنے لگے۔ تین سو سے زائد قسطیں لکھیں۔ آج کل صحافتی کالم نگاری کی دنیا سے دور ہیں۔

(۵۸) **جاوید احمد (ابونبیل)**

پیدائش: ۳؍فروری ۱۹۶۲ء

پورا نام جاوید احمد نورالہدیٰ ہے۔ مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۹۰ء میں ڈی۔ ایڈ کا امتحان پاس کر کے ایس۔ ایم۔ خلیل پرائمری اسکول میں مدرس ہوئے اور وہیں صدر مدرس ہو گئے اب تک اسی عہدے پر فائز ہیں۔

اخبار اسلاف میں مضامین اور گراں قدر اداریے تحریر کئے۔ ان کا ایک اداریہ جو انہوں نے غالباً ۱۹۹۶ء میں ایک فائنانس کمپنی ''الفہد'' کے خلاف لکھا وہ اردو صحافت کی جان بن گیا۔ ان کے اس مضمون کو پڑھ کر بہت سے لوگوں نے سرمایہ کاری نہیں کی اور بہت سے لوگوں نے اپنا لگا ہوا سرمایہ نکال لیا اور آخر کار وہی ہوا جسکا جاوید احمد نے اپنے ادریے میں خدشہ ظاہر کیا تھا۔ یعنی کمپنی عوام کا لاکھوں روپیہ لے کر فرار ہوگئی۔ جاوید احمد کے اس مضمون لوگوں کا لاکھوں روپیہ بچالیا۔ اخبار اسلاف میں ایک اور مستقل کالم ''ریاض الجنۃ'' کے نام سے جاری کیا۔ ابونبیل کے فرضی نام سے لکھتے تھے۔ آج کل اسکولی مصروفیات کے سبب مضمون نگاری اور کالم نگاری کا سلسلہ متروک ہے۔

(۵۹) **مولانا ابورضوان محمدی**

پیدائش: ۱۵؍جون ۱۹۶۵ء

مولانا ابورضوان محمدی مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول میں حاصل کی۔ پھر جامعہ محمدیہ منصورہ میں داخلہ لیا اور عالمیت اور فضیلت کی سند حاصل کی۔ اس کے بعد جامعہ سلفیہ بنارس میں داخلہ لیا اور فضیلت کی سند پائی۔ مولانا کا موضوع یوں تو دینیات ہے مگر مقامی، قومی اور بین الاقوامی سیاست پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ اخبار اسلاف میں گراں قدر مضامین اور اداریے تحریر کیے۔ اخبار اسلاف کی مجلس ادارت میں شامل ہیں۔ ماہنامہ صوت الحق میں مضامین لکھے جو بے حد مقبول ہوئے۔ انہیں صوت الحق کا ایڈیٹر بھی بنایا گیا جس کے

بعد صوت الحق کے میعار کو بلندی نصیب ہوئی۔آج کل صحافتی سرگرمیاں اتنے عروج پر اگر چہ نہیں ہیں مگر بند بھی نہیں ہیں۔

(٦٠) **شکیل احمد رحمانی**

پیدائش:١٦/اگست ١٩٦٧ء

پورا نام شکیل احمد ابن عبدالستار ہے۔بی۔ایس۔سی۔بی۔ایڈ تک تعلیم حاصل کی۔امبڑ ضلع جالنہ میں صلاح الدین ہائی اسکول میں مدرس ہیں۔روزنامہ انقلاب کے کالم''خالی پیلی''سے مضمون نگاری کی شروعات کی۔١٩٨٧ء میں ایک مضمون اسی کالم میں''شاعر اور شرابی''شائع کروایا۔١٩٨٧ء میں پاگل کے عنوان سے مضمون شائع ہوا۔اسی سال کرکٹ ورلڈ کپ منعقد ہوا۔اس موضوع پر ان کا ایک مضمون پورے ایک صفحے کا انقلاب میں شائع ہوا جسے مشہور قلمکار اور صحافی ساجد رشید نے''دستاویزی''قرار دیا۔مشہور اداکار اور گلوکار کشور کمار کی وفات پر ایک معلوماتی مضمون نومبر ١٩٨٧ء میں اردو ٹائمز میں شائع ہوا۔اس کے بعد کرکٹ۔اولمپک گیمز،ہاکی،ٹینس،فٹبال،ایشین گیمز،اور ڈیوس کپ سے متعلق مضامین انہوں نے لکھے۔مختلف کھلاڑیوں کی زندگی کے متعلق مضامین لکھے۔گلوکاروں کے فن سے متعلق مضامین لکھے۔ان میں کندن لال سہگل،کشور کمار،محمد رفیع،ہیمنت کمار اور مکھر جی شامل ہیں۔ان مضامین کی تعداد سو سے زیادہ ہے۔اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ انقلاب کا پورا صفحہ ان کے لئے وقف کر دیا جاتا تھا۔اردو صحافتی میدان میں اس قسم کے مضمون نگار خال خال ہی ملتے ہیں۔

(٦١) **عبدالحلیم صدیقی**

پیدائش:٢٠/دسمبر ١٩٦٩ء

پیدائش مالیگاؤں کی ہے۔١٩٨٤ء میں مالیگاؤں ہائی اسکول سے ایس۔ایس۔سی کا امتحان پاس کیا۔جمہور ہائی اسکول اینڈ جونیئر کالج میں برہویں جماعت تک پہنچے مگر امتحان نہ دے سکے۔صحافت کی ابتدا ١٩٩١ء میں ہفت روزہ سٹی زن ٹائمز سے کیا۔دوسال تک اس سے منسلک رہے۔١٩٩٣ء میں روزنامہ''شامنامہ''سے منسلک ہوئے۔شامنامہ میں رپورٹر کی حیثیت سے کام کیا۔جائزاتی مضامین لکھے۔شہر کی بزرگ شخصیات کر انٹرویو لئے۔

شامنامہ سے علاحدہ ہوکر اپنا ذاتی سیاسی رسالہ''فاتح عالم''جاری کیا جو چند شماروں کے بعد بند ہوگیا۔شہر کے بے شمار اخبارات میں کام کیا۔فی الحال''بیداری''نام سے ایک ہفت روزہ اخبار نکال رہے ہیں

۔عبدالحلیم صدیقی ایک پیشہ ور صحافی ہیں۔ان کے اخبارات ورسائل نے وہ مقبولیت نہیں پائی جوخود عبدالحلیم صدیقی کے حصے میں آئی۔

(۶۲)آصف اقبال مرزا

پیدائش: یکم جون ۱۹۷۲ء

آصف اقبال مرزا کے والد اکبر مرزا شہر کے مشہور آرٹسٹ اور خطاط تھے۔اکثر مقامی اخبارات کے خوبصورت ٹائٹل انہوں نے ہی بنائے ہیں۔آصف اقبال نے بارہویں پاس کرنے کے بعد ڈی۔ایڈ کیا۔ بعدازاں ڈرائنگ کا کورس کیا۔اچھے کاتب،افسانہ نگاراوراداکار ہیں۔ربراسٹیمپ بنانا پیشہ ہے۔

آصف اقبال ایک کالم نویس بھی ہیں۔شہر میں کالم نویسی میں ایک ریکارڈ قائم کیا ہے۔۱۹۸۷ء میں ہفت روزہ''ہاشمی آواز''میں اپنی نوعیت کا مستقل کالم لکھ رہے ہیں۔گذشتہ تقریباً ۲۸ برسوں سے ان کا ایک کالم'' سوال آپ کے جواب آصف مرزا کے'' بلا ناغہ پابندی سے لکھ رہے ہیں جسمیں وہ قارعین کے پوچھے گئے سوالات کا مناسب جواب دیتے ہیں۔یہ کالم اپنی نوعیت کا انوکھا اور اکلوتا ہے۔شہر دیگر کئی اخبارات میں وہ کالم نویسی کررہے ہیں۔

(۶۳)طاھرانجم صدیقی

پیدائش: یکم/جون ۱۹۷۷ء

پورا نام محمد طاہر محمد صدیق ہے۔بارہویں کا امتحان پاس کرنے کے بعد اے۔ٹی۔ڈی کا متحان پاس کیا۔اور پاورلوم کی صنعت سے جٹ گئے۔

طاہر انجم بنیادی طور پر افسانہ نگار ہیں۔ان کے بہت سے مضامین مقامی اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔مزاح نگاری نے انہیں مزاحیہ اخبار نکالنے پر مجبور کردیا۔ ۲۰۱۴ء میں اپناذاتی مزاحیہ اخبار''چورن ٹائم'' جاری کیا۔جوکل تیس شماروں کے بعد مالی پریشانیوں کے سبب بند ہوگیا۔اس اخبار میں وہ اداریہ اورکئی کالم تحریر کرتے تھے۔

(۶۴)ندرت انقلابی

ندرت صاحب انگنوسیٹھ کا ملا،مالیگاؤں کے حافظ عبداللہ کے انقلابی فرزند تھے۔نام جمیل الرحمن تھا۔ تخلص ندرتؔ اور انقلابی لقب تھا۔حضرت اختر مالیگانوی کے شاگرد تھے۔انقلابی کا لقب ان احباب نے انہیں

انگریزوں کے خلاف ان جذبات اور آزادی کے لئے ان کے جوش وخروش کے پیش نظر دیا تھا۔ادب،شاعری اور صحافت سے فطری لگاؤ تھا۔اس وقت کے بڑے بڑے صحافیوں سے ندرت صاحب کے مراسم بہت اچھے تھے۔حافظ بہادر علی خاں، ہلال احمد زبیری (انصار۔دہلی) ابراہیم ہوش (عصر جدید۔کلکتہ) عبدالحمید انصاری (انقلاب۔ممبئی) کہکشاں (دہلی) سید کاظم دہلوی وغیرہ ندرت صاحب کے قدرداں تھے۔

ندرت صاحب نے مولانا نعمانی کی خدمت میں رہ کر اردو صحافت کی عملی خدمت کی۔مالیگاؤں میں اردو صحافت کو مقبولیت دلانے میں ندرت صاحب کا بڑا حصہ ہے۔ساتھی نہال احمد نے اپنے اخبار کی جملہ باگ ڈور ندرت صاحب کے ہاتھوں میں ہی دی تھی۔

(۶۵) محمد امین عشرت

محمد امین عشرت اپنی ذات میں انجمن تھے۔تعلیم یافتہ تھے۔صحت مند فکر اور نظریات کے حامل تھے۔اپنا ذاتی اخبار تہذیب جاری کیا۔تہذیب کے مضامین اور تحریریں باوقار،علم کی گہرائی اور تفکر کی حامل ہوتی تھیں۔تہذیب کے تبصروں میں صحافتی جلال کے بجائے ادبی جمال ہوتا تھا۔تہذیب صحت مند اور تعمیری خیالات کا ترجمان تھا۔عشرت صاحب نے نوجوانوں کی تربیت کے لئے تہذیب کو نئی نسل کے صحافیوں کے حوالے کر دیا تھا۔عبدالمجید سرور،احمد نسیم مینا نگری، یوسف فیض، ماسٹر محمد عمر انصاری، ماسٹر عبدالوحد انصاری اور عبدالرحمن شیخ اس کے خاص لکھنے والے تھے۔

(۶۶) عبدالرحمن شیخ

مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔انگریزی کے ساتھ ساتھ عربی زبان مولانا عبدالحمید نعمانی سے سیکھی۔جماعت اسلامی کے رکن تھے۔موصوف کی شخصیت نفاست پسند تھی۔اپنے رکھ رکھاؤ،سلیقے،تہذیب،اور لب ولہجے کی وجہ سے نمایاں ہیں۔ہفت روزہ نوائے مشرق میں صحافتی ذمہ داریاں نبھائیں۔عبدالرحمن شیخ السبیل، تہذیب، تیور، سرور ٹائمز، اکبر ٹائمز وغیرہ اخبارات کو قلمی تعقون دیتے رہے۔موصوف کی نثر پختہ اور افکار و نظریات صحت مند تھے۔موصوف کا کے قلیم میں بے باکی،فکر انگیزی،اور سچائی تھی۔موصوف نے مالیگاؤں میں اردو صحافت میں کافی خدمات انجام دیں۔بقید حیات ہیں مگر فی الحال درازی عمر کے سبب صحافتی میدان سے دور ہیں۔

(۶۷) نہال احمد مولوی محمد عثمان

نہال احمد مالیگاؤں کے سب سے مشہور سیاسی لیڈر تھے۔جن چند شخصیات کی وجہ سے مالیگاؤں کی شناخت تھی ان میں ایک نہال صاحب تھے۔نہال صاحب سوشلسٹ نظریات کے حامل تھے۔موصوف مالیگاؤں میں ۳۰ سال تک ایم ایل اے رہے۔مہاراشٹر حکومت میں کابینی وزیر اور حزب مخالف کے لیڈر رہے۔اپنی بیبا کی اور بے خوفی کی وجہ سے پورے ملک میں پہچانے جاتے ہیں۔یہی بیبا کی اور بے خوفی میدان صحافت میں بھی رہی۔نہال صاحب مالیگاؤں شاید پہلے ایسے لیڈر ہیں جو خود اداریہ لکھتے ہیں۔ان کی پارٹی کا آرگن ہفت روزہ عوامی آواز ہے۔موصوف کی خاص بات یہ تھی کہ اپنی عمر کے آخری دنوں تک باناغہد اریہ تحریر کیا۔موصوف کے اداریے آسان اور عام فہم ہوتے تھے۔مگر بیبا کی اور بے خوفی میں اپنی مثال آپ رہا کرتے تھے۔۲۹ رفروری ۲۰۱۶ء کوموصوف کے انتقال کے ساتھ ہی مالیگاوں میں سیاست اور صحافت کا یک باب بند ہوگیا۔نہ صرف مالیگاؤں کی سیاست بلکہ مالیگاؤں کی صحافت میں بھی نہال صاحب کی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔

(۶۸) محمد ھارون عرف مولانا

نام محمد ہارون ہے۔مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔اینگلو اردو ہائی اسکول میں تعلیم حاصل کی۔مولانا عبدالحمید نعمانی کے تربیت یافتہ ہیں۔اپنا ذاتی اخبار ہم سب جاری کیا جو ٹائپ میں نکلتا تھا۔ہم سب حق گوئی اور بیبا کی میں اپنی مثال آپ تھا۔ہارون صاحب مارکسی نظریات کے حامی تھے۔۱۹۶۳ء میں مالیگاؤں میں پھوٹ پڑنے والے بھیانک فسادکی رپورٹنگ ہم سب نے شائع کر کے صحافت کا حق ادا کر دیا۔

ہارون مولانا ہم سب ٹائپ میں نکالتے تھے جسکے لئے مختصر نویسی کی ضرورت پڑتی تھی۔اس طرح ہم سب کے طفیل مالیگاؤں میں مختصر نویسی کی شروعات ہوئی۔ہارون مولانا کے دوسرے اہم ساتھ شعبان جامعی تھے۔

(۶۹) لطیف شفائی

مالیگاؤں کی اردو غزل میں منفرد رنگ و آہنگ کے مالک،ادب اور شاعری،صحافت اور سیاست ہر نا قدانہ نظر رکھنے والے تھے۔مالیگاؤں کی صحافت میں اپنے صحافیانہ مضامیں کی وجہ سے جانے جاتے تھے۔لطیف شفائی نے عوامی آواز،اکبر ٹائمز،انور مطلع اور یادگار نشاط میں اپنے قلم کی جولانیاں دکھاتے رہے۔تحریر میں بیبا کی،حق بیانی اور انفرادیت تھی۔مالیگاؤں کی صحافت میں لطیف شفائی کا نام بڑے ادب واحترام سے لیا جائے

گا۔

(۷۰)اشفاق احمد انصاری کامریڈ

اشفاق احمد کی پیدائش مالیگاؤں کی ہے۔ترقی پسند اور انقلابی خیالات کے حامل تھے۔بلدیہ کے رکن رہےاور ناسک ضلع اردو پتر کار سنگھ کےصدر بھی رہے۔۱۹۷۷ء میں اپنا ذاتی اخبار شوق جاری کیا جو ۱۹۹۲ءتک تقریباً ۱۵ سال تک بلاناغہ کامیابی سے جاری رہا۔فکر انگیز اداریہ اور مضامین لکھتے تھے۔اشفاق انصاری کے انتقال کے ساتھ ہی شوق بند ہو گیا۔

(۷۱)عبدلواحد انصاری

مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔ابتدا میں مدرس تھے بعد میں مدرسی ترک کر کےعطر فروشی کا ذاتی کاروبار شروع کیا۔قدرت نےقلم کی طاقت عطا کی تھی جسے آزمانے کے لیے اپنا ذاتی اخبار ہفت روزہ زاہد ۱۹۷۰ء میں جاری کیا جوجلد ہی بند ہو گیا۔اپنے اخبار کے ساتھ ساتھ انوار مطلع،اکبر ٹائمز،السبیل،نوائے مشرق،تیوراور تہذیب میں بھی لکھتے تھے۔قلم میں بیبا کی اور جرات تھی۔انتقال کے ساتھ ہی تمام سرگرمیاں ختم ہو گئیں۔

(۷۲)کلیم احمد زین العابدین دانش

کلیم احمد کی پیدائش مالیگاؤں میں ہوئی۔موصوف کا شمار اعلیٰ تعلیم یافتہ صحافیوں میں ہوتا ہے۔بیک وقت تین اخبارات عوامی آواز، ہفت روزہ ڈسپلن اور روزنامہ ڈسپلین نہایت پابندی اور کامیابی سے نکال رہے ہیں ۔اپنی مخصوص طرز کی خبریں،تبصرے،پالیسی کے عین مطابق تحریر،تحریر میں بیبا کی،بےخوفی،بے لاگی،اور جزئیات نگاری ان کی خصوصیت ہے۔تینوں اخبارات مالیگاؤں کی اردوصحافت میں طاق ہیں۔

(۷۳)صوفی غلام رسول

مالیگاؤں کی پیدائش ہے۔اپنا ذاتی اخبار صدائے اہلسنت نکالتے تھے جو ان دنوں بند ہے۔اخبار اہلسنت اور صوفی خیالات کا ترجمان ہے۔صوفی صاحب اس میں مضامیں لکھتے ہیں۔

(۷۴) عمر ضیاء

مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔اچھے خوش نویس ہیں۔مالیگاؤں کے متعدد اخبارات کی کتابت کرتے کرتے اپنا ذاتی اخبار ''المغیث'' جاری کر دیا۔اخبار غیر سیاسی تھا۔مسلک اہلسنت کا ترجمان تھا۔جلد ہی بند ہو گیا۔

(۷۵)عبدالوحد شفق انصاری مرحوم

مرحوم ندرت انقلابی مالیگاؤں کے پہلے عوامی صحافی کے رفقا میں سے ہیں۔صحافت سیاست اور ادب سے مرحوم کو خصوصی لگاؤ اور نسبت رہی۔ باوقار شخصیت، بارعب آواز کے علاوہ تحریر و قلم میں بھی دبدبہ تھا۔شروع شروع میں ہندوستان، انقلاب، بلٹز (ممبئ) ⊕ میں سیاسی مضامین لکھا کرتے تھے۔ان کے ساتھ غزلیں اور ہزلیں بھی شائع ہوتی تھیں۔ یہ سب حالات حاضرہ کی مناسبت لکھا کرتے تھے۔ مارکسٹ کیمونسٹ پارٹی کے نظریات کے ماننے والے تھے۔ مالیگاؤں سے نکلنے والے پیپلز ڈیلی اور یادگار نشاط میں ادارتی ذمی داریاں نبھاتے تھے۔ یادگار نشاط مارکسٹ کیمونسٹ نظریات کا ترجمان تھا۔چین سے جنگ اور مارکسٹ نظریات رکھنے کے باعث DIR کے تحت گرفتار کر لیے گئے۔ ۱۱/ماہ تک ناسک سینٹرل جیل میں نظر بند رہے۔دوران اسارت اہلیہ بائی لانگلینکر کے توسط سے بیرسٹر رجنی پٹیل نے ہائی کورٹ میں رٹ داخل کی۔عدالت نے حکومت وقت کو رہائی کا حکم دیا۔لیکن یہ بھی حکم دیا کہ اگر سرکار کو خدشہ ہے کہ شفق انصاری کی رہائی سے امن عامہ کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے تو افراد خاندان کی کفالت کے لیے ہر ماہ ڈھائی سو روپے ادا کئے جائیں۔عدالت کے اس حکم کی بنیاد پر پرانت آفس سے ۱۱/ماہ تک ڈھائی سو روپے ماہانہ خرچ ادا کیا جاتا تھا۔

۳۰/اپریل ۱۹۹۴ء کو انتقال ہوا۔

(۷۶) حاجی شبیر احمد (سیٹھ)

پورا نام حاجی شبیر احمد حاجی غلام رسول ہے۔ مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔حاجی شبیر احمد مالیگاؤں کی سیاست کا اہم حصہ ہیں۔ مالیگاؤں میں مثبت سیاست کے لیے اپنی مثال آپ ہیں۔ مالیگاؤں بلدیہ کے صدر رہے۔ مالیگاؤں سے ایم۔ایل۔سی رہے۔اپنی سیاسی زندگی میں بہت سے اہم تعمیری کام کیئے اور شہر کو تعمیر و ترقی کی نئی راہیں دکھائیں۔میدان سیاست میں ان صدر بلدیہ کا دور ایک سنہرے ودر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔میدان سیاست کے ساتھ ساتھ میدان صحافت میں بھی قدم رکھا۔میدان صحافت میں بھی مثبت صحافت کی شروعات کی اور ایک مثال قائم کردی۔ ۱۹۸۰ء میں اپنا ذاتی اخبار سٹی زن ٹائمز جاری کیا۔ مصطفی نوری، خیال انصاری، عبدالمجید سرور، احسان الرحیم وغیرہ اس میں کام کرنے والے تھے۔مولانا محمد حنیف ملی اس کے خاص لکھنے والے تھے۔سٹی زن ٹائمز کا طریقۂ کار یہ تھا کہ دوسروں پر تنقید کے بجائے اپنے کاموں کا تذکرہ کیا جائے۔سٹی زن ٹائمز مالیگاؤں کا پہلا اخبار تھا جس نے تصویری صحافت کا اہمیت دی۔ ہفت روزہ سٹی زن ٹائمز کے بعد اپنا دوسرا ذاتی اخبار روزنامہ آواز مالیگاؤں جاری کیا۔سٹی زن ٹائمز اور آواز مالیگاؤں دونوں اخبارات میں تنقیدی صحافت کے

بجائے صحت مند تبصرے اور اور سنجیدہ مضامین کی اشاعت کو اہمیت دیجاتی تھی۔حاجی شبیر احمد کے دونوں اخبارات کانگریس پارٹی کے آرگن تھے۔حاجی شبیر احمد کی وفات کے ساتھ ہی مالیگاؤں کی تعمیری سیاست اور صحافت کاسنہرادور ختم ہوگیا۔

(۷۷) الحاج عبدالعزیز مقادم

الحاج عبدالعزیز مقادم مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔مالیگاؤں کی پاورلوم صنعت سے وابستہ ہیں۔ایک کامیاب صنعت کار ہیں۔پاورلوم کے ساتھ ساتھ سماجی کاموں اور صحافتی سرگرمیوں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ ہفت روزہ سٹی زن ٹائمز سے مضامین لکھنے کا آغاز کیا۔روزنامہ آواز مالیگاؤں،خیر اندیش،سرور ٹائمز اور روزنامہ شامنامہ میں مضامین لکھتے رہے۔آج کل روزنامہ شامنامہ میں مستقل مضمون لکھتے ہیں۔ہر ہفتہ جمعرات ایڈیشن میں ایک مضمون بلاناغہ لکھتے ہیں۔ان کے مضامین میں فکرانگیزی پائی جاتی ہے۔مضامین حالات حاضرہ کے موضوعات پر مقامی سیاست اور قومی سیاست پر لکھتے ہیں۔مضامین میں بیبا کی پائی جاتی ہے۔

(۷۸) خطیب انصاری

خطیب انصاری مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔ان کا شمار مجاہدین آزادی میں ہوتا ہے۔اپنا ذاتی اخبار زبان خلق ہفت روزہ جاری کیا جو آج تک جاری ہے۔خطیب انصاری شہری اور سماجی مسائل کے علاوہ ملکی اور ملی سطح کے مسائل پر مضامین شائع کرتے ہیں۔ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے عتیق خطیب زبان خلق نکال رہے ہیں۔اخبار جاری ہے مگر بڑی خاموشی سے نکلتا ہے۔

(۷۹) مصطفی نوری

نام محمد مصطفی نوری ہے۔مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔ہفت روزہ سٹی زن ٹائمز سے صحافت کے میدان میں قدم رکھا۔ ہفت روزہ سٹی زن ٹائمز سے علاحدہ ہوکر اپنا ذاتی اخبار ویورس ٹائمز جاری کیا۔ویورس ٹائمز زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکا۔بعد میں اسے احتشام انصاری کو سونپ دیا۔احتشام انصاری بھی اسے زیادہ دنوں تک جاری نہ رکھ سکے۔

(۸۰) عزیز الرحمن

عزیز الرحمن نے مالیگاؤں میں تعلیمی صحافت کا آغاز کیا۔مالیگاؤں میں تعلیمی صحافت کا کامیاب تجربہ کیا۔اپنا اخبار طالب علم جاری کیا جو نہ صرف مالیگاؤں بلکہ پورے مہاراشٹر میں طلبہ کے لیے فائدہ مند ثابت ہوا

۔طالب علم نہایت کامیابی سے جاری رہا۔اس کے علاوہ ایک مزاحیہ اخبار چورن جاری کیا جس میں خبریں، مضامین اورسرخیاں سب کچھ مزاحیہ انداز میں لکھے جاتے تھے۔ بعد میں چورن بند ہوگیا۔طالب علم اب بھی جاری ہے مگراب اس کی شکل تعلیمی گائیڈ اور میگزین کی ہے۔عزیز الرحمن کے انتقال کے بعد ان کے فرزند ط الرحمن طالب علم کامیابی سے نکال رہے ہیں۔

(۸۱)سرفراز احمد خان آرزو

ممبئی کے مشہور روز نامہ اخبار ہندوستان کے مالک ومدیر، مشہور اور بیباک صحافی مشہور خلافتی مجاہد غلام احمد خان آرزو مرحوم کے فرزند ہیں۔روز نامہ ہندوستان،ممبئی کے مالک ومدیر ہیں۔حق گوئی وبے باکی کے لیے مشہور ہیں۔سرفراز صاحب نے شہر مالیگاؤں سے بھی روز نامہ ہندوستان کا مالیگاؤں ایڈیشن شروع کیا۔ ہندوستان مالیگاؤں سے جاری ہوا۔مگر زیادہ برس جاری نہ رہ سکا۔سرفراز صاحب اس کے لیے بڑی محنت کرتے تھے۔ہمیشہ ممبئی اور مالیگاؤں کے سفر پر رہتے تھے۔مالیگاؤں سے ہندوستان بند ہوگیا مگر ممبئی سے سب تک جاری ہے۔

(۸۲) مجیب رضوی

مجیب رضوی مالیگاؤں میں پیدا ہوئے۔میدان صحافت میں بہ حیثیت خوش نویسی وارد ہوئے۔اورنگ آباد ٹائمز اورشامنامہ میں کتابت کرتے تھے۔جلد ہی کتابت کی دنیا سے آزاد ہوگئے اور آزادانہ صحافت میں دلچسپی کے سبب مالیگاؤں سے جاری ہونے والے مبشر،سٹی زن ٹائمز،روز نامہ ہندوستان،جدید ملت،اور پرنس میں صحافتی خدمات انجام دینے لگے۔اس طرح اردو صحافت میں کتابت کے علاوہ بھی صحافتی خدمات نجام دیتے رہے۔آج کل ساری سرگرمی ٹھپ ہے۔

(۸۳) جمیل احمد(پینٹر)

مالیگاؤں کے صحافتی افق پر کتابت سے صحافت کی دنیا میں قدم رکھنے والے صحافیوں میں جمیل انصاری کی شخصیت نمایاں ہے۔انہوں نے ابتدا خوش نویسی سے کی بعد میں صحافت کو میدان بنالیا۔سب سے پہلے ہفت روزہ معیشت جاری کیا۔مگر زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکا۔دوبارہ میدان صحافت میں قسمت آزمائی کی ہفت روزہ بین اسطور جاری کیا۔یہ اخبار بھی زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکا۔ہر چند کہ دو اخبار بند ہوگئے مگر جمیل انصاری نے صحافت کے میدان سے رشتہ بحال رکھا۔ ہفت روزہ مبشر میں کام کیا۔مبشر کے بند ہونے کے بعد

جمیل انصاری نے میدان صحافت کو خیر آباد کہہ دیا۔

(۸۴) سید روشن علی قاضی

سید روشن علی قاضی کی پیدائش مالیگاؤں میں ہوئی۔ان کے والد سید عباس علی قاضی مجاہد آزادی تھے۔سید روشن علی ہفت ورزہ نشان افق کے مالک ومدیر تھے۔ان کا تعلق میدان سیاست اور میدان صحافت دونوں سے

تھا۔نشان افق مالیگاؤں کا بے باک اردو ہفت روزہ اخبار تھا۔جو مالیگاؤں کی مقامی سیاست کے ممبئ کے مشہور روز نامہ اخبار ہندوستان کے مالک ومدیر،مشہور اور بیباک صحافی مشہور خلافتی مجاہد غلام احمد خان آرزو مرحوم کے فرزند ہیں۔روز نامہ ہندوستان ممبئ کے مالک ومدیر ہیں۔حق گوئی وبے باکی کے لیے مشہور ہیں۔سرفراز صاحب نے شہر مالیگاؤں سے بھی روز نامہ ہندوستان کا مالیگاؤں ایڈیشن شروع کیا۔ہندوستان مالیگاؤں سے جاری ہوا۔مگر زیادہ برس جاری نہ رہ سکا۔سرفراز صاحب اس کے لیے بڑی محنت کرتے تھے۔ہمیشہ ممبئ اور مالیگاؤں کے سفر پر رہتے تھے۔مالیگاؤں سے ہندوستان بند ہوگیا مگر ممبئ سے سب تک جاری ہے۔

(۸۵) محمد ابراھیم

پورا نام محمد ابراہیم محمد قاسم ہے۔محمد ابراہیم نے مالیگاؤں سے کئی اخبارات جاری کیئے۔محمد ابراہیم کا صحافتی شعور بہت بیدار ہے۔انہوں نے ہفت روزہ یوتھ آرگن جاری کیا۔محمد ابراہیم کا قلم حق گو اور بے باک ہے۔انہوں نے اردو اخبار کے ساتھ ساتھ انگریزی اخبار بھی جای کیا۔انگریزی یوتھ آرگن بھی خود ہی لکھتے تھے۔انہوں نے ایک اور اخبار جواں مرد جاری کیا جو تین چار شمارے ہی نکل سکا۔یوتھ آرگن بند ہونے کے بعد دوبارہ جاری ہو ہے۔محمد ابراہیم کو اپنی بے باک صحافت کی وجہ سے جیل بھی جانا پڑا۔

(۸۶) محمد اصغر انصاری

اصغر انصاری بنیادی طور پر ایک اچھے سماجی خدمت گار تھے۔سرکاری امن کمیٹی کے ممبر تھے۔انہوں نے اپنا ذاتی اخبار ندائے بنکر جاری کیا۔ندائے بنکر حکومت کے اشتہارات کی فہرست پر تھا۔اصغر انصاری کے انتقال کے ساتھ ہی ندائے بنکر بند ہوگیا۔

(۸۷) محمد یوسف (منا)

مالیگاؤں میں اردو صحافت کے میدان میں کاتبوں کی خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں۔بہت سے

کاتب اسی دروازے سے صحافت کی دنیا میں داخل ہوئے۔کمپیوٹر کی ایجاد جہاں ہر شعبے کو متاثر کیا وہیں صحافت کا میدان بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔کمپیوٹر کی آمد سے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔کاتبوں کی جگہ کمپیوٹر آپریٹروں نے سنبھال لی۔یوسف منا انہیں کمپیوٹر آپریٹروں میں سے ہیں۔مالیگاؤں سے روزنامہ ہندوستان جاری ہوا تو محمد یوسف اس کے پہلے کمپیوٹر آپریٹر تھے۔ٹائپنگ کی اچھی رفتار تھی۔آہستہ سے میدان صحافت میں داخل ہو گئے۔اپنا ذاتی اخبار ''نشان ہند'' جاری کیا۔اخبار کامیابی سے جاری رہا مگر تلاش معاش میں ممبئی نقل مکانی کے سبب اخبار بند کرنا پڑا۔

(۸۸) شھزاد ملک (بی۔اے)

شہزاد ملک کی پیدائش مالیگاؤں کی ہے۔تاریخ مضمون سے بی۔اے کیا۔انگریزی اسکول میں ٹیچر ہو گئے۔فی الحال اے۔ٹی۔ٹی ڈی ایڈ کالج میں ٹیچر ہیں۔خوش نویس عمر ضیاء کے اخبار المغیث صحافت کے میدان میں داخل ہوئے۔ہلکے پھلکے مضامین لکھتے تھے۔المغیث۔جدید ملت اور ہفت روزہ پرنس میں مضامین لکھتے تھے۔عمر ضیاء کے المغیث کے بند ہونے کے بعد شہزاد ملک بھی میدان صحافت سے غائب ہو گئے۔

(۸۹) احتشام انصاری

احتشام انصاری کا شمار شہر کے اچھے صحافیوں میں ہوتا ہے۔مالیگاؤں کے بابائے صحافت مولانا نعمانی کے نواسے ہیں۔سٹی زن ٹائمز سے میدان صحافت میں وارد ہوئے اور پھر اسی میدان کے ہو کر رہ گئے۔صحافت کو ہی اوڑھنا بچھونا بنایا۔بعد میں محمد مصطفی نوری کے ہفت روزہ اخبار کا دوبارہ اجرا کیا مگر زیادہ دنوں تک جاری نہ رکھ سکے۔صاف ستھری زبان،میعاری تلفظ،صحت مند تبصرے ان کی پہچان ہیں۔بعد میں روزنامہ انقلاب سے منسلک ہو گئے اور مالیگاؤں میں سیاسی سرگرمیوں کے الوداع کہہ دیا اور ممبئی منتقل ہو گئے تھے۔ان دنوں مالیگاؤں واپس تو لوٹ گئے ہیں مگر فی الحال صحافتی میدان سے دور ہیں۔

(۹۰) اشفاق احمد صدیقی

اشفاق احمد ایک قابل نوجوان ہیں۔روزنامہ مبشر سے صحافت کے میدان میں داخل ہوئے اور اسی کے ہو کر رہ گئے۔مالیگاؤں کے جن چند صحافیوں میں صحافتی شعور ہے اشفاق احمد صدیقی ان میں شامل ہیں۔مراٹھی کا بامحاورہ ترجمہ کرنے پر ان کو عبور حاصل ہے۔خبریں لکھنے کے فن سے واقف ہیں۔روزنامہ مبشر کے بعد روزنامہ ہندوستان سے منسلک رہے۔پھر ہفت روزہ جدید ملت اور پرنس میں لکھنے لگے۔بعد میں جب روزنامہ ترجمان

اردو جاری ہوا تو اس بنیادی ذمہ داروں میں شامل رہے۔آج کل مالیگاؤں سے گذشتہ برس جاری ہوئے روزنامہ ''بنکرا یکسپریس'' سے منسلک ہیں۔اور بڑی کامیابی سے، نئے گیٹ اپ اور خوبصورت سیٹنگ کے ساتھ اخبار نکال رہے ہیں۔

مالیگاؤں کے اردو اخبارات (جاری و بند)

نمبر شمار	اخبار کا نام	نوعیت	دورانیہ	جاری/بند	سن اشاعت	مالک/ایڈیٹر	بند ہونے کی وجہ
۱	بیداری	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1935	عبدالحمید نعمانی	مالی دشواری
۲	تاج	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	1935	عبدالرحیم خان صاحب	ـ
۳	آزاد	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1946	محمد عمر جوشؔ	مالی دشواری
۴	پیغام	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1948	محمد عمر جوشؔ	مالی دشواری
۵	آرزو	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1954	محمد عمر جوشؔ	مالی دشواری
۶	عوامی آواز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ		1955	زین العابدین دانش/نہال احمد	ـ
۷	تہذیب	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1957	محمد امین عشرت	مالی دشواری
۸	تیور	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	9158	عبدالمجید سرورؔ	قانونی مقدمات
۹	تم ہم	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1960	اے۔ایچ نذیری	نامعلوم
۱۰	نوائے مشرق	دینی	ہفت روزہ	بند	1960	لطیف عزیز	مالی خسارہ
۱۱	کیفی				1963	عبداللطیف جعفری	مالی خسارہ
۱۲	پروان	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1960	تاباں مقادم	قانونی مقدمات
۱۳	شورش	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1965	محمد جوش	مالی خسارہ
۱۴	جرأت	دینی	ہفت روزہ	بند	1965	اطہرؔ الخیری/بوہرہ جماعت	ـ
۱۵	پسینہ	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1966	احمد نسیم مینانگری	مالی دشواری
۱۶	اکبر ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ		1966	محمد اسمعیل اکبر	عدم جانشینی
۱۷	ہم سب	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1966	محمد ہارون (مولانا)	مالی خسارہ
۱۸	زبان خلق	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	1968	عبدالخالق خطیب انصاری	ـ
۱۹	بے باک	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	1968	ہارون بی۔اے	ـ
۲۰	مالیگاؤں ٹائمز	اردو سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1968	احمد شبراتی	مالی خسارہ
۲۱	سرور ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1968	عبدالمجید سرورؔ	مالی خسارہ
۲۲	البیان	دینی	ہفت روزہ	جاری	1970	محمد سلیم	ـ

۲۳	السبیل	دینی	ہفت روزہ	بند	1970	لطیف عزیز	مالی خسارہ
۲۴	انصار ویکلی	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1970	حفیظ آ مالیگانوی	مالی خسارہ
۲۵	زاہد	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1970	عبدالرشید کیپٹن	مالی خسارہ
۲۶	بے خطر	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1970	عبدالستار فنا	مالی خسارہ
۲۷	پیپلز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1971	گوند مہادیو سونجے	مالی خسارہ
۲۸	شہریار	سیاسی/سماجی	سیاسی/سماجی	جاری	1971	حمید اختر	ـ
۲۹	مالیگاؤں۔ویکلی	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1972	محمد غوث	نامعلوم
۳۰	ثبات	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1992	احمد نسیم مینانگری	مالی خسارہ
۳۱	ندائے مالیگاؤں	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1973	نہال احمد	نامعلوم
۳۲	انوار مطلع	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1973	محمد حسن مستری	مالی خسارہ /اختلافات
۳۳	آؤ ہم سب چلیں	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1975	شبیر احمد	ہجرت
۳۴	ندائے بنکر	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1975	اصغر انصاری	انتقال
۳۵	ڈسپلین	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	1975	کلیم دانش	ـ
۳۶	یوتھ آرگن	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	1975	محمد ابراہیم	ـ
۳۷	حیات نو	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1976	سرفراز افسرؔ	مالی خسارہ
۳۸	مزدور نمائندہ	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1976	سرفراز افسرؔ	مالی خسارہ
۳۹	ہم زباں	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1977	سرفراز افسرؔ	ـ
۴۰	شوق	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1977	انصاری اشفاق احمد	انتقال
۴۱	میعار زندگی	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	1978	عبدالمجید ماجد	ـ
۴۲	طالب علم	تعلیمی	ہفت روزہ	جاری	1978	عزیز الرحمن	ـ
۴۳	محافظ صحت	طبی	ہفت روزہ	بند	1980	حکیم محمد ذکریا	مالی خسارہ
۴۴	العروس	دینی	ہفت روزہ	بند	1978	محمد شمیم	مالی خسارہ
۴۵	انوار	دینی	ہفت روزہ	جاری	1979	مولانا عبدالحئی/محمد حسین شیدآ	ـ
۴۶	سٹی زن ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1980	حاجی شبیر احمد	مالی خسارہ
۴۷	گائیڈنس	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1980	ڈاکٹر رمضان	مالی خسارہ
۴۸	درس وتدریس	تعلیمی	ہفت روزہ	بند	1980	مختار یوسف/گل ایوبی	مالی خسارہ
۴۹	چورن	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1980	عزیز الرحمن	مقدمات
۵۰	سلسبیل	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1982	عبدا ٭	نامعلوم
۵۱	الانصاف	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1982	ہاشم انصاری	مالی خسارہ

۵۲	مالیگاؤں نیوز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1982	یوسف بھورے خان	مالی خسارہ
۵۳	صحت و سائنس	طبی	ہفت روزہ	بند	1983	ڈاکٹر رمضان	مالی خسارہ
۵۴	یادگار نشاط	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1983	مرتضیٰ انصاری	مالی خصارہ
۵۵	تازیانہ	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1985	مبین خاں غازی	مالی خسارہ
۵۶	پرنس	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	1985	ڈاکٹر عارف انجم	ـ
۵۷	شامنامہ	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	1987	شعیب خسرو/ڈاکٹر احمد ریاض	ـ
۵۸	خیر اندیش	ادب اطفال	ہفت روزہ	جاری	1987	خیال انصاری	ـ
۵۹	ہاشمی آواز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	1987	سمیع اللہ انصاری	ـ
۶۰	صوت الحق	دینی	ہفت روزہ	جاری	1987	مولانا مختار احمد ندوی/ارشد مختار	ـ
۶۱	ویورس ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1987	محمد مصطفی نوری	مالی خسارہ
۶۲	شناخت	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1987	عبدالستار فنا	مالی خسارہ
۶۳	آواز مالیگاؤں	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1988	حاجی شبیر احمد	مالی خسارہ/ افرادی قوت کی کمی
۶۴	ایجوکیسن نیوز سروس	تعلیمی	ہفت روزہ	بند	1988	شاہد خان	مالی خسارہ
۶۵	تبصرہ	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1989	اطہر الخیری	مالی خسارہ
۶۶	حالات کی زنجیر	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1991	جاوید انور	مالی خسارہ
۶۷	مالیگاؤں افق	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1992	اقبال قریشی	مالی خسارہ
۶۸	بلند اقبال	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1993	اقبال احمد (پہلوان)	مالی خسارہ
۶۹	سرکھشا مہاسنگھ	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	1993	ایم اسمعیل	ـ
۷۰	نعمانی ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1993	عبدالخالق صدیقی	مالی خسارہ
۷۱	معظم مجاہد	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1994	سید شبیر علی قاضی	مالی خسارہ
۷۲	الطاہرات	خواتین	ہفت روزہ	بند	1994	ثمینہ صالحاتی	مالی خسارہ
۷۳	میٹھا میوہ	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1994	لئیق احمد ناگپوری	مالی خسارہ
۷۴	بزم اطفال	ادب اطفال	ہفت روزہ	بند	1995	سلیم احمد رحمانی	مالی خسارہ
۷۵	اسلاف	دینی	ہفت روزہ	جاری	1995	ڈاکٹر سعید احمد فیضی	ـ
۷۶	نشان افق	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1995	سید عباس علی قاضی	مالی خسارہ
۷۷	روزنامہ	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	1995	عبدالرشید قادری	ـ
۷۸	تحفظ ملت	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	1995	لقمان انصاری	ـ
۷۹	عوامی عدالت	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1995	سلیم احمد اپسرا	مالی خسارہ

۸۰	السالک ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1996	اسرار احمد	مالی خسارہ
۸۱	پاسبان تعلیم	تعلیمی	ہفت روزہ	بند	1997	شبیر شاکر	ترک مستقر
۸۲	بین السطور	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1998	جمیل احمد انصاری (پینٹر)	مالی خسارہ
۸۳	نوید امن	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	1998	سلیم احمد رضوی	مالی خسارہ
۸۴	سن آف مالیگاؤں	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	2001	منصور اکبر	مالی خسارہ
۸۵	تحصیل علم	تعلیمی	ہفت روزہ	بند	2003	عبدالرشید صدیقی	مالی خسارہ
۸۶	ڈسپلین	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	2004	کلیم احمد دانش	ـ
۸۷	نشان ہند	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	2004	محمد یوسف جیلانی	مالی خسارہ
۸۸	ثنا ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	2006		
۸۹	شارپ ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	2006	عبدالمالک	ـ
۹۰	نشان نذیر	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	2008	نذیر احمد	مالی خسارہ
۹۱	ترجمان شریعت	دینی	ہفت روزہ	جاری	2008	ہلال احمد	ـ
۹۲	نوید شمش	دینی	ہفت روزہ	جاری	2009	مولوی امتیاز احمد	ـ
۹۳	محاذ	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	2009	مشتاق احمد	ـ
۹۴	شب قرطاس	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	2009	محمد مشتاق (خیال اثر)	ـ
۹۵	جمن ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	2010	محمد اسمعیل جمن	مالی خسارہ
۹۶	ترجمان اردو	سیاسی/سماجی	روزنامہ	جاری	2010	محمد یوسف	ـ
۹۷	احرار	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	2010	محمد صابر گوہر	مالی خسارہ
۹۸	محبان اردو	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	2010	ایم اسمعیل	ـ
۹۹	بہار سنیت	دینی	ہفت روزہ	جاری	2010		
۱۰۰	بزم شاہین	معلوماتی	ہفت روزہ	بند	2010	محمد شاہین	مالی خسارہ
۱۰۱	آواز صداقت	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	2010	شیخ احمد منا	مالی خسارہ
۱۰۲	صدائے وقت	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	2010	صلاح الدین	مالی خسارہ
۱۰۳	بیداری	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	2011	عبدالحلیم صدیقی	ـ
۱۰۴	کارپوریشن ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	2013	حکیم وارثی	مالی خسارہ
۱۰۵	صدائے انجمن	اسکولی	ہفت روزہ	بند	2013	اے۔ٹی۔ٹی ہائی اسکول	ـ
۱۰۶	دیوان عام	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	2013	محمد زاہد	ـ
۱۰۷	چورن ٹائم	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	2014	طاہر انجم صدیقی	مالی خسارہ
۱۰۸	حق کی روشنی	دینی	ہفت روزہ	جاری	2014	مولانا عمرین رحمانی	ـ

۱۰۹	سنسنی کھوج	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	2014	محمد مشتاق (خیال اثر)	مالی خسارہ/ مصروفیت
۱۱۰	ستارہ ادب	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	2014	رئیس احمد	مالی خسارہ
۱۱۱	نشاط نیوز	سیاسی/سماجی	روزنامہ	جاری	2014	سعید حمید	-
۱۱۲	شفانامہ	طبی	ہفت روزہ	بند	2015	ڈاکٹر ساجد رمضان	مالی خسارہ
۱۱۳	گلشن روزگار	روزگار	ہفت روزہ	جاری		اعجاز احمد صدیقی	-
۱۱۴	اتحاد ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری		خان ہشام ظہور خان	-
۱۱۵	جرأت ایمان	دینی	ہفت روزہ	جاری			-
۱۱۶	بنکر ایکسپریس	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	2016	عزیز احمد	-
۱۱۷	مالیگاؤں ایکسپریس	سیاسی/سماجی	روزنامہ	جاری	2016	لقمان انصاری	-
۱۱۸	اعلان عام	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	2016	صلاح الدین	-
۱۱۹	میدان صحافت	سیاسی/سماجی	سہ روزہ	جاری	2016	شہزاد احمد	-
۱۲۰	جاگ مرے شہر	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	2016		-
۱۲۱	صدائے اہل سنت	دینی	ہفت روزہ	بند		صوفی غلام رسول	مالی خسارہ
۱۲۲	المغیث	دینی	ہفت روزہ	بند		محمد عمر ضیاء	مالی خسارہ
۱۲۳	پرکاش	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند			مالی خسارہ
۱۲۴	سوپر اسٹیج	پیشہ وارانہ/سلائی	ہفت روزہ	بند		نسیمہ سید	مالی خسارہ
۱۲۵	موسم ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند		ساجدہ نہال احمد	مالی خسارہ
۱۲۶	شوشل ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند		حکیم وارثی	مالی خسارہ
۱۲۷	معیشت	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند		جمیل احمد انصاری (پیٹر)	مالی خسارہ
۱۲۸	المیزان ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند		رفیق عزیزی	مالی خسارہ
۱۲۹	باخبر	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند		اعجاز عمر	مالی خسارہ
۱۳۰	مبشر	سیاسی/سماجی		بند		محمد یوسف	مالی خسارہ
۱۳۱	ملی بیداری	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند		عبدالرشید مسالے والے	-
۱۳۲	علمی ترجمان	تعلیمی	ہفت روزہ	بند		انصاری عارف	-
۱۳۳	کونٹیکٹ پوائنٹ	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند		نہال احمد	-
۱۳۴	رفتار شکن	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند		عبدالرشید قادری	مالی خسارہ

۱۳۵ آوازجمہور	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	خیال انصاری	مالی خسارہ
۱۳۶ رہنمائے بنکر	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند		-
۱۳۷ اطفال مشرق	ادب اطفال	ہفت روزہ	بند	عثمان افشار	مالی خسارہ
۱۳۸ ہندوستان	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	سرفراز احمد خان آرزو	مالی خسارہ
۱۳۹ جدید ملت	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	جاری	ڈاکٹر عارف انجم	-
۱۴۰ مالیگاؤں	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند		
۱۴۱ آج کا ارجن	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	شکیل احمد تہذیبی	مالی خسارہ
۱۴۲ امیج	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	نخشب مسعود/یونس عیسیٰ	مالی خسارہ
۱۴۳ سرخ ستارہ	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	محمد اسمعیل	مالی خسارہ
۱۴۴ آواز وطن	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۴۵ مالیگاؤں	سیاسی/سماج	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۴۶ ہماری یلغار	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۴۷ جواہر	نامعلوم	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۴۸ بنکر	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	مبین احمد خان غازی	مالی خسارہ
۱۴۹ ینگ اسٹار	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	اعتضاد احمد خان غازی	مالی خسارہ
۱۵۰ مالیگاؤں ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۵۱ بے دھڑک ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	مظہر کلیمی	مالی خسارہ
۱۵۲ اطفلستان	ادب اطفال	ہفت روزہ	بند	سعید احمد انصاری	-
۱۵۳ تیسرا محاذ	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	مفتی محمد اسمعیل قاسمی	مالی خسارہ
۱۵۴ آئینہ شہر	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	شیخ آصف	مالی خسارہ
۱۵۵ شان ہند	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۵۶ صبح نامہ	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۵۷ خیالات	کتاب	ہفت روزہ	بند	مولانا عبدالحمید نعمانی	-
۱۵۸ آبگینے	نامعلوم	ہفت روزہ	بند	حفیظ مالیگانوی	مالی خسارہ
۱۵۹ انسیٹ	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۶۰ کوثر ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۶۱ شفق ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۶۲ ارتقا	نامعلوم	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۶۳ سرمایہ	نامعلوم	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۶۴ اپنا رنگ منچ	نامعلوم	ہفت روزہ	بند	-	-

۱۶۵	جدید اردو رپورٹر	نامعلوم	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۶۶	نقیب	نامعلوم	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۶۷	اسکول ٹائمز	نامعلوم	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۶۸	جنتا ٹائمز	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۶۹	عصری آگہی	نامعلوم	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۷۰	اردو اسٹیج	ادبی	ہفت روزہ	بند	ڈاکٹر افتخار احمد	-
۱۷۱	شہر آرزو	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۷۲	ندائے مالیگاؤں	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۷۳	اقرا جدید تعلیم	تعلیمی	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۷۴	آواز مالیگاؤں	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۷۵	خبر نامہ	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۷۶	علم کی بارش	ادب اطفال	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۷۷	آئینہ تعلیمی مرکز	تعلیمی	ہفت روزہ	جاری	ٹی۔ایم ہائی اسکول	-
۱۷۸	آواز شہر	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	-	-
۱۷۹	لوک عدالت	سیاسی/سماجی	ہفت روزہ	بند	-	-

مالیگاؤں کے اردو رسائل (جاری و بند)

نمبر شمار	رسالے کا نام	نوعیت	دورانیہ	جاری/بند	سن اشاعت	مالک/مدیر	بند ہونے کی وجہ
۱	مفید الانام	دینی	ماہنامہ	بند	1912	انجمن ہدایت اسلام	نامعلوم
۲	میعار سخن	شعری گلدستہ	ماہنامہ	بند	1923	محمد ابراہیم عارجؔ/عبداللطیف لطفؔ مالیگانوی	نامعلوم
۳	افتخار سخن	شعری گلدستہ	ماہنامہ	بند	1923	منشی عبدالوہاب/عبدالخالق خلیق/نبی بخش مالیگانوی	نامعلوم
۴	بہار	شعری گلدستہ	دو/سہ ماہی	بند	1923	مولانا یوسف عزیز/محمد صدیق مسلمؔ مالیگانوی	نامعلوم
۵	تاجدار	شعری گلدستہ	ماہنامہ	بند	1924	مولانا عبدالمجید وحیدؔ	نامعلوم
۶	ادب۔قلمی	ادبی	ماہنامہ	بند	1924	دائرہ ادبیہ	نامعلوم
۷	خورشید	ادبی	ماہنامہ	بند	1947	ادیب مالیگانوی	قانونی دشواری

۸	پیغام	ادبی	ماہنامہ	بند	1950	اختر مالگانوی/محمد عمر جوش	نامعلوم
	جمال	ادبی	ماہنامہ	بند	1961	رئیس مالیگانوی	نامعلوم
۹	بچوں کا ساتھی	ادب اطفال	دوماہی	بند	1962	غلام محمد زیدی	نامعلوم
۰۱	آب حیات	ادب اطفال	دوماہی	بند	1965	ڈاکٹر افتخار احمد	مالی دشواری
۱۱	ہیرا	ادب اطفال	دوماہی	بند	1965	ڈاکٹر افتخار احمد	مالی دشواری
۱۲	طفلستان	ادب اطفال	دوماہی	بند	1965	نہال احمد	مالی دشواری
۱۳	اردو کومک	ادب اطفال	دوماہی	بند	1966	ایم یوسف انصاری	مالی دشواری
۱۴	نوید نو	ادبی	ماہنامہ	بند	1971	اسیر امیدی برہانپوری	مالی شواری
۱۵	جلیس	ادبی	ماہنامہ	بند	1973	رائے حبیب الرحمن	مالی دشواری
۱۶	نشانات	ادبی	دوماہی	بند	1974	سید عارف/سلطان سبحانی	آپسی اختلاف
۱۷	جواز	ادبی	ماہنامہ	بند	1977	سید عارف	مالی دشواری
۱۸	ہم زباں	ادبی	ماہنامہ	بند	1977	سلطان سبحانی	مالی دشواری
۱۹	گلاب کی مہک	ادب اطفال	ماہنامہ	بند	1979	ڈاکٹر نصیر قادری/ڈاکٹر یعقوب	مالی دشواری/تعلیمی سلسلہ
۲۰	روایت	ادبی	سہ ماہی	بند	1980	سلطان شاہد/سلیم شہزاد	مالی دشواری
۲۱	صوت الحق	دینی	ماہنامہ	جاری	1986	مولانا مختار ندوی/ارشد مختار	-
۲۲	گلشن	دینی	پندرہ روزہ	بند	1981	معہد ملت	مالی دشواری
۲۳	مودت	دینی	پندرہ روزہ	بند	1982	یاور حسین جعفری	مالی دشواری
۲۴	توازن	ادبی	سہ ماہی	بند	1984	عتیق احمد عتیق	عدم جانشینی
۲۵	نامہ بر	ادبی	ماہنامہ	بند	1993	شبیر احمد حکیم	مالی دشواری
۲۶	نعمت قرآن	دینی	ماہنامہ	بند	1993	محمد عین الہدیٰ/مولوی خلیل احمد قریشی	مالی دشواری
۲۷	العدل	دینی	ماہنامہ	بند	1993	مولانا حنیف ملی	مالی دشواری
۲۸	جل پری	ادب اطفال	ماہنامہ	بند	1997	ڈاکٹر افتخار احمد	مالی دشواری
۲۹	فاتح عالم	سیاسی	ماہنامہ	بند	2001	عبدالحلیم صدیقی	مالی دشواری
۳۰	گلشن اطفال	ادب اطفال	ماہنامہ	جاری	2007	سلیم احمد رحمانی	-
۳۱	بیباک	ادبی	ماہنامہ	جاری	2006	ہارون بی۔اے/احمد عثمانی	-
۳۲	محبان علم	ادب اطفال	ماہنامہ	بند	2008	عزیز اعجاز	آپسی اختلاف

۳۳	گلشن نعمانی	دینی	ماہنامہ	جاری	2013	مولانا عمرین رحمانی	ـ
۳۴	رفتار ادب	ادبی	دوماہی	بند	2014	عبدالواحد انصاری	مالی دشواری
۳۵	محبان ادب	ادبی	ماہنامہ	بند	2014	ہارون اختر	مالی دشواری
۳۶	گلشن خواتین	خواتین	ماہنامہ	بند	2015	ارسلان سیفی	مالی دشواری
۳۷	مدرس	تعلیمی	ہفت روزہ	جاری	2015	انصاری محمد عارف	ـ
۳۸	معلم ٹائمز	تعلیمی	ماہنامہ	جارہی	2016	محمد حسین شیدآ	ـ
۳۹	خوشبو	ادب اطفال	ماہنامہ	بند	ـ	ڈاکٹر نہال احمد	مالی دشواری

مالیگاؤں کے قلمی رسائل

نمبر شمار	رسالے کا نام	نوعیت	دورانیہ	جاری/بند	سن اشاعت	مالک/مدیر	بند ہونے کی وجہ
۱	ادب۔قلمی	ادبی	ماہنامہ	بند	1923	دائرہ ادبیہ	ـ
۲	نامعلوم	ادبی	ماہنامہ	بند	1933	ـ	ـ
۳	رہبر	اسکولی	ماہنامہ	بند	1942	حسین انور	
۴	شگوفے	ادبی	ماہنامہ	بند	1961	محمد صدیق انصاری	ـ
۵	اردو ادب	اسکولی	ماہنامہ	بند	1963	محمد صدیق انصاری	ـ
۶	آفتاب	اسکولی	ماہنامہ	بند	ـ	مختار یونس/رفیع احمد	ـ
۷	خوشبو	اسکولی	ماہنامہ	بند	ـ	مختار یونس	ـ
۸	جگنو	اسکولی	ماہنامہ	بند	ـ	سلطان سبحانی	ـ
۹	فردوس	اسکولی	ماہنامہ	بند	ـ	پاسبان ادب	ـ
۱۰	شاہین	اسکولی	ماہنامہ	بند	ـ		ـ
۱۱	منزل	اسکولی	ماہنامہ	بند	ـ	اینگلو اردو ہائی اسکول/الیاس خورشید	ـ
۱۲	گلگشت	اسکولی	ماہنامہ	بند	1990	صبا نگار/شگفتہ نسرین	ـ

Chapter No. 9 باب نمبر۔۹

(۹.۱) خلاصہ اور نتائج (9.1)Summary and Conclusion

مقامی تذکروں اور محققین کے مطابق مالیگاؤں میں اردو شاعری کا زمانہ تسلیم کیا گیا ہے۔ جہاں تک نثر کا تعلق ہے اس سے تقریباً تیس برس کے بعد باقاعدہ نثر کا آغاز ممکن ہو سکا۔ یو پی سے مومن بنکروں کے انخلا سے قبل شمال میں نثر نگاری کو کافی فروغ مل چکا تھا۔ ان آنے والوں میں چونکہ بہت سے ذی علم، اہل زوق اور شعرا شامل تھے۔ مالیگاؤں میں ادب کا ابتدائی دور شعری سرگرمیوں پر منحصر تھا۔ انیسویں صدی کے آخری پچاس سال اور بیسویں صدی کی پہلی دہائی شعروشاعری کے ہنگاموں سے پر تھی۔ اس وقت کئی شعری گلدستے جاری ہوئے جن میں شعرا کی شعری تخلیقات شائع ہو تی تھیں۔ ان رسالوں میں مقامی شعرا کی تخلیقات شائع ہوتی تھیں۔ یہیں سے مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز مانا جا سکتا ہے۔ فی زمانہ صحافت کا مفہوم کافی وسیع ہو چکا ہے۔ ہر وہ خبر، علم، معلومات، تجربات، مشاہدات، تخلیقات جو قاری کے لئے نئی ہو یا مفید ہو کی ترسیل کا شمار صحافت میں ہوتا ہے۔ چاہے اس کا تعلق حال سے ہو یا ماضی سے۔ چاہے اس کا تعلق علم سے ہو، سیاست سے ہو، تاریخ سے ہو، جغرافیہ سے ہو، سائنس سے ہو، طب سے ہو، سیاحت سے ہو، دین سے ہو، ادب سے ہو، ادب کے کسی شعبے سے ہو، درس وتدریس سے ہو، جدید ٹکنالوجی سے ہو، پکوان سے ہو، فنون لطیفہ سے ہو، روزگار سے ہو، سب کا شمار ابلاغیات میں ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے مالیگاؤں میں ابتدا میں جو شعری گلدستے جاری ہوئے وہ صحافت کا ہی حصہ تھے۔ ہر چند کے ان کا تعلق خالص ادبی صحافت سے تھا۔ اس لحاظ سے مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز انہی شعری گلدستوں سے ہوتا ہے۔ مگر ان شعری گلدستوں سے قبل ۱۹۱۲ء میں ''مفید الانام'' نام کا ایک ماہنامہ جاری ہوا۔ اس رسالے میں مذہبی اور اصلاحی مضامین کے ساتھ ساتھ انجمن ہدایت الاسلام کی روداد شائع ہو تی تھی۔ اس رسالے کا تعلق نثر سے تھا۔ اس یک بعد معیار سخن (۱۹۲۳ء) افتخار سخن (۱۹۲۳ء) بہار (۱۹۲۳ئ) تاجدار (۱۹۲۴ء) رسالہ ادب (قلمی) وغیرہ جاری ہوئے۔ ذیل میں محقق ان اخبارات ورسائل کا تجزیہ پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مالیگاؤں میں اردو صحافت کا تجزیہ درج ذیل نکات کیج بنیاد پر کیا جائے گا۔ (۱) مالیگاؤں میں اردو اخبارات ورسائل پر ایک طائرانہ نظر (۲) ادبی نقطہ نظر سے جائزہ۔ (۳) صحافتی نقطہ نظر سے جائزہ۔ (۴) مالیگاؤں میں اردو صحافت ماضی اور حال کے آئینے میں۔ (۵) مالیگاؤں میں اردو زبان و ادب کے فروغ میں اردو صحافت کا کردار۔

(۱) مالیگاؤں میں اردو اخبارات و رسائل پر ایک طائرانہ نظر:

(الف) ادبی رسائل و اخبارات:

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز ادبی رسائل کے ذریعے ۱۹۱۱ء میں ہوا۔ سب سے پہلا رسالہ ''مفید الانام'' ۱۹۱۱ء میں جاری ہو۔ یہ رسالہ ایک مذہبی اور صلاحی نوعیت کا ماہنامہ تھا۔ اس کے بعد ۱۹۲۳ء میں شعری گلدستہ''، میعارِ سخن'' جاری ہوا۔ یہ خالص شعری نوعیت کا ماہنامہ تھا۔ ۱۹۲۳ء میں ہی ''افتخارِ سخن'' نامی شعری گلدستہ جاری ہوا۔ یہ رسالہ بھی ماہنامہ تھا۔ ۱۹۲۳ء میں ہی تیسرا شعری گلدستہ ''بہار'' جاری ہوا۔ یہ پہلا ایسا شعری گلدستہ تھا جو ''ماہی'' تھا۔ ۱۹۲۴ء میں ''تاجدار'' نام سے شرعی گلدستہ منظر عام پر آیا۔ یہ بھی ماہنامہ تھا۔ ۱۹۲۴ء میں ایک قلمی ''رسالہ ادب'' جاری ہوا۔ یہ رسالہ شعری اور نثری دونوں ادب کا عکاس تھا۔ ۱۹۴۷ء میں ''خورشید'' نامی ادبی ماہنامہ جاری ہوا۔ تیکنکی وجوہات کی بنیاد پر دو تین شماروں کے بعد بند ہو گیا۔ ۱۹۵۰ء میں ادبی ماہنامہ ''پیغام'' جاری ہوا۔ ۱۹۱۶ء میں رئیس مالیگانوی نے ''جمال'' نام سے ادبی رسالہ جاری کیا۔ ۱۹۷۱ء میں اسیر امیدی برہانپوری می ادارت میں ''نویدنو'' سہ ماہی رسالہ جاری ہوا۔ مگر صرف بارہ شماروں کے بعد بند ہو گیا۔ ۱۹۷۳ء میں رائے حبیب الرحمان نے ''جلیس'' کا اجرا کیا۔ یہ ایک ادبی ماہنامہ تھا۔ جلیس کی عمر بھی مختصر رہی محض چھ شماروں کے بعد بند ہو گیا۔ ۱۹۷۴ء میں مشہور شاعر اور ادیب سلطان سبحانی اور سید عارف نے مل کر ''نشانات'' نامی دو ماہی ادبی رسالہ جاری کیا۔ نشانات کی بازی بھی صرف بارہ شماروں پر سمٹ گئی۔ اسکے بعد سید عارف نے اپنا ذاتی ادبی ماہنامہ ''جواز'' جاری کیا۔ اہیں سلطان سبحانی نے بھی اپنا ذاتی ادبیا ماہنامہ ''ہم زباں'' ۱۹۷۷ء میں شروع کیا۔ بارہ شماروں کے بعد ''ہم زباں'' بھی بند ہو گیا۔ ۱۹۸۰ء میں سلیم شہزاد اور سلطان شاہد نے ایک سہ ماہی ادبی رسالہ ''روایت'' جاری کیا۔ ۱۹۸۴ء میں مشہور شاعر اور ادیب عتیق احمد عتیق نے ''توازن'' سہ ماہی جاری کیا۔ یہ رسالہ سب سے طویلؒ رسے تک جاری رہا۔ عتیق صاحب کے وصاک کے بعد بند ہو گیا۔ ۱۹۹۳ء میں مشہور مصنف اور مورخ شبیر حکیم نے ماہنامہ ''نامہ بر ڈائجسٹ'' جاری کیا جو کل بارہ شماروں کے بعد بند ہو گیا۔ اب تک مالیگاؤں کے ادبی صحافتی افق پر صرف ادبی رسالے ہی جلوہ گر ہوئے تھے۔ ایک بھی اخبار جاری نہیں ہوا تھا۔ مالیگاؤں کے ادبی رسائل میں سب سے طویل عمر سہ ماہی تازن نے پائی۔ اس دوران دیگر کئی لوگوں نے ادبی رسائل نکالنے کی جرات کی مگر ناکامی ہاتھ آئی۔ ۲۰۱۴ء میں افسانہ نگار ہارون اختر نے ایک ماہنامہ ''محبان ادب'' جاری کیا جو صرف دو شماروں کے بعد مالی پریشانی کے سبب بند ہو

گیا۔اسی طرح مشہور شاعر عبدالواحد انصاری نے ''رفتارادب'' نامی ادبی ماہنامہ جاری کیا جو محض چند شماروں کر بعد بند ہو گیا۔اور ادب کی رفتار ہی ختم ہوگئی۔تازن کے خاتمے کے بعد مالیگاؤں میں ادبی صحافت کا خاتمہ ہو گیا۔فی الحال مالیگاؤں سے کوئی بھی ادبی رسالہ جاری نہیں ہے۔رہی بات اخبار کی تو اس معاملے میں اب تک کسی نے کھاتہ نہیں کھولا۔غرض کے ان سو برس کے طویل عرصے میں کم وبیش ۱۷،ادبی رسائل جاری ہوئے مگر اکثر رسائل نے بہت مختصر زندگی پائی سوائے سہ ماہی توازن کے۔اکثر رسالے مالہ دشواریوں کے سبب بند ہوئے۔کچھ نظریاتی اختلافات کی نظر ہو گئے۔اور توازن عدم جانشینی کا شکار ہو گیا۔فی الحال مالیگاؤں کے ادبی صحافتی افق پر صرف ایک ستارہ روشن ہے جس کا نام ماہنامہ ''بیباک'' ہے۔

(ب)صحافت برائے ادب اطفال:

مالیگاؤں میں شعرا ادبا نے جہاں ادب کے فروغ کے لئے رسائل جاری کیے وہیں بچوں میں تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینے اور بچوں میں ذوق مطالعہ پیدا کرنے اور ذوق مطالعہ کو پروان چڑھانے کے لئے صحافت کو ذریعہ بنایا۔سب سے پہلے صحافت برئے ادب اطفال کا آغاز ۱۹۶۲ء میں افسانہ نگار وناول نگار غلام محمد زیدی نے کیا۔زیدی اپنے معاونین کے ساتھ ''بچوں کا ساتھی'' ماہنامہ جاری کیا۔صرف بارہ شماروں کے بعد بند ہو گیا۔۱۹۵۶ء میں مبین احمد خان غازی اور ڈاکٹر افتخار احمد نے مل کر ''ماہنامہ آب حیات'' جاری کیا۔آب حیات کی حیات تین شماروں سے زیادہ نہ رہی۔اس بعد ڈاکٹر افتخار احمد نے اپنا ذاتی مانامہ ''ہیرا'' جاری کیا۔پانچ ہی شماروں کے بعد مالی خسارے کت سبب ہیرا مٹی میں دب گیا۔۱۹۶۶ء میں ایم۔یوسف انصاری برادران نے ''اردوکومک'' جاری کیا۔اگرچہ کہ اردوکومک بے پناہ مقبول ہوا مگر اردوکومک بھی چند برس سے زیادہ جاری نہ رہ سکا۔ابھی بچون کے ادب کا صحافتی گلشن سونا سونا تھا کہ گلاب کی مہک آنے لگی۔۱۹۷۹ء میں عبدالسلام نے '' گلاب کی مہک'' نامی ماہنامہ جاری کیا۔اسوقت عبدالسلام کی عمر صرف تیرہ چودہ برس کی ہی تھی۔کل چھ شماروں کے بعد ناتجربہ کاری اور تعلیمی مصروفیات کی وجہ سے رسالہ بند ہو گیا۔آب حیات اور ہیرا کے بند ہونے کے بعد بھی ڈاکٹر افتخار کے حوصلے بلند تھے۔۱۹۹۷ء میں ایک بار پھر ڈاکٹر صاحب نے ایک اور رسالہ ''جل پری'' جاری کیا۔اس بارتیس شمارے نکلے۔عزیز اعجاز نے 'محبان علم' ماہنامہ جاری کیا۔بعد میں آپسی اختلافات کی نظر ہو کر بند ہو گیا۔محبان علم کے بعد مالیگااؤں میں صحافت برائے ادب اطفال نے نئی کروٹ لی۔ خیال انصاری نے ادبی صحافت میں ایک نئے باب کا اضافہ کر دیا۔۱۹۸۷ء میں بچوں کے لئے ایک ہفت

روزہ اخبار ''خیر اندیش'' جاری کیا جو ۲۹ سال کے طویل عرصے کے بعد بھی تا حال کامیابی سے جاری ہے۔اسی طرح ایک اور ہفت روزہ اخبار بنام ''بزم اطفال'' جاری ہوا۔مگر تا دیر جاری نہ رہ سکا۔بزم اطفال سلیم رحمانی اوران کے رفقا نکالتے تھے۔بزم اطفال کے بعد سلیم رحمانی نے اپنا ذاتی ماہنامہ رسالہ ''گلشن اطفال'' جاری کیا ۔گلشن اطفال ہنوز کامیابی سے جاری ہے۔ایک اور اخبار ''اطفللستان'' سعید احمد انصاری اور '' اطفال مشرق'' عثمان افشار نے جاری کیا کچھ ہی دنوں میں دونوں بند ہو گئے۔دوران بچوں کے لئے کل سات رسائل اور دو اخبارات جاری ہوئے۔صرف گلشن اطفال کامیابی سے جاری ہۓاخبارات میں صرف خیر اندیش کامیابی سے جاری ہے بقیہ تمام اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئے۔

(ج) دینی صحافت:

مالیگاؤں میں اردو صحافت کے میدان میں دینی اخبارات ورسائل نے بھی اپنا کردار ادا کیا۔۱۹۸۱ء میں ایک اخبار بنام صوت الحق جاری ہوا۔پہلے پندرہ روزہ اخبار تھا بعد میں ماہنامہ رسالہ ہو گیا۔۱۹۸۳ء میں شیعہ اثنا عشری جماعت کا ترجمان ماہنامہ ''مودت'' جاری ہوا۔یہ رسالہ بھی تا دیر جاری نہ رہ سکا۔دو سال کے قلیل عرصے بعد بند ہو گیا۔صوت الحق تا حال کامیابی سے جاری ہے۔۱۹۹۳ء میں ''نعمت قرآن'' ایک دینی ماہنامہ جاری ہو جس کے مالک و مدیر عین الہدیٰ شیخ تھے۔یہ رسالہ بھی ۳۴ شماروں کے بعد بند ہو گیا۔۱۹۹۳ء میں ہی مولانا حنیف ملی کی ادارت میں ایک ماہنامہ ''العدل'' جاری ہوا۔۱۳ شماروں کے بعد بند ہو گیا۔اس طرح معہد ملت سے ''گلشن'' جاری ہوا۔پہلے یہ اخبار تھا۔بعد میں رسالہ ہو گیا۔یہ رسالہ بھی جلد ہی بند ہو گیا۔بعد میں اسے ''گلشن نعمانی'' کے نام سے مولانا عمرین رحمانی نے جاری کیا۔اب تک جاری ہے۔یہ تھا رسائل کا حال اب اخبارات کا حال جانتے ہیں۔سب سے پہلا اخبا جوکسی خاص دینی فکر کا ترجمان تھا وہ تھا ''نوائے مشرق''۔یہ جماعت اسلامی کا ترجمان تھا۔اسے لطیف عزیز نے ۱۹۶۱ء میں جاری کیا۔یہ ہفت روزہ دو یا تین سال بعد مدیر کی خانگی مصروفیات کے سبب بند ہو گیا۔لطیف عزیز نے دوبارہ اسی نہج پر ایک اور ہفت روزہ ''السبیل'' ۱۹۷۰ء میں جاری کیا۔۱۹۷۰ء مین ایک اور مخصوص دینی فکر کا اخبار ''البیان'' جاری ہوا۔البیان نے طویل عمر پائی۔زائد از ۴۵ سال آج بھی کامیابی سے جاری ہے۔۱۹۷۹ء میں سنی مکتب فکر کا ترجمان ''انوار'' جاری ہوا۔تا حال کامیابی سے جاری ہے۔۱۹۶۶ء میں ''جرات'' جاری ہوا۔بعد میں یہ بوہرہ فرقے کا ترجمان ہو گیا۔اخبار کے مالک اطہر الخیری کی وفات کے بعد ''جرات ایمان'' کے نام سے تا حال جاری ہے۔اسی دوران صدائے اہل

سنت] بھی جاری ہوا۔جلد ہی بند بھی ہوگیا''۔نوید شمس'' نامی اخبار فی الحال جاری ہے۔۱۹۹۵ء میں جمعیت اہل حدیث کا ترجمان ''اسلاف'' بھی جاری ہوا۔تا حال جاری ہے۔گذشتہ ایک دو سال میں ایک ''بہار سنت'' اور'' ترجمان شریعت'' نامی اخبارات جاری ہوئے اور تا حال جاری ہیں۔۲۰۱۵ میں ایک اور ہفت روزہ ''حق کی روشنی'' جاری ہوا۔پابندی سے نکل رہا ہے۔اس طرح دینی فکر کے کل ۵ رسالے منظر عام پر آئے صرف ۲ زندہ ہیں ۔اخبارات میں ۱۲اخبارات جاری ہوئے جن میں صرف ۷ تا حال جاری ہیں بقیہ قصہ ماضی ہو گئے ۔ اگر چہ کہ دینی اخبارات ورسائل کا حال دیگر سے کچھ بہتر ہے مگران اخبارات ورسائل کے بند ہونے کی وجوہات بھی مالی دشواریاں ہی رہیں۔

(د)طبی صحافت:

طبی صحافت کا میدان ہر جگہ ویران نظر آ تا ہے۔مالیگاؤں میں بھی طبی صحافت کا میدان ہر چند کے ویران ہی رہا۔مگر خالی نہیں رہا۔اس میدان میں سب سے پہلے حکیم ذکریا نے پیش رفت کی ۔۱۹۷۸ء میں پہلا طبی اخبار''محافظ صحت'' جاری کیا۔سرمائے کی کمی کے سبب بند ہوگیا۔اس کے کئی سال بعد دوسرا طبی اخبار'صحت و سائنس'' سامنے آیا۔اسے ۱۹۸۳ء میں ڈاکٹر رمضان نے جاری کیا۔سرمائے کی کمی اور عدم فرست کی و جہ سے یہ اخبار بھی بند ہو گیا۔اس کے بعد ایک لمبی مدت تک یہ میدان خالی پڑا رہا۔کسی کی بھی توجہ اس جانب نہیں گئی۔تقریباً تین دہائیوں کے بعد ڈاکٹر ساجد رمضان کو طبی اخبار شروع کرنے کا خیال آیا۔ڈاکٹر صاحب نے''شفا نامہ'' جاری کیا۔بدقسمتی سے شفا نامہ بھی لمبی عمر لے کر نہیں آیا۔صرف دو سال کے قلیلؔ رسے میں مالی خسارے کی وجہ سے بند ہو گیا۔اب اس میدان میں مکمل سکوت طاری ہے۔حالاں کہ فی زمانہ صحت اور طب کی متعلق رہنائی کی ضرورت دو چند ہو گئی ہے۔

(ذ)تعلیمی صحافت:

صحافت کو تعلیم اور طالبان علم کو تعلیمی رہنمائی کے متعلق اگر چہ کہ بہت کم لوگوں نے توجہ دی مگر مالیگاؤں اس معاملے میں خوش نصیب رہا کہ یہ شعبہ بھی یکسر خالی نہیں رہا۔۱۹۷۸ء میں عزیز الرحمان نے'' طالب علم'' نامی اخبار سے اس میدان میں پہلا قدم رکھا۔طالب علم ان خوش نصیب اخبارات میں ہے جنھیوں نے روز اول سے ہی شہرت اور لمبی عمر پائی۔طالب علم کم وبیش تین دہائیوں سے آج بھی جاری ہے۔طالب علم اب رسالہ ہو گیا ہے ۔طالب علم کے تعاقب میں ۱۹۸۰ء میں ایک مدرس مختار یوسف اور مشہور خطاط گل ایوبی نے مل کر'' درس وتدریس'

نامی اخبار جاری کیا۔مگر تھوڑے ہی دنوں بعد بند ہو گیا۔اس کے بعد یکے بعد دیگرے عبد الرشید صدیقی نے ''تحصیل علم'' اور شبیر شاکر نے ''پاسبان تعلیم'' جاری کیا۔شاہد خان نے 'ایجوکیشن نیوز سروس' جاری کیا۔ان میں اکثر نے کم عمر پائی۔بالب علم واحد اخبار تھا (جواب رسالہ ہو گیا ہے) آج بھی جاری ہے۔۲۰۱۵ء میں ایک اور نیا اخبار ''مدرس'' جاری ہوا ہے۔اسی طرح ''حال ہی میں ایک اور تعلیمی اخبار ''معلم ٹائمز'' جاری ہوا ہے۔دیکھنا ہے کہ ان کی قسمت میں کیا لکھا ہے۔

(ر) سیاسی اور سماجی صحافت:

سیاسی اور سماجی صحافت کا میدان ہر جگہ نہایت زرخیز ہے۔مالیگاؤں میں بھی اس کی زرخیزی میں ذرا بھی کمی نہیں آئی۔مالیگاؤں میں باقائدہ سیاسی اور سماجی اخبارات اور رسائل کا دور ۱۹۳۵ء میں ''بیداری'' نامی اخبار سے شروع ہوا۔بیداری کی وجہ سے اس میدان میں ایسی بیداری کہ یہ سلسلہ آج تک رکنے کا نام نہیں لے رہا ہے۔گردش زمانہ کے ساتھ ساتھ اکثر نئے اخبارات منظر عام پر آ رہے ہیں۔ان اخبارات کی طویل فہرست میں کم و بیش ۷۵ اخبارات ہیں جن میں روزنامے، ہفت روزہ، پندرہ روزہ سبھی شامل ہیں۔سیاسی اور سماجی صحافت کے ۸۰ سالہ طویل عرصے میں نئے نئے اخبارات منظر عام پر آتے رہے اور اپنی بساط بھر کوشش کے بعد کچھ بند ہو گئے اور کچھ آج تک جاری ہیں۔ان میں طویل عمر پانے والے اخبارات کی فہرست میں عوامی آواز، بیباک، میعار زندگی ،شہر یار، ڈسپلین، روزنامہ، شامنامہ، نشاط نیوز، دیوان عام، ترجمان اردو، بنکر یکسپریس، زبان خلق، شورش، اتحاد ٹائمز، محاذ، وغیرہ کامیابی سے جاری ہیں۔ان اخبارات میں ''اکبر ٹائمز''، ''چورن'' اور چورن ٹائمز مزاحیہ اخبارات تھے جو بند ہو چکے ہیں۔سیاسی اور سماجی نوعیت کے رسالے کی مالیگاؤں میں پہلے بھی کمی تھی اور آج بھی کمی ہے۔اس نوعیت کا صرف ایک رسالہ سامنے آیا مگر اس کی عمر بھی زیادہ نہ رہی۔''فاتح عالم'' عبدالحلیم صدیقی نے ماہنامہ جاری کیا جلد ہی بند ہو گیا۔

(ز) صحافت برائے خواتین:

یہ میدان اگرچہ کہ بنجر نہیں ہے مگر مالیگاؤں میں اس نوعیت کے اخبارات یا رسائل کا زیادہ رجحان نہیں ہے، حالاں کہ مالیگاؤں میں سماجی قسم کے رسالے بڑی تعداد میں فروخت ہوتے ہیں۔اس میدان میں پہلی کوشش صالحاتی ثمینہ نے کی۔''الطاہرات'' نام سے خواتین کے لئے ایک ہفت روزہ اخبار شروع کیا۔صرف دو تین شماروں کے بعد بند ہو گیا۔دوسرا اخبار ماہنامہ ''گلشن خواتین'' جاری ہوا، یہ بھی دو تین شماروں کے بعد بند ہو

گیا۔تاحال یہ میدان تشنہ ہے۔

(ق)صحافت برائے روزگار:

عصر حاضر علم کا دور ہے۔تعلیم کے ہر شعبے میں وسعت پیدا ہوگئی ہے۔جیسے جیسے تعلیم کت میدان میں وسعت پیدا ہورہی ہے ویسے ویسے روزگار کے مواقع میں کمی آرہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی بہت سی زبانوں میں روزگار کی خبر دینے والے اخبارات ورسائل نکلتے ہیں۔جو ایک خاص طبقے کے کئے نہایت فائدہ مند ہوتے ہیں۔خوشی کی بات ہے کہ مالیگاؤں اس معاملے میں تہی دست نہیں ہے، ہر چند کے اس معاملے میں صرف پہلا قدم ہی اٹھا ہے۔اس معاملے میں پہلا قدم اٹھانے والے اعجاز احمد صدیقی ہیں۔انہوں نے ''گلشن روزگار'' نامی ایک ہفت روزہ اخبار جاری کیا ہے جو روزگار کے لئے بے روزگار نوجوانوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ گلشن روزگار فی الحال کامیابی سے جاری ہے۔

یہ ہے مالیگاؤں میں ارود صحافت کا سرسری جائزہ۔اس جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مالیگاؤں میں اردو صحافت کی طویل تاریخ میں بہت کام ہوئے ہیں مگر اب بھی صحافت کے کئی شعبے تشنہ ہیں مثلاصحافت برائے سیر وسیاحت،صحافت برائے کھیل کود،صحافت برائے سائنس ،صحافت برائے ایجادات،صحافت برائے پکوان،صحافت برئے آرائش وزیبائش،فلمی صحافت،صحافت نسواں،طبی صحافت وغیرہ۔اگر چہ کہ درج بالاصحافتی شعبوں میں کام ہونا باقی ہے۔ضرورت زمانہ کے تحت مستقبل میں ان بقیہ شعبوں میں بھی کام ہونے کے امکانات روشن ہیں۔

(۲)ادبی نقطہ نظر سے جائزہ:

مالیگاؤں میں اردو صحافت پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالیں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز ادبی صحافت سے ہوا۔ابتدا میں یہاں جو رسائل نکلے وہ خالص ادبی نوعیت کے تھے۔جن میں شعری ادب کو ترجیح حاصل تھی۔بعد میں نثری ادب کو بھی جگہ ملی۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز ادبی رسائل کے ذریعے ۱۹۱۱ء میں ہوا۔سب سے پہلا رسالہ'' مفید الانام'' ۱۹۱۱ء میں جاری ہو۔یہ رسالہ ایک مذہبی اورصلاحی نوعیت کا ماہنامہ تھا۔اس کے بعد ۱۹۲۳ء میں شعری گلدستہ''،میعار سخن'' جاری ہوا۔یہ خالص شعری نوعیت کا ماہنامہ تھا۔ ۱۹۲۳ء میں ہی ''افتخار سخن'' نامی شعری گلدستہ جاری ہوا۔یہ رسالہ بھی ماہنامہ تھا۔ ۱۹۲۳ء میں ہی تیسرا شعری گلدستہ''بہار'' جاری ہوا۔یہ پہلا

ایسا شعری گلدستہ تھا جو ''ماہی'' تھا۔ ۱۹۲۴ء میں ''تاجدار'' نام سے شرعی گلدستہ منظر عام پر آیا۔ یہ بھ ماہنامہ تھا۔ ۱۹۲۴ء میں ایک قلمی ''رسالہ ادب'' جاری ہوا۔ یہ رسالہ شعری اور نثری دونوں ادب کا عکاس تھا۔ ۱۹۴۷ء میں ''خورشید'' نامی ادبی ماہنامہ جاری ہوا۔تیکنکی وجوہات کی بنیاد پر دو تین شماروں کے بعد بند ہو گیا۔ ۱۹۵۰ء میں ادبی ماہنامہ ''پیغام'' جاری ہوا۔۱۹۱۶ء میں رئیس مالیگانوی نے ''جمال'' نام سے ادبی رسالہ جاری کیا۔۱۹۷۱ء میں اسیر امیدی برہانپوری می ادارت میں ''نوید نو'' سہ ماہی رسالہ جاری ہوا۔مگر صرف بارہ شماروں کے بعد بند ہو گیا۔ ۱۹۷۳ء میں رائے حبیب الرحمان نے ''جلیس'' کا اجرا کیا۔ یہ ایک ادبی ماہنامہ تھا۔جلیس کی عمر بھی مختصر رہی محض چھ شماروں کے بعد بند ہو گیا۔ ۱۹۷۴ء میں مشہور شاعر اور ادیب سلطان سبحانی اور سید عارف نے ملکر ''نشانات'' نامی دو ماہی ادبی رسالہ جاری کیا۔نشانات کی بازی بھی صرف بارہ شماروں پر سمٹ گئی۔اس کے بعد سید عارف نے اپنا ذاتی ادبی ماہنامہ 'جواز'' جاری کیا۔اہیں سلطان سبحانی نے بھی اپنا ذاتی ادبیماہنامہ ''ہم زباں'' ۱۹۷۷ء میں شروع کیا۔ بارہ شماروں کے بعد ''ہم زباں'' بھی بند ہو گیا۔ ۱۹۸۰ء میں سلیم شہزاد اور سلطان شاہد نے ایک سہ ماہی ادبی رسالہ ''روایت'' جاری کیا۔ ۱۹۸۴ء میں مشہور شاعر اور ادیب عتیق احمد عتیق نے ''توازن'' سہ ماہی جاری کیا۔ یہ رسالہ سب سے طویل ؑرسے تک جاری رہا۔عتیق صاحب کے وصاک کے بعد بند ہو گیا۔ ۱۹۹۳ء میں مشہور مصنف اور مورخ شبیر حکیم نے ماہنامہ ''نامہ بر ڈائجسٹ'' جاری کیا جو کل بارہ شماروں کے بعد بند ہو گیا۔اب تک مالیگاؤں کے ادبی صحافتی افق پر صرف ادبی رسالے ہی جلوہ گر ہوئیتھے۔ایک بھی اخبار جاری نہیں ہوا تھا۔مالیگاؤں کے ادبی رسائل میں سب سے طویل عمر سہ ماہی تازن نے پائی۔اس دوران دیگر کئی لوگوں نے ادبی رسائل نکالنے کی جرات کی مگر ناکامی ہاتھ آئی۔ ۲۰۱۴ء میں افسانہ نگار ہارون اختر نے ایک ماہنامہ ''محبان ادب'' جاری کیا جو صرف دو شماروں کے بعد مالی پریشانی کے سبب بند ہو گیا۔اسی طرح مشہور شاعر عبدالواحد انصاری نے ''رفتار ادب'' نامی ادبی ماہنامہ جاری کیا جو محض چند شماروں کر بعد بند ہو گیا۔اور ادب کی رفتار ہی ختم ہو گئی۔تازن کے خاتمے کے بعد مالیگاؤں میں ادبی صحافت کا خاتمہ ہو گیا۔فی الحال مالیگاؤں سے کوئی بھی ادبی رسالہ جاری نہیں ہے۔رہی بات اخبار کی تو اس معاملے میں اب تک کسی نے کھاتہ نہیں کھولا۔غرض کے ان سو برس کے طویل عرصے میں کم وبیش ۱۷،ادبی رسائل جاری ہوئے مگر اکثر رسائل نے بہت مختصر زندگی پائی سوائے سہ ماہی توازن کے۔اکثر رسالے مالہ دشواریوں کے سبب بند ہوئے۔ کچھنے ''توازن'' سہ ماہی جاری کیا۔ یہ رسالہ سب سے طویل ؑرسے تک جاری

رہا۔عتیق صاحب کے وصال کے بعد بند ہوگیا۔ ۱۹۹۳ء میں مشہور مصنف اور مورخ شبیر حکیم نے ماہنامہ ''نامہ بر ڈائجسٹ'' جاری کیا جو کل بارہ شماروں کے بعد بند ہوگیا۔اب تک مالیگاؤں کے ادبی صحافتی افق پر صرف ادبی رسالے ہی جلوہگر ہوئے تھے۔ایک بھی اخبار جاری نہیں ہوا تھا۔مالیگاؤں کے ادبی رسائل میں سب سے طویل عمر سہ ماہی تازن نے پائی۔اس دوران دیگر کئی لوگوں نے ادبی رسائل نکالنے کی جرات کی مگر ناکامی ہاتھ آئی۔ ۲۰۱۴ء میں افسانہ نگار ہارون اختر نے ایک ماہنامہ ''محبان ادب'' جاری کیا جو صرف دو شماروں کے بعد مالی پریشانی کے سبب بند ہوگیا۔اسی طرح مشہور شاعر عبدالواحد انصاری نے ''رفتارادب'' نامی ادبی ماہنامہ جاری کیا جو محض چند شماروں کر بعد بند ہوگیا۔اور ادب کی رفتار ہی ختم ہوگئی۔تازن کے خاتمے کے بعد مالیگاؤں میں ادبی صحافت کا خاتمہ ہوگیا۔فی الحال مالیگاؤں سے کوئی بھی ادبی رسالہ جاری نہیں ہے۔رہی بات اخبار کی تو اس معاملے میں اب تک کسی نے کھاتہ نہیں کھولا۔غرض کے ان سو برس کے طویل عرصے میں کم وبیش ۱۷،ادبی رسائل جاری ہوئے مگر اکثر رسائل نے بہت مختصر زندگی پائی سوائے سہ ماہی توازن کے۔اکثر رسالے مالہ دشواریوں کے سبب بند ہوئے۔کچھ نظریاتی اختلافات کی نظر ہوگئے۔اور توازن عدم جانشینی کا شکار ہوگیا۔فی الحال مالیگاؤں کے ادبی صحافتی افق پر صرف ایک ستارہ روشن ہے جس کا نام ماہنامہ ''بیباک'' ہے۔

(۳) صحافتی نقطہ نظر سے جائزہ:

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز ادبی رسائل سے ہوا۔ابتدا میں شعری گلدستے شائع ہوئے،آہستہ آہستہ ان میں نثری ادب کی شمولیت بھی ہونے لگی۔ ۱۹۳۵ء میں پہلا سیاسی،سماجی اور ادبی اخبار بیداری جاری ہوا۔یہیں سے عصری صحافت کا آغاز ہوا۔اس کے بعد بے شمار اخبارات ورسائل مالیگاؤں کے صحافتی افق پر جلوہ افروز ہوئے۔جن میں ہر نوعیت کے اخبارات ورسائل موجود ہیں۔درج ذیل میں ہم مالیگاؤں کی اردو صحافت کا جائزہ صحافتی نقطہ نظر سے لیں گے۔صحافت ایک فن ہے۔دنیا میں تمام فنون پہلے وجود میں آئے بعد میں اس کے اصول وضوابط کی تدوین ہوئی۔جب کوئی فن کے باقائدہ اصول وضوابط کی کی تدوین ہوجاتی ہے تو اس فن کی حیثیت علم کی ہوجاتی ہے۔فن صحافت بھی اس سے الگ نہیں ہے۔اگرچہ کہ صحافت عملی میدان ہے مگر اب اس کی حیثیت علم کی ہو چکی ہے۔اس لئے اس میدان سے منسلک افراد کو اس علم کو جاننا ضروری ہے۔درج ذیل میں صحافتی اصول وضوابط کے مطابق بھی مالیگاؤں کی اردو صحافت کا جائزہ لیں گے۔

(الف) ٹائٹل:

ٹائٹل کسی بھی اخبار کی جان ہوتا ہے۔اس لئے بعض اخبارات اور رسائل ٹائٹل کی وجہ سے بھی مشہور ہوئے، مالیگاؤں کے اخبارات اور رسائل کے زیادہ تر ٹائٹل اخبار یا رسالے کی نوعیت نہ سے مناسب ہیں بلکہ بعض اخبارات ورسائل کے ٹائٹل سے اخبار اور رسالے کی فکر، رجحان اور پالیسی کا اظہار ہوتا ہے۔مثلاً بیداری، تہذیب، تاج، آزاد، پیغام، عوامی آواز، تیور، پسینہ، نوائے مشرق، مزدور نمائندہ، تازیانہ، ندائے بنکر، دسپلین، پیپلز، یوتھ آرگن، جواں مرد، گائیڈنس، وغیرلیکن کچھ اخبارات کے ٹائٹل نامناسب ہیں۔کچھ اخبارات کے ٹائٹل کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کسی افسانے یا کسی کتاب کا ٹائٹل یا کسی فلم کا ٹائٹل ہے مثلاً آج کا ارجن، حالات کی زنجیر، کونٹکٹ پوائنٹ، سن آف مالیگاؤں، میٹھا میوہ، انسیٹ وغیرہ۔دینی، تعلیمی، سماجی، طبی، ادب اطفال، روزگار، اورخواتین کے اخبارات کا ٹائٹل خوبصورت اور مناسب ہیں۔

ٹائٹل کا دسرا پہلو اس کی تحریر ہے۔مالیگاؤں کے اکثر اخبارات اور رسائل کے ٹائٹل کی لکھاوٹ اور تحریر نہایت خوبصورت بنائے گئے ہیں مثلاً بیداری، عوامی آواز، گائڈنس، صحت وسائنس، بیباک، پرنس، تبصرہ، جرأت، شوق، وغیرہ۔

(ب) خبریں:

خبر نگاری ایک فن ہے۔خبر نگاری کے کچھ اصول ہیں جیسے خبریں آسان الفاظ میں، چھوٹے چھوٹے جملوں میں، حقیقت بیانی کے ساتھ، بلاکم وکاست لکھی جائیں۔اس میں خبر نگار کی ذاتی رائے کا دخل قطعی نہ ہو۔ اس نکتہ نظر سے ہم دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مالیگاؤں کے زیادہ تر صحافی صحافتی علم سے بے نیاز ہیں۔خبروں میں زیادہ تر خبر نگاری کے اصولوں سے بے نیازی ملتی ہے۔خبروں میں خبر نگار کی رائے کا اظہار ملتا ہے۔بعض خبریں اس طرح لکھی جاتی ہیں جس میں مراسلے اور خبر دونوں کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔خبروں کی سرخیوں میں تجسس زیادہ ہوتا ہے۔خبروں میں سنسنی پیدا کی جاتی ہے۔خبروں میں سوالات قائم کئے جاتے ہیں۔اورخبروں کے ذریعے قاری کو ایک مخصوص نقطہ پر سوچنے راہ پر لگا دیا جاتا ہے۔

خبر نگاری کا دوسرا پہلو اس کی زبان ہے۔خبریں اگر چہ اچھی اردو میں لکھی جاتی ہیں مگر خبروں میں بعض مرتبہ اتنے مشکل الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں کہ قاری اس کو سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔کل ملا کر مالیگاؤں میں اردو صحافت کا میعار بلند ہے۔زیادہ تر اخبارات ع رسائل میں میعاری اردو مستعمل ہے۔

(ج) مضمون نگاری:

مالیگاؤں میں زیادہ تر اخبارات و رسائل میں مضامین شائع ہوتے ہیں۔ان مضامین کے لکھنے والے اسکولوں اور مدارس کے اساتذہ یا تعلیم یافتہ افراد ہیں اس لئے مضمون میں زبان و بیان کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔مضامین میں میعاری اردو استعمال ہوتی ہے۔مگر کچھ مضامیں کچے پکے بھی اشاعت پذیر ہوجاتے ہیں جن میں اصلاح کی گنجائش ہوتی ہے۔

(د) مراسلا نگاری:

مراسلوں کے ذریعے عوام اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔مراسلے قاری کی آزادانہ رائے کا حصہ ہیں۔ اس لئے اس ایڈیٹر یا اخبار کی پالیسی سے اتفاق ضروری نہیں ہوتا۔مالیگاؤں میں تمام اخبارات میں مراسلے شائع ہوتے ہیں۔جن میں لکھنے والے عام قاری ہوتے ہیں۔ان سے بہت میعاری اردو کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ بقول غالبؔ

جب توقع ہی اٹھ گئی غالبؔ
کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی

اس لئے مراسلہ نگاروں سے کوئی گلہ نہیں کیا جا سکتا البتہ شخصی قسم، کے مراسلوں کی اشاعت میں احتیاط لازمی ہے۔

(ذ) اداریہ نگاری:

اداریے اخبار کی روح ہوتے ہیں۔اداریہ حال کے واقعات کو ماضی کے اعداد و شمار کی روشنی میں مستقبل کا لائحہ عمل طے کرنے میں مددگار ہوتا ہے۔اس لئے اداریہ میں فکر انگیزی کے ساتھ ساتھ میعاری زبان کا ہونا بھ ضروری ہوتا ہے۔مالیگاؤں کے اخبارات و رسائل میں اداریہ شائع ہوتے ہیں مگر اکثر اداریہ نویسی کے اصول و ضوابط سے بے نیازی کے ساتھ۔ادایہ میں سادہ بیانی حاوی ہوتی ہے۔بعض اخبارات تو بغیر اداریہ کے بھی ایک طویل مدت تک شائع ہوئے مگر ان کی مقبولیت میں کوئی فرق نہیں پڑا۔

(۴) مالیگاؤں میں اردو صحافت ماضی اور حال کے آئینے میں:

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا جائزہ ماضی اور حال کے تناظر میں لینے اس قبل اس کا خاکہ ضروری جس کے تحت محقق جائزہ لے گا۔مالیگاؤں میں اردو صحافت اخبارات و رسائل کی نوعیت کے لحاظ سے، اخبارات و رسائل

کے دورانیہ کے اعتبار سے، اردو زبان و ادب کے میعار کے اعتبار سے۔

(الف) اخبارات ورسائل کی نوعیت کے اعتبار سے:

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز ادبی صحافت سے ہوا۔ ابتدا میں شعری گلدستے اور ادبی رسالے جاری ہوئے۔ آہستہ آہستہ سیاسی ضروریات کے تحت سیاسی اخبارات، سماجی اخبارات، تعلیمی اخبارات ورسائل، طبی اخبارات، اخبارات ورسائل برائے ادب اطفال، اخبارات برائے خواتین، اخبارات برائے روزگار وغیرہ جاری ہوئے۔ ادب بالغاں بشمول شعری اور نثری ادب کل ۱۹ رسائل جاری ہوئے۔ جن ۱۷ رسائل بند ہو گئے صرف ۱، رسالہ بیباک جاری ہے۔ بچوں کے ادب کے لئے ۱۰ رسالے اور تین اخبارات جاری ہوئے جن میں صرف ایک سالہ اور دو اخبارات جاری ہیں۔ دینی اخبارات ورسائل میں ۵ رسائل اور ۱۵ اخبارات جاری ہو ئے جن میں ۲ رسائل اور ۷ اخبارت جاری ہیں۔ ۳ مزاحیہ اخبارات جاری ہوئے تینوں بند ہیں۔ خواتین کے لئے ۲ اخبارات جاری ہوئے جن میں سے دونوں بند ہیں۔ روزگار کے لئے ایک اخبار جاری ہوا جو فی الحال جاری ہے۔ تعلیم اخبارات میں ۱۴ اخبارات جاری ہوئے جن میں ۲ جاری ہیں۔ سیاسی اخبارات میں اب تک ۱۱۶۰ اخبارات جاری ہوئے جن میں اب تک ۳۰ اخبارات جاری ہیں بقیہ ۱۱۳۰ اخبارات بند ہو چکے ہیں۔

(ب) اخبارات ورسائل کے دورانیہ کے اعتبار سے:

(ذ) اداریہ نگاری:

اداریے اخبار کی روح ہوتے ہیں۔ اداریہ حال کے واقعات کو ماضی کے اعداد وشمار کی روشنی میں مستقبل کا لائحہ عمل طے کرنے میں مددگار ہوتا ہے۔ اس لئے اداریہ میں فکر انگیزی کے ساتھ ساتھ میعاری زبان کا ہونا بھ ضروری ہوتا ہے۔ مالیگاؤں کے اخبارات ورسائل میں اداریہ شائع ہوتے ہیں مگر اکثر اداریہ نویسی کے اصول و ضوابط سے بے نیازی کے ساتھ۔ ادایہ میں سادہ بیانی حاوی ہوتی ہے۔ بعض اخبارات تو بغیر اداریہ کے بھی ایک طویل مدت تک شائع ہوئے مگر ان کی مقبولیت میں کوئی فرق نہیں پڑا۔

(۴) مالیگاؤں میں اردو صحافت ماضی اور حال کے آئینے میں:

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا جائزہ ماضی اور حال کے تناظر میں لینے اس قبل اس کا خاکہ ضروری جس کے تحت محقق جائزہ لے گا۔ مالیگاؤں میں اردو صحافت اخبارات ورسائل کی نوعیت کے لحاظ سے، اخبارات ورسائل کے دورانیہ کے اعتبار سے، اردو زبان و ادب کے میعار کے اعتبار سے۔

(الف)اخبارات ورسائل کی نوعیت کے اعتبار سے:

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز ادبی صحافت سے ہوا۔ابتدا میں شعری گلدستے اورادبی رسالے جاری ہوئے۔آہستہ آہستہ سیاسی ضروریات کے تحت سیاسی اخبارات،سماجی اخبارات،تعلیمی اخبارات ورسائل،طبی اخبارات،اخبارات ورسائل برائے ادب اطفال،اخبارات برائے خواتین،اخبارات برائے روزگار وغیرہ جاری ہوئے۔ادب بالغاں بشمول شعری اورنثری ادب کل ۱۹ رسائل جاری ہوئے۔جن ۱۷ رسائل بند ہو گئے صرف ا،رسالہ بیباک جاری ہے۔بچوں کے ادب کے لئے ۱۰ رسالے اورتین اخبارات جاری ہوئے جن میں صرف ایک سالہ اور دو اخبارات جاری ہیں۔دینی اخبارات ورسائل میں ۵ رسائل اور ۱۵ اخبارات جاری ہو ئے جن میں ۲ رسائل اور ۷ اخبارت جاری ہیں۔ ۳ مزاحیہ اخبارات جاری ہوئے تینوں بند ہیں۔خواتین کے لئے ۲ اخبارات جاری ہوئے جن میں سے دونوں بند ہیں۔روزگار کے لئے ایک اخبار جاری ہوا جو فی الحال جاری ہے۔تعلیم اخبارات میں ۴؍اخبارات جاری ہوئے جن میں ۲ جاری ہیں۔سیاسی اخبارات میں اب تک ۱۸۰؍اخبارات جاری ہوئے جن میں اب تک ۴۰؍اخبارات جاری ہیں بقیہ ۱۴۰؍اخبارات بند ہو چکے ہیں۔

(ب)اخبارات ورسائل کے دورانیہ کے اعتبار سے:

مالیگاؤں میں اخبارات میں ہفت روزہ، پندرہ روزہ،روزنامہ۔ماہنامہ،سہ ماہی اخبارات جاری ہوئے۔رسائل میں ماہنامہ،سہ ماہی،دوماہی رسائل جاری ہوئے۔مالیگاؤں سے اب تک ۱۸۱ اخبارات جاری ہوئے جن میں ۱۳۹؍اخبار اسیاسی وسماجی نوعیت کے تھے۔ان اخبارات میں فی الحال ۳۰ سیاسی وسماجی نوعیت کے اخبارات جاری ہیں بقیہ مختلف وجوہات کی بنا پر بند ہو گئے۔اب تک ۸؍دینی اخبارات جاری ہوئے جن میں فی الحال ۵؍اخبارات جاری ہیں بقیہ بند ہو گئے۔اب تک ۱۱؍تعلیمی اخبارات جاری ہوئے جن میں تمام اخبارات بند ہیں۔بچوں کے لیے ۴؍اخبارات جاری ہوئے جن میں اب صرف ایک اخبار نہایت کامیابی سے جاری ہے۔خواتین کے لیے اب تک صرف ایک اخبار جاری ہوا جو محض تین چار شماروں کے بعد بند ہو گیا اس میدان میں اب مکمل سکوت طاری ہے۔طبی اخبارات میں ۳؍اخبارات جاری ہوئے مگر سب کے سب بند ہو گئے یہ میدان بھی مکمل خالی ہے۔ادبی اخبارات کا میدان سونا رہا صرف ا؍ادبی اخبار جاری ہوا وہ بھی بند ہو گیا۔صحافت برائے روزگار کے لیے ا؍اخبار جاری ہوا جو فی الحال کامیابی سے جاری ہے۔ایک اخبار سلائی کے ہنر کی رہنمائی کے لیے جاری ہوا تھا مگر وہ بھی بند ہو گیا۔اگر ہم فی صدی میں نتائج دیکھیں تو مالیگاؤں میں

جاری ہونے والے اخبارات میں ۸۷ رفی صدی اخبارات سیاسی وسماجی نوعیت کے تھے۔۸ رفی صدی دینی، ۶ رفی صدی تعلیمی، ۳ رفی صدی بچوں کا ادب، ۰.۵ رفی صدی اخبارات خواتین کے لیے، ۰.۵ روزگار کے متعلق اخبار، ۲ رفی صدی طبی، ۴ رفی صدی ادبی اور ۰.۵ فی صدی اخبارات سلائی کے متعلق جاری ہوئے۔ان اخبارات میں ۷۸ رفی صدی اخبارات بند ہوگئے اور صرف ۲۲ رفی صدی اخبارات فی الحال جاری ہیں۔

مالیگاؤں سے اب تک جاری ہوئے رسائل کی بات کریں تو اب تک ۴۰ ررسالے جاری ہوئے ہیں جن میں ۳۳ ررسالے بند ہوچکے ہیں صرف ۷ ررسالے جاری ہیں۔ان رسالوں میں ۱۹ ررسالے ادبی، ۷ ر رسالے دینی، ۲ ررسالے تعلیمی، ا ررسالہ خواتین کے لیے، ۱۰ ررسالے بچوں کے ادب کے لیے، ا ررسالہ سیاسی نوعیت کے جاری ہوئے۔فی الحال جاری رسالوں میں ا رادبی، ا ربچوں کا ادب، ۲ ر دینی، ۳ رتعلیمی، اگر ہم فی صدی میں اس کا جائزہ لیں تو اب تک ۴۷ رفی صدی رسالے ادبی، ۱۷ رفی صدی رسالے دینی، ۵ رفی صدی رسالے تعلیمی، ۳ رفی صدی رسالے خواتین کے لیے، ۲۵ رفی صدی رسالے بچوں کا ادب اور ۳ رفی صدی سیاسی رسالے جاری ہوئے۔جن میں ۸۲ رفی صدی رسالے بند ہوگئے اور ۱۸ رفی صدی رسالے جاری ہیں۔

اسی طرح مالیگاؤں میں ۱۲ رقلمی رسالے جاری ہوئے جن میں سب کے سب بند ہوگئے اور فی زمانہ ان کے جاری رہنے کی کوئی معقول وجہ بھی نہیں۔

مالیگاؤں کے اخبارات اور رسالوں کے بند ہونے کی وجوہات پر غور کریں تو اخبارات میں ۶۱ ر اخبارات یعنی ۳۴ رفی صدی اخبارات مالی دشواریوں یا مالی خسارے کے سبب بند ہوئے، ۲ رفی صدی اخبارت مالک و مدیر کے انتقال اور عدم جانشینی کے سبب بند ہوئے، ۲ رفی صدی اخبارات افرادی قوت کی کمی اور ایک ایک فی صدی اخبارات قانونی مقدمات، ذاتی مصروفیات، اور ترک مستقر کے سبب بند ہوئے۔ ۴۰ ر فی صدی اخبارات کے بند ہونے کی خاطر خواہ وجوہات سامنے نہیں آسکیں۔

اگر مالیگاؤں کے رسالوں کے بند ہونے کی وجوہات پر غور کریں تو ۵۶ رفیصدی رسالے مالی پریشانی اور خسارے کے سبب بند ہوگئے، ۳ رفی صدی رسالے قانونی مقدمات کی نذر ہوئے، ۳ رفی صدی مالک و مدیر کے انتقال کے سبب اور ۳ رفی صدی ذاتی اختلافات کے سبب بند ہوئے۔ ۱۲ رفی صدی رسالوں کے بند ہونے کے خاطر خواہ اسباب معلوم نہیں ہوسکے۔

اس مطالعے یہ بات سامنے آتی ہے کہ زیادہ تر اخبارات اور رسالے مالی پریشانیوں اور خسارے کے سبب بند ہوئے۔

(ج) اردو زبان وادب کے میعار کے اعتبار سے:

مالیگاؤں میں ادبی اخبارات ورسائل، بچوں کے ادب پر اخبارات ورسائل، طبی اخبارات، خواتین کے اخبارات، روزگار کے اخبارات، تعلیمی اخبارات ورسائل، دینی اخبارات ورسائل کی زبان میعاری رہی کیوں کہ اس میں لکھنے والے اور قاری پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ صرف سیاسی اخبارات میں زبان کے میعار میں کمی درج ہوئی ہے۔ سیاسی اخبارات میں زیادہ تر لکھنے والے اعلی تعلیم یافتہ افراد نہیں ہیں۔ نیز اخبارات نکالنے میں جلد بازی، تنگی وقت، پروف ریڈنگ سے بے نیازی وغیرہ وجوہات کے سبب زبان کے میعار میں کمی ملتی ہے۔

(۵) مالیگاؤں میں اردو زبان وادب کے فروغ میں اردو صحافت کا کردار۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت کی ابتدا ۱۹۱۲ء میں ایک دینی رسالے ہوئی۔ اس کے بعد ادبی رسائل نکلنا شروع ہوئے۔ ان ادبی رسائل نے مالیگاؤں میں ایک ادبی فضا قائم کردی۔ ادبی رسائل کے پڑھنے والے قارعین نہ صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد تھے بلکہ کم تعلیم یافتہ افراد تھے۔ ان رسائل کے نکلنے سے عوام میں مطالعہ کا شوق بڑھنے لگا۔ عوام کو اردو ودب پڑھنے میں دلچسپی بڑھنے لگی۔ اس طرح اردو ادب کو پڑھنے والوں لی تعداد بھی بڑھنے لگی۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ مستقبل میں اردو ادب اور اردو زبان کو پھلنے پھولنے کا موقع ملنے لگا۔ ادبی مضامین کو پڑھنے سے زبان وبیان کی خوبیوں اور خامیوں سمجھنے کا موقع ملا نیز زبان وبیان کی اصلاح کا دروازہ بھی کھلا جس سے صحت مند تحریر اور اغلاط سے پاک تحریر لکھنے کی تازہ ہوائیں اندر آنے لگیں۔ لوگ زبان وبیان کی خوبیوں اور خامیوں کا مدنظر رکھ کر تحریر لکھنے لگے۔

ان رسائل نے جہاں عوام کو اردو ادب سے واقف کرایا۔ اردو ادب اور اچھی اور بے عیب اردو کی طرف رہنمائی کی وہیں اردو ادب میں نئے تخلیق کاروں کا اضافہ کیا۔ یوتو بہت سارے لوگ تخلیقی کام کر رہے تھے مگر ان تخلیقات کو منظر عام پر آنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ ادبی رسائل نے نئے شعرا اور ادبا کو اپنی تخلیقات کو پیشکر نے کا یک پلیٹ فارم مہیا کر دیا۔ نئے قلمکاروں کی تخلیقات چھپنے لگیں۔ تخلیقات چھپنے سے نئے قلمکاروں کے اندر حوصلہ پیدا ہونے لگا۔ نیز نئی نئی تخلیقات کرنے کی راہ ہموار ہوگئی۔ نئے قلمکاروں میں خوداعتمادی پیدا ہونے لگی۔ اور نئی

نئ تخلیقات اور تخلیق کار منظر عام پر آنے لگے جن میں سے بہت سے قلمکار مستقبل میں اردو ادب میں اہم مقام بنانے میں کامیاب ہوئے۔ مالیگاؤں کے بہت سے شعرا کا شمار ملک کے اہم اور نامور شعرا میں ہونے لگا۔ بہت سے نثر نگاروں کا شمار نہ صرف ملک بلکہ بیرون ملک بھی ، بڑے نثر نگاروں میں ہونے لگا۔یہی وجہ ہے کہ مالیگاؤں میں اردو ادب کی بہترین فضا دیکھنے کو ملتی ہے۔شعرا کا م ایک طویل قافلہ ہے جس میں قدامت پسند، روایت پسند، جدت پسند ہر قسم کے شعرا ہیں۔اس قافلے میں آج بھی روز آنہ اضافہ ہو رہا ہے۔شعری ادب کی ہر صنف میں طبع آزمائی ہو رہی ہے۔ مالیگاؤں میں اکثر کل ہند مشاعروں کا انعقاد نہایت آسانی سے اور کامیابی کے ساتھ ہوتا ہے۔کئی شعری انجمنیں قائم ہوئی ہیں جو شعری ادب کے فروغ میں اپنا کردار ادا کر رہی ہیں۔

اسی طرح نثری ادب کی سنگلاخ چٹانوں میں بھی پھول کھلنے لگے ہیں۔ مالیگاؤں میں پہلے اتنے افسانہ نگار اور مضمون نگا نہیں تھے۔جیسے جیسے رسائل شائع ہونے لگے ویسے ویسے نئے نئے نثر نگار سامنے آنے لگے۔ رسائل میں اپنی تخلیقات کو شائع ہونے پر ان کے اندر نیا حوصلہ اور امنگ جاگنے لگی۔ نئے نئے افسانے لکھنے کی اور انہیں شائع کروانے کی فکر نے نئے نئے راستے کھول دئے جن سے روز آنہ نئے لکھنے والے آج بھی داخل ہو رہے ہیں۔نثر اصناف میں فسانہ نگاری، افسانچہ نگاری، انشا نگاری، مضمون نگاری، مزاح نگار غرض ہر صنف میں نئے آنے والے قلمکاروں نے اردو ادب میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔نثر نگاروں کی باقائدہ انجمیں وجود میں آچکی ہیں جو اردو ادب اور اردو زبان کی بقا اور ترویج میں اپنا اپنا کردار ادا کر رہی ہیں۔

بچوں کے ادب پر رسائل نے اردو ادب میں ایک نیا باب کا اضافہ کیا ہے۔بچوں کے رسائل میں بچوں میں پڑھنے میں دلچسپی پیدا کی۔ بچے ان رسائل کا بڑی دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کر رہے ہیں جس کی وجہ سے جہاں ان کی معلومات میں اضافہ ہو رہا ہے وہیں اردو ادب پڑھنے کا شوق بھی پروان چڑھ رہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ مالیگاؤں کے چند روز نامہ اردو اخبارات ہفتہ میں ایک دن بچوں کا صفحہ ترتیب دیتے ہیں۔جس دن نچوں کا صفحہ شائع ہوتا ہے اس دن اخبار کا سرکیولیشن ایک ہزار بڑھ جاتا ہے۔جس سے معلوم ہوا کہ اخبارت ورسائل اردو ادب اور اردو زبان کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ بچوں کے رسائل سے نہ صرف بچوں میں مطالعہ کا شوق پیدا ہوا ہے بلکہ بچوں میں لکھنے کی صلاحیت میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ نئے نئے ننھے قلمکار بھی سامنے آرہے ہیں جو مستقبل کے اردو ادب اور اردو زبان کے سپاہی ہوں گے۔

دینی ادب عوام عقیدت سے پڑھتے ہیں۔ یہاں شائع ہونے والے دینی رسائل نے بھی عوام میں مطالعہ اور مضمون نگاری کی راہ ہموار کی ہے۔ دینی رسائل میں لکھنے والے زیادہ تر لوگ علما ہیں جن کی زبان شائستہ اور بے عیب ہوتی ہے۔ اس طرح ان دینی رسائل نے اردو زبان اور اردو ادب کے بقا اور فروغ میں اپنا کردار نبھایا ہے۔ ان دینی رسائل کے سبب زبان و بیان میں صفائی اور نکھار پیدا ہوا ہے۔

(۲.۹) سفارشات (9.2)Recommendations

مالیگاؤں میں اردو صحافت کے مطالعے سے یہ بات کھل کر سامنے آئی ہے کہ یہاں زیادہ تر اخبارات مالی خسارے کے سبب بند ہو گئے ہیں۔ نیز اخبارات ورسائل کی اشاعت میں بہت سی اصلاحات کی گنجائش موجود ہے۔ ذیل میں ان کی طرف نشاندہی کی جارہی ہے تاکہ مستقبل میں مالیگاؤں میں اردو صحافت کو زندگی ،تابندگی اور پائندگی حاصل ہے سکے۔ چند شفارشات حاضر خدمت ہیں۔

(۱) اردو زبان وبیان کے متعلق: مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز دینی اورادبی رسائل سے ہوا۔ آہستہ آہستہ اخبارات بھی منظر عام پر آنے لگے۔ ابتدا میں جو رسائل اور اخبارات جاری ہوئے ان کے مالک ومدیر مدارس کے علماء یا اسکولوں کے اساتذہ تھے۔ ان دونوں طبقہ سے منسلک افراد کی زبان صاف ستھری اور عموماً بے عیب تھی۔ اس لئے ابتدائی دنوں کے اخبارات ورسائل کی زبان میں کوئی خاص اصلاح لی ضرورت نہیں تھی۔ آہستہ آہستہ اس میدان میں ایسے لوگ داخل ہونے لگے جن کے پیش نظر محض سیاسی مقاصد تھے۔ ان افراد کی اکثریت عموماً غیر تعلیم یافتہ یا کم تعلیم یافتہ تھی۔ نیز ان افراد کو اردو زبان کی ترویج واشاعت سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ اس لئے اخبارات میں بطور خاص اردو زبان کا معیار پہلے کی بہ نسبت کم ہوتا گیا۔ آج صورت حال یہ ہے کہ اخبارات میں الفاظ کا غلط استعمال، محاروں کا بے محل اور غلط استعمال، روزمرہ کا غلط استعمال ہورہا ہے۔ اخبارت کی زبان سطحی ہوتی جارہی ہے۔ اخبارات میں زبان وبیان کا میعار بتدریج کم ہوتا جارہا ہے۔ اس لئے چاہیے کہ اخبارات کی زبان و بیان پر خاص توجہ دی جائے۔ خبر نویس اور مضمون نگار حضرات اخبارات کی زبان وبیان پر دھیان دیں۔ غیر میعاری اردو کی اشاعت کی بجائے میعاری اردو کے فروغ کا مشن بنائیں۔

(۲) صحافتی ضابطۂ اخلاق:

حکومت نے اخبارات ورسائل کے لئے صحافتی ضابطۂ اخلاق بنایا ہے جس کی پاسداری تمام لوگوں کے لئے لازمی ہے۔ مگر آج کل یہ دیکھنے میں آرہا ہے کہ کم ہی اخبارات اس کی طرف تروجہ دے رہے ہیں۔ اخبارات غیر تصدیق شدہ خبریں شائع کرتے ہیں۔ غیر ضروری خبریں اشاعت پزیر ہورہی ہیں۔ جس کے برے اثرات سماج ومعاشرے پر پڑ رہے ہیں۔ اس لئے اخبارات کو سچی اور مصدقہ خبریں ہی شائع کرنا چاہیئے۔ ایسی خبریں جن کی اشاعت سے دوفرقوں کے درمیان کشیدگی یا بدگمانی پیدا ہو یا امن عامہ کو خطرہ ہو ایسی خبریں شائع کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

(۳)مضامین:

اخبارات میں مختلف قسم کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔مضامین کی زبان ابھی ہونا چاہیے۔عامیانہ زبان کے استعمال سے گریز ضروری ہے۔معض مضامین شخصی قسم کے ہوتے ہیں۔جوکسی شخص کی ذاتی زندگی کے متعلق ہوتے ہیں۔ایسے مضامین کوشائع نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ ایسے مضامین عام افادیت سے خالی ہوتے ہیں اس کے برعکس کسی کی ذاتی زندگی کوخراب کرنے والے ہوتے ہیں۔اگراس قسم کا کوئی مضمون شائع کرنا ضروری ہوتو اس مضمون کا جواب صاحب معاملہ سے لکھوا کر دونوں مضامین کوایک ساتھ شائع کرنا چاہیے۔اور ایسا ایک مرتبہ ہی ہو بار بارنہیں ہونا چاہیے۔

(۴)مراسلے:

مراسلے عوام کی اظہاررائے کی آزادی کے ضمن میں آتے ہیں۔اس لئے ان سے ایڈیٹر کا اتفاق ضروری نہیں ہوتا۔مراسلے بہت سے آتے ہیں کس مراسلے کوشائع کرنا چاہیے اورکس مراسلے کونہیں یہ بات دھیان میں رکھنا نہایت ضروری ہے۔ہمیشہ عام افادیت کے مراسلوں کواشاعت میں جگہ دینا چاہیے۔اخبارات کے صفحات نہایت قیمتی ہوتے ہیں انہیں ضائع نہیں کرنا چاہیے۔شخصی قسم کے مراسلوں میں وہی بات ملحوظ رکھنا ضروری ہے شخصی مضامین کے لیےضمن میں بیان ہوئی ہے۔

(۵)اداریہ:

اداریہ اخبار کی روح ہوتا ہے۔بغیر اداریہ کے اخبار کی حیثیت پمفلٹ کی ہوتی ہے۔اداریہ نویسی ایک فن ہے۔اداریہ کتنا طویل ہو؟ کس طرح لکھا جائے؟ کن موضوعات پر لکھا جائے؟ ان باتوں پر توجہ دینا ضروری ہے۔اکثر غیرضروری موضوعات پر ادریہ شائع ہوتا ہے۔اداریہ میں مضامین اور خبروں کی خصوصیات پائی جاتی ہیں اداریہ کی نہیں۔بات صرف یہیں تک ہوتو ٹھیک ہے غضب تو یہ ہے کہ بعض اہم اخبارات ایسے ہیں جوسرے سے اداریہ لکھنے کی زحمت ہی نہیں کرتے۔انہیں اداریہ کی اہمیت کا اندازا ہی نہیں ہے۔اس لیے اخبارات کو چاہیے کہ اداریہ ضرور شائع کریں اور شایان شان شائع کریں۔

(۶)اشتہارات:

اخبارات ورسائل کوزندہ رکھنے کے لیے اشتہارات ضروری ہوتے ہیں۔اشتہارات اخبارات ورسائل کی آمدنی کا اہم ذریعہ ہوتے ہیں۔اس اشتہارات شائع کرنا ضروری ہے۔اشتہارات شائع کرنے میں بھی چند

باتیں مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

(الف) فحش اشتہارات کی اشاعت سے گریز کرنا چاہیے کیوں کہ یہ فحاشی کو عام کرنے یا اس میں تعاون کے ضمن میں آتا ہے۔ یاد رہے کہ ہم خیر امت ہیں، ہمیں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے لیے برپا کیا گیا ہے۔

(ب) فحش اشتہارات کی وجہ سے اخبار یا رسالہ فیملی اخبار یا فیملی میگزین کی حدوں سے نکل کر دیگر حدوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ اخبار یا رسالہ ایسا ہو کہ اسے گھر کا ہر فرد پڑھ سکے۔

(ج) بعض اشتہارات نہایت مبالغے کے ساتھ اور جھوٹے دعوے کے ساتھ شائع ہوتے ہیں۔ اس لیے بعض قاری اخبار پر بھروسہ کر کے اشیا خرید لیتے ہیں اور ٹھگ لیے جاتے ہیں۔ اخبارات کا کام عوام کی صحیح رہنمائی کرنا ہوتا ہے نہ کہ گمراہ کرنا۔ اس لیے اس طرح کے گمراہ کن اور جھوٹے اشتہارات شائع نہیں کرنا چاہیے۔

(۷) صحافتی تربیت:

اس تحقیقی کام میں یہ ایک تلخ حقیقت بھی سامنے آئی ہے کہ اخبارات ورسائل کے مالکین، خبر نگار، نامہ نگار، مضمون نگار اور اس سے منسلک ۹۰ فی صدی افراد میدان صحافت کی تعلیم وتربیت سے بہرہ ور نہیں ہیں۔ یہ مالیگاؤں کی صحافت کا نہایت افسوسناک پہلو ہے۔ صحافت کا میدان، عملی میدان ہے۔ آک صحافت کی حیثیت ایک علم کی ہے۔ خبر کیسے لکھیں۔ اداریہ کیسے لکھیں؟ مضامیں کیسے لکھیں؟ اشتہارات کیسے بنائیں؟ اخبارات کے صفحات ترتیب وتہذیب کیسی ہو؟ اخبار کا لے آؤٹ کیا ہو؟ وغیرہ ایسے سوالات ہیں جن کا تعلق علم اور اصولوں سے ہے۔ اس لیے ان اصولوں کو جاننا ضروری ہے۔ مگر نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ مالیگاؤں کے اکثر صحافی ان اصولوں سے بے خبر ہیں۔ اخبارات سے منسلک افراد کا چاہیے کہ صحافت کی تعلم اروتربیت حاصل کریں یا صحافتی تعلیم یافتہ افراد کو ہی اخبارات میں ذمہ داری دیں تا کہ ایک مثالی اخبار منظر عام پر آ سکے۔

(۸) اخبارات کے دورانیہ کے اعتبار سے اخبارات کی اشاعت ایک اہم چیز ہے۔ مالیگاؤں میں روزنامہ، ہفت روزہ، پندرہ روزہ، سہ روزہ اخبارات شائع ہوتے ہیں۔ اخبارات کے دورانیے کے اعتبار سے اخبارات میں مواد کی اشاعت ہوتی ہے۔ روزنامہ اخبارات فوراً خبروں کی ترسیل کے لیے ہوتے ہیں۔ اس لیے روزناموں میں خبروں پر تنقید وتبصرہ کی گنجائش کم ہوتی ہے۔ وہاں خبروں کی فوری ترسیل پر ذور ہوتا ہے۔ اس بر عکس ہفت روزہ اخبارات، پندرہ روزہ اخبارات یا سہ روزہ اخبارات کے پاس اتنا وقت ہوتا ہے کہ وہ

اخبارات کی جانچ کرسکیں۔خبروں کا تجزیہ کرسکیں۔اورخبروں کا گہرائی سے مطالعہ کرکے اس کا تجزیہ عوام کے سامنے پیش کرسکیں۔اس لیے یہاں اہمیت تجزیہ،تبصرہ اور تنقید کی ہے۔اس کام کے لیے صفحات بھی زیادہ درکار ہوگے۔مگر دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ ہفت روزہ اور پندرہ روزہ اخبارات بھی روزنامہ اخبارات کی نہج صرف خبروں کی اشاعت کا کام کرتے ہیں۔خبروں کا جائزہ لینے کا اہتمام نہیں کرتے۔ہفت روزہ اخبارات اور پندرہ روزہ اخبارات بھی وہی دوصفحات شائع کرتے ہیں۔

(۹)مالی خسارہ:

اس تحقیق میں یہ بات کھل کر سامنے آئی ہے کہ مالیگاؤں شہر کے زیادہ تر اخبارات مالی دشواریوں، مالی پریشانیوں اور مالی خسارے کے سبب بند ہوگئے۔سوال یہ ہے کہ مالی خسارے کی کیا وجوہات ہیں؟اخبارات کی آمدنی کے تین ذرائع ہیں۔سرکاری اشتہارات، عام اشتہارات اور اخبارات کی فروخت (سرکیولیشن)
اخبارات کو زندہ رکھنے اور مالی خسارے سے بچانے کی محقق کے پاس کچھ تجاویز ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(الف)سرکاری اشتہارات:

اخبارات کو چاہیے کہ سرکاری اشتہارات کی فہرست میں اپنے اخبارات کو شامل کروائیں کیوں کہ سرکاری اشتہارات نرخ زیادہ ہوتے ہیں۔

(ب) آج کا دور اشتہارات کا دور ہے۔ہرفرم اشتہارات دینا چاہتی ہے تاکہ اس کے کاروبار میں وسعت پیدا ہو۔اس لیے فی زمانہ عام اشتہارات کا کوئی خاص مسئلہ نہیں ہے۔اگر اخبارات محنت کرکے کچھ مستقل اشتہارات حاصل کرلیں تو اخبارات کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوسکتا ہے۔اور اخبارات کو مالی خسارے سے بچایا جاسکتا ہے۔

(ج)اخبارات کا سرکیولشن بڑھانے کے لیے صحافتی تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ افراد خدمات لی جاسکتی ہیں تاکہ ایک مثالی اخبار منظر عام پر آسکے۔

(۸) اخبارات کے دورانیہ کے اعتبار سے اخبارات کی اشاعت ایک اہم چیز ہے۔مالیگاؤں میں روزنامہ، ہفت روزہ، پندرہ روزہ، سہ روزہ اخبارات شائع ہوتے ہیں۔اخبارات کے دورانیے کے اعتبار سے اخبارات میں مواد کی اشاعت ہوتی ہے۔روزنامہ اخبارات فوراً خبروں کی ترسیل کے لیے ہوتے ہیں۔اس لیے روزناموں میں خبروں پر تنقید وتبصرہ کی گنجائش کم ہوتی ہے۔وہاں خبروں کی فوری ترسیل پر زور ہوتا ہے۔اس بر

عکس ہفت روزہ اخبارات، پندرہ روزہ اخبارات یا سہ روزہ اخبارات کے پاس اتنا وقت ہوتا ہے کہ وہ اخبارات کی جانچ کرسکیں۔خبروں کا تجزیہ کرسکیں۔اورخبروں کا گہرائی سے مطالعہ کرکے اس کا تجزیہ عوام کے سامنے پیش کرسکیں۔اس لیے یہاں اہمیت تجزیہ،تبصرہ اور تنقید کی ہے۔اس کام کے لیے صفحات بھی زیادہ روکار ہوگے۔مگر دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ ہفت روزہ اور پندرہ روزہ اخبارات بھی روزنامہ اخبارات کی نہج صرف خبروں کی اشاعت کا کام کرتے ہیں۔خبروں کا جائزہ لینے کا اہتمام نہیں کرتے۔ ہفت روزہ اخبارات اور پندرہ روزہ اخبارات بھی وہی دو صفحات شائع کرتے ہیں۔

(۹) مالی خسارہ: اس تحقیق میں یہ بات کھل کر سامنے آئی ہے کہ مالیگاؤں شہر کے زیادہ تر اخبارات مالی دشواریوں، مالی پریشانیوں اور مالی خسارے کے سبب بند ہوگئے۔سوال یہ ہے کہ مالی خسارے کی کیا وجوہات ہیں؟ اخبارات کی آمدنی کے تین ذرائع ہیں۔سرکاری اشتہارات، عام اشتہارات اور اخبارات کی فروخت (سرکیولیشن) اخبارات کو زندہ رکھنے اور مالی خسارے سے بچانے کی محقق کے پاس کچھ تجاویز ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(الف) سرکاری اشتہارات:

اخبارات کو چاہیے کہ سرکاری اشتہارات کی فہرست میں اپنے اخبارات کو شامل کروائیں کیوں کہ سرکاری اشتہارات نرخ زیادہ ہوتے ہیں۔

(ب) آج کا دور اشتہارات کا دور ہے۔ ہر فرم اشتہارات دینا چاہتی ہے تا کہ اس کے کاروبار میں وسعت پیدا ہو۔اس لیے فی زمانہ عام اشتہارات کا کوئی خاص مسئلہ نہیں ہے۔اگر اخبارات محنت کرکے کچھ مستقل اشتہارات حاصل کرلیں تو اخبارات کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوسکتا ہے۔اور اخبارات کو مالی خسارے سے بچایا جاسکتا ہے۔

(ج) اخبارات کا سرکیولشن بڑھانے کے لیے صحافتی تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ افراد خدمات کی جاسکتید یں تا کہ ایک مثالی اخبار منظر عام پر آسکے۔

(۸) اخبارات کے دورانیہ کے اعتبار سے اخبارات کی اشاعت ایک اہم چیز ہے۔ مالیگاؤں میں روزنامہ، ہفت روزہ، پندرہ روزہ، سہ روزہ اخبارات شائع ہوتے ہیں۔اخبارات کے دورانیے کے اعتبار سے اخبارات میں مواد کی اشاعت ہوتی ہے۔روزنامہ اخبارات فوراً خبروں کی ترسیل کے لیے ہوتے ہیں۔اس لیے

روزناموں میں خبروں پر تنقید وتبصرہ کی گنجائش کم ہوتی ہے۔وہاں خبروں کی فوری ترسیل پر ذور ہوتا ہے۔اس بر عکس ہفت روزہ اخبارات، پندرہ روزہ اخبارات یا سہ روزہ اخبارات کے پاس اتنا وقت ہوتا ہے کہ وہ اخبارات کی جانچ کر سکیں۔خبروں کا تجزیہ کر سکیں۔اورخبروں کا گہرائی سے مطالعہ کرکے اس کا تجزیہ عوام کے سامنے پیش کر سکیں۔اس لیے یہاں اہمیت تجزیہ،تبصرہ اور تنقید کی ہے۔اس کام کے لیے صفحات بھی زیادہ روکار ہوگے۔مگر دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ ہفت روزہ اور پندرہ روزہ اخبارات بھی روزنامہ اخبارات کی نہج صرف خبروں کی اشاعت کا کام کرتے ہیں۔خبروں کا جائزہ لینے کا اہتمام نہیں کرتے۔ہفت روزہ اخبارات اور پندرہ روزہ اخبارات بھی وہی دوصفحات شائع کرتے ہیں۔

(۹)مالی خسارہ:

اس تحقیق میں یہ بات کھل کر سامنے آئی ہے کہ مالیگاؤں شہر کے زیادہ تر اخبارات مالی دشواریوں، مالی پریشانیوں اور مالی خسارے کے سبب بند ہو گئے۔سوال یہ ہے کہ مالی خسارے کی کیا وجوہات ہیں؟اخبارات کی آمدنی کے تین ذرائع ہیں۔سرکاری اشتہارات،عام اشتہارات اوراخبارات کی فروخت(سرکیولیشن) اخبارات کوزندہ رکھنے اور مالی خسارے سے بچانے کی محقق کے پاس کچھ تجاویز ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(الف)سرکاری اشتہارات:

اخبارات کو چاہیے کہ سرکاری اشتہارات کی فہرست میں اپنے اخبارات کو شامل کروائیں کیوں کہ سرکاری اشتہارات نرخ ذیادہ ہوتے ہیں۔

(ب) آج کا دور اشتہارات کا دور ہے۔ہر فرم اشتہارات دینا چاہتی ہے تاکہ اس کے کاروبار میں وسعت پیدا ہو۔اس لیے فی زمانہ عام اشتہارات کا کوئی خاص مسئلہ نہیں ہے۔اگر اخبارات محنت کر کے کچھ مستقل اشتہارات حاصل کر لیں تو اخبارات کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوسکتا ہے۔اور اخبارات کو مالی خسارے سے بچایا جاسکتا ہے۔

(ج)اخبارات کا سرکیولشن بڑھانے کے لیے صحافتی تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ افراد کی خدمات لی جاسکتی ہیں۔اخبار کی فروخت بڑھانے کے لیے اخبارات کا میعار بھی اونچا کرنا ہوگا۔

(د)مالیگاؤں شہر میں اردو صحافیوں کی تین انجمن برسر کار ہے جو صحافیوں کے حقوق کے لیے کام کرتی ہے۔صحافیوں کی انجمنوں کو چاہیے کہ اخبارات کو بند ہونے سے بچانے کے لیے سرکاری سطح پر مراسلت کریں۔

اخبارات کے لیے سالانہ گرانٹ کی منظوری کی کوشش کریں یا رسرکار سے اخباری کاغذ رعایتی نرخ پر ملنے کا مطالبہ کریں تاکہ اخبارات کی لاگت کم ہوسکے اوراخبارات مالی خسارے سے بچ سکیں۔

(۱۰)مالیگاؤں شہرمسلم اکثریتی علاقہ ہے یہاں سے فی الحال ۴۰؍اخبارات جاری ہیں ۔اتنے اخبارات آج مہاراشٹر کےکسی اورعلاقے سےنہیں نکلتے۔مگر یہ تمام اخبارات دو اور چارصفحات کے اخبارات ہیں جن میں زیادہ تر مقامی خبروں کی اشاعت پرزور ہے۔مالیگاؤں سے آج تک کوئی ایسا بڑااخبار جاری نہیں ہوا جوقومی سطح کا ہو۔جس کا معیارقومی سطح کا ہواس آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مالیگاؤں کے صحافتی حلقوں کو مالیگاؤں سے کوئی ایک بڑا قومی سطح کا اخبار نکلے جو نہ صرف مہاراشٹر بلکہ ملک میں تمام بڑے شہروں تک پہنچے اوراپنی فکرکا آئینہ ہو۔

(۹.۳) وسعت برائے مستقبل (9.3)Future scope

(۱) مالیگاؤں میں اردو صحافت کی تاریخ کو سمجھنا۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت سوسال سے زیادہ قدیم ہے۔ مالیگاؤں کی زیادہ تر آبادی مقامی نہیں ہے۔ یہاں کے اکثر لوگ یہاں کے نہیں ہیں بلکہ بیرون صوبہ سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ جن میں خاندیش سے روزگار کی تلاش میں آئے ہوئے، حیدرآباد دکن سے ایکشن کی مار جھیل کر آئے ہوئے افراد ہیں ان میں اکثریت 1857ء میں ہوئی آزادی کی جدوجہد کی ناکامی کے بعد انگریزی حکومت کے عتاب کا شکار ہو کر آئے ہوئے مومن بنکروں کی ہے۔ یہی لٹے پٹے بنکروں نے یہاں اردو ادب، اردو زبان اور اردو سحافت کی بنیاد ڈالی اور اس چھوٹی سی بستی کو اردو ادب کا دبستان بنادیا۔ اس تاریخی پس منظر میں مالیگاؤں میں اردو صحافت کی تاریخ کو سمجھنا۔ مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز کب ہوا؟ اس وقت ملک کے تعلیم حالات اور صحافتی حالات کیا تھے؟ مالیگاؤں میں اردو صحافت کا ارتقا کیسے ہوا؟ ابتدا میں اردو زبان، اردو ادب اور اردو صحافت کے فروغ میں کیا کیا مسائل اور دشواریاں تھیں؟ نیز ان دشواریوں کا حل کیا نکالا گیا؟ وغیرہ ایسے سوالات ہیں جن کی روشنی میں مالیگاؤں کی اردو صحافت کے ارتقائی سفر کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

(۲) مالیگاؤں میں صحافت کے عنوان سے مزید تحقیق کے لیے فائدہ۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز وارتقا، اردو صحافت کی تاریخ، مالیگاؤں کے اردو اخبارات ورسائل کا تذکرہ، مالیگاؤں کے اردو صحافیوں کی خدمات، مالیگاؤں میں اردوڈ صحافت کا اردو زبان وادب کے فروغ میں حصہ، وغیرہ ایسے موضوعات ہیں جو ہمیشہ تازہ کاری (Update) کے متقاضی ہیں۔ اور ہمیشہ رہیں گے۔ اس نقطہ نظر سے مالیگاؤں کی اردو صحافت پر ٹھوس، مستند، محقق، مکمل اور قابل اعتبار مواد کی کمی ہے، جس پر تحقیقی کام ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ مستقبل میں نئے آنے والے تحقیق کار اگر مالیگاؤں میں اردو صحافت کے کسی بھی گوشے پر نئے سرے سے کوئی تحقیقی کام یا پرانے تحقیقی کام کی تازہ کاری کرنا چاہیں تو انہیں ایسا مواد حاصل ہو سکے جو تحقیق شدہ، قابل اعتبار اور اپنے دور تک مکمل ہو۔ اس اس تحقیقی کام کے بعد مالیگاؤں میں اردو صحافت کے مختلف گوشوں پر ایک مستند، معتبر، اور اپنے دور تک مکمل مواد کے منظر عام پر آنے کی قوی امید کی جاتی ہے جو مستقبل کے تحقیق کاروں کے لیے نہایت فائدہ مند ہوگا۔

(۳) مالیگاؤں کے اردو اخبارات ورسائل کی خدمات۔

اس تحقیقی کام کے ذریعے مالیگاؤں کے اردو اخبارات ورسائل کی ادبی خدمات اور مالیگاؤں میں اردو زبان اور اردو ادب کے فروغ میں اردو صحافت کا کردار وغیرہ موضوعات کھل کر روشنی میں آسکیں گے۔اور درج بالا موضوعات کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

(۴) مالیگاؤں کے اردو صحافیوں کی خدمات۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا مطالعہ کرنے کے بعد مالیگاؤں کے اردو صحافیوں کی اردو زبان اور اردو ادب کی ترویج واشاعت میں کیا خدمات ہیں؟اس موضوع کو سمجھنے نیز ان صحافیوں کی خدمات کا اعتراف کرنے وغیرہ موضوعات پر دعوت فکر مل سکے گی۔

(۴.۹) حدود (9.4) Limitaion of Rrseach work

اس عنوان کی حدود کو سمجھنے کے لیے اسے کئی حصوں میں تقسیم یا جا سکتا ہے۔مثلاً (۱) علاقے کے اعتبار سے۔(۲) زمانے کے اعتبار سے۔(۳) کام میں آنے والی دشواریوں کے لحاظ سے۔(۴) معلومات کی عدم دستیابی کے لحاظ سے۔(۵) تحقیقی کام کی ضخامت کی مجبوری اور گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے کئی موضوعات کی عدم شمولیت کے اعتبار سے۔وغیرہ اس تھقیقی کام کی کئی دشواریاں ہیں جن کا ذیل میں احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۱) مالیگاؤں شہر۔(علاقائی حدود کے اعتبار سے):

مالیگاؤں شہر نام سے بظاہر ایک چھوٹا قصبہ یا گاؤں معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت اس بالکل برعکس ہے۔ مالیگاؤں شہر ایک وسیع رقبہ رکھنے والا شہر ہے۔یہ شہر ایک ضلع کی آبادی کے برابر آبادی رکھتا ہے۔اس کا رقبہ ۔۔۔۔۔مربع کلومیٹر ہے۔اس تحقیقی کام کے لیے صرف مالیگاؤں شہر کا علاقہ محدود ہے۔اس محدود علاقے میں ہی آج تک جاری ہونے والے اخبارات ورسائل کی فہرست بہت طویل ہے جو کہ اس تحقیقی کام کی ضخامت اور درکار وقت کے لحاظ سے کافی ہے۔اس لیےاس میں قرب وجوار کے دیگر علاقوں کی شمولیت یا پورا مہاراشٹر کا علاقہ شامل کرنا ناممکن ہے نیز اتنے محدود علاقے میں تحقیقی کام کی کئی دشواریاں ہیں جو اوپر بیان کی جا چکی ہیں۔

(۲) (1910ء سے 2016ء تک) زمانی اعتبار سے):

مالیگاؤں میں اردو صحافت کی روایت یوں تو 1910ء سے قدیم ہے مگر معلوم اور قابل اعتبار مواد 1910ء سے ہی ملتا ہے۔اس بات کے پیش نظر اس تحقیقی کام کی زمانی حد 1910ء سے 2016ء تک طے کی گئی ہے تا کہ ابتدا سے آج تک کے صحافتی حالات کو بہ تحقیق قلمبند کیا جا سکے۔مگر یہ بات بھی از خود شامل ہے کہ مالیگاؤں کی اردو صحافت کے متعلق دوران تحقیق اگر کوئی مواد 1910ء سے پہلے کا دستیاب ہوگا تو وہ مواد بھی تحقیق میں شامل کیا جائے گا اور اس مواد کا بھی تجزیہ کیا جائے گا۔

(۳) تمام اخبارات ورسائل کی نقل کا حصول۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت کی روایت تقریباً ایک صدی سے زیادہ پرانی ہے۔نیز مالیگاؤں میں آج تک جاری ہونے والے اخبارات کا کوئی ذخیرہ نہیں ہے۔دوران تحقیق یہ افسوس ناک حقیقت سامنے آ چکی ہے کہ مالیگاؤں کے تمام اخبارات کی نقل ملنا ناممکن ہے کیوں کہ وہ اخبارات جو بند ہو چکے ہیں ان کی نقلیں یہاں

دستیاب نہیں ہیں۔ یہاں کی مقامی لائبریوں میں مالیگاؤں کے اردو اخبارات کا کوئی ذخیرہ نہیں ہے۔ زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ اخبارات کے مدیروں اور مالکوں کے پاس بھی ان کے اخبار کی نقلیں محفوظ نہیں ہیں۔ اس لیے اب یہ بات تقریباً طے ہو چکی ہے کہ اخبارات کی نقلوں کے کی عدم دستیابی کی صورت میں اخبارات کی معلومات جو زبانی طور پر حاصل ہوئی ہیں ان کے مطابق اخبارات کا تذکرہ قلمبند کیا جائے گا۔

(۴) تمام صحافیوں کے حالات و خدمات:

مالیگاؤں میں اردو صحافت کی ابتدا کو سو سال کا عرصہ بیت چکا ہے۔ اس طویل عرصے میں مالیگاؤں کے صحافیوں کے حالات زندگی قلمبند ہونے کی سخت ضرورت تھی۔ مگر بد قسمتی سے یہ اہم کام بھی تا حال نہیں ہو سکا۔ اتنے طویل عرصے میں زیادہ تر صحافی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اس لئے صحافیوں کے مکمل اور صحیح حالات زندگی کا حصول ایک مشکل کام ہو گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ پہلے مالیگاؤں ایک چھوٹا قصبہ تھا۔ آبادی قلیل تھی۔ اور شہر کا رقبہ بھی بہت کم تھا۔ اسوقت کام کرنا آج کی بہ نسبت آسان تھا۔ آج شہر کافی وسیع ہو چکا ہے۔ آبادی کئی گنا زیادہ ہو چکی ہے۔ اس لئے بہت پرانے صحافیوں کے اہل خانہ مضافات کے علاقوں میں رہائش اختیار کر چکے ہیں، جن سے ملاقات کر صحافیوں کے حالات زندگی جمع کرنا ایک دقت طلب کام ہے۔ نیز صحافیوں کے صحیح صحیح حالات زندگی زندگی کا حصول ایک مشکل کام ہو گیا ہے۔

(۵) اردو کاتبوں کے حالات و خدمات۔

آج کا دور کمپیوٹر کا دور ہے۔ طباعت اور اشاعت ہر کام کمپیوٹر کی مدد سے آسانی سے ہو جاتا ہے۔ اس لئے خبروں کے حصول سے لے کر اخبارات و رسائل کی کتابت، طباعت اور اشاعت غرض تمام مرحلے آسان ہو گئے ہیں۔ کمپیوٹر کی ایجاد سے پہلے یہ مرحلے نہایت دقت طلب تھے۔ ہر موڑ پر مسائل کا سامنا تھا۔ ایسے وقت میں دوسری زبانوں کے مقابلے اردو زبان کو زیادہ مسائل کا سامنا تھا۔ ابتدا میں ٹائپ پر اخبارات و رسائل چھپتے تھے۔ اس وقت بھی اردو ٹائپ کا حصول بھی دیر سے ہوا۔ اردو ٹائپ کے حصول کے بعد دوسری بڑی مشکل یہ تھی کہ دوسری زبانوں کے ٹائپ کو آسانی سے پڑھا جا سکتا تھا مگر اردو ٹائپ کو پڑھنا بھی ایک دشوار کام تھا۔ ایسے وقت میں اردو میں برو اور قلم سے کتابتشر وع ہوئی۔ اردو کاتب دن رات ایک کر کے اردو اخبارات و رسائل کی کتابت کرتے تھے۔ اسوقت کتابت کا کام بھی اتنا اسان نہیں تھا۔ وہ زمانہ لیتھو پریس کا زمانہ تھا۔ مستر کاغذ پر کتابت کرنا ہوتی تھی۔ مستر کاغذ بازار میں نہیں ملتے تھے بلکہ اسے کاتب از خود گھر پر تیار کرنا پڑتا تھا۔ یہ کام بھی

اتنا آسان نہیں تھا کیوں کہ صحیح کتابت کے لئے کاغذ کی صحیح تیاری ضروری تھی۔ کاغذ کی تیاری کے بعد سیاہی کا مرحلہ تھا۔ مستر کاغذ کی سیاہی بھی بازار میں دستیاب نہیں تھی۔ سیاہی بھی کاتبوں کو گھر پر تیار کرنا پڑتی تھی۔ سیاہی اگر زیادہ لطیف ہو جاتی تو کاغذ پر صحیح لکھائی نہیں آتی اور زیادہ کثیف ہو جائے تب بھی یہی مسئلہ تھا۔ اچھی چھپائی کا درومدار صحیح کاغذ اور صحیح سیاہی پر تھا جس کے لئے اردو کاتبوں کو بہت پاپڑ بیلنا پڑتے تھے۔ اس کے بعد ایک مرحلہ قلم کا تھا۔ اردو کتابت کے لئے قلم بھی ہاتھوں سے تیار کرنا پڑتی تھی۔ جس کے لئے ایک خاص درخت کی لکڑی درکار ہوتی۔ اس لکڑی کو پانی میں گھنٹوں ڈبو کر رکھنا پڑتا تھا جب لکڑی نرم ہو جاتی تو اسے چاقو سے تراش کر قلم بنایا جاتا۔ اردو کتابت کے لئے کئی قلم کی ضرورت ہوتی تھی مثلاً شاہ سرخیوں کے لئے بڑا قط، ضمنی سرخیوں کے لئے درمیانہ قط اور بقیہ مواد کتابت کرنے کے کئے چھوٹا قط استعمال لیا جاتا تھا غرض کہ اس زمانے میں اردو کتابت کا کام پل صراط پر چلنے جیسا تھا۔ اردو کاتبوں نے اس مشکل مرحلے کو طے۔ دن رات ایک کر کے اردو اخبارات و رسائل کی کتابت کی اور اردو صحافت کے فروغ میں اپنا کردار ادا کیا۔ ایسے میں اردو کاتبوں کی خدمات کو فراموش کرنا ان کے ساتھ ناانصافی کے مترادف ہوگا۔ مگر اس تحقیقی مقالے کی محدود ضخامت اردو کاتبوں کا تذکرہ قلمبند کرنے میں حائل ہے۔ اس لئے اس تحقیقی مقالے میں دانستہ طور پر اردو کاتبوں کی خدمات کا باب ترک کیا گیا ہے یا اس یوں کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اردو کاتبوں کی خدمات کا باب مستقبل میں آنے تحقیق کاروں کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔

(٦) اردو پریس کا تذکرہ۔

ایک زمانہ تھا جب پریس کی ایجاد نہیں ہوئی تھی۔ اخبارات ورسائل ہاتھوں سے لکھ کر قلمی شکل میں شائع کیے جاتے تھے اور شہر کی لائبریوں یا کسی خاص چوک، چوراہوں پر بہ غرض مطالعہ رکھ دیے جاتے تھے۔ یہ قلمی نسخے پائیدار نہیں ہوا کرتے تھے۔ ان قلمی اخبارات ورسائل کی تیاری میں کافی وقت درکار ہوتا تھا۔ آہستہ آہستہ لکڑی اور دیگر دھاتوں کے بلاک بنا کر چھپائی ہونے لگی۔ پھر لیتھو پریس کا زمانہ آیا۔ پہلے لیتھو پریس پر پتھروں کی سلوں کی پلیٹ بنا کر چھپائی کی جاتی تھی۔ پتھروں کی پلیٹ بنانے کا کام بھی کچھ آسان کام نہیں تھا۔ پہلے پتھر کو صاف کرنا پھر اس پر لکھائی کا عکس لینا۔ اکثر عکس صحیح نہ آنے پر یہی طریقہ دہرانا ہوتا تھا۔ یہ کام بھی خاصہ دشوار تھا۔ پھر لوہے کی پلیٹ کا چلن شروع ہوا جس سے پلیٹ بنانے کا کام قدرے آسان ہو گیا۔ اس بعد آفسیٹ پریس کا دور شروع ہوا۔ آفسیٹ پریس کی آمد نے طباعت واشاعت کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ ہفتوں

کا کام دنوں میں ہونے لگا۔ بے داغ اور خوبصورت چھپائی ہونے لگی۔ کم وقت، کم محنت اور کم خرچمیں بہترین چھپائی ہونے لگی۔ اور پریس سے انٹرنیت اور کمپیوٹر کے انسلاک نے اس میدان میں ایک جادوئی کیفیت پیدا کردی ہے۔ غرض کہ صحافت کی ترویج اشاعت اور فروغ میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔ اس لئے اردو پریس کے تذکرے کے بغیر اردو صحافت کا عنوان کی تکمیل کا تصور محال ہے مگر یہاں بھی اس تحقیقی مقالے کی محدود ضخامت کے پیش نظر ارود پریس کا تذکرہ اور اردو پریس کی خدمات کا باب قصداً ترک کیا گیا ہے یا یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اس باب کو نئے تحقیق کاروں کے اٹھا رکھا گیا ہے۔

(۷) صحافتی انجمنوں کا تذکرہ

آج کا دور انجمنوں اور یونینوں کا دور ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں میں کام کرنے والے افراد اپنی ایک انجمن رکھتے ہیں پھر مالیگاؤں اس سے الگ کیوں کر ہوسکتا ہے۔ مالیگاؤں میں بھی اخبارات و رسائل اور صحافیوں کے مسائل کے حل کے لیے مختلف انجمنیں قائم ہیں جو اپنی اپنی سطح پر کام کررہی ہیں۔ اس تحقیقی مقالے میں ان کا ذکر دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ اس باب کو بھی نئے آنے والوں کے لئے قصداًا ٹھا رکھا گیا ہے۔

(۸) مالیگاؤں میں اردو برقی ذرائع ابلاغ

آج کا دور الیکٹرونک میڈیا کا دور ہے۔ جس کی اہمیت وافادیت اظہر من الشمش ہے۔ اس صحافت کے عنوان سے کو تحقیقی مقالہ الیکٹرونک میڈیا کے تذکرے کے بغیر مکمل نہیں مانا جاسکتا۔ مالیگاؤں میں الیکٹرونک میڈیا کا معاملہ ذرا مختلف ہے۔ مالیگاؤں میں اردو الیکٹرونک میڈیا آغاز کا آغاز تو ہوا مگر اسے بہت کم عمر نصیب ہوئی۔ تاحال مالیگاؤں میں کوئی بھی اردو الکٹرونک میڈیا کا وجود نہیں ہے۔ اس لئے اس باب کو بھی رقم کرنا فی الحال اتنا سودمند نہیں ہے۔

حوالہ جات References

(۱)البیان۔۱۲ ستمبر ۱۹۷۵ء۔جلد نمبر ۵۔شمارہ نمبر ۴۲۔۔البیان۔۱۳ مئی ۱۹۷۷ئ۔جلد نمبر ۷۔شمارہ نمبر

(۲)السبیل۔۲،جون ۱۹۷۵ء۔جلد نمبر ۲۔شمارۂ نمبر ۱۳۔۔السبیل۔۱۹ نومبر ۱۹۷۹ئ۔جلد نمبر ۶۔شمارہ نمبر ۳۵ئ۔السبیل۔۲۴ دسمبر ۱۹۷۹ء۔جلد نمبر ۶۔شمارہ نمبر ۴۰۔

(۳)انصار ویکلی۔۴ نومبر ۱۹۷۰ء۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۱۔

(۴)انوار۔۔۶/مارچ ۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ۳۴۔شمارہ نمبر ۳۲

(۵)الانصاف۔جلد نمبر ۱۔۔۱۴ جنوری ۱۹۳۸ء۔شمارہ نمبر ۵۔الانصاف۔۲۵،فروری۔۱۹۸۲ء۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر۔

(۶)اخبار اسلاف۔۲۰ دسمبر۔۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ۲۰۔شمارہ نمبر ۱۳۔

(۷)الطاہرات۔۲۱۔۲۸،اکتوبر ۱۹۹۴ئ۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۲۰۔۲۱۔مشترکہ۔الطاہرات۔۲ تا ۹ دسمبر ۱۹۹۴ء۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۲۶۔۲۷۔مشترکہ

(۸)اتحاد ٹائمز۔۲۹،مئی ۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۱۔

(۹)اعلان عام۔۱۴ اپریل ۲۰۱۶ء)جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۵۔

(۱۰)آبروئے قلم۔مالیگاؤں۔ص۔۱۲۲۔

(۱۱)آواز مالیگاؤں۔۲۴ جولائی ۱۹۸۹ء۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۲۰۶۔

(۱۲)آواز صداقت۔۱۷،نومبر ۲۰۱۰ء۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۱۔۔آواز صداقت۔۹ فروری ۲۰۱۱ئ۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۷۔آواز صداقت۔۱۱،جولائی ۲۰۱۴ئ۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۷۔

(۱۳)بلند اقبال۔۱۵ فروری ۱۹۹۳ء۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۲۔۸ مارچ ۱۹۹۳ئ۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۵۔

(۱۴)بین السطور۔۱۵،دسمبر ۱۹۹۸ء۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۲۔

(۱۵) بہار سنت ۔ ۴، اگست ۲۰۱۰ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۵۔

(۱۶) بزم شاہین ۔ ۷، اگست ۲۰۱۰ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۲۔ بزم شاہین ۔ ۱۴، اگست ۲۰۱۰ئ۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۲۔ بزم شاہین ۔ ۲۱، اگست ۲۰۱۰ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۴۔

(۱۷) پرنس۔ ۴ نومبر ۱۹۸۷ء۔ جلد نمبر ۳۔ شمارہ نمبر ۴۴۔

(۱۸) پاسبان تعلیم ۔ ۲۶، اگست ۱۹۹۷ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۷۔۔ پاسبان تعلیم ۔ ۲، ستمبر ۱۹۹۷ئ۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۸۔

(۱۹) تازیانہ۔ جلد نمبر ا۔ ۳ ستمبر ۱۹۸۶ء۔ شمارہ نمبر ۳۴۔

(۲۰) تازیانہ۔ جلد نمبر ا۔ ۳ ستمبر ۱۹۸۶ء۔ شمارہ نمبر ۳۴۔ تازیانہ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۶ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۵۱۔

(۲۱) تبصرہ۔ ۲۹، اپریل ۱۹۹۶ء۔ جلد نمبر ۷۔ شمارہ نمبر ۱۷، ۱۸۔

(۲۲) ترجمان اردو۔ ۶، اپریل ۲۰۱۵ء۔ جلد نمبر ۹۔ شمارہ نمبر ۵۴۔

(۲۳) تحفظ ملت ۔ ۲، اکتوبر ۱۹۹۵ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۳۶۔ تحفظ ملت ۔ ۱۶ جنوری ۲۰۱۵ء۔ جلد نمبر ۲۱۔ شمارہ نمبر ۴۴۔۔ تحفظ ملت ۔ ۳ جنوری ۲۰۱۵ء جلد نمبر ۲۱۔ شمارہ نمبر ۴۲۔۔ تحفظ ملت ۔ ۱۳، فروری ۲۰۱۵ء۔ جلد نمبر ۲۲۔ شمارہ نمبر ۲۔۔ تحفظ ملت ۔ ۳، فروری ۲۰۱۵ء۔ جلد نمبر ۲۲۔ شمارہ نمبر ا۔

(۲۴) تحصیل علم ۔ ۶، جنوری ۲۰۰۳ء جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ا تا ۱۰۔

(۲۵) ترجمان شریعت ۔ یکم مارچ ۲۰۱۵ء۔ جلد نمبر ۷۔ شمارہ نمبر ۳۔

(۲۶) تہذیب ہفتہ وار۔ ص ۲۔ اداریہ، جلد نمبر ا، شمارہ نمبر ا۔

(۲۷) تہذیب ہفتہ وار مالیگاؤں ۔ ص ۲۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ا۔

(۲۸) ثنا ٹائمز۔ ۸، مئی سے ۱۴ مئی ۲۰۰۵ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ا۔

(۲۹) جرأت ۔ ۱۱، اگست ۱۹۸۰ء۔ جلد نمبر ۱۵۔ شمارہ ۹۔ ۱۰

(۳۰) جواں مرد۔ ۳، مئی ۲۰۰۲ء۔۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ا۔

(۳۱) جمن ٹائمز۔ ۵ مئی ۲۰۱۰ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ا۔

(۳۲) جرأت ایمان۔ ا، اکتوبر ۲۰۱۵ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۹۔

(۳۳) جاگ مرے شہر۔ ۱۵/ اپریل ۲۰۱۵ء) جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۳۔

(۳۴) چورن۔ جلد نمبر ۵۔ ۴ مارچ ۱۹۸۸ء۔ شمارہ نمبر ۴۴۔

(۳۵) چورن ٹائم۔ ۷، ستمبر ۲۰۱۴ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ا۔۔ چورن ٹائم۔ ۲۹ مارچ ۲۰۱۵ئ۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۳۰۔ چورن ٹائم۔ ۵، اپریل ۲۰۱۵ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۳۱۔

(۳۶) حیات نو۔ ۸/ اپریل ۱۹۷۷ء۔ جلد نمبر ا۔ مشترکہ شمارہ نمبر ۲۷ تا ۲۹۔ حیات نو۔ جلد نمبر ۳۔ مشترکہ شمارہ نمبر ۵، ۶، ۷۔

(۳۷) حق کی روشنی۔ ۱۸، دسمبر ۲۰۱۴ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ا۔ حق کی روشنی۔ ۱۹، مارچ ۲۰۱۵ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۱۴۔ حق کی روشنی۔ ۲، اپریل ۲۰۱۵ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۱۶۔

(۳۸) دیوان عام۔ ۶، اپریل ۲۰۱۵ء۔ جلد نمبر ۲۔ شمارہ نمبر ۸۷۔۔ دیوان عام۔ ۲۲ مارچ ۲۰۱۵ء جلد نمبر ۲۔ شمارہ نمبر ۶۶۔ دیوان عام۔ ۲۴ مئی ۲۰۱۵ء۔ جلد نمبر ۲۔ شمارہ نمبر ۱۱۷۔

(۳۹) ڈاکٹر الیاس صدیقی۔ ۲۰۰۱ء۔ مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ ص ۵۱۴

(۴۰) ڈاکٹر الیاس صدیقی۔ ۲۰۱۴ء۔ مالیگاؤں کی سیاسی وسماجی تاریخ۔ ص ۱۸۔

(۴۱) ڈاکٹر الیاس صدیقی۔ ۲۰۰۱ء۔ مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ ص۔ ۵۱۳۔

(۴۲) ڈاکٹر الیاس صدیقی۔ ۲۰۰۱ء۔ مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ ص۔ ۱۸۵۔

(۴۳) ڈاکٹر الیاس صدیقی۔ ۲۰۰۱ء۔ مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ ص۔ ۱۹۰۔

(۴۴) ڈاکٹر الیاس صدیقی۔ ۲۰۰۱ء۔ مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ ص۔ ۲۱۴۔

(۴۵) ڈاکٹر الیاس صدیقی۔ ۲۰۰۱ء۔ مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ ص ۵۱۴۔

(۴۶) ڈاکٹر الیاس صدیقی۔ ۲۰۰۱ء۔ مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ ص ۵۱۴۔

(۴۷) ڈاکٹر الیاس صدیقی۔ ۲۰۰۱ء۔ مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ ص ۵۱۵۔

(۴۸) ڈاکٹر الیاس صدیقی۔ ۲۰۰۱ء۔ مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ مولانا عبدالمجید وحید۔ تاریخ شہر مالیگاؤں۔ دوسرا ایڈیشن ۱۹۵۷ء۔ ص۔ ۴۔ بحوالہ ص ۵۱۵۔۔ محمد صدیق مسلم۔ قومی رپورٹ۔ المومن۔ کلکتہ۔ جنوری ۱۹۲۵ء ص۔ ۳۴۔

(۴۹)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۵۱۵۔

(۵۰)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۵۱۶۔

(۵۱)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۵۱۶۔

(۵۲)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۲۹۹۔

(۵۳)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۵۱۷۔

(۵۴)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۵۱۷۔

(۵۵)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۵۱۷۔

(۵۶)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۵۱۸۔

(۵۷)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۵۱۸۔

(۵۸)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۵۱۸۔

(۵۹)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۵۱۹۔

(۶۰)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۵۱۹۔

(۶۱)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۵۲۰۔

(۶۲)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۵۲۰۔

(۶۳)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۵۲۰۔

(۶۴)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۵۲۱۔

(۶۵)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۵۲۱۔

(۶۶)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۵۲۱۔

(۶۷)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۔۶۱۔۶۸۔

(۶۸)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر ص ۷۴۔۷۶۔

(۶۹)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۔۷۷۔۸۱۔

(۷۰)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔ ۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۔۱۰۰۔ ۱۰۳۔

(۷۱)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری۔ص۔۱۰۰۔ ۱۰۳۔

(۷۲)ڈاکٹر الیاس صدیقی ۲۰۰۱ء۔ مالیگاؤں میں اردونثر نگاری۔ص۔ ۱۰۴۔ ۱۰۶۔

(۷۳)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔ ۲۰۰۱ء۔ مالیگاؤں میں اردونثر نگاری۔ص۔ ۱۱۵۔

(۷۴)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔ ۲۰۰۱ء۔ مالیگاؤں میں اردونثر نگاری۔ص۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔

(۷۵)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔ ۲۰۰۱ء۔ مالیگاؤں میں اردونثر نگاری۔ص۔ ۱۶۳۔ ۱۶۶۔

(۷۶)ڈاکٹر الیاس صدیقی۔ ۲۰۰۱ء۔ مالیگاؤں میں اردونثر نگاری۔ص۔ ۱۹۰

(۷۷)ڈسپلین۔ ۷ جنوری ۱۹۷۹ء۔ جلد نمبر ۴۔ شمارہ نمبر ۶۔ ڈسپلین۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۷۹ء۔ جلد نمبر ۵۔ شمارہ نمبر ۴۔

(۷۸)ڈسپلین روزنامہ۔ ۹، اگست ۲۰۰۴ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ا۔

(۷۹)روزنامہ۔ ۸، دسمبر ۱۹۹۸ء۔ جلد نمبر ۳۔ شمارہ نمبر ۳۳۵۔

(۸۰)زبان خلق۔ ۱۵، اپریل ۱۹۶۹ء۔ جلد نمبر ۳۔ شمارہ ۲۳۔ ۲۴۔ زبان خلق۔ ۱۸، اگست ۲۰۱۵ء جلد نمبر ۵۹۔ شمارہ نمبر ا

(۸۱)سیّد اقبال قادری۔ ۲۰۰۹ء۔ رہبرِ اخبار نویسی۔ص ۲۱۔ ہندی پتریکارتا کل آج اور لک، سریش گوتم وینا گوتم ص ۴۰۔

(۸۲)۔سیّد اقبال قادری۔ ۲۰۰۹ء۔ رہبرِ اخبار نویسی۔ص ۱۴۔ ترقی اردو بیورو۔ نئی دہلی۔

(۸۳)سلسبیل۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۱۱۔ یکم جون ۱۹۸۱ئ۔ سلسبیل۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۲۳۔ ۲۴۔ ۳۱، اگست ۱۹۸۱ء۔ سلسبیل۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۸۱ء۔ سلسبیل۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۳۷۔ ۳۸۔ ۷ دسمبر ۱۹۸۱ء۔

(۸۴)سن آف مالیگاؤں۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۵۔

(۸۵)سنسنی کھوج۔ ۲۷، اگست ۲۰۱۴ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ا۔۔ سنسنی کھوج۔ ۱۷، ستمبر ۲۰۱۴ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۴۔ سنسنی کھوج۔ ۸، اکتوبر ۲۰۱۴ء۔ جلد نمبر ا۔ شمارہ نمبر ۷۔

(۸۶)ستارۂ ادب۔ جلد نمبر ۲۔ شمارہ نمبر ۱۵۔ ۱۱، مئی ۲۰۱۵ئ۔ ستارۂ ادب۔ جلد نمبر ۲۔ شمارہ نمبر۔ ۱۶۔ ۱۸، مئی، ۲۰۱۵ء

(۸۷)شورش۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۲۹۔۲۱ فروری ۱۹۷۷ء،شورش۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۳۳۔۲۱ مارچ ۱۹۷۷ء۔شورش۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۴۷۔۱۶ مئی۔۱۹۶۶ء۔شورش۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۵۰۔۱۸ جولائی ۱۹۷۷ء۔شورش۔جلد نمبر ۱۱۔شمارہ نمبر ۴۰۔۵،اپریل ۱۹۷۶ء

(۸۸)شناخت۔۲۹،اپریل ۱۹۹۱ء۔جلد نمبر ۴۔شمارہ نمبر ۱۱۔۱۲۔۔شناخت۔۹ مئی ۱۹۹۱ء۔جلد نمبر ۴۔شمارہ نمبر ۱۳۔

(۸۹)شہر یار۔جلد نمبر ۱۳۔شمارہ نمبر ۱۹۔شہر یار۔/ ۱۸۔۱۹۸۳ء۔عید نمبر۔

(۹۰)شب قرطاس۔۳تا۹ جون ۲۰۰۹ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔

(۹۱)شفا نامہ۔۱۶ سے ۳۱ مارچ ۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔۔شفا نامہ۔۲ یکم اپریل سے ۵۱ اپریل ۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر۔شفا نامہ۔۱۶ جنواری سے ۳۱ جنوری ۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ۳۔شمارہ نمبر ۱۷۔۱۸۔۔شفا نامہ ۱۶ سے ۲۸ فروری ۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ۳۔شمارہ نمبر ۱۹۔

(۹۲)صحت و سائنس۔۲۶ جنوری ۱۹۸۴ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۱۸۔

(۹۳) صوت الحق ۔۲۰ جنوری ۱۹۸۳ء جلد نمبر ۲۔شمارہ نمبر ۲۴۔۔مجلہ صوت الحق۔۱۰ اگست ۲۰۱۵ئ۔جلد نمبر ۳۰۔شمارہ نمبر ۸۔مجلہ صوت الحق۔اکتوبر ۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ۳۰۔شمارہ نمبر ۱۰۔مجلہ صوت الحق ۔جلد نمبر ۳۰۔شمارہ نمبر ۱۲۔دسمبر ۲۰۱۵ء

(۹۴)صدائے انجمن۔ص۔ا۔اداریہ۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔

(۹۵)صدائے انجمن۔۱۵ ستمبر ۲۰۱۳ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔۔صدائے انجمن۔۱۶ رنومبر تا ۳۰ نومبر ۲۰۱۳ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۳۔۔صدائے انجمن۔۶۱ تا ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۳ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۲۔

(۹۶)صدائے وقت۔۲۲ جولائی ۲۰۱۰ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۲۔۔صدائے وقت۔۱۱،نومبر ۲۰۱۰ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۱۸۔

(۹۷)طٰہٰ نسیم۔۲۰۱۱ء۔جدید اردو صحافت۔ص ۶

(۹۸)طٰہٰ نسیم ۔۲۰۱۱ء۔اردو جرنلزم کیا ہے۔۔ص ۱۰۵۔

(۹۹)طٰہٰ نسیم۔۲۰۱۱ء۔اردو جرنلزم کیا ہے۔۔ص۔۱۰۵۔

(۱۰۰)طٰہٰ نسیم۔۲۰۱۱ء۔اردو جرنلزم کیا ہے۔ص۔۱۰۶۔

(۱۰۱)طہٰ نسیم۔۲۰۱۱ء۔اردو جرنلزم کیا ہے۔۔ص۱۰۶۔

(۱۰۲)طہٰ نسیم۔۲۰۱۱ء۔اردو جرنلزم کیا ہے۔ص۱۰۶۔

(۱۰۳)طہٰ نسیم۔اردو جرنلزم کیا ہے۔ص۱۰۷۔

(۱۰۴)طہٰ نسیم ۔۲۰۱۱ء۔اردو جرنلزم کیا ہے۔۔ص۱۰۷۔

(۱۰۵)شہر یار۔جلد نمبر ۱۳۔شمارہ نمبر ۱۹۔شہر یار/۱۸۔۱۹۸۳ء۔عید نمبر

(۱۰۶)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۳۷۔

(۱۰۷)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۳۸۔

(۱۰۸)عبدالمید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۳۹

(۱۰۹)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔۔نقش پا۔ص۔۳۹۔

(۱۱۰)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۰۔

(۱۱۱)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۲۔

(۱۱۲)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۴۰۔

(۱۱۳)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۰۔

(۱۱۴)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۵۲۔

(۱۱۵)۔عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۴۲۔

(۱۱۶)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۱۔

(۱۱۷)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۵۰۔

(۱۱۸)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۳

(۱۱۹)عبدالمجید سرور ۲۰۰۰ء۔ص۔۲۲۱۔

(۱۲۰)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۰

(۱۲۱)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۷۔

(۱۲۲)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۵۲

(۱۲۳)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۴۵۔

(۱۲۴)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پاص۴۵۔

(۱۲۵)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۵

(۱۲۶)عبدالمجید سرو۔نقش پا۔ص۔۵۰

(۱۲۷)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۲۔

(۱۲۸)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۳

(۱۲۹)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۳

(۱۳۰)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۹۔

(۱۳۱)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۹۔

(۱۳۲)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۹۔

(۱۳۳)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۸۔

(۱۳۴)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۵۲

(۱۳۵)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۵۲۔

(۱۳۶)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔نمبر۵۲۔

(۱۳۷)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۶

(۱۳۸)عوامی عدالت۔۳،اکتوبر ۱۹۹۵ء۔جلدنمبرا۔شمارہ نمبر ۲۲۔

(۱۳۹)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۲۔

(۱۴۰)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۲۔

(۱۴۱) عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۴۔

(۱۴۲)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۶۔

(۱۴۳)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۴۶۔

(۱۴۴)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۷۔

(۱۴۵)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۷۔

(۱۴۶)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۴۸۔

(۱۴۷)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۵۰۔

(۱۴۸)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۵۰۔

(۱۴۹)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۵۰۔

(۱۵۰)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۵۰۔

(۱۵۱)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔۵۲۔

(۱۵۲) عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۲۔

(۱۵۳)عبدالمجید سرور۔۲۰۰۰ء۔نقش پا۔ص۔۵۴۔

(۱۵۴) عبدالمجید سرور۔نقش پا۔ص۔۴۴۔

(۱۵۵)فاتح عالم۔یکم ستمبر ۲۰۰۱ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۲۔

(۱۵۶)کاپوریشن ٹائمز۔ ۱۴،اکتوبر ۲۰۱۳ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمر ا۔۔کارپوریشن ٹائمز۔۱۵ جنوری، ۲۰۱۴ء جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۱۴۔کارپوریشن ٹائمز۔۲۸ جولائی ۲۰۱۴ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۴۲۔

(۱۵۷) گائیڈنس۔۷/اگست ۱۹۸۰۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔

(۱۵۸) گائیڈنس۔۱۷ دسمبر ۱۹۸۰ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔گائیڈنس ۔۱۷ دسمبر ۱۹۸۱ء۔جلد نمبر ۲۔شمارہ نمبر ۲۰

(۱۵۹)گلشن روزگار۔۱۳جون ۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمر ۳ ۔گلشن روزگار۔ا،اپریل ۲۰۱۶ء۔جلد نمر ۲۔شمارہ نمبر ا۔

(۱۶۰)گلشن۔۱۵،نومبر ۱۹۸۳ء۔جلد نمبر ۳۔شمارہ نمبر ۱۷۔۔گلشن۔۱۵،اکتوبر ۱۹۸۷ء۔جلد نمبر ۷۔شمارہ نمبر ۱۵۔۱۶۔

(۱۶۱)مودت۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۴۔۵۔عید میلاد النبی نمبر

(۱۶۲)گلشن اطفال۔جولائی ۲۰۱۵ء۔گلشن اطفال۔اگست ۲۰۱۵ء۔گلشن اطفال۔ستمبر ۲۰۱۴ء۔گلشن اطفال۔نومبر ۲۰۱۵ء۔

(۱۶۳)گلشن نعمانی۔جنوری ۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ۲۔شمارہ نمبر ۶۔گلشن نعمانی۔۱۰۔مئی ۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ۷

شمارہ نمبر ۳ نمبر۔گلشن نعمانی ۔ ۳۔اکتوبر رنومبر ۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ۳۔شمارہ نمبر ۴۔

(۱۶۴) گلشن خواتین ۔ ۱، جون ۲۰۱۵ء) جلد نمبر ۱ ۔شمارہ نمبر ۱

(۱۶۵) مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔ ۲۰۱۵ء۔عوامی ذرائع ابلاغ کا تعارف بحوالہ عوامی ذرائع ابلاغ کا نظریہ۔ص ۲۶۔ص ۲۶۔

(۱۶۶) مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔ ۲۰۱۵ء۔بحوالہ خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ص ۲۵۔

(۱۶۷) مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔ ۲۰۱۵ء۔بحوالہ۔خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ص ۲۵۔

(۱۶۸) آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔ ۲۰۱۵ء۔بحوالہ،خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ص ۲۵۔

(۱۶۹) مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی ۔ ۲۰۱۵ء۔بحوالہ خبر نگاری کے بنیادا اصول۔ص ۲۶۔

۲۰۱۱ء

(۱۷۰) مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔ ۲۰۱۵ء۔بحوالہ خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ص ۲۶۔

(۱۷۱) مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔ ۲۰۱۵ء۔بحوالہ خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ص ۲۶۔

(۱۷۲) مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔ ۲۰۱۵ء۔بحوالہ خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ص ۲۶۔

(۱۷۳) مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی۔ ۲۰۱۵ء۔بحوالہ خبر نگاری کے بنیادی اصول۔ص ۲۶۔

(۱۷۴) مشتاق صدف۔ ۲۰۱۱ء۔اردو صحافت، زبان، تیکنک، تناظر۔ص ۲۷۔

(۱۷۵) مشتاق صدف۔ ۲۰۱۱ء۔تھیوری اینڈ پریکٹس اف جرنلزم۔بی۔این آہو جاص ۱۰۔بحوالہ اردو صحافت زبان، تیکنک، تناظر، ص ۲۷

(۱۷۶) مشتاق صدف۔ ۲۰۱۱ء۔صحافت، زبان، تیکنک، تناظر۔مشتاق صدف۔ص ۲۲۔

(۱۷۷) محمد خان لابیلا ۔شکیل ہمدانی۔ ۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں کل اور آج۔ص ۱۱۶۔

(۱۷۸) محمد خان لابیلا ۔شکیل ہمدانی۔ ۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں کل اور آج۔ص نمبر ۱۱۶۔

(۱۷۹) محمد خان لابیلا ۔شکیل ہمدانی۔ ۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں کل اور آج۔ص نمبر ۱۱۶۔

(۱۸۰) محمد خان لابیلا ۔شکیل ہمدانی۔ ۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں کل اور آج۔ص ۱۱۶۔

(۱۸۱) محمد خان لابیلا۔شکیل ہمدانی۔ ۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں کل اور آج۔ص ۱۱۶۔

(۱۸۲)۔محمد خان بیلا۔شکیل ہمدانی۔ ۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں کل اور آج۔ص۔ ۱۱۸۔

(۱۸۳)محمد خان لا بیلا۔شکیل ہمدانی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں کل اور آج۔ص ۱۱۸۔

(۱۸۴)محمد خان لا بیلا۔شکیل ہمدانی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں کل اور آج۔ص۔۱۱۷۔

(۱۸۵)محمد خان لا بیلا۔شکیل ہمدانی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں کل اور آج۔ص۔۱۱۷۔

(۱۸۶)۔محمد خان لا بیلا۔شکیل ہمدانی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤن کل اور آج۔ص نمبر ۱۱۷۔

(۱۸۷)محمد خان لا بیلا۔شکیل ہمدانی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں کل اور آج۔ص۔۱۱۷۔

(۱۸۸)محمد خان لا بیلا۔شکیل ہمدانی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں کل اور آج۔ص ۱۱۷۔

(۱۸۹)محمد خان لا بیلا۔شکیل ہمدانی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں کل اور آج۔ص۔۱۱۸۔

(۱۹۰)محمد خان لا بیلا۔شکیل ہمدانی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں کل اور آج۔۱۱۸۔

(۱۹۱)محمد خان لا بیلا۔شکیل ہمدانی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں کل اور آج۔۱۱۸۔

(۱۹۲)محمد خان لا بیلا۔شکیل ہمدانی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں کل اور آج۔ص۔۱۱۷۔

(۱۹۳)محمد خان لا بیلا۔شکیل ہمدانی۔۲۰۰۱ء۔مالیگاؤں کل اور آج ۱۱۸۔

(۱۹۴)مالیگاؤں افق ویکلی۔۲۰ جون ۱۹۹۴ء۔جلد نمبر ۲۔شمارہ نمبر ۳۰۔

(۱۹۵)میٹھا میوہ۔۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء۔جلد نمبر ۲۔شمارہ نمبر ۲۵۔

(۱۹۶)محاز مالیگاؤں۔۲۰، مارچ ۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ۶۔شمارہ نمبر ۳۵۔محاز مالیگاؤں۔۳، اپریل ۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ۶۔شمارہ نمبر ۳۷۔

(۱۹۷)مالیگاؤں ایکسپریس۔جلد نمبر۔۱۔شمارہ نمبر ۱۶۶۔۱۹، اکتوبر ۲۰۱۶ء

(۱۹۸)محبان علم۔جون/۲۰۰۸ء۔

(۱۹۹)محبان ادب۔اگست ۲۰۱۴ء۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۱۔محبان ادب۔ستمبر۔اکتوبر ۲۰۱۴ء۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۲۔

(۲۰۰)میدان صحافت۔۷، اپریل ۲۰۱۶ء۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۲۔

(۲۰۱)مدرس۔۱۴ تا ۲۰ دسمبر ۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۱۰۔

(۲۰۲)نوید امن۔۸ دسمبر ۱۹۹۸ء۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر۔۶۔

(۲۰۳)نشان ہند۔۱۶، اگست ۲۰۰۴ء۔جلد نمبر ۱۔شمارہ نمبر ۱۔نشان ہند ۔۲۳، اگست

۲۰۰۴ جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۲۔۔نشان ہند۔۱۱،نومبر ۲۰۰۵ء۔جلد نمبر ۲۔شمارہ نمبر ۱۴۔

(۲۰۴) نوید شمش۔۲۷،جولائی ۲۰۰۹ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔نوید شمش۔۲۰ مارچ ۲۰۱۵ء
۔جلد نمبر ۶۔شمارہ نمبر ۴۳۔نوید شمش۔۳،اپریل ۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ۶۔شمارہ نمبر ۴۵۔

(۲۰۵) نشاط نیوز۔۶،اپریل ۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ۲۔شمارہ نمبر ۱۸۲۔

(۲۰۶) ویورس ٹائمز۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔۱۵،اپریل ۱۹۷۸ء۔

(۲۰۷) ہم زباں۔یکم مارچ ۱۹۷۷ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ا۔

(۲۰۸) ہاشمی آواز۔۱۷مارچ ۲۰۱۵ء۔جلد نمبر ۲۹،شمارہ نمبر ۳۔

(۲۰۹) یوتھ آرگن۔ا جنوری ۱۹۸۴ء۔جلد نمبر ا۔شمارہ نمبر ۳۔۔یوتھ آرگن۔۳۰ اگست ۲۰۱۵۔
جلد نمبر A/1۔شمارہ نمبر ا۔

کتابیات Bibliograph

نمبر	مصنف	سن اشاعت	کتاب کا نام	ناشر
۱	بلجیت سنگھ مطیر	۱۹۷۸	اخبار نویسی کے ابتدائی اصول	ادبی سنگم، بہادر گڈھ
۲	ضمیر الدین قریشی	۲۰۰۰	ادب اور صحافت	مسلم ایجوکیشنل پریس، علی گڈھ
۳	انور علی دہلوی	۲۰۰۰	اردو صحافت	اردو اکادمی
۴	سید ضیاء اللہ	۲۰۰۰	اردو صحافت (ترجمہ و ادارت)	متل بک ایجنسی۔نئی دہلی
۵	نادر علی خان	۱۹۸۷	اردو صحافت کی تاریخ (۵۷۔۱۹۲۲)	ایجوکیشنل بک ہاؤس۔علی گڈھ
۶	امداد صابری	۱۹۶۵	اردو صحافت کی تاریخ۔جلد اول	جدید پرنٹنگ پریس۔دہلی
۷	امداد صابری	۱۹۶۵	اردو صحافت کی تاریخ۔جلد دوم	جدید پرنٹنگ پریس۔دہلی
۸	امداد صابری	۱۹۶۵	اردو صحافت کی تاریخ۔جلد سوم	جدید پرنٹنگ پریس۔دہلی
۹	گریجن چندن	۱۹۹۲	جام جہاں نما۔اردو صحافت کی ابتدا	مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ۔نئی دہلی

نمبر	مصنف	سنہ	کتاب	ناشر
۱۰	سید ممتاز مہدی	۱۹۹۸	حیدر آباد کے اردو روزناموں کی ادبی خدمات	قومی کونسل برائے اردو زبان۔نئی دہلی
۱۱	امداد صابری	۱۹۶۸	روح صحافت	مکتبہ شاہراہ۔دہلی
۱۲	سید اقبال قادری	۱۹۸۹	رہبر اخبار نویسی	ترقی اردو بیورو۔نئی دہلی
۱۳	ڈاکٹر عبدالسلام خورشید	۱۹۶۳	صحافت۔پاکستان و ہند میں	مجلس ترقی اردو۔لاہور
۱۴	چودھری رحم علی الہاشمی	۱۹۴۳	فن صحافت	انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی
۱۵	ڈاکٹر عبدالسلام خورشید	۱۹۶۶	فن صحافت	مرکزی اردو بورڈ۔لاہور
۱۶	قطب اللہ	۱۹۸۸	مولانا آزاد کا نظریہ صحافت	اتر پردیس اردو اکادمی۔لکھنؤ
۱۷	محمد عتیق احمد صدیقی	۱۹۵۷	ہندوستانی اخبار نویسی (کمپنی کے عہد میں)	انجمن ترقی اردو۔علی گڑھ
۱۸	نادر علی خان	۱۹۹۰	ہندوستانی پریس ۱۵۵۶ء تا ۱۹۰۰ء	اتر پردیس اردو اکادمی۔لکھنؤ
۱۹	اے۔کے پرولکر	۱۹۷۹	ہندوستان میں چھاپہ خانہ	اتر پردیس اردو اکادمی۔لکھنؤ
۲۰	طہٰ نسیم	۲۰۱۴	جدید اردو صحافت	کتب خانہ انجمن ترقی اردو۔دہلی
۲۱	سہیل انجم	۲۰۰۸	میڈیا روپ بہروپ	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس۔دہلی
۲۲	مشتاق صدف	۲۰۱۱	اردو صحافت زبان۔تیکنک۔تناظر	سنگ میل پبلی کیشنز۔لاہور
۲۳	عبدالمجید سرور	۲۰۰۰	نقش پا	رائے حبیب الرحمن
۲۴	سید عبدالسلام زینی	۲۰۰۲	اسلامی صحافت	مرکزی مکتبہ اسلامی۔دہلی
۲۵	سہیل انجم	۲۰۱۰	میڈیا اردو اور جدید رجحانات	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس۔دہلی
۲۶	ڈاکٹر خوجہ محمد اکرام الدین	۲۰۱۲	اردو میڈیا	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان۔دہلی
۲۷	کمال احمد صدیقی	۱۹۹۸	اردو ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ترسیل وابلاغ کی زبان	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان۔دہلی

APPENDIX ضمیمہ

سوال نامہ برائے تذکرہ اخبارات ورسائل

(۱)اخبار/رسالے کا نام:--

(۲)رجسٹریشن نمبر:-----------------------------------

(۳)مکمل پتہ:---

(۴)پہلے شمارے کی تاریخ اشاعت:--

(۵)اخبار/رسالے کا دورانیہ: روزنامہ/ہفت روزہ/پندرہ روزہ/ماہنامہ/سہ ماہی/ششماہی/سالانہ:

----

(٦)اخبار/رسالے کی نوعیت: ادبی/تعلیمی/سماجی/سیاسی/مذہبی/ملی/سائنسی/دیگر:----------------

(۷)تعداد اشاعت:-----------(۸)قیمت:-----------(۹)صفحات:-----------

(۱۰)اخبار/رسالے کے مالک کا نام:---

(۱۱)رہائشی پتہ:---

----

(۱۲)تعلیمی لیاقت:--

(۱۳)پیشہ وارانہ لیاقت:--

(۱۴)اعزازات:---

(۱۵)موبائل نمبر:--

(۱٦)اخبار/رسالے کے مدیر کا نام:--

(۱۷)تعلیمی لیاقت:--

(۱۸)پیشہ وارانہ لیاقت:---

(۱۹)اعزازات:--

(۲۰)موبائل نمبر:--

(۲۱)اخبار/رسالہ ہی ذریعہ معاش ہے یا کوئی دوسرا بھی ذریعہ ہے؟----------------------

----

(۲۲) آپ کے اخبار٫٫رسالے سے منسلک دیگر ارکان کے نام (خبر نگار٫٫نامہ نگار٫٫کالم نگار٫٫اداریہ نگار (ایڈیٹر کے علاوہ): --

----

----

۲۳) اخبار٫٫رسالے کے خصوصی کالم٫٫(مستقل) کالم٫٫خصوصی صفحہ (مثلاً ادبی صفحہ وغیرہ) خصوصی نمبر (مثلاً عید نمبر وغیرہ) کی تفصیل: --

----

(۲۴) کیا اخبار٫٫رسالہ آج تک جاری ہے؟ ہاں یا نہیں (اگر نہیں تو کب بند ہوا اور کیوں):

----

(۲۵) اجرا کے وقت اخبار٫٫رسالے کے مالک اور مدیر کا نام: ------------------------

----

(۲۶) کیا اخبار٫٫رسالہ کی ملکیت تبدیل ہوئی ہے؟ ہاں٫٫نہیں (اگر ہاں تو سابقہ مالک کا نام اور تبدیلی کی وجہ): --

----

(۲۷) اخبار٫٫رسالے کا مقاصد: ------------------------------

----

(۲۸) اخبار٫٫رسالہ اپنے مقصد میں کتنے فی صد کامیاب رہا؟ ------------------------

----

(۲۹) اگر نہیں تو ناکامی کی وجہ: ------------------------------

----

---

(۳۰) حالیہ اردو صحافت کے متعلق آپ کی قیمتی آرا:-----------------------------

---

---

(۳۱) حالیہ اردو صحافت میں پیش آنے والی مشکلات اور ان کا حل:-------------------

---

---

(۳۲) اردو قارعین کے متعلق آپ کی قیمتی آرا:-----------------------------------

---

---

(۳۳) مالیگاؤں کی اردو صحافت کے متعلق کوئی اہم واقعہ یا تجربہ جو آپ کے علم میں ہو:-------------

---

---

(۳۴) آپ کی نظر میں الیکٹرونک میڈیا کے اخبارات/رسائل پر کیا اثر پڑ رہے ہیں؟:-------------

---

---

(۳۵) کیا آپ مالیگاؤں کے کسی قدیم اخبار/رسالے سے واقف ہیں؟ اس کا نام:--------------

---

---

(۳۶) کیا آپ مالیگاؤں کے کسی قدیم صحافی سے واقف ہیں؟ ان کا نام:-------------------

---

----

(۳۷)مدیر اخبار/رسالہ کے مختصر حالات زندگی:-------------------------------

----

انٹرویو برائے صحافی حضرات

(۱)مکمل نام:---

(۲)قلمی نام:---

(۳)مکمل پتہ:---

(۴)موبائل نمبر:---------------------------------

(۵)تعلیمی لیاقت:--

(۶)پیشہ وارانہ لیاقت:-------------------------------------

(۷)فی الحال کس اخبار/رسالے سے منسلک ہو؟اور کس حیثیت سے؟:-----------------

----

(۸) کام کی نوعیت مدیر/خبر نگار/اداریہ نگار/کالم نگار/مضمون نگار/تبصرہ نگار/دیگر:-------------

----

(۹)میدان صحافت میں آمد کس حیثیت سے ہوئی اور کب؟ کس اخبار/رسالے کے ذریعے؟:--------

----

----

(۱۰)میدان صحافت میں آنے کا مقصد:-----------------------------

----

(۱۱)اعزازت:---------------------------------------

(۱۲) صحافتی میدان میں خدمات کی مدت:------------------------------

----

(۱۳) کسی دیگر اکبار؍رسالے میں کام کیا ہوتو اس کا نام:--------------------------

----

(۱۴) کا م کی نوعیت:---

(۱۵) مدت:--

(۱۶) حالیہ اردو صحافت کے متعلق آپ کی قیمتی آرا:---------------------------

----

----

(۱۷) حالیہ اردو صحافت میں آنے والے مسائل اور ان کا حل:----------------------

----

----

۱۸) اردو قارعین کے متعلق آپ کی رائے:----------------------------------

----

----

(۱۹) دوران صحافت آپ کی نظر میں صحافت کے متعلق کوئی خصوصی تجربہ یا اہم واقعہ:-----------

----

----

(۲۰) کیا آپ مالیگاؤں کے کسی قدیم اخبار؍رسالے سے واقف ہیں؟اس کا نام:--------------

----

----

(۲۱) کیا آپ مالیگاؤں کے کسی قدیم صحافی سے واقف ہیں؟ان کا نام:------------------

----

----

(۲۲) کیا آپ کے علم میں مالیگاؤں کی صحافت کے متعلق کوئی مواد شائع ہوا ہے؟ کب اور کہاں؟:------

----

----

(۲۳) آپ کے مختصر حالات زندگی تحریر کریں:------------------------

----

Research artical no.1

مالیگاؤں میں اردو اخبارات کا ایک سرسری جائزہ

فی زمانہ صحافت کی اہمیت گذشتہ دنوں سے زیادہ بڑھتی جارہی ہے۔وقت کے ساتھ ساتھ فن صحافت نے ترقی کی ہے۔فی زمانہ صحافت کی نئی نئی قسمیں وجود میں آرہی ہیں۔ مالیگاؤں میں اردو صحافت کم وبیش ایک صدی پر محیط ہے۔ان سو سالوں میں مالیگاؤں سے بہت سے دینی،ادبی،سیاسی اور بچوں کے ادب پر منحصر رسالے منظر عام پر آئے اسی طرح بہت سے اخبارات بھی جاری ہوئے۔ان خبارات میں سیاسی وسماجی،تعلیمی ،طبی ، دینی ، روزگار،اور بچوں کے ادب پر منحصر اخبارات شامل ہیں۔ مالیگاؤں میں اردو صحافت کی تفصیلات کو بیان کرنے کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔فی الحال اختصار کے پیش نظر مالیگاؤں سے جاری ہونے والے اخبارات اور رسائل کا ایک سرسری جائزہ پیش خدمت ہے۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت کی ابتدا ۱۹۱۲ء کے درمیان ایک دینی رسالے سے ہوئی۔مفیدالانام نامی ایک دینی رسالہ جاری ہوا جس میں اصلاحی مضامین شائع ہوتے تھے۔اس کے بعد معیار سخن (۱۹۲۳ء۔ شعری گلدستہ)افتخار سخن (۱۹۲۳ء۔شعری گلدستہ) بہار (۱۹۲۳ء۔شعری گلدستہ) تاجدار (۱۹۲۴ء۔شعری

گلدستہ) شائع ہوئے۔ابتدا میں اس میں شعرادب کی اشاعت ہوتی تھی۔ یہ رسالے اپنی اپنی انجمن کے ممبران کی تخلیقات شائع کرتے تھے۔ ۱۹۲۴ء میں ایک اہم رسالہ ''رسالہ ادب (قلمی)'' شائع ہوا۔ یہ رسالہ اپنے پہلے رسالوں ذرا مختلف تھا۔اس میں شاعری اور نثر دونوں اشاعت پذیر ہوتی تھیں۔اس طرح مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز ایک اصلاحی رسالے سے ہوا۔اس کے بعد ادبی صحافت کا آغاز ہوا۔ یہ رسائل اگرچہ زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکے مگر مستقبل کی اردو صحافت کی راہ ہموار کر گئے۔

۱۹۱۲ء سے ۱۹۳۵ء تک صرف رسائل ہی جاری ہوئے اخباری صحافت کا میدان بالکل خالی رہا۔ ۱۹۳۵ء میں مالیگاؤں کی صحافت میں ایک انقلابی دور کا آغاز ہوا۔شہر کے ایک نامور عالم دین، مصلح ،صحافی، نثر نگار مولانا عبدالحمید نعمانی نے باقائدہ اردو صحافت کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۹۳۵ء میں بیداری نام کا ایک ہفت روزہ اخبار جاری کیا۔ بیداری ایک اخبار ہی نہیں ایک مشن تھا۔ بیداری نے نہ صرف سماج میں بلکہ میدان صحافت میں بھی بیداری پیدا کردی۔مولانا نعمانی کے بیداری کے بعد اخبارات کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔اس کے بعد خان صاحب عبدالرحیم نے ۱۹۳۵ء میں ہی تاج (ہفت روزہ) جاری کیا۔محمد عمر جوش نے ۱۹۴۶ء میں آزاد، ۱۹۴۸ء میں پیغام ۱۹۵۴ء میں آرزو نامی اخبارات جاری کئے۔ یہ اخبارات سیاسی ،سماجی اور اصلاحی نوعیت کے تھے۔مالیگاؤں میں عوامی آواز پہلا اخبار ہے جو خالص سیاسی بنیاد پر جاری کیا گیا حالاں کہ اس میں ادبی ،اصلاحی اور دینی مضامین بھی اشاعت پزیر ہوتے ہیں۔ ۱۹۵۷ء میں محمد امین عشرت نے ہفت روزہ تہذیب جاری کیا۔ ۱۹۵۸ء میں عبدالمجید سرور نے تیور جاری کیا۔ ۱۹۶۰ء میں پہلا دینی اخبار نوائے مشرق جاری ہوا۔ یہ جماعت اسلامی کا آرگن تھا۔اسے پہلے احمد نسیم مینا نگری نے جاری کیا تھا بعد میں لطیف عزیز کو دے دیا۔لطیف جعفری نے کیفی نام سے ۱۹۶۳ء میں ایک ادبی اخبار جاری کیا جو بعد میں ادبی وسیاسی نوعیت اختیار کر گیا۔ ۱۹۶۵ء میں شورش (محمد عمر جوش) جرأت ۱۹۶۵ئ (اطہر الخیری)، ۱۹۶۶ء میں پسینہ (احمد نسیم مینا نگری) جاری ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں مالیگاؤں میں اردو صحافت کی تاریخ میں ایک اور اضافہ ہوا۔محمد اسمٰعیل اکبر نے ایک مزاحیہ اخبار ''اکبر ٹائمز'' جاری کیا۔ یہ پہلا مزاحیہ اخبار تھا۔اسمیں خبروں کو بھی مزاحیہ انداز سے پیش کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ان اخبارات کی بھیڑ میں ہم سب،زبان خلق، بیباک،مالیگاؤں اردو ٹائمز،سرور ٹائمز،البیاں (دینی)،السبیل (دینی۔جماعت اسلامی)،انصار ویکلی،زاہد، بے خطر وغیرہ کا اضافہ ہوا۔ان اخبارات میں زبان خلق پہلا ایسا اخبار ہے جو کچھ دنوں تک روزنامہ رہا۔مگر مستقل روزنامہ نہیں

رہا۔۱۹۷۱ئ ’’پیپلز‘‘ ڈیلی منظر عام پر آیا۔ یہ مالیگاؤں کا پہلا با قائدہ روز نامہ تھا۔اس اخبار کی ایک اور خاص بات یہ تھی کہ یہ پہلا ایسا اخبار تھا جو کسی غیر اردو داں (غیر مسلم) گووند مہا دیو سونجے نے جاری کیا تھا۔اس کے بعد شہر یار (۱۹۷۱ء۔حمید اختر)، مالیگاؤں ویکلی، ثبات (۱۹۷۲ء احمد نسیم بینا نگری)، ندائے مالیگاؤں (۱۹۷۳ء۔ نہال احمد)، انوارِ مطلع (۱۹۷۳ء۔محمد حسن مستری)، آؤ ہم سب چلیں (۱۹۷۵ء۔شبیر احمد)، ندائے بنکر (اصغر انصاری ۔ ۱۹۷۵ء) ،ڈسپلین (۱۹۷۵ ء ۔کلیم احمد دانش)، یوتھ آرگن (۱۹۷۵ء۔محمد ابراہیم)، حیات نو (سرفراز افسر۔۱۹۷۶ء)،مزدور نمائندہ (۱۹۷۶ ء ۔سرفراز افسر)ہم زباں (۱۹۷۷ء۔سرفراز افسر) شوق (اشفاق احمد۔۱۹۷۷ء)، میعار زندگی (عبدالمجید ماجد۔۱۹۷۸ء)وغیرہ اخبارات کا اضافہ ہوتا رہا ان میں کچھ اخبارات جاری رہے کچھ بند ہو گئے۔اب تک مالیگاؤں کی اردو صحافت میں صرف سیاسی، ادبی، دینی اور اصلاحی اخبارات منظر عام پر آئے۔۱۹۷۸ء سے مالیگاؤں میں تعلیمی صحافت کا آغاز ہوا۔عزیز الرحمن نے طالب علم نامی اخبار سے تعلیمی صحافت کا آغاز کیا بعد میں یہ رسالے میں تبدیل ہو گیا۔طالب علم مالیگاؤں کا پہلا تعلیمی اخبار ہے جو طلبہ کی رہنمائی کے لئے شروع کیا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں طبی صحافت کا آغاز ہوا۔حافظ محمد ذکریا نے محافظ صحت کے نام سے پہلا طبی اخبار جاری کیا جو بعد میں بند ہو گیا۔ بعد ازاں العروس (دینی۔۱۹۷۸ء۔محمد شمیم)انوار (دینی۔سنی۔محمد حسین شیدا)سٹیزن ٹائمز (۱۹۸۰ء ۔سیاسی ۔ شبیر سیٹھ) گائیڈنس (۱۹۸۰ء۔ ڈاکٹر رمضان۔سیاسی)درس وتدریس (۱۹۸۰ء۔گلا یوبی۔تعلیمی)چورن (مزاحیہ ۔۱۹۸۰ء) سلسبیل (۱۹۸۱ء۔عبدا ❋)الانصاف (۱۹۸۲ء۔ہاشم انصاری)مالیگاؤں نیوز (۱۹۸۲ء۔یوسف بھورے خان۔ سیاسی) صحت وسائنس (۱۹۸۳ء۔ڈاکٹر رمضان۔طبی)یادگار نشاط (۱۹۸۳ ء ۔مرتضیٰ انصاری۔سیاسی) تازیانہ (۱۹۸۵ء۔مبین خاں غازی۔سیاسی) وغیرہ کا اضافہ ہوا۔اب تک مالیگاؤں میں جاری ہوئے تمام اخبارات میں پیپلز ڈیلی کے علاوہ تمام اخبارات ہفت روزہ تھے۔مالیگاؤں کی اردو صحافت کسی روزنامے کا انتظار کر رہی تھی۔شہر کی آبادی میں بھی اضافہ ہو چکا تھا۔روزنامہ اخبارات کے لئے ماحول سازگار ہو چکا تھا۔ ایسے میں ایک روزنامہ ’’شامنامہ‘‘ (۱۹۸۷ء)منظر عام پر آیا۔شامنامہ نے اردو صحافت میں نئے باب کا اضافہ کر دیا۔شامنامہ مالیگاؤں کا سب سے کامیاب اردو روزنامہ اخبار بن گیا۔ ۱۹۸۷ء میں خیال انصاری نے بچوں کی لئے خیر اندیش جاری کیا۔اب تک بچوں کے کئی رسائل منظر عام پر آ چکے تھے۔خیر اندیش پہلا بچوں کا اخبار ہے جو اب تک کامیابی سے جاری ہے۔اس کے بعد مالیگاؤں کی اردو صحافت کے افق ہاشمی آواز (سیاسی۔

۱۹۸۷ء۔سمیع اللہ انصاری)ویورس ٹائمز(سیاسی۔۱۹۸۷ءمصطفی نوری)آواز مالیگاؤں(سیاسی۔۱۹۸۸ء۔ شبیر سیٹھ)ایجوکیشن نیوز(۱۹۸۸ء۔تعلیمی۔شاہد خان)تبصرہ(سیاسی۔۱۹۸۹ء۔اطہر الخیری)حالات کی زنجیر (۱۹۹۱ء۔جاوید انور۔سیاسی)مالیگاؤں افق،بلند اقبال،سر کھشا مہا سنگھ،نعمانی ٹائمز،معظم مجاہد،میٹھا میوہ وغیرہ نمودار ہوئے۔اب تک زیادہ تر اخبارات ہفت روزہ اور سیاسی نوعیت کے رہے۔۱۹۹۴ء میں ایک اخبار نے مالیگاؤں کی اردو صحافت میں نئے باب کا اضافہ کر دیا۔۱۹۹۴ء میں ثمینہ صالحاتی نے''الطاہرات''نامی ہفت روزہ اخبار جاری کر کے صحافت برائے نسواں کی داغ بیل ڈال۔الطاہرات مالیگاؤں کا ایسا پہلا اخبار تھا جو خواتین کے لئے اور خواتین کے ذریعے جاری کیا گیا۔الطاہرات صرف چند شماروں کے بعد بند ہو گیا۔مالیگاؤں میں اخبارات کی بھیڑ میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔اخبار اسلاف(دینی۔۱۹۹۵ء)نشان افق(سیاسی)،روزنامہ(روزنامہ۔ سیاسی)تحفظ ملت(سیاسی)عوامی عدالت(سیاسی)السالک ٹائمز(سیاسی)پاسبان تعلیم(تعلیمی)بین السطور (سیاسی)نوید امن(سیاسی)سن آف مالیگاؤں(سیاسی)تحصیل علم(سیاسی)ڈسپلین(روزنامہ،سیاسی)نشان ہند(سیاسی)نشان نذیر(سیاسی)ترجمان شریعت(دینی)نوید شمش(دینی)محاز(سیاسی)شب قرطاس (سیاسی)جمن ٹائمز(سیاسی)ترجمان اردو(روزنامہ۔سیاسی)محبان اردو(سیاسی)بہار سنیت(دینی۔سنی)بزم شاہین(تعلیمی،معلوماتی)آواز صداقت(سیاسی)کارپوریشن ٹائمز(سیاسی)صدائے انجمن(اسکولی)دیوان عام(سیاسی)چورن ٹائمز(مزاحیہ)حق کی روشنی(دینی)سنسنی کھوج(سیاسی)ستارۂ ادب(سیاسی)شفا نامہ(طبی)گلشن روزگار(روزگار)اتحاد ٹائمز(سیاسی)جرأت ایمان(دینی)بنکر ایکسپریس(سیاسی)مالیگاؤں ایکسپریس(سیاسی)اعلان عام(سیاسی)میدان صحافت(سیاسی جیسے اخبارات کا مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ان اخبارات میں زیادہ تر اخبارات ہفت روزہ رہے۔چند اخبارات روزنامہ،دو اخبارات پندرہ روزہ اور ایک اخبار سہ روزہ رہا۔ان اخبارات میں بہت سے اخبارات مالی مشکلات اور خسارے کے سبب بند ہو گئے۔اس عرصے میں حالیہ دہائی میں دو اخبارات نے مالیگاؤں میں اردو صحافت میں نئے باب کا اضافہ کیا۔مالیگاؤں میں اب تک صحافت برائے روزگار کے متعلق مکمل خاموشی تھی جب کہ دوسری زبانوں میں اس نوعیت کے اخبارات برسوں سے جاری ہیں۔گلشن روزگار نامی اخبار نے اس شعبے میں چھائی خاموشی کو توڑ دیا۔دوسری اہم بات یہ ہوئی کہ اسکول کے بچوں کے لئے دو اسکولوں نے اپنے ذاتی اخبارات جاری کئے ٹی۔ایم ہائی اسکول کا''آئینۂ تعلیمی مرکز''اور اے۔ٹی۔ٹی ہائی اسکول کا''صدائے انجمن''۔مگر صدائے انجمن جلد ہی خاموش ہو گئی جب کہ آئینہ

تعلیمی مرکز آج تک چمک رہا ہے۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز ایک دینی رسالہ اور ادبی صحافت سے ہوا۔ ۱۹۱۲ء میں سب سے پہلے ایک دینی رسالہ ''مفید الانام'' جاری ہوا۔ یہ ایک ماہنامہ تھا جسمیں دینی مضامین اور انجمن ہدایت الاسلام کی روداد شائع ہوتی تھی۔ اگر چہ کہ یہ رسالہ زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکا مگر اس نے مالیگاؤں میں اردو صحافت کی بنا ڈال دی۔ اس کے بعد ۱۹۲۳ء میں یکے بعد دیگرے میعار سخن، افتخار سخن اور بہار منظر عام پر آئے ان میں اول الذکر دو رسالے ماہانہ تھے جب کہ آخر الذکر رسالہ پہلے دو ماہی رہا بعد میں تین ماہی ہو گیا۔ یہ رسالے شعری گلدستے تھے۔ ان میں نثری تخلیقات شائع نہیں ہوتی تھیں۔ بہار مالیگاؤں کا پہلا دو ماہی اور سہ ماہی رسالہ تھا۔ ۱۹۲۴ء میں تاجدار اور قلمی رسالہ ادب شائع ہوا۔ رسالہ ادب مالیگاؤں کا پہلا ایسا رسالہ تھا جس میں پہلی بار نظم کے ساتھ ساتھ نثر کی بھی اشاعت ہوئی۔ رسالہ ادب کی خاص بات یہ رہی کہ یہ گیارہ سال تک جاری رہا۔ رسالہ ادب کے بعد مالیگاؤں میں ادبی صحافت کا دور شروع ہوا۔ ۱۹۴۷ء میں خورشید (ماہانہ۔ادبی) ۱۹۵۰ء پیغام (ماہانہ۔ادبی) ۱۹۶۱ء جمال (ادبی) ۱۹۶۲ء بچوں کا ساتھی (ماہانہ۔ادب اطفال) ہیرا (ادب اطفال۔ماہانہ) ۱۹۶۶ء اردو کومک (دو ماہی۔ادب اطفال) ۱۹۷۱ء نوید نو (ادبی۔سہ ماہی) ۱۹۷۳ء جلیس (ماہانہ۔سماجی) ۱۹۷۴ء نشانات (دو ماہی۔ادبی) ۱۹۷۷ء جواز (ادبی۔ماہانہ) ہم زباں ۱۹۷۷ء (ماہانہ۔ادبی) ۱۹۷۹ء، گلاب کی مہکتی مہک (ماہانہ۔ادب اطفال) روایت، ۱۹۸۰ء (ماہانہ۔ادبی) صوت الحق۔۱۹۸۱ء (ماہانہ۔دینی) گلشن۔۱۹۸۱ئ (دینی۔پندرہ روزہ) مودت۔۱۹۸۲ء، (پندرہ روزہ۔شیعہ جماعت) توازن۔۱۹۸۴ء (سہ ماہی۔ادبی) نامہ بر۔۱۹۹۳ء (ماہانہ۔ادبی) نعمت قرآن۔۱۹۹۳ء (ماہانہ۔دینی) العدل۔۱۹۹۳ء (ماہانہ۔دینی) جل پری۔۱۹۹۷ء (ادب اطفال۔ماہانہ) فاتح عالم۔۲۰۰۱ء (ماہانہ۔سیاسی) گلشن اطفال۔۲۰۰۷ء (ماہانہ۔ادب اطفال) رفتار ادب۔۲۰۱۴ء (دو ماہی۔ادبی) محبان ادب۔۲۰۱۴ء (ماہانہ۔ادب اطفال) گلشن خواتین۔۲۰۱۵ئ 2015ء (ماہانہ۔خواتین) مدرس۔۲۰۱۵ء (ہفت روزہ۔تعلیمی)۔ ان زائد از سو سالوں میں ادبی اور دینی صحافت کے ساتھ ساتھ کئی دروازے کھلے۔ بچوں کا ساتھی پہلا رسالہ برائے ادب اطفال رہا۔ فاتح عالم نے مالیگاؤں میں سیاسی رسالے کی بنیاد ڈالی اگر چہ کہ یہ بنیاد بہت کچی ثابت ہوئی۔ وہیں گلشن خواتین نے صحافت برائے نسواں کا باب کھول دیا مگر یہ باب بھی بہت جلد بند ہو گیا۔ طالب علم نے تعلیمی رسالے کی حیثیت سے اپنا نام درج کرایا۔ ان زائد از سو سالوں میں مالیگاؤں میں

۴۰ رسائل جاری ہوئے۔جن میں اب صرف پانچ رسائل جاری ہیں۔صوت الحق (دینی)گلشن طفال (ادب اطفال) بیباک (ادبی) گلشن نعمانی (دینی) طالب علم (تعلیمی) مدرس (تعلیمی) ہیں۔مالیگاؤں میں اگر چہ اردو صحافت کی ابتدا رسائل سے ہوئی مگر رسائل سے زیادہ سرسبز وشاداب میدان اخبارات کا رہا۔

Research Artical no.2

مالیگاؤں میں اردو اخبارات ورسائل پر ایک طائرانہ نظر

مالیگاؤں میں اردوصحافت کی ابتدا ،۱۹۱۱ء اور ۱۹۱۲ء کے درمیان ایک دینی رسالے سے ہوئی۔مفید الانام نامی ایک دینی رسالہ جاری ہوا جس میں اصلاحی مضامین ہوتے تھے۔اس کے بعد یکے بعد دیگرے میعار سخن (۱۹۲۳ء۔شعری گلدستہ)افتخار سخن(۱۹۲۳ء۔شعری گلدستہ) بہار (۱۹۲۳ء۔شعری گلدستہ) تاجدار (۱۹۲۴ء۔شعری گلدستہ) شائع ہوئے۔ابتدا میں اس میں شعرادب کی اشاعت ہوتی تھی۔یہ رسالے اپنی اپنی انجمن کے ممبران کی تخلیقات شائع کرتے تھے۔۱۹۲۴ء میں ایک اہم رسالہ ''رسالہ ادب (قلمی)'' شائع ہوا۔یہ رسالہ اپنے پہلے رسالوں ذرا مختلف تھا۔اس میں شاعری اور نثر دونوں اشاعت پذیر ہوتی تھیں۔اس طرح مالیگاؤں میں اردوصحافت کا آغاز ایک اصلاحی رسالے سے ہوا۔اس کے بعد ادبی صحافت کا آغاز ہوا۔یہ رسائل اگر چہ زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکے مگر مستقبل کی اردوصحاف کی راہ ہموار کر گئے۔

۱۹۱۲ء سے ۱۹۳۵ء تک صرف رسائل ہی جاری ہوئے اخباری صحافت کا میدان بالکل خالی پڑا رہا۔ ۱۹۳۵ء میں مالیگاؤں کی صحافت میں ایک انقلابی دور کا آغاز ہوا۔شہر ایک نامور عالم دین، مصلح ،صحافی ،نثر نگار مولانا عبدالحمید نعمانی نے باقائدہ اردوصحافت کا سنگ بنیاد رکھا۔۱۹۳۵ء میں بیداری نام کا ایک ہفت روزہ اخبار جاری کیا۔بیداری ایک اخبار ہی نہیں ایک مشن تھا۔بیداری نے نہ صرف سماج میں بلکہ میدان صحافت میں بھی بیداری پیدا کردی۔مولانا نعمانی کے بیداری کے بعد اخبارات کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔اس کے بعد خان صاحب عبدالرحیم نے ۱۹۳۵ء میں ہی تاج (ہفت روزہ) جاری کیا۔محمد عمر جوشؔ نے ۱۹۴۶ء میں آزاد، ۱۹۴۸ء میں پیغام ۱۹۵۴ء میں آرزو نامی اخبارات جاری کئے۔یہ اخبارات سیاسی ،سماجی اور اصلاحی نوعیت کے تھے۔مالیگاؤں میں عوامی آواز پہلا اخبار ہے جو خالص سیاسی بنیاد پر جاری کیا گیا حالاں کہ اس میں ادبی،اصلاحی اور دینی مضامین بھی اشاعت پذیر ہوتے ہیں۔۱۹۵۷ء میں محمد امین عشرت نے ہفت روزہ تہذیب جاری کیا۔۱۹۵۸ء میں عبدالمجید سرور نے تیور جاری کیا۔۱۹۶۰ء میں پہلا دینی اخبار نوائے مشرق جاری

ہوا۔ یہ جماعت اسلامی کا آرگن تھا۔ اسے پہلے احمد نسیم مینا نگری نے جاری کیا تھا بعد میں لطیف عزیز کو دے دیا۔ لطیف جعفری نے کیفی نام سے ۱۹۶۳ء میں ایک ادبی اخبار جاری کیا جو بعد میں ادبی وسیاسی نوعیت اختیار کر گیا۔ ۱۹۶۵ء میں شورش (محمد عمر جوشؔ) جرأت ۱۹۶۵ء (اطہرالخیری)، ۱۹۶۶ء میں پسینہ (احمد نسیم مینا نگری) جاری ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں مالیگاؤں میں اردو صحافت کی تاریخ میں ایک اور اضافہ ہوا۔ محمد اسمٰعیل اکبر نے ایک مزاحیہ اخبار ''اکبر ٹائمز'' جاری کیا۔ یہ پہلا مزاحیہ اخبار تھا۔ اسمیں خبروں کو بھی مزاحیہ انداز سے پیش کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ ان اخبارات کی بھیڑ میں ہم سب، زبان خلق، بیباک، مالیگاؤں اردو ٹائمز، سرور ٹائمز، البیاں (دینی)، السبیل (دینی۔ جماعت اسلامی)، انصار ویکلی، زاہد، بے خطر وغیرہ کا اضافہ ہوا۔ ان اخبارات میں زبان خلق پہلا ایسا اخبار ہے جو کچھ دنوں تک روزنامہ رہا۔ مگر مستقل روزنامہ نہیں رہا۔ ۱۹۷۱ء ''پیپلز'' ڈیلی منظر عام پر آیا۔ یہ مالیگاؤں کا پہلا باقائدہ روزنامہ تھا۔ اس اخبار کی ایک اور خاص بات یہ تھی کہ یہ پہلا ایسا اخبار تھا جو کسی غیر اردو داں (غیر مسلم) گووند مہادیو سونجے نے جاری کیا تھا۔ اس کے بعد شہر یار (۱۹۷۱ء۔ حمید اختر)، مالیگاؤں ویکلی، ثبات (۱۹۷۲ء احمد نسیم مینا نگری)، ندائے مالیگاؤں (۹۱۷۳ء۔ نہال احمد)، انوارِ مطلع (۱۹۷۳ء۔ محمد حسن مستری)، آؤ ہم سب چلیں (۱۹۷۵ئ۔ شبیر احمد)، ندائے بنکر (اصغر انصاری۔ ۱۹۷۵ء)، ڈسپلین (۱۹۷۵ء۔ کلیم احمد دانش)، یوتھ آرگن (۱۹۷۵ء۔ محمد ابراہیم)، حیات نو (سرفراز افسر۔ ۱۹۷۶ء)، مزدور نمائندہ (۱۹۷۶ء۔ سرفراز افسر) ہم زباں (۱۹۷۷ء۔ سرفراز افسر) شوق (اشفاق احمد۔ ۱۹۷۷ء)، میعار زندگی (عبدالمجید ماجد۔ ۱۹۷۸ء) وغیرہ اخبارات کا اضافہ ہوتا رہا ان میں کچھ اخبارات جاری رہے کچھ بند ہو گئے۔ اب تک مالیگاؤں کی اردو صحافت میں صرف سیاسی، ادبی، دینی اور اصلاحی اخبارات منظر عام پر آئے۔ ۱۹۷۸ء سے مالیگاؤں میں تعلیمی صحافت کا آغاز ہوا۔ عزیز الرحمن نے طالب علم نامی اخبار سے تعلیمی صحافت کا آغاز کیا بعد میں یہ رسالے میں تبدیل ہو گیا۔ طالب علم مالیگاؤں کا پہلا تعلیمی اخبار ہے جو طلبہ کی رہنمائی کے لئے شروع کیا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں طبی صحافت کا آغاز ہوا۔ حافظ محمد ذکریا نے محافظ صحت کے نام سے پہلا طبی اخبار جاری کیا جو بعد میں بند ہو گیا۔ بعد ازاں العروس (دینی۔ ۱۹۷۸ء۔ محمد شمیم) انوار (دینی۔ سنی مسلک۔ محمد حسین شیدا) سٹی زن ٹائمز (۱۹۸۰ء۔ سیاسی۔ شبیر سیٹھ) گائیڈنس (۱۹۸۰ء۔ ڈاکٹر رمضان۔ سیاسی) درس وتدریس (۱۹۸۰ء۔ گل ایوبی۔ تعلیمی) چورن (مزاحیہ۔ ۱۹۸۰ء) سلسبیل (۱۹۸۱ء۔ عبدا ❋) الانصاف (۱۹۸۲ء۔ ہاشم انصاری) مالیگاؤں نیوز (۱۹۸۲ء۔ یوسف بھورے خان۔ سیاسی)

صحت وسائنس(۱۹۸۳ء۔ڈاکٹر رمضان۔طبی)یادگار نشاط(۱۹۸۳ء۔مرتضیٰ انصاری۔سیاسی)تازیانہ(۱۹۸۵ء۔مبین خاں غازی۔سیاسی)وغیرہ کا اضافہ ہوا۔اب تک مالیگاؤں میں جاری ہوئے تمام اخبارات میں پیپلز ڈیلی کے علاوہ تمام اخبارات ہفت روزہ تھے۔مالیگاؤں کی اردوصحافت کسی روزنامے کا انتظار کررہی تھی۔شہر کی آبادی میں بھی اضافہ ہو چکا تھا۔روزنامہ اخبارات کے لئے ماحول سازگار ہو چکا تھا۔ایسے میں ایک روزنامہ'' شامنامہ''(۱۹۸۷ء) منظر عام پر آیا۔شامنامہ نے اردوصحافت میں نئے باب کا اضافہ کردیا۔ شامنامہ مالیگاؤں کا سب سے کامیاب اردوروزنامہ اخبار بن گیا۔۱۹۸۷ء میں خیال انصاری نے بچوں کی لئے خیراندیش جاری کیا۔اب تک بچوں کے کئی رسائل منظر عام پر آچکے تھے۔خیراندیش پہلا بچوں کا اخبار ہے جو اب تک کامیابی سے جاری ہے۔اس کے بعد مالیگاؤں کی اردوصحافت کے افق ہاشمی آواز (سیاسی۔۱۹۸۷ء۔ سمیع اللہ انصاری)ویورس ٹائمز(سیاسی۔۱۹۸۷ء مصطفی نوری) آواز مالیگاؤں (سیاسی۔۱۹۸۸ء۔شبیر سیٹھ) ایجوکیشن نیوز(۱۹۸۸ء۔تعلیمی۔شاہد خان)تبصرہ(سیاسی۔ ۱۹۸۹ء ۔اطہر الخیری)حالات کی زنجیر(۱۹۹۱ء ۔جاوید انور۔سیاسی)مالیگاؤں افق، بلند اقبال،سرکھشا مہاسنگھ،نعمانی ٹائمز،معظم مجاہد،میٹھا میوہ وغیرہ نمودار ہوئے۔اب تک زیادہ تر اخبارات ہفت روزہ اور سیاسی نوعیت کے رہے۔ ۱۹۹۴ء میں ایک اخبار نے مالیگاؤں کی اردوصحافت میں نئے باب کا اضافہ کردیا۔ ۱۹۹۴ء میں ثمینہ صالحاتی نے'' الطاہرات'' نامی ہفت روزہ اخبار جاری کر کے صحافت برائے نسواں کی داغ بیل ڈال ۔ الطاہرات مالیگاؤں کا ایسا پہلا اخبار تھا جو خواتین کے لئے اور خواتین کے ذریعے جاری کیا گیا۔الطاہرات صرف چند شماروں کے بعد بند ہو گیا۔مالیگاؤں میں اخبارات کی بھیڑ میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔اخبار اسلاف(دینی۔ ۱۹۹۵ء)نشان افق(سیاسی)،روزنامہ(روزنامہ۔سیاسی)تحفظ ملت(سیاسی)عوامی عدالت(سیاسی)السالک ٹائمز(سیاسی) پاسبان تعلیم (تعلیمی) بین السطور(سیاسی) نوید امن(سیاسی)سن آف مالیگاؤں(سیاسی)تحصیل علم(سیاسی) ڈسپلین(روزنامہ،سیاسی)نشان ہند(سیاسی) نشان نذیر(سیاسی) ترجمان شریعت(دینی)نوید شمش(دینی) محاذ(سیاسی) شب قرطاس(سیاسی) جمن ٹائمز(سیاسی) ترجمان اردو(روزنامہ۔سیاسی)محبان اردو (سیاسی)بہار سنیت(دینی۔سنی)بزم شاہین (تعلیمی،معلوماتی) آواز صداقت(سیاسی) کارپوریشن ٹائمز (سیاسی)صدائے نجمن (اسکولی)دیوان عام(سیاسی)چورن ٹائمز(مزاحیہ)حق کی روشنی(دینی)سنسنی کھوج (سیاسی) ستارۂ ادب(سیاسی) شفا نامہ(طبی) گلشن روزگار(روزگار)اتحاد ٹائمز(سیاسی) جرأت ایمان

(دینی) بنکر ایکسپریس (سیاسی) مالیگاؤں ایکسپریس (سیاسی) اعلان عام (سیاسی) میدان صحافت (سیاسی) جیسے اخبارات کا مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ان اخبارات میں زیادہ تر اخبارات ہفت روزہ رہے۔چند اخبارات روزنامہ، دو اخبارات پندرہ روزہ اور ایک اخبار سہ روزہ رہا۔ان اخبارات میں بہت سے اخبارات مالی مشکلات اور خسارے کے سبب بند ہو گئے۔اس عرصے میں حالیہ دہائی میں دو اخبارات نے مالیگاؤں میں اردو صحافت میں نئے باب کا اضافہ کیا۔مالیگاؤں میں اب تک صحافت برائے روزگار کے متعلق مکمل خاموشی تھی جب کہ دوسری زبانوں میں اس نوعیت کے اخبارات برسوں سے جاری ہیں۔گلشن روزگار نامی اخبار نے اس شعبے میں چھائی خاموشی کو توڑ دیا۔دوسری اہم بات یہ ہوئی کہ اسکول کے بچوں کے لئے دو اسکولوں نے اپنے ذاتی اخبارات جاری کئے ٹی۔ایم ہائی اسکول کا ''آئینۂ تعلیمی مرکز'' اور اے۔ٹی۔ٹی ہائی اسکول کا ''صدائے انجمن''۔مگر صدائے انجمن جلد ہی خاموش ہو گئی جب کہ آئینۂ تعلیمی مرکز آج تک چمک رہا ہے۔

مالیگاؤں میں اردو صحافت کا آغاز ایک دینی رسالہ اور ادبی صحافت سے ہوا۔۱۹۱۲ء میں سب سے پہلے ایک دینی رسالہ ''مفیدالانام'' جاری ہوا۔یہ ایک ماہنامہ تھا جسمیں دینی مضامین اور انجمن ہدایت الاسلام کی روداد شائع ہوتی تھی۔اگر چہ کہ یہ رسالہ زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکا مگر اس نے مالیگاؤں میں اردو صحافت کی بناڈال دی۔اس کے بعد ۱۹۲۳ء میں یکے بعد دیگرے میعار سخن، افتخار سخن اور بہار منظر عام پر آئے ان میں اول الذکر دو رسالے ماہانہ تھے جب کہ آخر الذکر رسالہ پہلے دو ماہی رہا بعد میں تین ماہی ہو گیا۔یہ رسالے شعری گلدستے تھے۔ان میں نثری تخلیقات شائع نہیں ہوتی تھیں۔بہار مالیگاؤں کا پہلا دو ماہی اور سہ ماہی رسالہ تھا۔۱۹۲۴ء میں تاجدار اور قلمی رسالہ ادب شائع ہوا۔رسالہ ادب مالیگاؤں کا پہلا ایسا رسالہ تھا جس میں پہلی بار نظم کے ساتھ ساتھ نثر کی بھی اشاعت ہوئی۔رسالہ ادب کی خاص بات یہ رہی کہ یہ گیارہ سال تک جاری رہا۔رسالہ ادب کے بعد مالیگاؤں میں ادبی صحافت کا دور شروع ہوا۔ ۱۹۴۷ء میں خورشید (ماہانہ۔ادبی) ۱۹۵۰ء پیغام (ماہانہ۔ادبی) ۱۹۶۱ء جمال (ادبی) ۱۹۶۲ء بچوں کا ساتھی (ماہانہ۔ادب اطفال) ہیرا (ادب اطفال۔ماہانہ) ۱۹۶۶ء اردو کومک (دو ماہی۔ادب اطفال) ۱۹۷۱ء نوید نو (ادبی۔سہ ماہی) ۱۹۷۳ء جلیس (ماہانہ۔سماجی) ۱۹۷۴ء نشانات (دو ماہی۔ادبی) ۱۹۷۷ء جواز (ادبی۔ماہانہ) ہم زباں ۱۹۷۷ء (ماہانہ۔ادبی) ۱۹۷۹ء، گلاب کی مہک (ماہانہ۔ادب اطفال) روایت، ۱۹۸۰ء (ماہانہ۔ادبی) صوت الحق۔۱۹۸۱ء (ماہانہ۔دینی) گلشن۔۱۹۸۱ء (دینی۔پندرہ روزہ) مودت۔۱۹۸۲ء، (پندرہ روزہ۔شیعہ جماعت) توازن۔۱۹۸۴ء (سہ ماہی۔ادبی) نامہ بر۔۱۹۹۳ء (ماہانہ۔ادبی) نعمت قرآن۔۱۹۹۳ء (ماہانہ

۔دینی)العدل۔ ۱۹۹۳ء (ماہانہ ۔ دینی) جل پری۔ ۱۹۹۷ء (ادب اطفال۔ماہانہ)فاتح عالم ۔۲۰۰۱ء(ماہانہ۔سیاسی)گلشن اطفال۔ ۲۰۰۷ء (ماہانہ ۔ادب اطفال) رفتار ادب ۔ ۲۰۱۴ء(دو ماہی ۔ادبی) محبان ادب۔ ۲۰۱۴ء (ماہانہ۔ادب اطفال)گلشن خواتین ۔ ۲۰۱۵ء(ماہانہ۔خواتین)مدرس۔۲۰۱۵ء (ہفت روزہ۔تعلیمی)۔ان زائد از سو سالوں میں ادبی اور دینی صحافت کے ساتھ ساتھ کئی دروازے کھلے۔بچوں کا ساتھی پہلا رسالہ برائے ادب اطفال رہا۔فاتح عالم نے مالیگاؤں میں سیاسی رسالے کی بنیاد ڈالی اگرچہ کہ یہ بنیاد بہت کچی ثابت ہوئی۔وہیں گلشن خواتین نے صحافت برائے نسواں کا باب کھول دیا مگر یہ باب بھی بہت جلد بند ہوگیا۔طالب علم نے تعلیمی رسالے کی حیثیت سے اپنا نام درج کرایا۔ان زائد از سو سالوں میں مالیگاؤں میں ۴۰ رسائل جاری ہوئے ۔جن میں اب صرف پانچ رسائل جاری ہیں ۔صوت الحق (دینی)گلشن طفال (ادب اطفال) بیباک (ادبی)گلشن نعمانی (دینی) طالب علم (تعلیمی) مدرس (تعلیمی) ہیں۔ مالیگاؤں میں اگرچہ اردو صحافت کی ابتدا رسائل سے ہوئی مگر رسائل سے زیادہ سرسبز و شاداب میدان اخبارات کا رہا۔